بعون خلاق انفس و آفاق و حکیم علی الاطلاق و رافع سبع طباق

درینولا بموجب رغبت طالبین و شائقین کتاب لاجواب فیض انتساب مسمّی باسم تاریخی

حدیقۂ تحقیق مشرب سنّی

از تصانیف عالیجناب نصفت و عدالت نشان مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

در مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنؤ باہتمام مولوی محمد علی مالک مطبع طبع شد

چند غزلہاے طبعزاد جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

نمبر ۱

گلے هستم ز گلزار محمدؐ — برآید کار من [illegible] کار محمدؐ

محمدؐ را شفاعت خواه دیدم — علیؑ را [illegible] یار محمدؐ

رجوع فرع باشد تا به اصلش — منم مشتاق دیدار محمدؐ

خوشا وقتے که دیدم دست خود را — بدست فیض آثار محمدؐ

شفاعت وعده کرد او از سر لطف — تسلی شد ز اقرار محمدؐ

چه اندیشه ز هر حاجت که دارم — علیؑ باشد چو مختار محمدؐ

علیؑ دارد کرم بر حال آزاد — چه خوش قربے بگلزار محمدؐ

نمبر ۲

کار دنیا بکام خود دارم — جام جم را بجام خود دارم

خواب دوشین ز لبش مرا بنواخت — بخت و دولت بنام خود دارم

صدر مجلس شدم بخواب امشب — نغمهٔ خوش بپیام خود دارم

نیست امرے که در تصرف نیست — وحشیان را بدام خود دارم

گر بیاید ببام من امشب — صبح دولت بشام خود دارم

رفته رفته رسیده ام اینجا — عرش اعلیٰ مقام خود دارم

زود باشم ز قید حرص آزاد — هر چه خواهم بدام خود دارم

نمبر ۳

بقرب او که رسیدم ز خود بعید شدم
خودی چو ترک نمودم بسے بعید شدم

بسوے هر که برفتم ز بس ملا[illegible] شدم
بسوے خویش چو باز آمدم پدید شدم

کدام جاست در اینجا که جلوه گاه او نیست
ملاحظه که نمودم در آن وحید شدم

مثال باللطف بکرد او که بود مرا طلبید
ز فیض بحر سخائش در فرید شدم

ز رنج و فکر تعلق حیات شدم آزاد
که من معاف از آن وعده وعید شدم

نمبر ۴

ز انجیل جلی تحریر تو کن
محبت با عدو تسخیر تو کن

تو خود نیکی و نیکی کن بحق هم
نکوئی با بدان تعزیر تو کن

من و او هم گناهم جمله یک هست
بپیشش رو همین تقریر تو کن

چو مسکین و حزین باشد تر اول
ز صحبت نیک وان تفسیر تو کن

ترحم بر غریبان نقش دل ساز
برائے حفظ خود تدبیر تو کن

بخواب دوش دیدم زلف او را
مقید کرد یا التعبیر تو کن

ولے آوا ه دارم نا مقید
چو پیشت آمدم نخچیر تو کن

بدرگاهت رسیدم طالب خیر
گدائے پیر را توقیر تو کن

چو عفوش بر تر آمد از گناهات
چه پروا با شدت تقصیر تو کن

دلت بوسیده گشته از گناهان
ازین دل بیرون آ تعمیر تو کن

خوشا وقتے که گوئی تو به آزاد
بیا اے عاشقم زنجیر تو کن

نمبر ۵

امداد فضل تو چو بود پناه ما
ما را چه خوف هست ز کار تباه ما

هر چند واجب ست سزای گناه من
اما که عفو تو بزداید گناه ما

آن بیت اقدسی که دران انبیا بدند
تعظیم آن مکان بودم در نگاه ما

انچه که وعده بود بذات تو شد وفا
دانم تو ئی مسیح ز رب اله ما

ای ذات احمدی که لقب تو سراج
سوء عود رهنما ز رسول اله ما

جانم فدای نام تو ای شاه کربلا
ظلمی که بر تو رفت گواه است آه ما

هیهات گر بنجف نروم تا تمام عمر
آزاد در دل پرسان تا لشاه ما

نمبر ۶

پیر یست و یا در فرشتگان هم
هر لحظه انکار این و آن هم

بوسه ندهی دهی تو دشنام
بے انس مشو و بد زبان هم

مغرور مشو بکار دنیا
ماند نه مکین نه این مکان هم

هر شی که نظر کنم بعالم
مقصود توئی ز دل و جان هم

بیشبهه مرا تو دوست داری
معلوم ز چشم ابروان هم

ایجان اگر تو خوف داری
بیخوف روی و شادمان هم

آزاد توئی وحید دوران
در فضل و هنر و خاندان هم

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

حدّ تحقیق بمشرب سُنّی
۱۲۹۴

اس تحریر کا نام تاریخی حدّ تحقیق بمشرب سُنّی ہے کہ جو سید وحید الدین احسان بہادر آزاد نے بمقام تیورہ قریب داناپور کے مرتب کیا اور اس نام سے سال ۱۲۹۴ھ ہجری کا بحساب ابجد کے نکلتا ہے اور یہ تحریر مشتمل ہے اوپر ۱۳۴ فصلوں کے جو کہ عدد ہے حق گو کا۔

فصل ۱

رُباعی

ہر روز یکے زور در آید کہ منم	خود را بجہانیان نماید کہ منم
چون کار جہان بر و قرارے گیرد	ناگاہ اجل زور در آید کہ منم

اس ہستی موہوم پر کہ ایک وجود بین العدمین ہی ہم بہت متحیر ہین کہ ہم قبل

اپنی پیدائش کے کیا تھے اور کہان تھے اور اس دنیا مین جو آئے تو بخودی خود
ہین یا کیا اور جب ہم دنیا سے چلے جائینگے تو انجام کار کیا ہوگا بہر حال آدمی جو
ظاہر بصفت عقل کے دیگر حیوانات سی ممتاز ہے سو ہدایت اوسی عقل سے
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو ہر حال مین پابندی صدق و راستی کی ضرور ہے
اگر سچ بولنا لازم کیا جائے تو سچ سمجھنا بھی نصیب ہو سکتا ہے۔

الراقمہ

چہ شی ہستم کجا بودم چہ انجام است در آخر	زبس مشکل ازین دریا رسیدن تا بساحلہا
زبان تا در دہان داری نگوئی جز کلام حق	کلام راست تاثیری دہد بس در ہمہ دلہا

فصل ۲

میل طبیعی ہمارا ابتدائے سن شعور سے بطرف خیالات مذہبی کے ہی کہ اس داعیہ
شوق سے انواع مذاہب کی کتابین نظر سے گذرین اور دلائل موافق و مخالف
دہریہ و طبیعی اور موحد بلا تقلید اور اقسام بت پرستان و یہود و اقسام نصاری
و اقسام مسلمانان کے بقدر وسع اپنے خوب غور کیا اور ضرورت اس غور کی یہ معلوم
ہوئی کہ آخر دنیا چھوڑ جانا ہی تو ضرور ہے کہ ساتھ کسی ایک اعتقاد مستقل کے
اس دنیا سے جائین اور بڑی حیرت کی بات یہ ہی کہ ہر فرقہ مین علماء کامل او صاحب
دیانت اور راست پسند دیکھے جاتے ہین تو پھر یہ اختلاف کیسا ہی مگر بات یہ
معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسائل دنیوی مثل تعلیم صدق و عدالت وغیرہ کے از قسم
تجربیات ظاہری کے ہین تو اسواسطے اس علم معاش مین کچھ اختلاف نہین ہے
خلاف اوسکے مذہب کہ جو نام ہے علم متعلق بعد مرگ کا کہ جسکو علم معاد کہتے ہین اور
حال بعد مرگ کا محسوسات سی نہین ہے کہ اسی سبب سی ایک ایک فرقہ جدا گانہ

قائم ہوا اور ہر فرقہ کی بافت جدا جدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کیجاے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اسواسطے مختصراً اپنا اعتقاد
ہم یہ لکھتے ہین کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے
اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی
ایسی ملکی صفات ہی کہ اگر ہم اونکو خدا نہ کہین تو اونکو ہم مجرد آدمی بہی نہین کہہ
سکتے ہین کہ اونکے صفات عام ظاہرا قوت بشری سے بہت زاید ہین اور سوا
اسکے چارہ نہین ہے کہ اونکو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کرلین اور قران شریف
مین جو ذکر اونکا بہ لفظ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ہی سو اس سے زیادہ ہم کیا
کہسکتے ہین اور توریت و زبور وغیرہ مین پیشین گوئیان نسبت اونکی اس کثرت سے
ہین کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح بہ نشان بادشاہ
یہودان کے اون پیشین گوئیون مین مذکور ہین اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری
نہ تھی تو اس وجہ سی حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہین سمجھتے ہین حالانکہ بہت
بادشاہان اونکی امت کے بادشاہان یہود ہو گذرے ہین اور ابتک موجود ہین
اور اوسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہی کہ اوس سے
حقیت دین اسلام محمدی کی بہی بخوبی تمام ثابت ہی اور چونکہ اس رسالہ مین کوئی
بحث خاص نسبت حقیت اسلام کے نہین ہے اسواسطے نشان دینا اون
پیشین گوئیون کا اس رسالہ مین کچھ ضرور نہین معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم
کر لینے حقیت دین اسلام محمدی کے ہی —

لراقمہ

انچہ کہ وعدہ بود بذات تو شد وفا	دانم تو ئی مسیح زرب آکہ ما
اے ذات احمدی کہ تعبد ترا احب	موعود رہنما و رسولے براہ ما

فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سُنی مشرب ہین تو ہم مناسب سمجھتے ہین
کہ ہم اپنا اعتقاد لکھہ جائین کہ درمیان خلفاے ثلثہ اور حضرت علی علیہ السلام کے
کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہین اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہی کہ کسی امر کو اپنی طرف
سے ثابت کرنا ہم پسند نہین کرتے ہین بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ مین ثابت معلوم
ہو سو اوسکی ہم پیروی کرتے ہین اَلْحَقُّ اَحَقُّ بِالْاِتِّبَاعِ وَلَوْ کَانَ خِلَافَ الْجُمْهُوْرِ
اور ہم دیکھتے ہین کہ اکثر علماء اہلسنت معاویہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام تبرا
اہلبیت سی برکنار ہوکر راہ کج اختیار کرتے ہین سو اسواسطے ہمکو کچھ تقلید اونکی
نہین ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے او[illegible]
تاریخ صحیح کے ہی اور امید قدردانی کی اون لوگون سے زیادہ تر ہی جو کہ قرآن
اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہین
اور تعصب سے برکنار ہین اور امید ہے کہ بقول اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی
مَنْ قَالَ کے صاحبان انصاف اسبات کو مدنظر رکھینگے کہ ہم کیا کہتے ہین اور نہ
یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہیت اور بہ نسبت ترک تقلید علماء اہلسنت کے سُنی لوگ ہمکو
مورد الزام نہین کرسکتے ہین کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت مین کاغذ قلم
واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت
کرتا ہی بس [illegible] حضرت عمر نے وصیت آخرین رسول کو بمقابلہ قرآن کے غیر ضروری
[illegible]

فصل ۵

خلاصہ ہمارے اعتقاد کا یہ ہے کہ حدیث خلافت کی دو طور پر وارد ہے ایک خلافت سیئ سالہ کہ جو حضرت ابوبکر سے چھ سات مہینیان زمان خلافت حضرت امام حسنؑ تک ختم ہوئی اور دوسری خلافت دوازدہ گانہ کہ جو حضرت علی سے حضرت امام مہدیؑ تک پہونچتی ہے کہ جنکو دوازدہ امام کہتے ہین پس حضرت علی باعتبار خلافت ظاہری سی سالہ کے خلیفہ چہارم اور باعتبار خلافت ائمہ دوازدہ گانہ کے خلیفہ یعنی امام اول ہین اور بمقتضای حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے حضرت علیؑ اوسیطرح پر مولی خلفائے ثلثہ کے ہین کہ جسطرح حضرت پیغمبر خدا ان خلفاء کے مولی ہین **شعر** دو تاؤ یکے چون زبان قلم * علی و نبی ہر دو نسبت بہم * پس خلفائے ثلثہؓ کو حضرت علی سے کچھ رتبہ ہمسری کا نہین ہے اور تصریح ان سب مراتب کی آیندہ ہوگی۔

فصل ٦

ایک مورخ خوب لکھتا ہے کہ اختلاف مسلمانون کا اول اول خلافت ابوبکرؓ سے ہوا سو یہ امر واقعی دیکھا جاتا ہے کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی اصل منشا سب اختلافات کی ہوئی یہان تک کہ سُنی لوگ بضرورت اثبات حقیت خلافت ابوبکرؓ کی توہین و تنقیص شان علیؑ اور اہلبیت مین مبتلا ہوگئے اور شیعہ لوگ ان خلفاے ثلثہ کو غاصب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ علماے اہل سنت کے کوئی لفظ مولی و اہلبیت و عترت و آیت مباہلہ و آیت تطہیر وغیرہ کی ایسی نہین ہے کہ جسکے معنی بنانے مین کوشش نہین کرتے ہون اور کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہے کہ جسکی حمایت نکرتے ہون یہان تک کہ بہیئت مجموعی تمام تحریرات علمای اہل سنت سے

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ان لوگون کو ساتھ حضرت علی اور اہلبیت کے کچھ کھنس یعنے عناد و عداوت ہو حالانکہ اگر خلافت حضرت ابو بکرؓ کی کسی طرح پر صحیح تسلیم کرلیجائے تو درحقیقت کچھ حاجت اسقدر کشش و کوشش کی واسطے توہین اور کسر شان علی کے نہین ہے اور فی الواقع شان حیدری اسقدر ارفع و اعلی ہے کہ خلافت ظاہری اگر حضرت علیؑ کو بعد پیغمبر خدا کے نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان اونکا نہین ہے۔ بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند	میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۷

حضرت علی اپنے چچازاد بھائی پیغمبر خدا کے اور بیٹا ابو طالب چچا پیغمبر صاحب کے ہین کہ جو محسن اور مربی پیغمبر خدا کے تھے کہ اس روسے حضرت علی صراحۃ محسن زادہ حضرت رسول کے ہین اور حضرت علی شوہر فاطمہ بنت رسول اللہ کے ہین اور اگر حضرت ابو بکر کو شرف اسبات کا ہو کہ حضرت عائشہ زوجہ رسولخداؐ کی بیٹی اونکی تھین تو یہ شرف بمقابلہ حضرت علیؑ کے کیا ہے کہ خود بیٹی رسول اللہ کی زوجہ حضرت علی کی ہین اور اسی بنیاد پر جواب موہم ایک عالم کا ہوا کہ جب ایک شخص نے اوس عالم سے پوچھا کہ ابو بکرؓ افضل ہین یا علیؑ تو اوس عالم نے کہا من بنتہ فی بیتہ یعنی وہ شخص افضل ہے کہ بیٹی اوسکی اوسکے گھر مین ہو اور یہ جواب ایسا ہے کہ اگر یہ مراد لیا جاسے کہ بیٹی پیغمبر خدا کی اوسکے گھر مین ہو تو حضرت علیؑ افضل ہین اور اگر یہ مراد ہو کہ جسکی بیٹی پیغمبر خدا کے گھر مین ہو تو حضرت ابوبکر افضل ہین اور ظاہر ہے کہ بیٹی دینا بغیر پسندیدگی کمال درجہ شخص منسوب الیہ کے نہین ہوسکتا بخلاف بیٹی لینے کے کہ اوسمین شرف اور بزرگی بدرجہ زیادہ کو

چندان دخل نہین ہے کہ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان اور صفیہ دختر ایک یہودی کی تھین کہ یہ سب بھی منجملہ ازواج حضرت رسول کے ہین پس کیا ابوسفیان اور اوس یہودی کو کچھ شرف منزلت اوپر حضرت علی کے ہوسکتا ہے غرض کہ شرف دامادی حضرت کا خسر ہونے سے عقلاً بہت زائد تر ہے خصوص اس حال مین کہ حضرت فاطمہؑ بنت رسولخدا کے بطن سے حضرت خدیجہ الکبرے کی تھین کہ جو اصل زوجہ حضرت رسول کی تھین کہ جنکے حیات تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آخر عمر تک آپ اوس بی بی کو اور اوس بی بی کے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے ہان اس شرف دامادی مین حضرت عثمان البتہ شریک حضرت علی کے ہین کہ اونکو پیغمبر خدا نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیان دین کہ وہ دونون بیٹیان بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پیٹ سے تھین مگر یہ امر بھی عیان ہے کہ حضرت عثمان بنی امیہ مین سے تھے اور شرافت نسب مین ساتھ حضرت علیؑ یکے از خاندان بنی ہاشم اور پوتا عبدالمطلب جد رسولخدا کے مقابل نہین ہوسکتے

فصل ۸

سنیان سعادیہ شاہی کی مثال ساتھ جرمن سیلور یعنی ظروف نقرئی انگریزی اور ظروف گیلٹ انگریزی یعنی ظروف مسی ملمع کے بہت درست ہے کہ ظاہرا یہ سب ظروف چاہے خوری وغیرہ کے بڑے رونق اور چمک دمک کے ہین اور انواع کاریگری اور نقوش عمدہ سے معمور ہین مگر اصل مین ناقص چاندی یا سراسر تانباسی بنے ہوئے ہین سو اسیطرح پر یہ سنیان سعادیہ شاہی ظاہر مین جبہ و دستار سے خوب بجل اور اعمال نماز و روزہ مین بھی بہت چست ہین مگر جب حب علیؑ سے خالی ہین تو یہ سب صورت و اعمال ظاہری بالکل بیکار ہے کہ حدیث مین لایحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق واقع ہے یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھتا ہے مگر مومن اور علی سے

بغض نہین رکھتا ہی مگر منافق اور اسی انحراف اہل بیت کی یہ سزا ہی کہ یہ ستیان عادیہ شاہی اکثر مبتلای زراندوزی اور قلت رحم وکثرت بغض وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین غرضکہ یہ نیان اس است محمدی کے یہود ہین اور اس جبہ ودستار اور ظاہری نماز روزہ سے کیا ہوتا ہے کہ جنگ جمل اور صفین و نہروان وکربلا مین جو لوگ کہ ساتھ حضرت علی اور امام حسین علیہ السلام کے لڑتے تھے سو وہ لوگ بھی صورت و اعمال ظاہری مین مسلمان تھے۔

فصل ۹

ذات خداوند تعالےٰ کی عجب طرح سے عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہے کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہے اور ایک کتاب انگریزی دہریہ کی جو ہماری پاس ہے سو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ اس مقام مین بہت عاجز ہے کہ ملاحظہ تمام کائنات زمین اور آسمان وہیئت افلاک وغور حالات جمادات اور نباتات وحیوانات سے ایک ارادہ وبندوبست وانتظام عام پایا جاتا ہے کہ جس سے وجود ایک صاحب ارادہ وذی شعور قادر قیوم کا ظاہر ہے اور علاوہ اسکے ایک حکمت خداوند تعالےٰ کی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اسی شکل انسانی مین چند آدمی مثل حضرت موسیٰ وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین کہ جو اونکے خرق عادات مثل عبور دریاے نیل واحیاے اموات وغیرہ کے ایسے تھے کہ جس سے وجود قدرت خداوندی کا ظاہر ہوتا ہے اور اون لوگون نے وجود باریتعالےٰ کا اقرار کیا پس وہی اقرار اون لوگون کا واسطے اقرار ہم لوگون کے کافی ہے اور اگر ہم لوگ خود ذات الٰہی کو سمجھ نہین سکین تو ہم لوگون کو اسیقدر بہت غنیمت ہی کہ بہ تقلید اونکے ہم لوگ بھی خدا کو حسب تعلیم اونکے مان لین +

بیت - ما بدان رتبۂ عالی نتوانیم رسید	ہان مگر لطف شما پیش نہد گامی چند

اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات مسیح ع کی ایسی ہوئی کہ جس سے قدرت و بزرگی
ورحم عام خداوند تعالے کی تمام عیان و نمایان ہے اور انجیل کا وہ فقرہ تعلیمیہ ہمکو بہت یاد آتا ہے کہ
اپنے اطوار و اخلاق کو ایسا درست کرو کہ تمکو دیکھکر کے لوگ خدا کی تمجید کرین سو موافق
اس تعلیم کے ہم ذات حضرت علی کو پاتے ہین اور مضمون ناد علیاً مظہر العجائب
تجدہ عوناً لک فی النوائب کل ہم و غم سینجلی بنبوتک یا محمد و بولایتک یا علی
کا بہت حسب حال ہے اور فی الواقع ذات حضرت علی کی عجب طرح سے مظہر العجائب واقع
ہوئی کہ علاوہ کمال شرافت نسب و قرب قرابت حضرت رسول و زوجیت بتول کے صفت
علم و حلم و حیا و وفا و شجاعت و سخاوت و رحم و کرم و عدالت و زہد ریاضت و توحید و
عبادت و حل مشکلات و دستگیری حاجتمندان کی اس ذات شریف مین ایسی مجتمع ہین کہ
اور ہر کمال ہر ایک صفت کی بہت سی نظائر سیر و تواریخ مین مندرج ہین کہ کچھ کچھ ذکر اوسکا اس
رسالہ مین بھی اپنے اپنے مقام پر ہوگا اور آپکا کمال ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اسقدر
عجائب کمالات سے آپ معمور تھے کہ ایک فرقہ نصیری کا ہوگیا کہ جو خود آپکو خدا جاننے لگا
اور معاویہ کو آپ سے کیا نسبت ہے کہ خود اوسکا فی مسلم ہونے مین اختلاف ہے اور ہمارا حال تو حضرت
علی کے حسب مصرعہ تاسخ کے ہے کہ جسپر ہمنے کہ تخلص ہمارا آزاد ہے ایک مصرعہ تضمین کیا ہے

بیت - گرچہ آزادی یہ اپنی فخر تھا مجکو ولے	دل اسیر ابندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا

اور اگر سنی لوگ بملاحظہ حب علی کے ہمکو شیعی قرار دین تو ہمکو اسمین کچھ
عذر نہین ہوگا کہ لقب سنی یا شیعی کا کوئی چیز نہین ہے بلکہ قول حضرت
امام شافعی کا ہمارے واسطے خوب تمسک ہے لو کان الرفض حب علے
فانا ارفضے یعنے اگر رفض نام ہے حب علی کا تو ہم رافضی ہین

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب وعن سہل بن سعد ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ غداً رجلاً یفتح
اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم وکلہم یرجون ان یعطاہ فقال این علی ابن ابیطالب فقالوا ہو یارسول اللہ یشتکی
عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی عینیہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال یارسول اللہ
اقاتلہم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتہم ثم ادعہم
الی الاسلام واخبرہم بما یجب علیہم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یہدی اللہ بک
رجلاً واحداً خیر لک من ان یکون لک حمر النعم متفق علیہ وذکر
حدیث البراء قال لعلی انت منی وانا منک فی باب بلوغ الصغیر

ترجمہ اور روایت ہے سہل ابن سعد سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہا بروز خیبر کے کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین اس علم کو کل کے روز ایک آدمی
کو جو کہ فتح کریگا اللہ اوسکے ہاتھون پر اور وہ شخص ایسا ہے کہ دوست رکھتا ہے
اللہ کو و رسول کو اوسکے اور دوست رکھتا ہے اوسکو اللہ اور رسول اوسکا پس
جبکہ صبح ہوئی تو آدمی لوگ سویرے صبح کو چلے گئے رسول اللہ کے پاس اور ہر ایک
آدمی امیدوار تھا کہ اوسکو رسول اللہ وہ علم دینگے پس کہا رسول اللہ نے کہ
کہان ہے علی ابن ابیطالب پس لوگون نے کہا کہ اے رسول اللہ اوسکی آنکھین
درد کرتی ہین تب رسول اللہ نے کہا کہ بلوا بھیجو اوسکو پس بلائے گئے علی تب تھوک
لگا دیا رسول اللہ نے دونون آنکھون مین اوسکی تب اچھی ہوگئے علی اسطرح پر کہ گویا

اونکو نہ تھا کوئی دردلیس دیا اوس رسولؐ نے اوس علی کو وہ علم کو وہ علم لیس کہا علیؑ نے اے رسول اللہ قتال کرونگا مین کافرون سے یہانتک کہ ہوجائین وی لوگ مسلمان مثل ہم لوگون کے تب فرمایا رسول نے کہ نفوذ کرو اوپر نرمی اپنے یہان تک کہ پہونچے تو اونکے گھرون مین تب دعوت کر تو اون لوگون کو طرف اسلام کے اور خبر دے تو اون لوگون کو اوس چیز سے کہ جو واجب ہی اوپر اون لوگون کے حق اللہ سے بیچ اوس اسلام کے پس قسم ہے خدا کی ہر آئینہ یہ بات کہ ہدایت کرے اللہ بسبب تیرے ایک آدمی کو بہتر ہے واسطے تیرے اس بات سی کہ ہون تجھکو چار پایہای سرخ اور شتران سرخ یہ حدیث متفق علیہ ہی اور ذکر کیگئی حدیث براء کی کہ کہا آنحضرت نے علی کو کہ تو مجھ سے ہی اور مین تجھسے ہون بیچ باب بلوغ الصغیر کے فقط یہ جنگ خیبر سنہ ہجری کا ہی کہ جسکے چار برس بعد حضرت پیغمبر خدا نے انتقال کیا سو اس حدیث واقعہ خیبر سے بھی ممتاز ہونا آپ کا تمام صحابیان امیدواران علم سے ظاہر ہوتا ہے اور بعد اسکے بوقت مراجعت حجۃ الوداع کے تو حضرت علی صراحۃ وصی رسول اللہ ازروی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے مقرر ہوے ۔

فصل ۱۱

حضرت علی مشکلکشا بے شبہ وصی برحق اور جانشین بلافصل حضرت رسولخدا کے ہین اور رباعی حضرت امام شافعی کی بہت درست ہے رباعی علی حبہ جنۃ

امام الانس والجنۃ وصی مصطفےٰ حقا قسیم النار والجنۃ

یعنی علیؑ کی محبت سپر ہی اور علی امام انس و جن کے ہین اور وصی حضرت رسول کے ہیں ازروے حق کے اور تقسیم کرنے والے دوزخ و بہشت کے ہین ۔ اور اگر معاویہ کو بیچ ذاتی سے درگذر کرکے تقسیم مین دوزخ نہین دین تو یہ بات اونکے عفو و کرم سے

کچھ دور نہین ہی مگر معاویہ کی دوسری دوسرے بدذاتیون کا کیا جواب ہی اور آپکا وصی ہونا حدیث غدیر سے بخوبی تمام ثابت ہی اور ایسے ملکی صفات کے آدمی کا وصی ہونا عین حق ہے کہ دین اسلام کے واسطے حضرت علی ایک بڑے فخر کی چیز ہین حسب قول مولانا روم

بیت آن خیو انداخت بر روے علی + افتخار ہر نبی و ہر ولی + اور اس شعر کا قصہ یہ ہی کہ جب ایک جہاد مین ایک کافر کے سینہ پر آپ واسطے گلا کاٹنے کے سوار تھے تو اوس کافر نے آپکے منھ پر تھوک دیا تب آپ فوراً سینہ پر سے اوس کافر کے اوتر آئے اور کافر نے وجہ پوچھی تب آپ نے فرمایا کہ ہم تیرا گلا بوجہ اداے حق خدا کے کاٹا چاہتے تھے اور جب تو نے ہمارے منھ پر تھوک دیا تو اس حالت مین اگر ہم تیرا گلا کاٹتے تو شمول نفسانیت کا بھی ہوتا اور بملاحظہ اس خلوص عمل کے وہ کافر فوراً ایمان لایا سو اس قصہ سے کمال حلم اور خلوص عمل و رتبہ حضرت علیؑ کا ظاہر ہوتا ہی اور اشعار مفصلۂ ذیل مولانا روم کے بہت حسب حال ہین **اشعار**

از علی آموز اخلاص عمل	تا رہے از مکر شیطان و دغل
تو بتاریکی علی را دیدہ +	زین سبب غیرے بروبگزیدہ

اور حدیث وصیّت خم غدیر کی حسب ذیل ہی **مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی** وعن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی فقال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئاً یا ابن ابی طالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی براو ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم جب فرود آئی موضع غدیر خم مین تو آپ نے پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ ہم اولے ہین ساتھ مومنین کے ذاتون سے اونکے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ تحقیق کہ ہم اولی ہین واسطے ہر ایک مومن کے ذات سے اوس مومن کے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے ای خدا جس شخص کے ہم مولے ہین سو علی مولے اوسکا ہے اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے اوس علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے اوس علی کو پس ملاقات کی عمرؓ نے اوس علیؑ سے بعد اوسکے اور کہا اوسکو خوش ہوی پسر ابو طالب کے کہ صبح کیا تو نے اور شام کیا تو نے اسطرح پر کہ تو مولی ہے کل مومن اور مومنہ کا روایت کیا اسکو احمد نے فقط اور شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ آپ نے یہ حدیث فرمائی بعد اسکے کہ جمع کیا صحابیون کو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آپ نے ایک ممبر بنایا پالانہائے شتر سے اور اوسپر چڑھ کرکے یہ حدیث فرمائی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ آپ نے قول الستم تعلمون انی اولے بالمومنین من انفسہم کو تین بار مکرر فرمایا مگر شارح مذکور نے جیسا کہ عادت سنیون کی ہے اس لفظ اولی اور مولی کو بھی بڑی کوشش سے بمعنی محبوب اور ناصر کے قرار دیکر کے کہا کہ اس جگہ مین مولی بمعنی حاکم اور والی کی نہین ہے اور شارح مذکور اس حدیث کو کچھ دلیل وصیت امامت کی نہین سمجھتے ہین حالانکہ اسطرح صحابیون کو جمع کرکے اور پالان شتر کا ممبر بناکے اور فقرہ اول کو تین مرتبہ تکرار کرکے اور صحابیون سے مکرر اقرار بلفظ بلے لیکر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہنا سوائے ایک قسم وصیت تاکیدی کے اور کیا ہو سکتا ہے اور شارح مذکور نے جو معنی بنانے مین اولے اور مولی کے کوشش کی ہے سو یہ سب کوشش رایگان ہے اسواسطے کہ اس مولی کے معنی

کچھ ہون مگر بات اسقدر رہی کہ محمد رسول اللہ کو جو نسبت مسلمانون سے ہی سو وہی نسبت
حضرت علی کو بھی مسلمانون سے ہی پس مولی کے معنی جو کچھ سُنّی لوگ قرار دین تو یہ نسبتی
علی کے ساتھ نبی کے کسی حال مین زائل نہین ہوسکتی ہے بلکہ معنی اسیقدر پیدا ہونگے
کہ محمد رسول اللہ بمقابلہ مسلمانان کے جو کچھ ہون سو وہی نسبت علی کو بھی ہے اور ہم
نہین سمجھتے ہین کہ محمد رسول اللہ کے مولی ہونے مین بمعنی خاوند اور مالک کی سنیون کو
کیا عذر ہی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ محمد رسول اللہ کو اسجگہہ پر سُنّی لوگ مولی بمعنی خاوند
کے کیونکر قبول کرین کہ اس حال مین حضرت علی کو بھی مولی بمعنی خداوند کی قبول کرنا
پڑیگا اور خلافت ابوبکرؓ کی سنیّون پر کیا ایک مصیبت ہی کہ ہر جگہہ پر جہان کہ کچھ
فضیلت اہلبیت کی پائی جائے سو وہان پر حق سے سنیون کو گذر جانا لازم و ضرور
ہوجاتا ہی اور حضرت عمر نے جو اس حدیث پر حضرت علی کو سیارکباد دیکے کہا کہ تو
مولی کل موسن اور موسنہ کا ہے سو یہ بات محض بمقتضای اوس وقت کے تھی کہ پیغمبر
خدا نے حجۃ الوداع سے پھر کرکے یہ ارشاد وصیت بمقام غدیر خم کے فرمایا تھا اور
اوسوقت مین حضرت رسولخدا صحیح و تندرست تھے ورنہ مرض الموت سی حضرت رسولخدا
کے جو کچھ تغیر حضرت عمر مین ہوا سو اوسکی تفصیل آیندہ ہوگی اور ہماری رای یہ ہے
کہ یہ لفظ مولی اس حدیث کا صراحۃً بمعنی خاوند اور مالک کی ہے اور شارح مذکور نے
اپنی شرح مین کیا خوب داد سنیّت کی دی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر مولی سے امامت
مراد ہو تو امامت فی الحال کیا ضرور ہی کہ آخر کو درجہ چہارم مین حضرت علیؑ بھی امام
ہوگئے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت علی نے اس حدیث لفظی کو کسواسطے
بوقت خلافت ابوبکرؓ کے دلیل نہین کیا حالانکہ حضرت علیؑ نے بوقت خلافت ابوبکرؓ
بخوبی تمام طلب حق کیا تھا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین

کہ شیعہ لوگ مولی کو اسجگہ پر معنی اولے بامامت بدلیل فقرہ اول آنحضرت الست
اولی بکم کے قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ معنی مراد نہ تھا تو حاجت جمع کرنی
صحابہ کی اور اس مبالغہ سے خطاب کرنے کی کیا تھی اور شارح مذکور کا جواب
یہ ہے کہ اگرچہ حدیث صحیح ہے مگر درجہ تواتر کے نہین ہے اور سب اصول شیعہ واسطے
دلیل امامت کے تواتر حدیث شرط ہی سو یہ جواب محض ضعیف ہی اسواسطے کہ جب یہ
حدیث نزدیک خود شارح مذکور کے صحیح ہی تو اپنے اصول سے کہنا چاہیے کہ اس حدیث
کی تعمیل مین سنیون کو کیا عذر ہے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ اگر خلافت ابوبکر
کی ناحق وناروا ہو تو ابوبکر و دیگر صحابیان اتفاقی اونکے گمراہ قرار پاتے ہین تو صحبت
رسول کی بے اثر ہوئی اور اس سے رسالت مین آپکے نقصان لازم آتا ہی مگر یہ تقریر
بھی محض لچر ہے اسواسطے کہ رسالت ایک چیز خاص ہے کہ وہ محتاج اس بات کی
نہین ہے کہ تمام صحابیان اوس رسول کے راست باز اور ہدایت یافتہ ہون اسواسطے
کہ آیت انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء الی صراط المستقیم کی
اس بات پر شاہد وناطق ہے کہ جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق کہ تو ہدایت نہین کرتا ہی
اوسکو کہ جسکو تو چاہے ولکن اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکو کہ جسکو وہ چاہی طرف راہ
سیدھی کے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک رسول سچا ہی اور کوئی شخص راہ راست پر
نہ آوے تو اوس سے کیا نقصان اوسکا ہی اور شیعہ لوگ جو کہ ایران و ہندوستان
وغیرہ مین کروڑ دو کروڑ آدمی سے بہت زاید تر ہین سو تمام خلفائے ثلثہ اور تمام
صحابیان اتفاقی کو اونکے گمراہ اور برا سمجھتے ہین مگر رسالت مین حضرت رسول کریم کا
کچھ نقصان نہین وارد کرتے ہین اور سوای اسکے جب حضرت علی نے کسی طرح اس خلافت
ثلثہ کو قبول کرلیا تو اب اس خلافت ثلثہ مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر صرف واسطے اس

ایک امر کے کہ خلافت ابو بکرؓ وغیرہ کے صحیح ثابت ہو جاے یہ اہتمام کیا ضرور ہی کہ معنی بنانے
مین مولی وغیرہ کے اسقدر کج راہین اختیار کیجائین -

فصل ۱۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن سعد ابن ابی وقاص قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی
الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص
سے کہ عشرہ مبشرہ مین سے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے حضرت علی کو کہ تو ہماری نسبت سے بجاے
ہارون بہ نسبت موسی کے ہے مگر تحقیق کہ فرق یہ ہی کہ نہین کوئی نبی ہی بعد میرے متفق علیہ
اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جب آنحضرت اخیر غزوہ تبوک کو جاتے لگے تو حضرت علی کو
اوپر اہل وعیال اپنے مقرر کیا تب حضرت علی نے کہا آپ نے مجکو چھوڑا اوپر عورتون اور
بچون کے تب حضرت رسول نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہین ہو کہ تم ہمارے واسطے بمنزلہ ہارون
واسطے موسی کے ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو ساتھ پیغمبر خدا کے وہی نسبت ہی
جو کہ ہارون کو ساتھ موسیٰ کے تھی اور یہ تشبیہ نہایت عمدہ ہی کہ جسطرح پر حضرت علی بھائی
حضرت رسول کے تھے سو اوسیطور پہ ہارون بھی بھائی حضرت موسی کے تھے پس جسطرح جبکہ
کہ حضرت موسی اپنے قوم پر ہارون کو چھوڑ کر کے کوہ سینا پر گئے تھے سو اوسیطرح پہ
حضرت علیؑ کو اپنے اہل وعیال پر چھوڑ کر کے حضرت رسول بطرف غزوہ تبوک کے گئے
مگر جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جس جگہ سے کچھ فضیلت اور خصوصیت اہل بیت کی
پائی جاے سو اوسکی معنی بنانے مین ہرگز قصور نکرینگے سو اسجگہ پر شاہ عبدالحق صاحب
یہ بات بناتے ہین کہ حضرت رسول نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا مدت غزوہ تبوک
تک اور خلافت مطلقہ مراد نہین ہو سکتی ہی اسواسطے کہ ہارون چالیس سال قبل موسیٰ کے

مرے اور آنحضرت نے اسقدر ایام غیر حاضری غزوہ تبوک کے ابن ام مکتوم کو واسطے امامت نماز کے خلیفہ کیا تھا پس اگر خلافت مطلقہ مراد ہوتی تو خلافت امامت نماز کی بھی حضرت علی کو دیتے مگر شارح مذکور کچھ دست ہین ہماری یہ عرض ہے کہ یہ خلافت خبر گیری اہل وعیال کی گو واسطے تھوڑی مدت کے ہو مگر تشبیہ نسبت حضرت علی کے ساتھ حضرت نبی کے وہی ہے کہ جو ہارون کو ساتھ حضرت موسی کے تھی اور اسیطواسطے یہ تشبیہ بحق ابن ام مکتوم کے نہین دیگئی اور ظاہر ہے کہ امامت نماز معمولی کے بمقابلہ خلافت خبر گیری اہل وعیال کے بہت کم ہے اسواسطے کہ اس امر مین عقل اور تدبیر المنزل درکار ہے بخلاف امامت نماز کے کہ اوسمین عقل کی کچھ ضرورت نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خود شارح مذکور کو بھی اپنی توجیہ اور تاویل پر کچھ تسلی نہین ہے اسواسطے کہ آخر شرح مین اس حدیث کے شارح مذکور لکھتے ہین کہ اگر یہ حدیث اوپر خلافت کے دلیل ہو تو اوپر حصر خلافت علیؑ یا خلافت علی بے واسطہ بعد مرگ رسول کے کچھ دلیل نہین ہے مگر ہم کہتے ہین کہ اس تشبیہ ہارون مین حضرت رسول نے اسقدر فرق اس تشبیہ کا کہدیا مگر فرق اسقدر ہے کہ نہین کوئی نبی ہوگا بعد وفات اونکے سو بیچارے شیعہ لوگ حضرت علی کو بعد وفات حضرت نبی کے کچھ نبی بنانا نہین چاہتے ہین فقط اور ہر چند حضرت علی کو خلافت چہارم درجہ مین ملی مگر اس بات سے کیا انکار ہوسکتا ہے کہ تقدم خلافت کا اون اصحاب ثلثہ کو دیا گیا کہ جنکو تشبیہ ہارون سے نہین دیجاسکتی ہے

فصل ۱۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ابن عمر قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال اخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی و بین احد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انت اخی

فی الدنیا والآخرۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت رسول اللہ نے برادری ومواخاۃ لگادی درمیان اصحاب اپنے پس آئے علی کہ روتی تھین آنکھین اونکی اور کہا حضرت رسول سے کہ آپ نے برادری لگادی درمیان اصحاب اپنے اور نہین برادری لگادی آپ نے درمیان میرے اور درمیان کسی صحابی کے پس فرمایا رسولخدا نے کہ تو بھائی میرا ہے بیچ دنیا اور آخرت کے روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط مقام شکر ہی کہ شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین کچھ کوشش واسطے معنی بنانے بھائی کے نہین کی بلکہ بہت صاف دلی سے بیان کیا کہ حضرت رسول نے کہا کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت مین اور تجکو کیا حاجت اور کیا مناسبت ہی کہ تجھکو ساتھ کسی دوسرے کی برادری کرادین فقط ہرچند یہ حدیث کچھ دلیل حقیت خلافت بلافصل علیؑ کے نہین ہوسکتی ہے مگر اتنا تو اس حدیث سی ظاہر ہوا کہ اصحاب لوگ آپسمین بھائی بنا کرین مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہین کہ اخوت اونکی خود ساتھ حضرت نبی کے ہی اور سنیون کو اس بات سے انکار نہین ہوسکتا کہ خلفاء ثلثہ جو بعد حضرت نبی کے خلیفہ بنی سو وہ لوگ بجاے حضرت علی بھائی اور داماد اور وصی رسول کے خلیفہ قرار دیئے گئے۔

فصل ۱۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن انس قال کان عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طیر فقال اللہم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا الطیر فجاءہ علی فاکل معہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی انس سی کہ کہا اوسنے کہ تھے نزدیک رسول اللہ کے ایک چڑیا بریان پس کہا اوس رسول نے کہ اے اللہ میرے لا تو میرے پاس ایک شخص کو کہ جو محبوب ترین تیرے خلق کا ہو تیری بارگاہ

کہ کہائے وہ ساتھ میرے اس چڑیا کو پس آئے اوس رسول کے پاس علی اور کہایا اور چڑیا کو ساتھ اوس رسول صلعم کے فقط بتا کھڑ کا اور گھوڑا بھڑ کا ایک مثل مشہور ہے سو سمجھہ پر چونکہ محبوب ترین خلق اللہ کا ہونا حضرت علی کا خدا کے پاس ثابت ہوتا ہی اور خلافت ثلثہ کو صحیح ثابت کرنا سنیون کو ضرور ہی کہ بوجہ اس ضرورت خاص کے شاہ عبدالحق صاحب نے اس لفظ احب کے معنی بنانے مین کچھ قصور نہین کیا شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ اس حدیث سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی مگر شارحان نے تخصیصات کئی ہین کہ لفظ احب سی معنی از جملہ احب خلق اللہ مراد ہی یا احب خلق بنی عم ام سے یا قرابت داران قریب سی یا اوس شخص سے مراد ہی کہ جو اولی واقرب واحق ہے ساتھ احسان بنی کے اور شارح مذکور اپنی راے مین لکھتے ہین کہ یہ سب تخصیصات اسواسطے ہے کہ احب ہونا حضرت علی کا بمقابلہ ابوبکر صدیق وعمر فاروق کے لازم نہ آوی اور حقیقت مین کچھ حاجت اس تخصیصات کی نہین ہی اسواسطے کہ تمام خلق علی العموم مراد نہین ہے کہ احب مطلق حضرت رسول ستھے اور صحابیون مین سے اگر کوئی شخص محبوب تر بنظر بعض وجوہ اور افضل بنظر کثرت ثواب کی ہو تو کچھ منافات نہین ہی اسواسطے کہ احب ہونا حضرت علی کا بجمیع وجوہ مراد نہین ہے اور اوس لفظ احب کو اسقدر تنگ کرنا کچھ ضرور نہین ہی فقط ہم کہتے ہین کہ تحمل اس لفظ احب کا بہ نسبت حضرت علی کے جو سنیون کو نہین ہے اور اس لفظ احب کی تاویل مین یہ سب عرق ریزی بسبب ایک غرض خاص کے ہی سو اسمین شعر مولانا روم کا بہت حسب حال ہے **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ✿ صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ✿ اور اس لفظ احب پر بہ نسبت حضرت علی کے جو اسقدر چڑھائی ہے سو کچھ ضرورت اوسکی نہین ہی اسواسطے کہ ایک دوسری حدیث سی بھی اطلاق لفظ احب کا حضرت علی پر پایا جاتا ہی مشکوۃ المصابیح باب مناقب

اہلبیت عن جمیع ابن عمیر قال دخلت مع عمتی عایشۃ فسالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا

ترجمہ روایت ہی ابن عمیر سے کہ کہا اونسے کہ پہونچے ہم ساتھ پھوپھی اپنی عایشہ کے پاس تب سوال کیا ہمنے کہ کون شخص محبوب تر تھا رسول اللہ کے پاس تب کہا عایشہ نے کہ فاطمہ تب پوچھا گیا کہ مردون سے کون شخص محبوب تر تھا تب کہا عایشہ نے کہ شوہر اوسکا فقط مگر یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین بھی اپنی عادت سے باز نہین آکر کے یہ بات بناتے ہین کہ یہان پر انصاف عایشہ صدیقہ کا دیکھنا چاہیے کہ جواب مین نہین کہا کہ مین اور میرا باپ محبوب تر تھا اور دور نہین ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سے پوچھا جاتا تو یہ کہتین کہ عایشہ اور باپ اونکے محبوب تر تھے اور فرق ہے درمیان محبت اور فضیلت کے سواس تاویل پر ہمکو خود شاہ صاحب پر رحم اور افسوس آتا ہے اور فضیلت خیالی شاہ صاحب موصوف اور عام سنیون کی جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی سو تفصیل اوسکی آیندہ کیجاویگی کہ فضیلت حضرت ابوبکرؓ کی حضرت علیؑ پر کس حد تک ہے۔

فصل ۱۵

عن سعد ابن ابی وقاص قال لما نزلت ہذہ الآیۃ ندع ابنائنا و ابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فقال اللہم ہؤلاء اہل بیتی رواہ مسلم

ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اونسے کہ جب اوتری یہ آیت ندع ابناءنا و ابناءکم کی تو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو پس کہا اونسے کہ ای اللہ میرے یہی لوگ اہلبیت میرے ہین روایت کی اوسکو مسلم نے اور یہ آیت پوری اسطرح پر ہے کہ آیت ۵۴ سورہ آل عمران

کی حسب ذیل ہی فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ اور جو شخص کہ حجت کرے ساتھ تیری بابت اوس مسیح کے بعد اوس دانست کی جو دی گئی ہی تجھکو سو کہہ تو اون لوگون سے آؤ تملوگ چاہئیے کہ ہملوگ بلاوین اپنے بیٹون کو اور ہم لوگ اپنے بیٹون کو اور ہملوگ اپنی جورؤن کو اور تم لوگ اپنی جورؤن کو اور ہملوگ خود اپنے سبکو اور تم لوگ خود اپنے سبکو اور تب ہملوگ لعنت مانگین اور کہین لعنت خدا کی اون لوگون پر کہ جو جھوٹھ بولتے ہین اور قصہ شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ عیسائی لوگ ساتھ اپنے سردار پادری ابوحارث کے پیغمبر صاحب کے پاس بطور سفیران منجانب باشندگان نجران کے آکر کے اور کچھ بحث کر کے ساتھ اوس پیغمبر خدا کے بابت مذہب اور تاریخ عیسیٰ مسیح کے وے لوگ متفق ہوئے اس بات پر کہ امتحان مباہلہ کا کل کے روز کیا جاوے کہ کون فریق بر سر غلط ہی تب پیغمبر خدا اپنی بیٹی فاطمہ؏ اور اپنے داماد علی؏ اور اپنے دو نواسے حسن؏ اور حسین؏ کو اپنے ساتھ لیکر کے اون عیسائیون کے پاس جا پہونچے اور اونسے کہا کہ وہ لوگ نماز پڑھنے تک انتظار کرین مگر جبکہ اون عیسائیون نے دیکھا اوس پیغمبر کو رکوع مین جاتی ہوئے تو اونکا عزم ڈھیلا ہو گیا اور مباہلہ کی لعنت نہین پرسے بلکہ جزیہ دینا قبول کیا سو اس حدیث سے صراحتہً ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے فاطمہ اپنی بیٹی اور علی اپنے داماد اور حسن حسین؏ اپنے دو نواسہ کو بلفظ ہولاء کے اشارہ کر کے بتلایا کہ یہی لوگ اہلبیت ہمارے ہین کہ جو خود پیغمبر صاحب مع ان چار شخصون کے پنجتن پاک کہلاتے ہین مگر چونکہ سنیون کی عادت ہی کہ جس حدیث یا آیت قرآن سے کچھ بھی فضیلت اہلبیت کی ظاہر ہو تو اوسمین سے لوگ کچھ ایسا معنی بنا دینگے کہ جس سے اوس فضیلت مین کچھ نقصان لازم آوے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کے معنے بنانے مین بھی بہت کوشش کی ہی کہ لکھتے ہین کہ اہلبیت کے کئی معنی ہین ایک یہ ہی کہ جنکو زکوۃ لینا حرام ہے یہ لوگ بنی ہاشم ہین

کہ جو شتمل ہین اوپر آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث کے دویم یہ کہ
اہلبیت بمعنی اہل وعیال کے ہی کہ جس روسے ازواج نبی بہی داخل اہلبیت ہین اور شاہ صاحب
موصوف لکھتے ہین کہ کبھو اطلاق اہلبیت کا ایسا ہی کہ جس سے خصوصیت حضرت فاطمہ و علی
وحسن حسینؑ کے ساتھ لفظ اہلبیت کی پائی جاتی ہے اور لکھتے ہین کہ حضرت ام سلمہ سے روایت
ہے کہ ہم رسولخدا کے پاس تھے کہ خادم نے آکر کے خبر کی کہ علی اور فاطمہ دروازہ پر کھڑے
ہین تب آنحضرت نے ہمکو کہا کہ الگ ہو جاؤ تب ہم اندر گھر کے چلے گئے تب حسنؑ اور حسینؑ آئے
اور اونکو آپ نے گلے سے لگا لیا اور علی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ کو ایک دوسری ہاتھ سے
پکڑا اور اون سبکو اپنے بدن سے لپٹا لیا اور اون سب لوگون کو اپنے کالے کمل کے اندر
لیلیا اور کہا کہ ای خدا یہ لوگ میرے اہلبیت ہین اور شاہ صاحب نے اس بات کو بہی لکھا ہے
کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مسجد میری حرام ہے اوپر ہر ایک
حیض والی عورت اور اوپر ہر ایک جنب مرد کے مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اونکے یعنے
علی اور فاطمہ اور حسنؑ و حسینؑ اس حکم سے مستثنی ہین اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین
کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوم بیت سکنی سوم بیت ولادت کہ بنی ہاشم
اولاد عبد المطلب کی اہلبیت اور وے نسب کی ہین اور ازواج آپ کی اہلبیت سکنی کی ہین
اور اولاد آپکی اہلبیت ولادت کی ہین مگر اسکے ساتھ شاہ صاحب اقرار کرتے ہین کہ اطلاق
معتاد اہلبیت کا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ہے مگر ہر گاہ خود پیغمبر خدا نے بلفظ
ہولاء کے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بتایا کہ یہ لوگ اہلبیت میرے ہین تو شاہ صاحب
کو اتنے معنی مختلف بیان کرنے سے اہلبیت کی کیا فائدہ ہوا بلکہ ایک خصوصیت خاص علی
اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کی یہ ظاہر ہوئی کہ انکو بطور خود پیغمبر خدا کی حالت جنب اور
حائض ہونے مین بھی مسجد نبوی مین جانا حرام نہین تھا بخلاف دوسرے شخصون کے

کہ اون لوگون کو حالت جنب اور حائض ہونے مین داخل مسجد نبوی ہونا حرام تھا اور
وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ درحقیقت پنجتن پاک بذات خود تمام تر طاہر و مطہر ہین اور
کسی حال مین اطلاق نجاست کا ان لوگون پر نہین ہوسکتا ہی پس کسیطرح سے خلفاء
ثلثہ مقابل یا ہمرتبہ ان چار بزرگان اہلبیت کے نہین ہوسکتے ہین ۔

فصل ۱۶

خصوصیت حضرت علی کی حدیث متعلق آیت تطہیر سے بھی ظاہر ہوتی ہے عن عائشہ
قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود
فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاء الفاطمۃ فادخلہا ثم
جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت و
یطھرکم تطھیرا رواہ مسلم ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ
سے کہ کہا اوسنے کہ ایک روز باہر نکلے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے بدن پر
ایک کملی تھی منقش کالی اونکی پس آئے حسن ابن علی پس لے لیا پیغمبر خدا نے اوس
حسن کو اپنے کملی مین تب آئے حسین اور لے لیا اونکو ساتھ حسن کے تب آئین فاطمہ
تب لیا اونکو تب آئے علی اور لے لیا اونکو تب پیغمبر خدا نے پڑھی یہ آیت انما یرید
کی یعنے نہین چاہتا اللہ مگر اس بات کو کہ دور کرے وہ اللہ تم لوگون کو اور رو
پاک کرتے کر روایت کی اوسکو مسلم نے اور پوری آیت ۳۳ سورہ احزاب کی بائیسوین
پارہ مین حسب ذیل ہے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی و
اقمن الصلوٰۃ واتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ترجمہ اور بیٹھی رہو
اپنی گھرون مین اور نہ نکلو باہر ساتھ نمایش ایام جاہلیت کی اور قائم رکھو نماز کو اور روزہ کو

کو اور تابعداری کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی کسواسطے کہ خدا صرف یہی چاہتا ہی کہ تمسے دور رکھی نجاست کو ای اہلبیت اور تمکو ظاہر بنا وے ساتھ کمال طہارت کے اور اہلبیت سی اس جگہہ پر علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ مراد ہین جیسا کہ اس حدیث مین بہی اون ہی لوگون کا ذکر ہے اور بہت غنیمت ہی کہ شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین کچھہ کوشش معنی بنانے اہل بیت کی نہین کی اسواسطے کہ شرح حدیث مین آیت مباہلہ کے اہلبیت کی معنی مختلف بیان کر چکے ہین -

فصل ۱۷

عن زر ابن جبیش قال قال علیؑ والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن و لا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زر ابن جبیش سے کہ کہا اوسنے کہ کہا علی نے قسم اوس شخص کی کہ جسنے چیرا دانہ کو اور پیدا کیا خلق کو تحقیق کہ عہد کیا نبیؐ نے ساتھ میرے اس بات کو کہ نہین دوست رکہے گا مجھکو مگر موسن اور نہین بغض رکھیگا مجھ سے مگر منافق روایت کی اوسکو مسلم نے اور شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ محبت علی کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت علیؑ کی نشان نفاق ہی اور ظاہر اسی وجہ ہی کہ شیعہ لوگ بدلیل محبت علی کے اپنے کو ملقب موسن کے کہلاتے ہین -

فصل ۱۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ عن عمران ابن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عمران ابن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا کہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ ولی ہی کل مسلمانونکا
روایت کی اسکو ترمذی نی فقط شاہ عبد الحق صاحب نی شرح مین اس حدیث کے
اس بات کو قبول کیا ہی کہ یہ فرمانا رسول کریم کا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے
ہون کنایہ ہی کمال اتحاد و اتصال و اخلاص و یگانگی سے مگر حسب عادت
سنیون کے ولی کے معنی دوست اور محب و ناصر لکھا ہی اور یہ امر بنظر حدیث
من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ کے ہی کہ اوس حدیث مین بھی احتیاطاً مولی کے معنی محب
اور ناصر قرار دیا ہی بہرحال شیعہ لوگ جو علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ بعد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھاتے ہین سو اس امر کے حق اور
واجب ہونے مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہر چند کہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ کو جزو کلمہ
کر دینا چندان ضرور نہو اور شاید یہ اضافہ کر دینا کلمہ مین بمقابلہ تعصب سنیون کے
معذور رکھا جاسکتا ہے۔

فصل ۱۹

عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ منی
وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی ترجمہ روایت ہی حبشی
ابن جنادہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ علی مجھسے ہی اور مین
علی سے ہون اور نہین کوئی حق ادا کریگا میری طرف سی مگر مین یا علی روایت کی
اسکو ترمذی نے اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جس سال مین کہ آنحضرت نی حضرت
ابوبکر کو امیر حاج کرکے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا تو آنحضرت نے پیچھے سی حضرت علیؑ
کو بھیجدیا تاکہ نقض عہد مشرکون کا کرین اور سورہ برأت کو اونکے سامنے پڑھ کرکے ندا
کردین کہ مشرک لوگ جو نجس ہین بعد اس سال کے مسجد حرام کے پاس نجائین اور

سوا اسکے کچھ دوسرے احکام بھی تھے بہرحال اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ تعمیل ان سب مراتب کی بہ تجویز رسول علیہ السلام کے حضرت ابو بکرؓ سے نہین ہو سکتی تھی کہ حضرت رسول نے یہ فرمایا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون او ہماری طرف سے آدائے حق نہین کوئی شخص کر سکتا ہی مگر کہ مین یا علی۔ اور شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کے معنی بنانے مین کچھ کوشش نہین کی مگر جسقدر کہ اونسے ہو سکتا تھا سو واسطے ضعیف کرنے درجہ اور رتبہ اس حدیث کی یہ نکتہ لگا دیا کہ عادت عرب کی تھی کہ جب اون لوگون مین کچھ گفتگو نقض اور ابرام اور صلح اور عہد وغیرہ کی ہوتی تو ان سب امرون کو وہی شخص ادا کرتا کہ جو سردار قوم اور بہتر ان لوگون کا ہو یا کہ جو شخص اوس سردار کے قرابت قریب مین ہو اسواسطے حضرت رسول نے حضرت علی کو اس کام پر متعین کیا یعنی کہ یہ متعین کرنا علی کا سینی اوپر عادت عرب کے تھا مگر در صورتیکہ حسب اعتقاد سنیون کے حضرت ابو بکر افضل حضرت علی سے اور توسل قرابت مین باپ حضرت عائشہ کے تھے تو باصول سنیون کے بھیجنا حضرت علی کا بعد حضرت ابو بکر کے کیا ضرور تھا مگر بات یہ ہی کہ الحق یعلو ولا یعلے یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس حدیث سے شرف منزلت اور خصوصیت حضرت علی کا بخوبی ظاہر ہے۔

فصل ۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کنت اذا سئلت رسول اللہ صلے اللہ والہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدأنی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ جب ہم مانگتے تھے رسول سے کوئی چیز تو وہ رسول ہمکو عطا کرتے تھے اور جب ہم ساکت رہتے تھے تو آنحضرت

خود ابتدا کرتے تھے۔

فصل ۲۱

وعن۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلی بابہا رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی اوس علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ مین گھر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوس حکمت کا ہے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ عبدالحق صاحب کہتے ہین کہ مشہور بلفظ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے ہی یعنے مین شہر علم کا ہون اور علی دروازہ اوسکا ہی اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علم مخصوص علی مرتضی کو نہین ہی اور دوسری صحابون کو بھی آنحضرت سے علم پہونچا ہے مگر یہ تخصیص باعتبار وسیع تر و مفتوح تر وعظیم تر کے ہوگی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اقضاکم علی یعنے کہ قاضی ترتم لوگون کا علی ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ یہ حدیث ابی الصلت عبدالسلام بن صلاح ہروی سے ہی کہ شیعی ہے مگر صدوق ہی اور تعظیم اصحاب مین تقصیر نہین کرتا تھا فقط دیگر صحابیون مین بھی جو کچھ علم ہو سو اوسمین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ حضرت علی بمقابلہ دیگر صحابیون کے عالم تر تھے چنانچہ سترگین مورخ انگریزی دہریہ لکھتا ہی کہ علی عالم اور شاعر اور بہادر اور ولی تھے مگر باوجود اسکے سنی لوگ علی کو آخر درجہ مین قرار دیتے ہین یعنے کہ یہ مورخ شمار ہونے سے حضرت علی کے درجہ آخر مین سنیون پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ اس حدیث مین حضرت علی کے علم کا ذکر ہے اسواسطے جو کچھ مثالین آپکے علم کی اسوقت سرسری مین یاد آتی ہین سو ہم اوسکو لکھتے ہین ۔ ایک یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ ہم لوگ تین آدمی بحساب نصف وسوم ونہم حصہ کے شریک سترہ اونٹ

کے ہین اور حساب تقسیم کا درست نہین بیٹھتا ہی تب حضرت علی نے فوراً واسطے تسکین
سائل کے ایک اونٹ اپنا ملا کرکے اٹھارہ اونٹ قرار دیا اور اوسمین سی نصفی حصہ دار کو
نو اونٹ اور سوم حصہ کی شریک کو چھ اونٹ اور نہم حصہ کی شریک کو دو اونٹ یعنی
کل سترہ اونٹ دیکر کے اپنا اونٹ پھیر لیا اور حساب تقسیم شتران کا اسطرح پر بخوبی درست
ہوگیا کہ ہر شخص نے سترہ اونٹ کی حساب سی اپنا حصہ زیادہ پایا اسواسطے کہ سترہ کا ادہا
ساڑھے آٹھ ہوتا تھا کہ بجای اوسکے نو اونٹ پایا اور حصہ سوم والے کو چھ سی کم
اور حصہ نہم والے کو دو سے کم سترہ اونٹ سے ہوتا تھا کہ بجاے اوسکی پورا چھ اور پورا
دو پایا اور وجہ اوسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے اخذ مشترک کسرات نصف اور
ثلث اور تسع یعنے نہم کا اٹھارہ حساب کرکے تقسیم کردیا کہ مجموعہ ان سب کسرات کا
وہی سترہ ہوتا ہی اور یہ فیصلہ آپ کا از قسم معجزہ اور خرق عادت کی معلوم ہوتا ہی
کہ اس قصہ کو بارہ سو برس سے اوپر ہوا مگر اس قسم کا فیصلہ عین وقت پر کسی
دوسرے عالم کا دیکھا نہین جاتا ہی - دوم یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مخرج مشترک
کسور تسعہ کا کیا ہی یعنے وہ کون عدد ہی کہ جس سے نصف سی لیکر کے نہم حصہ تک
سب عدد پورا نکلے تب آپ نی فوراً فرمایا کہ ضرب دو اپنے ہفتہ کی سات دن کو بارہ
مہینے مین اور اوسکو سال بھر کے تین سو ساٹھ دن مین اور اوسکو تقسیم کرو دو پر یعنی
کہ ۱۵۱۲۰ مخرج مشترک کسور تسعہ کا ہی سوم یہ کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ
پر بعلت زنا کے حکم سنگسار کرنے کا دیا تب حضرت علی نے کہا کہ لڑکا جننے تک
مہلت دیجای ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہوگین چنانچہ حضرت عمر
نے وہ حکم سنگسار کرنے کا تا پیدا ہونے لڑکا کی ملتوی رکھا اور یہ کہا لولا علی لهلک
عمر یعنی کہ اگر نہوتا علی تو ہر آئینہ ہلاک ہوتا عمر کہ اس قصہ سی صاف دلی حضرت عمر

کی ہی ظاہر ہی اور شاہ عبد الحق اپنی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر بے مشورہ
حضرت علی کے کچھ کام نہین کرتے تھے اور اسی بنیاد پر یہ حدیث ہی کان عمر یتعوذ باللہ
من زمان لیس فیہ علی یعنی تھے عمر کہ خدا سے پناہ مانگتے تھے ایسی ایک زمانہ سے کہ
جسوقت مین علی نہون یعنے حضرت عمر کو آرزو تھی کہ حضرت علی عالم حیات مین اونکی
نہ مرین ۔ چہارم یہ کہ کثرت علم اور کثرت قضا آپکی اس درجہ کی ہی کہ یہ قول قضیۃ
لا ابا حسن لھا ایک عربی ضرب المثل ہو گیا کہ قضیہ ہے مگر کوئی ابو الحسن
یعنے علی واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہے پنجم یہ کہ ایک دہریہ منکر خدا کا حضرت
علی سے بحث کرنے لگا تب حضرت علی نے اوس سے کہا کہ ہم خدا کو مانتے ہین پس اگر
حقیقت مین خدا وجود نرکھتا ہو تو اس سے ہمارا کیا ضرر ہے اور تم خدا کے منکر ہو
پس اگر خدا وجود رکھتا ہو تو تمہارا کیا حال ہو گا سو اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ
وہ دہریہ فوراً ایمان لایا ششم یہ کہ امر بمقتضائے کمال علمی کے تھا کہ حضرت علی
زیادہ تر مصروف اور مشغول یاد الٰہی مین تھے اور خطبہ شقشقیہ آپکا جو ہی سو اس
بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ فی الحقیقت فنا فی اللہ کے درجہ مین تھے یعنی متصل مع اللہ
ہوکر کے آپ نے اوس خطبہ مین فرمایا انا الحنّان انا المنّان انا الوازف فی الادحا
اور دیگر فقرات اوس خطبہ کے بھی اسی قسم کے ہین اور خدا کو معلوم ہے کہ آپکا درجہ
خدا شناسی مین کس حد تک پہونچا تھا کہ آپ فرماتے ہین کہ لو کشفت الغطاء
لما ازددت یقینا یعنی اگر اوٹھ جاتا پردہ تو نہ بڑھتا میرا یقین فقط یعنی کوئی حالت
منتظرہ واسطے ترقی مدارج خدا شناسی کے آپکو باقی نہین تھی اور یہ بات اوس
درجہ کی ہے کہ جسکو ہم لوگ نہین سمجھ سکتے ہین اور اسیواسطے بہ تمسک حدیث نبوی کے
ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہین کہ حضرت علی وہ شخص ہین کہ جو خدا اور رسولخدا کو

دوست رکھتے تھے اور اونکو خدا و رسول خدا دوست رکھتے تھے اور حضرت علی خدا کے
پاس محبوب ترین خلائق تھے ہفتم کشف امورات غیبی کا آپکے یہ حال تھا کہ عین
زمان جنگ مین معاویہ کو حضرت علی کی زبان سے اس بات کا دریافت کرنا منظور
ہوا کہ حضرت علی پہلے مرینگے یا کہ خود معاویہ پہلے مریگا سو اس حیلہ سے متواتر تین
آدمی اوسکی طرف کی تین روز پیہم خبر لائے کہ معاویہ مرگیا اور دو روز تک ہمارے
علی نے اس بات پر کچھ التفات نہین کیا اور آخر تیسرے روز لوگون کے اصرار پر
صرف اسقدر فرمایا کہ معاویہ نہین مرسکتا ہی جب تک ڈارھی علی کے مخضب بخون ہو اور
شک نہین ہے کہ معاویہ کو اس جواب کی خبر پاکرکے ایک قسم کی خوشی ہوئی ہوگی
کہ حضرت علی اوسکے سامنے مرینگے مگر اسی بات سی یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اوسکو
آپکے علو درجہ اور مراتب کشف پر بخوبی اطلاع تھی اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے
اپنے مرض الموت مین یزید اپنے بیٹا کو افسوس کرکے کہا تھا کہ ہمنے اپنی عاقبت
تیری محبت مین خراب کی۔ ہشتم یہ کہ حال ترقیات کشف کا آپکے ایک اس بات
سے بھی ظاہر ہے کہ جب ابن ملجم آپکے پاس ایک تلوار تذر لایا تو آپ نے اوس
تلوار کو دیکھ کرکے اور متبسم ہوکرکے واپس دیا اور فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے پاس
رکھو اسی تلوار سے تم ہمکو قتل کروگے تب اس بات پر ابن ملجم بہت گھبرایا اور
آخر بمقتضای تقدیر کے حُب قطامہ مین مبتلا ہوکر اوسی تلوار سے آپکو ضرب
لگایا اور جب آپکے پاس لوگ شربت پینے کو لائے تب آپ نے اشارہ کیا کہ اول
وہ شربت اوس قاتل کو دیا جاے اور جب اوس قاتل نے انکار کیا تو آپ نے
اوسکے حال پر افسوس کھاکرکے کہا کہ اگر یہ قاتل اس شربت کو پیتا تو ہم اسکی
شفاعت کراتے اور بعد اسکے یہ فرمایا کہ اگر ہم مرجائین تو اس قاتل کو صرف ایک

ضرب لگاتا یعنی جیسا کہ اوسنے ایک ضرب لگایا ہی سو اوسی طرح پر ایک ضرب
بمقتضای عدل شرعی کے لگایا جاے اور دو چار ضرب نہو کہ ایک ضرب سے
وہ قاتل نہ مرے سو اس قصہ سے حال درجہ کشفت آپکا اور رحم بر دشمن آپکا
اور عدل آپکا اور صبر و رضا آپکا بخوبی تمام ظاہر ہوتا ہی اور کچھ شک نہین ہے
کہ حضرت علی اس اسلام مین تمامتر نمونہ حضرت مسیح کے تھے۔ نہم یہ کہ آپنے
ایک بار اپنی خلافت مین فرمایا کہ ہم ابوبکر اور عمر اور عثمان سے کسی طرح پر کم
رتبہ نہین ہین پس کیا وجہ ہی کہ ہماری خلافت مین اسقدر خلفشار ہی سو جواب
اس بات کی ہماری عرض بحضور شاہ مردان علی کے یہ ہی کہ آپکے علم سے کوئی
بات مخفی نہین ہے مگر حیا اور وفاداری آپکی ایسی ہے کہ اوس سبب سے آپ اسباب
کو زبان پر نہین لاتے ہین کہ یہ سب فساد و فتور آپکی خلافت مین در اصل
بہ اہتمام خاص حضرت عائشہ کے تھا کہ بعلت دعوی بے بنیاد مطالبہ خون
عثمان کے طلحہ اور زبیر کو اپنی طرف ملا کر کے جنگ جمل مین آپ سے خود لڑین
اور صرف اسیر اکتفا نکر کے کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان کا دمشق مین معاویہ
کے پاس بھیج کر کے اوسکو برانگیختہ کیا اور تمام عمر آپکی اسی اختلافات خانگی
نے مکدر کٹی اور حال یہ ہی کہ حضرت عثمان سے حضرت عائشہ خود ملول اور
اونکی جان لینے کی فکر مین تھین اور اسی نظر سے جواب حضرت علی کا کیا خوب
تھا کہ خون عثمان کا تم لوگون کے دامن سے ٹپکتا ہی اور مطالبہ خون کا ہمسے
کرتے ہو۔ دہم یہ کہ بذکر فضائل علمی حضرت علی کے اس بات کا بھی ذکر مناسب
مقام ہے کہ اشعار آپکے نہایت عمدہ خیالات کے ہوتے تھے اور ایک دیوان عربی
آپکا مرتب ہی اور اس مقام مین چند اشعار آپکے تیمنا و تبرکا کتاب مجالس علویہ

فضائل

تصنیف جناب مولوی سید علی صاحب سے مع ترجمہ نقل کیے جاتے ہین - اشعار

اذا عاش امرء ستین عاماً	فنصف العمر یمحوه اللیالی

یعنی جب کوئی شخص دنیا مین ساٹھ برس زندہ رہے تو آدھی عمر اوسکی تو راتون مین گذر جاتی ہے و نصف النصف یمضے لیس یدری لغفلتہ یمیناً عن شمال اور آدھی کا آدھا یعنی پندرہ برس ایام تا بلوغ کے اسطرح گذر جاتے ہین کہ بسبب نادانی کے داہنے اور بائین ہاتھ مین فرق نہین کرتا ہے - وثلث النصف آمال وحرص وشغل بالمکاسب والعیال اور آدھے کی تہائی یعنی دس برس آرزو اور حرص مین اور کسب معیشت اور عیال داری مین گذرتے ہین - وباقی العمر اسقام وشیب وهم بارتحال وانتقال اور باقی عمر بیماری اور پیری اور رنج کوچ و مرگ مین گذرتی ہے یحب المرء طول العمر جهلاً وقسمتہ علی هذا المثال دوست رکھتا ہے آدمی طول عمر کو بوجہ جہالت کے حالانکہ تقسیم اوسکی اس مثال پر ہے - دیگر وفدت علی الکریم بغیر زاد × من الحسنات والقلب السلیم وارد ہوا مین دروازہ پر کریم کے اور کچھ زاد میرے پاس نہین ہے اور نہ کچھ حسنات ہے اور نہ قلب سلیم ہے فحمل الزاد اقبح کل شیء × اذا کان الوفود علی الکریم پس توشہ لیجانا قبیح تر ہر چیز کا ہے جبکہ ہو ایک آدمی مہمان اوپر دروازہ شخص کریم کے دیگر لک الحمد یا ذی الجود والمجد والعلی تبارکت تعطی من تشاء وتمنع تجکو حمد ہے اے صاحب جود اور مجد اور علا کا مبارک ہے تو اور عطا کرتا ہے تو جسکو چاہیے اور روکتا ہے تو جسکو چاہے الٰہی اجرنی من عذابک اننی × اسیر ذلیل خائف لک اخضع ای اللہ میرے نجات دے مجکو اپنے عذاب سے اسلیئے کہ مین تیرا قیدی ہون اور ذلیل اور خوفناک ہون اور تیرے سامنے زیادہ تر عاجزی کرنیوالا ہون - الٰہی لان عذبتنی الف حجۃ × فحبل رجائی منک لا یتقطع

اے خدا میرے اگر تو ہزار برس مجھکو عذاب کریگا تو جب بھی رشتہ امید کا میرے
تجھسے قطع نہوگا الٰہی وانسنی بتلقین حجتی × اذا کان لی فی القبر مثوی ومضجع
بارالٰہا تو میرا مونس ہو تلقین کرنے مین میرے حجت اور دلیل کے جبکہ ہو میرے لئے
قبر مین ٹھکانا اور لیٹنا الٰہی اذقنی طعم عفوک یوم لا × بنون ولا مال ھناک ینفع
اے میرے خدا چکھا تو مزہ عفو کا اپنے جسدن کہ نہ اولاد اور نہ مال وہان پر نفع
دیگا۔ دیگر تخیر خلیلا من فعالک انما × قرین الفتیٰ فی القبر ما کان یفعل
اختیار کر تو ایک دوست کو اپنے اعمال اور افعال سے اسواسطے کہ رفیق آدمی کا
بیچ قبر کے وہی ہے جو وہ کام کرتا ہی ولا بد بعد الموت من ان تعدہ لیوم
ینادی المرء فیہ فیقبل اور ضرور ہی بعد مرنے کے یہ بات کہ حساب لیا جاوے تجھسے بابت
اوس کام کے ایک دن کو کہ وہ مرد پکارا جایگا پس سامنے حاضر ہوگا وہ مرد
فان کنت مشغولا بشئ فلا تکن + بغیر الذی یرضی بہ اللہ تشغل پس اگر ہو تو
مشغول ساتھ کسی شی کے پس ہرگز نہ مشغول ہو تو ساتھ غیر اوس چیز کے کہ جس سے
راضی ہو اللہ۔ فلن یصحب الانسان من بعد موتہ × ومن قبلہ الا الذی کان یعمل
پس ہرگز نہ ہوویگا انسان کو بعد مرنے کے اور قبل اوس موت کے مگر وہ جو کہ کام
کرتا تھا وہ آدمی الا انما الانسان ضیف لاھلہ یقیم قلیلا بینہم ثم یرحل
خبردار رہو کہ انسان ایک مہمان ہی اپنے گھر والون مین اور صرف تھوڑے روز
رہتا ہی اون لوگون مین تب کوچ کر جاتا ہی۔ یازدہم ایک بار صحابیون نے حضرت
رسول خدا کے پاس شکایت کی کہ کلام علی کا مقفیٰ و مسجع ہوتا ہی یعنی کلام مین
تکلف کرتا ہی حالانکہ بول چال سیدھی اور بے تکلف چاہی تب حضرت رسول خدا نے
حضرت علی اور دیگر صحابیون سے پوچھا کہ کس شخص کو کیا چیز مرغوب ہی سب صحابیون نے

اپنے اپنے پسند کو کہا اور جب حضرت علی کی باری آئی تب حضرت علی نے کہا کہ ہم پسند کرتے ہین اکرام الضیف والسیف فی الصیف کو یعنی عزت مہمان اور تلوار چلانے کو گرمی مین تب رسولخدا نے صحابیون کو کہا کہ یہ مقفی و مسجع بولنا علی کا براہ تکلف نہین ہی۔ وہ وازدہم یہ کہ تحریرات نثر آپکی بھی اکثر صنعت تجنیس وغیرہ سے خالی نہین ہوتی تھی چنانچہ حضرت علی نے معاویہ کو یہ نامہ لکھا جو کہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر مین ہی غرّک عزّک فصار قصار ذلک ذلک فاخش فاحش فعلک فعلک تھدی بھذا یعنی مغرور کیا تجھکو عزت نے تیرے پس ہو گیا انجام اوس کا یہ ڈر تو فاحش فعل کو اپنے پس شاید کہ ہدایت پاوی تو ساتھ اس نصیحت کے اور یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ یہ نامہ تمامتر صنعت تجنیس مین یہ لکھا علی قدری علی قدری یعنے اوپر قدر و منزلت میرے جوش کہا یا میرے دیگ نے۔ سوا گرچہ یہ دو لفظ کا جواب معاویہ کا بھی اسی صنعت تجنیس مین ہے مگر این الورم این اللحم یعنی کہان ورم اور کہان گوشت۔ اور پستی خیال معاویہ کی اس جواب سے بھی ظاہر ہے اور یہ قول مفصلہ ذیل حضرت امیر علیہ السلام کا بھی کسقدر بلیغ و لطیف و واقع ہی الدین والدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت الی احدھما بعدت عن الاخر یعنی دین و دنیا مثل پورب و پچھم کے ہی پس جب تو نزدیک ہوا کوئی ایک سی اونکے تو دور ہوا تو دوسرے سی فقط دیکھنا چاہیے کہ کیا تشبیہ حکیمانہ اور کیا عمدہ مقابلہ لف و نشر کا ہے

فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی ع وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیا یوم طائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم ما انتجیتہ و لکن اللہ انتجا

رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ بولایا آنحضرت علی کو بروز غزوہ طائف کو پس راز مین بات کیا ساتھ اوسکے پس کہا لوگون نے ہر آئینہ تحقیق کہ طول ہوا راز مین بات کرنا اوس نبی کا ساتھ پسر عم اپنے پس کہا رسول اللہ نے کہ ہمنے راز مین بات نہین کی اوس سے لیکن اللہ نے راز مین بات کی اوس سے روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اسجگہ سے معاویہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے اور چون وچرا کرنا لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہے۔

فصل ۲۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک قال علی بن المنذر فقلت لضرار بن صرد ما معنی ھذا الحدیث قال لا یحل لاحد یستطرقہ جنبا غیری وغیرک رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے ابی سعید سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص جنب کے بیچ اس مسجد کے سوائے میرے اور سوائے تیرے گذر کرنا کہا ابن منذر نے کہ پوچھا مینے ضرار ابن صرد سے کہ کیا معنی اس حدیث کے ہین تب کہا اوس ضرار نے کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص کے کہ راہ بتاوے اوس مسجد کو درحالت جنب کے سوائے میرے اور سوائے تیرے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علی ابن منذر نے پچپن حج کیا اور شیعی محض ہے ولیکن ثقہ اور صدوق یعنی نہایت سچا ہے

فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ام عطیہ قالت بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیہم علی قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی تربنی علیا رواہ الترمذی ترجمہ
اور روایت ہی ام عطیہ صحابیہ سے کہ روانہ کیا پیغمبر خدا نے ایک فوج کو کہ اوسمین
علی تھے اور کہتے ہین ام عطیہ کہ ہمنے سُنا پیغمبر خدا کو دو ہاتھ کو اوٹھا کرکے کہتے ہوے
کہ ای میرے خدا مت مار مجھکو یہان تک کہ دکھلا وے تو مجھکو علی کو روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط یہ سب خصوصیت راز و نیاز مندرجہ فصل بالا کے اور یہ تعلق پیغمبر خدا
کا ساتھ حضرت علی کے اور دیگر حالات شرف مراتب حضرت علی کے صرف زمانہ
حیات رسول اللہ تک تھا ورنہ ابتدای مرض الموت پیغمبر خدا سے رنگ یاروں کا بدل گیا

فصل ۲۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن رواہ احمد والترمذی
ترجمہ روایت ہی ام سلمہ زوجہ رسولخدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا سنے کہ
نہین دوست رکھیگا علی کو کوئی منافق اور نہین بغض رکھے گا اوس علی سے کوئی
مومن روایت کی اوسکو احمد و ترمذی نے فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل ۱۷
کے ہی کہ اوسکا مضمون یہ ہی کہ نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا
علی سے مگر منافق غرضکہ محبت علی کی شرط ایمان بلکہ عین ایمان ہے —

فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من سب علیا فقد سبنی رواہ احمد ترجمہ روایت ہے
ام سلمہ زوجہ پیغمبر خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص نے کہ
گالی دی علی کو گالی دی اوس شخص نے مجھکو فقط روایت کی اوسکو احمد نے

اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین وجہ اسکی یہ لکھتے ہین کہ گالی دینے سے
حضرت علی کے گالی دینا خود پیغمبر خدا کو لازم آتا ہے یعنی کہ اس توجیہ کرنے سے
ایک بو اور کسر سنت کی بخوبی تمام پائی جاتی ہے کہ جس سے یہ بات مستنبط ہوتی
ہے کہ گالی دینا علی کا خود کوئی امر سنگین نہین ہے مگر چونکہ وہ گالی منجر بدشنام ہی
پیغمبر خدا بوجہ برادر عم زادہ ہونیکے ہوتی ہے سو اسواسطے گالی دینا حضرت علی کا
عین گالی دینا پیغمبر خدا کا ہے اور اگر شاہ صاحب کو جوش محبت با علی ہوتا تو کیا
یہ توجیہہ ممکن نہین تھی کہ علی و نبی مین کچھ فرق نہین ہے کہ حدیث مین لحمک لحمی
ودمک دمی وانت منی و انا منک واقع ہے یعنی کہ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا
خون ہے اور تو مجھ سے ہے اور مین تجھ سے ہون اور سنیان زمانہ کی خدمت مین یہ عرض
ہے کہ ہرگاہ معاویہ اونکے خلیفہ برحق نے حضرت علی پر دشنام و لعن منبر پر جاری
کیا تو بوجہ لتعمیل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے یہ سنیان بھی بے تکلف
حضرت علی پر گالی و لعن دے سکتے ہین اور سنی صاحبان خطای اجتہادی معاویہ کے
قائل ہین سو یہ نسبت اس بات کے کیا فرماوینگے کہ حضرت علی پر گالی اور لعنت بحکم معاویہ
کے منبر پر زمانہ دراز تک ہوتی رہی واہ واہ کیا خوب خطاے اجتہادی ہے اور
کیا معاویہ پر یہ الزام عائد نہین ہوسکتا ہے کہ بوجہ دشنام دینے علی کے معاویہ نے
دشنام دہی خود رسول پر کی اور اسوجہ سے معاویہ کیا کافر مطلق نہین ہوا اور کیا
مرتد ہونا کسی صحابی کا واقع نہین ہوا ہے جیسا کہ عبید اللہ بن جحش شوہر سابق
ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا اور افسوس ہے کہ کسی کتاب اہلسنت
مین بمقابلہ اس دشنام علی کے کچھ عزت سنیون کی معاویہ سے پائی نہین جاتی ہے
اور حدیث ہذا اور حدیث پای مندرجہ فصلون بالا کے جو کچھ کہ حضرت ام سلمہ سے

روایت ہی سو حال اس زوجہ رسول اللہ کا یہ ہی کہ یہ بی بی تمام تر راہ راست پر اور بطرف اہل بیت کی ہین اور حال انکا ساتھ حضرت عائشہ کے قیاس نہین کیا جاسکتا ہی

فصل ۲۷

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علیؑ رضی اللہ عنہ قال قال لی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسےٰ ابغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علے ان یبھتنی رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سی کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھ مین ایک مثل ہے عیسیٰ کی کہ بغض رکھا اوس سے یہود نے یہانتک کہ بہتان دیا اوسکی ماں کو اور دوست رکھا اوسکو نصاری نے یہان تک کہ اوتار لائے اوسکو اوس درجہ تک کہ جو نہین ہے اوسکو اور بعد اوسکے فرمایا علی نے کہ ہلاک ہونگے ہماری وجہ سے دو مرد ایک محب مفرط کہ جو تعریف کرے ہماری ساتھ اوس بات کی کہ جو نہین ہے مجھ مین اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ جو باعث ہوتی ہے عداوت میری اوپر بہتان کرنے میرے روایت کی اوسکو احمد نے فقط شاہ عبدالحق صاحب لکھتی ہین کہ سرمایہ سعادت دو چیز ہے محبت خاندان نبی اور تعظیم اصحاب اسطرح پر کہ یہ دونون یاتین جمع ہون ساتھ اعتدال کے اور یہ راے شاہ صاحب کی بہت درست ہی اور یہ مثال حضرت علی کی ساتھ حضرت مسیح کے بہت واقعی ہے کہ جسطرح پر قوم نصاری نے حضرت مسیح کو درجہ خدا تک قرار دیا سو اوسیطرح پر اس امت محمدی مین بھی ایک فرقہ نصیری کا ہوا کہ جو حضرت علی کو خدا جاننے لگا اور حضرت علی کو بہت تمام اطوار اور اخلاق مین مشابہت ساتھ حضرت مسیح کی ہی سو اس کتاب سی جابجا وہ نشان پائی جاینگے

فصل ۲۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن بریدۃ قال خطب ابوبکر وعمر فاطمۃ رضی اللہ عنہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھا صغیرۃ فخطبھا علی فزوجھا منہ رواہ النسائی ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ خواہش کی ابوبکر اور عمر نے فاطمہ کی تب فرمایا رسول اللہ نے کہ وہ فاطمہ چھوٹی ہے تب خواہش کی اوسکی علی نے پس بیاہ دیا رسولخدا نے اوس فاطمہ کو اوس علی سے روایت کی اوسکو نسائی نے فقط اور شاہ عبدالحق صاحب اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ روایت مین آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کسواسطے خواہش فاطمہ کی نہین کرتے ہو حالانکہ تم عم رسول خدا کے بیٹا ہو تب کہا علی نے کہ ہمکو شرم آتی ہے کہ ہم اس بات کو مقابلہ مین کہین تب پیغمبر خدا نے سُنا اس بات کو اور راضی ہوے اور جب حضرت علی کو مرضی آنحضرت کی دریافت ہوئی تب حضرت علی نے اپنی خواہش کو ظاہر کیا اور آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے کردیا فقط اور یہ صفت حیا کی حضرت علی مین ایک خصوصیات سے اونکی ہے کہ باوصف صلاح دینی ابن عباس کے حضرت علی نے بوجہ حیا کی مرض الموت مین رسول خدا کے آنحضرت سے اجازت خلافت کی طلب نہین کی اور حضرت عمر کو جو خواہش شادی ساتھ حضرت فاطمہ کے تھی سو انجام یہ ہوا کہ واسطے عقد اپنی ساتھ ام کلثوم دختر فاطمہ کے حضرت عمر نے بقوت خلافت اپنی بہت کچھ اصرار بعد وفات فاطمہ کے کیا کہ تصریح اسکی آیندہ اپنے مقام پر کیجاوٖیگی۔

فصل ۲۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم دیا واسطے بند کرنی دروازون کے کہ جو بطرف مسجد شریف کو تھے سواے دروازہ علی کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ شرح اس حدیث کی اوس حدیث کی شرح مین بیان کیگئی کہ جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی اور وہ حدیث حسب ذیل ہے لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر رض یعنے کسی شخص کے دیوار مین کوئی روزن بطرف مسجد کے نہین چھوڑا جاے سواے روزن دیوار ابوبکر کے سو ہمارے نزدیک ان دونون حدیثون مین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ حدیث نسبت علی کی بابت دروازہ کے ہی اور حدیث ابوبکر کی بہ نسبت روزن دیوار کے ہی تو درمیان دروازہ اور روزن کے کیا اختلاف ہوسکتا ہی اور سواے اسکے حدیث نسبت دروازہ علی کے اوس زمانہ کی ہی کہ جسوقت مین حضرت حمزہ زندہ تھے کہ جو جناب احد مین شہید ہوے تھے اور حدیث روزن دیوار ابوبکر کی دو چار روز قبل انتقال حضرت پیغمبر خدا کے ہی۔

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کانت لی منزلۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تکن لاحد من الخلائق اتیتہ بأعلی سحر فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرفت الا دخلت علیہ رواہ النسائی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اونہے کہ تہی واسطے میرے ایک منزلت رسول اللہ کے پاس کہ نہ تہی وہ منزلت واسطے کسی ایک شخص کے خلائق مین سے کہ جاتا تہا مین اوس رسول کے پاس تڑکے قبل صبح کے اور کہتا مین السلام علیک

یا نبی اللہ پس اگر کہا نہ کرتے آپ تو مین پھر آتا و اگر نہ مین آپکے پاس حاضر ہوتا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین اقرار کرتے ہین کہ یہ مرتبہ کسی شخص کو نہین تھا کسواسطے کہ حضرت علی قریب تھے آنحضرت سے مکان مین اور اختلاط اور مصاحبت اور اخوت مین بجہت نسبت فاطمہ کے مگر ہم دیکھتے ہین کہ زمان مرض الموت حضرت رسولخدا سے کچھ درجہ اور منزلت حضرت علی کو باقی نہین رہا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی۔

فصل ۳۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعنہ قال کنت شاکیاً فمر بی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اقول اللھم ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متأخراً فارفعنی وان کان بلاء فصبرنی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف قلت فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللھم عافہ اذا شفہ شک الراوی فما اشتکیت وجعی بعد رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ ہم بیمار تھے پس گذرے حضرت رسول میری طرف ہوکر کے اور مین کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اگر میری موت پہونچی ہو تو راحت دی مجھکو یعنی ہم مرجائین اور اگر اوس موت مین دیر ہو تو آسان کر زندگی میری اور اگر وہ بیماری ایک امتحان ہو واسطے میرے پس صبر دی تو مجھکو پس پوچھا آنحضرت نے کہ کیا کہا تو نے تب اعادہ کیا حضرت علی نے اوس بات کو جو کہ کہا تھا پس مارا آنحضرت نے اوس علی کو اپنے پانون سے اور فرمایا کہ ای میرے خدا عافیت دی تو اوس علی کو یا راوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفا دے تو اوس علی کو پس حضرت علی کہتے ہین کہ ہمکو وہ شکایت درد کی نہین ہوئی

بعد اُسکے کبھو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علی اوس وقت
مین ایک ایسی کیفیت رضا اور تسلیم مین تھے کہ مرنا اور شفا اور امتحان ہر بات مین
راضی تھے مگر آنحضرت کی شفقت کا یہ حال تھا کہ تحمل خیال مرگ کا حضرت علی کے
بسبب کمال جوش محبت کے آپ کو نہین تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۴ سے ظاہر
کہ جب حضرت علی کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا تو آنحضرت دونون ہاتھ اوٹھا کر دعا
مانگتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا یعنی نہ مار تو مجھکو بغیر اسکے کہ دکھلادے
تو مجھے علی کو اور اس حدیث سے ایک تعلیم اس بات کی بھی معلوم ہوئی کہ بندہ کو
حالت بیماری مین صرف صحت اور شفا کی دعا مانگنی چاہیے۔

فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عائشۃ قالت کنّا ازواج
النّبی صلّی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخطی مشیتہا من مشیۃ رسول
اللّٰہ فلمّا رأھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسہا ثم سارّھا فبکت بکاء شدیدا فلمّا
رای حزنہا سارّھا الثانیۃ فاذا ھی تضحک فلمّا قام رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ
والہٖ وسلّم سالتہا عمّا سارّک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ
علیہ والہٖ وسلّم سرّہ فلمّا توفّی قلت عزمت علیک بما لی علیک من الحق لما اخبرتنی
قالت اما الان فنعم اما حین سارّنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان
یعارضنی القرآن کل سنۃ مرّۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد
اقترب فاتقی اللّٰہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فبکیت فلما رای جزعی سارّنی
الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ او نساء العالمین وفی روایۃ
فسارّنی فاخبرنی انہ یقبض فی وجعہ فبکیت ثم سارّنی فاخبرنی انی اول اھل بیتہ اتبعہ فضحکت متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سی کہ کہا اونسی کہ ہم لوگ بیبیان رسولخدا کی اوس رسول کے پاس تھیں پس
کہ آئین فاطمہ جو کہ چال اونکی جدا و ممتاز نہ تھی چال سے رسول اللہ کے پس جب دیکھا اوس رسول
نے فاطمہ کو کہا رسول نے خوش ہوا ای میری بیٹی تب بیٹھایا حضرت رسول نے اوس فاطمہ کو اور کچھ
پوشیدگی سے بات کی اوس سے تب روئین فاطمہ بہت رونا پس جب دیکھا پیغمبر خدا
نے حزن و ملال کو اوس فاطمہ کے تو راز مین بات کی اوس سے پس دوسری بار تب ناگاہ
ہنس پڑین پس جب کہ پیغمبر صاحب اوٹھ گئے اوس مجلس سے تو پوچھا ہمنے اوس
فاطمہ سے کہ کیا وہ بات راز کی پیغمبر صاحب نے تجھسے کی فاطمہ نے کہا کہ ہم
نہیں ہین کہ راز نبی ص کو افشا کرین پس جب مر گئے رسولخدا تو ہمنے کہا فاطمہ سے کہ
تجھکو قسم ہے ہمارے حق مادری کی کہ خبر دی تو مجھکو تب کہا فاطمہ نے ہان اب ہم
کہین گے سو بار اول جو پیغمبر خدا نے ہمسے سخن راز کہا تھا سو ہمسے دیہ بات کہی
کہ جبرئیل ہمسے مقابلہ کیا کرتے تھے قرآن کو ہر سال ایک مرتبہ اور اس سال
مقابلہ کیا اونسے دو مرتبہ اور ہم نہین دیکھتے ہین موت کو مگر یہ بات کہ تحقیق کہ وہ موت
نزدیک ہو گئی پس خدا سے تقوی کر تو اے فاطمہ اور صبر کر تو پس تحقیق ہم اچھے سلف
سے ہین واسطے تیرے تب ہم روئے اور جب دیکھا پیغمبر خدا نے بیقراری کو میرے
تب کہا پیغمبر خدا نے کہ اے فاطمہ کیا تم راضی نہین ہو اس بات سے کہ تم سردار ہو
عورتین اہل بہشت کی یا اور عورات تمام عالم کی اور ایک روایت مین ہے کہ
کہا فاطمہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے پوشیدگی مین کہ قبض روح اونکا ہو گا اوسی درد
مین اور اوسی پوشیدگی مین ہمکو خبر دی کہ ہم اول اہلبیت کی ہین جو پیچھے جاینگی
اوس پیمبر کے تب ہنسے ہم متفق علیہ جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جہان پر کچھ
فضیلت اور خصوصیت علی ع اور فاطمہ ع کی پائی جائیگی تو وہان پر سنی لوگ اپنی حضرت

ابو بکرؓ اور عائشہ کو ضرور یاد کرینگے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبد الحق صاحب نے
اس حدیث کی شرح مین فضل عائشہ کا بھی ذکر کیا مگر شکر ہے کہ کسی طرح پر افضلیت
حضرت فاطمہ کو قبول کیا ہے۔

فصل ۳۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منّی فمن اغضبھا اغضبنی وفی روایۃ
یریبنی ما ارابھا ویوذینی ما اذاھا متفق علیہ ترجمہ اور روایت
ہے مسور ابن مخرمہ سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ پارہ گوشت ہی مجھسے
پس جس شخص نے کہ غصہ دلایا اوس فاطمہ کو غصہ دلایا مجھکو۔ اور ایک روایت مین
ہی کہ ناخوش کرتی ہے مجھکو وہ چیز کہ جو ناخوش کرتی ہے اوس فاطمہ کو یا ایذا دیتی ہی
مجھکو وہ چیز جو کہ ایذا دیتی ہے اوس فاطمہؓ کو متفق علیہ فقط شاہ عبد الحق صاحب
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت علی نے عزام دختر ابو جہل سے شادی
اپنی چاہی تھی اور حضرت رسولخدا سے مشورہ چاہا تب آنحضرت نے یہ حدیث فرمائی
اور حضرت علی نے معذرت کی رسول سے اور کہا کہ ہم ہرگز وہ کام نکرینگے کہ جس سے تو
ناخوش ہوا ی رسولخدا لیکے مگر شاہ صاحب نسبت اس امر کے کیا فرماوینگے کہ حضرت فاطمہؓ
نے دعوی باغ فدک وغیرہ کا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پیش کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے
جو نوشتہ واگذاشت باغ مذکور کا حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا سو حضرت عمر وہ کاغذ فاطمہ
سے لیکے حضرت ابو بکر کے پاس لائے اور وہ کاغذ چاک کر دیا گیا کہ بعد اس قصہ کے
حضرت فاطمہؓ نے عہد کیا کہ حضرت ابو بکرؓ سے تاحیات اپنی بات نکرینگی اور وصیت کی کہ
اونکے جنازہ پر ابو بکر نماز کو نہ آوین اور ویسا ہی ہوا سو اس قصہ کا مدار اوپر بھی

فاطمہ کا تمام تر عیان ہی اور علاوہ اسکے بھی جو جو حالات بے پروائی نسبت حضرت فاطمہ کے پیش آئے سو بمقام ذکر خلافت حضرت ابوبکرؓ کے مذکور ہونگے۔

فصل ۴۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن زید ابن ارقم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایھا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی وفی روایۃ کتاب اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدی ومن ترکہ کان علی الضلالۃ رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اونے کہ اوٹھے رسول اللہ ہم لوگون مین خطبہ پڑھتے ہوی اوپر ایک مقام پانی کے کہ بولا جاتا ہی خم کرکے درمیان مکہ اور مدینہ کے پس حمد اور ثنا پڑھی آنحضرت نے خدا کی اور وعظ فرمایا اور یاد الٰہی دلایا اور بعد اسکے فرمایا کہ بعد حمد وثنا کے خبردار ہوا اے لوگو کہ ہم صرف ایک آدمی ہین کہ قریب ہی یہ کہ آوے ایک بھیجا ہوا ہمارے رب کا اور ہم قبول کرین اوس پیغام کو یعنی کہ ایک فرشتہ جان لینے کو آوے اور ہم انتقال کرین اور چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین دو بھاری اور نفیس چیزون کو کہ اول اون دونون کا کلام اللہ ہی کہ جسمین ہدایت و نور ہے پس لو تم لوگ کلام اللہ کو اور مضبوط پکڑو اوسکو اور برانگیختہ کیا رسولخدا نے اوپر کلام اللہ کے اور ترغیب دلایا اوسے اور بعد اسکے کہا رسول نے کہ دوسری چیز اہلبیت میری ہی کہ یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے

اور ایک روایت مین ہر کہ کلام اللہ وہ رسّی خدا کی ہے کہ جو شخص تابعداری کرے اوسکی سو ہوگا وہ ہدایت پر اور جو شخص کہ ترک کرے اوس کلام اللہ کو سو ہوگا وہ شخص اوپر گمراہی کے اور روایت کی اوسکو مسلم نے فقط اس حدیث سی معلوم ہوا کہ آنحضرت نے دو چیز بزرگ واسطے ہم لوگون کے چھوڑی ہے ایک قرآن شریف اور دوسرا اہلبیت سُنّی لوگ اس اہلبیت کی معنی بتانے مین کیا قصور کرینگے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں کہ اہلبیت سے اشارہ واسطے اخذ سنت کی ہے سو یہ بات ہمکو صرف براہ اخذ سنیت کی معلوم ہوتی ہے ورنہ اصل معنی صرف اسقدر ہر کہ قرآن اور اہلبیت دونون ایک ساتھ ہین یعنی کہ اعمال و اخلاق اہلبیت سی معنی قرآن کا سمجھا جاتا ہے کہ جب اہلبیت اولاد رسول کے ہین تو وہی لوگ معنی قرآن کا بہی خوب سمجھتے ہونگے اور برخلاف اونکی دوسرے لوگون کا سمجھنا اور سمجھانا کوئی چیز نہین ہے۔

فصل ۳۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن البراء قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللھم انی احبہ فاحبہ متفق علیہ وعن ابی ھریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی طائفۃ من النہار حتی اتی خباء فاطمۃ فقال اثم لکع اثم لکع یعنی حسناً فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منہما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم انی احبہ واحب من یحبہ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے براء سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینی پیغمبر خدا کو درحالیکہ حسن ابن علی اوپر دوش اوس رسول کے تہی کہتے تہے وہ رسول کہ اے اللہ میرے تحقیق کہ مین دوست رکھتا ہون اوس حسن کو پس دوست رکھہ تو اوس حسن کو متفق علیہ اور روایت ہے

ابو ہریرہ سی کہ کہا اوسنے کہ نکلے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک حصہ مین دن کے یہانتک کہ
پہنچے وہ رسول گھر کو فاطمہ کے پس پوچھا اوس رسول نے ایا وہان ہی چھوٹا بچا ایا وہان ہی
یعنی حسنؑ پس دیر نہین ہوئی کہ آئے حسنؑ دوڑتے ہوئے یہانتک کہ گلے لگا لیا ایک نے
دوسرے کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ ای میرے خدا تحقیق کہ مین دوست رکہتا ہون اوس کو
پس دوست رکھ تو اوسکو اور دوست رکھ تو اوس شخص کو جو دوست رکھے اوسکو متفق علیہ
فقط سنیون کو ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے کچھ خصوصیت نہین ہی بلکہ ایک طرح پر
سنیون کو اونکی طرف سی فراغ خاطر ہے کہ امام حسنؑ نے خلافت اپنی معاویہ کو تسلیم کی مگر معاویہ
جسقدر کہ امام حسنؑ کو دوست رکہتا تھا سو یہی ایک امر سے ظاہر ہو گا کہ تاریخ الخمیس عربی
چھاپہ مصر مین ہے کہ جب معاویہ نے خبر فوت امام حسنؑ کی سُنی تو ماری خوشی کے اللہ اکبر
اللہ اکبر تکبیر خوشی کی کہنے لگا تب فاختہ اوسکی بی بی نے تعجب سی پوچھا کہ کیا تم فوت
پسر فاطمہ پر خوشی کرتے ہو تب معاویہ نے کہا ما کبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی
یعنے مینے تکبیر خوشی کی براہ شماتت نہین کی ہے ولیکن اس خبر سے دل کو میرے چین
ہوا یعنی دل کو ٹھنڈک ہوئی سبحان اللہ کیا دل ہے آپکا کہ فوت حسنؑ ابن فاطمہ زہرا سے
آپکے دل کو راحت پہونچی ہے تف و نفرین ہے ایسے دل پر اور اوسوقت مین عموماً لوگون
کا دل اہلبیت کی طرف سی اسقدر پھر گیا تھا کہ حضرت امام حسنؑ نے بوقت مرنے کے
یہ وصیت کی کہ ہماری لاش کو روضہ رسولخدا کے پاس لیجائیو اور اگر لوگ راضی ہون
تو قریب اوس روضۂ مبارک کے دفن کرو ورنہ دوسری جگہ دفن کرو چنانچہ لاش امام
معصوم کی حسب وصیت کے قریب روضۂ مبارک کے رکھی گئی اور لوگون کی طرف سے
اوس لاش پر خوب بارش تیرون کی ہوئی اور آخر کار حضرت عائشہ کا فتوی براہ
خلافت و عدی سابق ایام حیات امام حسنؑ کے یہ ہوا کہ زمین ملک اونکی ہکو سو رہ

راضی نہین ہین کہ اوس جگہ ہین حسنؑ ابن علی دفن ہون اور انجام یہ ہوا کہ وہ لاش مبارک
وہانسے اوٹھا کر کے جنت البقیع مین دفن ہوئی واہ واہ کیا خوب تعمیل حکم دوستی حسنؑ ابن
فاطمہ کی ہوئی اور فن تاریخ سے کوئی دوسرا ایک قصہ ایسا پایا نہین جاتا کہ لاش پر بوچھار
تیرون کی ہوا اور حضرت امام حسنؑ کے حلم کا یہ حال ہے کہ جب آپ جعدہ بنت اشعث سے
زہر کھلائی گئے اور پارہ ہای دل وجگر آپکے ٹکڑے ہوکر نکلنے لگے تو حضرت امام حسینؑ نے
پوچھا کہ شبہہ زہر دینے کا آپکو کس شخص پر ہے تب آپ نے فرمایا کہ ہم اپنا شبہہ نہین کہہ سکتے
ہین کہ اگر میرا شبہہ نادرست ہو تو بار اوسکا ہمپر ہوگا اور اگر درست ہو تو معاملہ اوسکا
ساتھ خدا کے ہی اور ایک روز کی نقل ہے کہ آپ اپنے خادم کو پکارتے رہے مگر وہ خادم
نہین بولا تب آپ خود اوٹھکر کے اوس خادم کے پاس گئے اور وجہ نہین جواب دینے
کی پوچھی تب اوس خادم نے کہا کہ ہمکو آپکے حلم پر اعتماد تھا اسواسطے ہم نہین بولے
اور آپ نے یہ جواب سنکر کے کچھ نہین کہا اور اپنے مقام پر چلے آئے اور ایک روز کی
نقل ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے کھولتا ہوا گرم پانی آپکے بدن پر گر پڑا تب آپنے اپنی
نظر اوٹھا کر کے اوس غلام کی طرف دیکھا اور اوس غلام نے ایک ٹکڑا آیت قرآن کا
پڑھا والکاظمین الغیظ یعنی اور گھونٹنے والے غصہ کے تب آپ نے فرمایا کظمت یعنی
گھونٹا ہمنے غصہ کو تب غلام نے پڑھا دوسرا ٹکڑا آیت کا والعافین عن الناس
یعنی معاف کرنے والے آدمیون کے تب آپ نے فرمایا عفوت یعنی معاف کیا ہمنے اسپر اوس
غلام نے پڑھا ایک تیسرا ٹکڑا آیت کا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ دوست رکھتا ہی
احسان کرنے والون کو تب آپ نے اوس غلام کو آزاد کیا اور چار سو دینار دیا اور یہ تمام آیت
۱۲۸ سورہ آل عمران کی ہے کہ مسٹر جارج سیل اپنے ترجمہ انگریزی مین قرآن شریف کے
صفحہ ۵۱ مین لکھتا ہی کہ یہ ایک عمدہ مثال حلم و فیاضی حسنؑ کی ہی اور آپکی ایثار اور

سخاوت کا یہ حال ہی کہ آپ نے اپنی عمر مین تین بار تخلیہ کلی اپنے مال اور دولت سے کیا یعنی تین بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ بالکل مال اور اسباب اور گھر بار اپنا بیاد خدا دیکر کے خدا کے ہوگئے سبحان اللہ کیا شان اہلبیت کی ہے اور جلد اول ترجمہ اردو تاریخ ابوالفدا حاکم حماۃ ملک شام صفحہ ۳۴۳ تا ۳۴۵ مین مذکور ہے کہ امام حسنؑ نے ماہ ربیع الاول اور بقول بعضے ماہ ربیع الثانی اور بقول بعضے ماہ جمادی الاول ۴۱ھ مین خلافت معاویہ کو تسلیم کیا اور بعد یافت خبر انتقال حضرت امام حسنؑ کے معاویہ سجدہ شکر کا بجالایا اور خوش ہوا اور تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۹۱ تا صفحہ ۲۹۳ مین مذکور ہی کہ بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کے تسلیم خلافت معاویہ کی ہوئی اور حضرت عائشہ نے وعدہ دفن ہونے امام حسنؑ کا روضہ آنحضرت مین خود امام حسنؑ سے کیا تھا اور بعد وفات امام حسنؑ کے امام حسینؑ سے بھی اپنی منظوری بیان کی تھی مگر انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے بدلیل ملکیت اپنی بشمول مروان کے حضرت امام حسنؑ کو اوس روضہ مبارک مین دفن ہونے نہ دیا۔

فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی بکرۃ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکرہ سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو اوپر منبر کے اور حسن ابن علی اوس رسولخدا کے پہلو مین تھے اور وہ رسول کبھو متوجہ ہوتے تھے آدمیونکی طرف اور فرماتے تھے کہ تحقیق کہ یہ بیٹا میرا سید ہی اور امید ہی کہ خدا اوسکی وسیلہ سے

صلح کرادے درمیان دو جماعت عظیم مسلمانون کے کہ خلافت میری تیس برس ہی روایت
کی اسکو بخاری نے فقط شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس
حدیث سے پیشین گوئی متفرق ہونے مسلمانون کی دو فرقہ مین ہے کہ ایک فرقہ بطرف
امام حسنؑ اور دوسرا فرقہ بطرف معاویہ کے تھا کہ بوجہ باقی رہنے چھ مہینان بعد انتقال
حضرت علی منجملہ تیس برس خلافت راشدہ کے حق بطرف امام حسنؑ کے تھا سو یہ بات
واقعی درست ہی اسواسطے کہ انتقال پیغمبر خدا کا ماہ ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری مین ہوا تھا
کہ تیس برس کامل ماہ ربیع الاول ۴۱ھ مین ہوتا ہے اور انتقال حضرت علی علیہ السلام
کا بماہ رمضان ۴۰ھ کے واقع ہوا پس اوس ماہ رمضان سے ماہ ربیع الاول تک
تیس برس کامل ہونے کو فی الواقع پانچ چھ مہینان باقی تھا کہ وہ زمانہ طی کرکے
حضرت امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا مگر شاہ صاحب یہ بات جو لکھتے ہین کہ صلح امام حسنؑ
کا دلیل صحت امارت معاویہ کی ہے سو یہ بات صرف براہ تعصب سنیت کے معلوم
ہوتی ہے اسواسطے کہ ہرگاہ معاویہ بعد تیس برس خلافت راشدہ کے ملک عضوض
یعنے بادشاہ گزندہ ہوا تو اوسکی صحت امارت مین گفتگو کرنی فضول ہے اسواسطے
کہ شقاوت معاویہ کی اس درجہ تک کی ہے کہ صلحنامہ خلع خلافت مین جو حضرت
امام حسنؑ نے ایک شرط یہ چاہی تھی کہ حضرت علی اونکے باپ پر گالی دینا بند کیا جاے سو اس شرط کو
معاویہ نے منظور نہین کیا اور آخر حضرت امام حسنؑ نے مجبور ہوکر یہ شرط چاہی کہ اونکے سامنے علی اونکے
باپ پر گالی نہو سو تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو منظور کیا مگر اس شرط کو بھی معاویہ نے
پورا نہین کیا اور دار ابجرد کے خراج دینے کی شرط تھی سو معاویہ نے وہ خراج کبھو امام حسنؑ کے پاس
نہین بھیجا اور شاہ صاحب جو یہ بات لکھتے ہین کہ دونون فرقون کا مسلمان ہونا ظاہر
ہوتا ہی سو اس بات پر کیا نازش سنیون کو ہی کہ جب کوئی لڑائی نہین ہوئی تو دونون

فرقہ کے مسلمان ہونے میں کیا عذر ہو سکتا ہی مگر کاش اگر لڑائی واقع ہوتی تو اوسوقت
یہ بات قابل لحاظ کرنے کے تھی کہ فرقہ معاویہ پر اطلاق مسلمان ہونے کا باقی رہتا یا
نہیں اور شاہ صاحب کو امارت معاویہ کی صحیح قرار دینی کیا مشکل ہے کہ خلافت دوازدہ گانہ
مین خود یزید کو بھی شاہ صاحب نے ایک خلیفہ قبول کیا ہی کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی

فصل ۳۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت عن جابر قال رایت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول
یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واھلبیتی
رواہ الترمذی وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر
کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا
علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھا رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو حجۃ الوداع مین بیچ
بروز عرفہ کے وہ اپنی اوٹنی قصوا پر خطبہ پڑھ رہے تھے پس سنا مینے اوس رسول کو کہتے
ہوے کہ اے لوگو مینے چھوڑی ہی تم لوگون مین وہ چیز کہ اگر پکڑو تم لوگ اوس چیز کو تو
ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم لوگ یعنی کلام اللہ اور عترت میری اور اہلبیت میری روایت کی
اسکو ترمذی نے اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق
کہ ہم چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین اوس چیز کو کہ اگر مضبوط پکڑو اوسکو تو ہرگز نہ بھٹکو
گے بعد میرے کہ ایک اون دونون کا بزرگ تر ہی دوسرے سے یعنی ایک کتاب خدا کی
ایک رسی ہے کھنچی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری اور اہلبیت میری اور یہ

دونون چیزین آپس سے کبھی جدا نہونگی یہانتک کہ پہونچین وے دونون اوپر حوض کے پس خیال رکھو کہ کسطرح سے معاملہ کروگے تم لوگ میرے ساتھ اون دونون امردن مین روایت کی اسکو ترمذی نے فقط لغت مین عترت کے معنی خویشان اور نزدیکان کے ہین اور اہلبیت سے علیؑ اور فاطمہ وحسنؑ حسینؑ مراد ہین یعنی کہ عترت اور اہلبیت ایک چیز ہے اور تفصیل اوسکی اوپر کی فصلون مین ہوچکی ہے مگر شاہ صاحب کی دلیری قابل لحاظ کے ہے کہ باوصف اقرار کرنے معنی اولاد و ذریت رسول اس حدیث کی شرح مین بھی اوسی بات کا اعادہ کرتے ہین کہ عترت اور اہلبیت اشارہ بطرف اخذ سنت کے ہے پس جبکہ اہلبیت سے اخذ سنت مراد لیا تو اب بیچاری شیعہ لوگ کیا کرینگے۔

فصل ۳۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال لعلیؑ وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے اوس جابر سے کہ تحقیق کہ رسولخدا نے کہا واسطے علی اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کہ ہمکو جنگ ہے اوس شخص سے کہ جو جنگ کرے اون لوگون سے اور ہمکو صلح ہے اوس شخص سے کہ جو صلح رکھے اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط معاویہ جو ساتھ حضرت علی کے برابر لڑتا رہا سو سنی صاحبان اس حدیث کو ملاحظہ کرکے بہ نسبت معاویہ کے کیا فرماوینگے۔

فصل ۳۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عبد المطلب ابن ربیعۃ ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مغضبا وانا عندہ

فقال ما اغضبك قال یا رسول اللہ ما لنا ولقریش اذا تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ
واذا لقونا لقونا بغیر ذلک فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی احمر
وجہہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الرجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ
ثم قال ایہا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد المطلب ابن ربیعہ سے کہ تحقیق کہ عباس پہونچے رسول خدا کے
پاس غضب آلودہ اور ہم نزدیک اوس رسول کے تھے پس پوچھا حضرت رسول نے
کس چیز نے غصہ دلایا تجھکو تب کہا عباس نے ای رسول خدا کے کیا حال ہی درمیان
ہملوگ ہاشمیون کے اور درمیان قریش کے کہ جب ملاقات کرتے ہین وی قریش لوگ
آپسمین تو ملاقات کرتے ہین وے لوگ ساتھ خوش خوش چہرون کے اور جب ملاقات
کرتے ہین وے لوگ ہملوگ ہاشمیون سے تو ملاقات کرتے ہین وی لوگ ہم لوگ ہاشمیون
سے ساتھ غیر اوس چہرہ کے پس غضب مین آئے پیغمبر خدا یہانتک کہ سُرخ ہو گیا
چہرہ آپکا تب فرمایا آپ نے کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے
کہ نہین داخل ہوگا دل کو آدمی کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھی وہ شخص تم لوگون
کو واسطے خدا اور رسول اوس خدا کے بعد اسکے فرمایا آپ نے کہ اے لوگون جو شخص
ایذا دے چچا کو میرے پس تحقیق کہ ایذا دی اوسنے مجھکو کیونکہ چچا آدمی کا ایک
ہمشاخ اوسکے باپ کا ہی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت عباس اور ابن
عباس وغیرہ ہاشمیون سے سنیون کو کچھ خصوصیت نہین ہے مگر غرض نقل کرنے
اس حدیث کی یہ ہے کہ حال قریش وغیرہ کا دکھلایا جاوے کہ اون لوگون کو کیا
معاملہ کشش اور تفرقہ کا ساتھ ہاشمیون کے تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۲
سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ جب حضرت رسول خدا نے کچھ دیر تک مشورہ راز ساتھ

حضرت علیؑ کے کیا تو لوگون نے کہا کہ مشورہ رسولخدا کا ساتھ چچیرے بھائی اوسکے طول ہوا کہ اوسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مشورہ ساتھ حضرت علی کے ہمنے نہین کیا بلکہ خود خدا نے ساتھ اوسکے مشورہ کیا پس جب حالت قریش کی ساتھ حضرت علی اور تمام بنی ہاشم کے یہ تھی تو بیعت خلافت کرنا اون وحوش عرب کا اوپر حضرت ابوبکر ایک قریشی کے بلا انتظار موافقت رائے حضرت علیؑ کی خود قرین قیاس ہے

فصل ۴۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عمر رضی اللہ عنہ انہ فرض لاسامۃ فی ثلثۃ آلاف وخمسمائۃ وفرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ آلاف فقال عبد اللہ بن عمر لابیہ لم فضلت اسامۃ علیّ فواللہ ما سبقنی الی مشہد قال لان زیدا کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منک فاثرت حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی حبی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہ اوسنے مقرر کیا واسطے اُسامہ ابن زید کے تین ہزار پانچ سو درہم اور مقرر کیا واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار درہم پس پوچھا عبد اللہ ابن عمر نے اپنی باپ یعنی حضرت عمر رض سے کہ کسواسطے تفضیل دی تو نے اسامہ کو اوپر ہمارے حالانکہ قسم خدا کی نہین سبقت لیگیا اُسامہ اوپر میرے کسی جہاد مین تب کہا حضرت عمر نے کہ بدینوجہ کہ زید باپ اُسامہ کا محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس باپ سے تیرے یعنی ہمسے اور اُسامہ محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس تجھسے پس ترجیح دی ہمنے حب رسول خدا کو اوپر حب اپنی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط احادیث مندرجہ فصل ۲۲ سے ظاہر ہوا کہ محبوب ترین خلق خدا

کے حضرت علی تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ باقرار حضرت عمرؓ کے زید باپ اسامہ کے محبوب تر رسولخدا کے حضرت عمرؓ سے تھے پس حضرت عمرؓ کو حضرت علی سے کیا مقابلہ ہے۔

فصل ۴۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی ذر قال وھو آخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا اوسنے درحالیکہ پکڑے ہوے تھا دروازہ کعبہ کو کہ سنا ہمنے حضرت نبی کو کہتے ہوے کہ خبردار رہو کہ تحقیق کہ مثل اہلبیت کے میرے تملوگون مین مثل کشتی نوح کے ہے کہ جو شخص چڑھا اوس کشتی نوح کو تو نجات پائی اوسنے اور جو شخص کہ سوار نہ ہوا اوس کشتی نوح مین تو ہلاک ہوا وہ فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ہے۔

فصل ۴۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبیؐ وعن عائشۃ قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ وما رأیتھا ولکن کان یکثر ذکرھا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا اعضاء ثم یبعثھا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کان لم تکن فی الدنیا امرءۃ الا خدیجۃ فیقول انھا کانت وکانت وکان لی منھا ولد متفق علیہ — ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ہمنے نہین رشک کیا اوپر کسی زوجات نبی کے جیسا کہ رشک کیا ہمنے اوپر خدیجہ کے حالانکہ ہمنے نہین دیکھا اوس خدیجہ کو اور لاکن رسول اللہ اکثر ذکر اوس خدیجہ کا

کیا کرتی تھے اور اکثر ذبح کرتے تھے بکری کو اور ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اوسکو تب بھیجتے تھے
اون ٹکڑون کو عورات دوستان خدیجہ کو تب اکثر ہم کہتی تھے رسولخدا کو کہ گویا تھے
دنیا مین کوئی عورت مگر خدیجہ بس کہتی تھے وہ رسول کہ ہان وہ ایسی تھی اور ایسی تھی
اور ہمکو اوس سے اولاد ہوئی متفق علیہ فقط اول اور اصل بی بی حضرت پیغمبر خدا
کی خدیجہ بنت خویلد تھین کہ انکی حیات مین آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور
خدیجہ ایک بیوہ دولتمند تھین کہ انکے کارخانہ تجارت مین حضرت پیغمبر خدا نوکر ہوے
اور مال تجارت انکا اونکی طرف سے لیکے ملک شام کو گئے اور واسطے اوس بی بی کے
فائدہ کثیر حاصل کیا اور رفتہ رفتہ آپکی دیانت اور ہوشیاری سے راضی ہو کر کے
حضرت رسولخدا سے نکاح بڑے تکلف سے کیا اور بہت کھانا لوگون کو کھلایا اور
اوسوقت مین اونکا سن چالیس برس کا اور پیغمبر خدا کا سن پچیس ۲۵ برس کا تھا اور
بہت روز تک زندہ رہکر کے تین سال قبل سنہ ہجری کے انتقال کیا اور اوسوقت
مین سن شریف حضرت رسولخدا کا درمیان پینتالیس ۴۵ اور پچاس برس کے تھا اور
حضرت خدیجہ کی زندگی تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آپ نے بسبب عنقریب
تمام مال اور دولت حضرت خدیجہ کا راہ خدا مین خرچ کر ڈالا اور اس مقام مین سر گبن
وغیرہ مورخان انگریزی براہ انصاف تمام تر تعریف وفاداری حضرت رسولخدا
کی اسطرح پر کرتے ہین کہ باوصف اختلاف مقدور و اختلاف سن کے حضرت رسول نے
آخر عمر خدیجہ تک بڑے وفاداری سے کام کیا کہ حضرت خدیجہ کو کبھو اتفاق ملال کرنے
کا اپنی پسند پر نہین ہوا اور واقعی یہ معاملہ تا آخر عمر خدیجہ کا زاید از حد قیاس بشری
دیکھا جاتا ہی کہ ایسی وفاداری اور پاس شکرگذاری امکان عام بشری سی خارج ہی
اور بعد انتقال خدیجہ کے جو کثرت زوجات اور سراری یعنی لونڈیون کی ہوئی کہ بدرجے

شمار قطار بیبیون کا بڑھتا گیا اور حضرت رسول حضرت خدیجہ کو اور اوسکے حسن سلوکات
کو یاد کرتے رہے سو اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو تسکین آپکو حضرت خدیجہ سے
تھی سو وہ بات کسی بی بی سے حاصل نہیں ہوئی اور یہ امر کسقدر نشان محبت و وفاداری
کا ہے کہ خدیجہ ایک مری ہوئی بی بی کے یاد میں بکری ذبح کر کے گوشت اوسکا درمیان
اون عورتون کو تقسیم کیا کرتے تھے کہ جن عورتون کو اوس مری ہوئی بی بی سے محبت
تھی اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بیبیان جسقدر عدد مین بڑھتیں سو بڑھین مگر حضرت
رسولخدا کے دل سے کبھو یاد اونکی محو سہو نہیں ہوئی اور حضرت عائشہ کو جو کچھ کہ
رشک خدیجہ سے تھا سو اسکو حضرت عائشہ نے اپنی آخر عمر تک خوب نباہا اور
مسٹر گبن مورخ دہریہ خوب لکھتا ہے کہ علی کو حصول خلافت مین بوجہ سازش کاری
عائشہ کے تین بار شکست ہوئی اور لکھتا ہے کہ اگرچہ خلافت حضرت علی کو درجہ چہارم
مین ملی مگر اوسکا بھی انجام بوجہ سازش کاری عائشہ کے یہ ہوا کہ حضرت عائشہ
طلحہ اور زبیر رض کو لیکر کے حضرت علی سے خود لڑین اور کرتہ خون آلودہ حضرت
عثمان رض کا دمشق مین معاویہ کے پاس بھیجا اور حضرت امام حسن ع کو باوصف وعدہ
سابق کے قریب روضہ مبارک حضرت رسول کے دفن ہونے نہیں دیا مگر حیا اور وفاداری
حضرت علی کی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ جنگ جمل مین بمقابلہ طلحہ اور زبیر کے حضرت علی
نے فرمایا کہ تم لوگون کو شرم نہیں آتی ہے کہ تم لوگون کی بیبیان تو پردہ مین ہون
اور پیغمبر خدا کی بی بی میدان جنگ مین بے پردہ آوے اور آخر اوس لڑائی مین جب
حضرت عائشہ اونٹ پر سے اوتاری گئین تو حضرت عائشہ کو عزت اور آبرو کے
ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کر دیا اور اس لڑائی مین جسقدر لوگ کہ بطرف عائشہ کے مارے گئے
سو اون لوگون پر حضرت علی نے نماز بھی پڑھی سو اوسیطرح پر ہمکو بھی ادب ساتھ

حضرت عائشہ کے ہے اور شک نہین ہے کہ حضرت عائشہ بھی ایک محبوب بی بی حضرت
رسولخدا کی تھین اور بنظر رفع وحشت مسلمانان انگریزی وان کے یہ بات بھی قابل ذکر
ہے کہ بعد حضرت خدیجہ کے جو اسقدر بیبیان اور لونڈیان ہوئین سو بلاحظہ دیگر حالات
اور صفات نبوت حضرت رسولخدا کے اس تعدد ازواج کو ویسا ہی سمجھنا چاہیے کہ جسطرح
حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ کو تعدد ازواج اور لونڈیون
کا تھا مگر شک نہین ہے کہ یہ تعدد ازواج در اصل باعث جملہ فسادات خانگی کا ہوا
چنانچہ ایک حدیث مین خود حضرت عائشہ سے روایت ہے وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ حِزْبَیْنِ فَحِزْبٌ فِیْہِ عَائِشَۃُ وَصَفِیَّۃُ وَحَفْصَۃُ
وَسَوْدَۃُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَۃَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ تحقیق
کہ بیبیان رسول خدا کی دو گروہ تھین کہ ایک گروہ مین عائشہ اور صفیہ و حفصہ و
سودہ تھین اور دوسرے گروہ مین ام سلمہ اور باقی عورتین رسولخدا کی تھین پس حضرت
ام سلمہ کا طرف اہلبیت کے ہونا بمقابلہ حضرت عائشہ کے عین قرین قیاس ہے
چنانچہ یہ حال آخر فصل ۲۶ - مین بھی مذکور ہوا ہے اور ہرگاہ بعد انتقال حضرت
رسولخدا کے عائشہ بیٹی ابوبکر کی اور حفصہ بیٹی حضرت عمرؓ کی زنانہ مکان مین موجود
تھین تو خلیفہ قرار پانا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا برخلاف وصیت خم غدیر
نسبت حضرت علی کے کہ جنکی ساس خدیجہ قریب پندرہ برس پیشتر کے مر چکی تھین اور
اونکا وسیلہ ٹوٹ چکا تھا کچھ محل تعجب نہین ہے -

فصل ۳۴

بیت - ہے ضرورت کہ کرون ذکر عدو   کہ جہان گل ہے وہان خار بھی ہے

یعنی کہ اس فصل میں بضرورت مقام کچھ ذکر معاویہ دشمن اہل بیت کا ہے اسطرح کہ فن
حدیث ایک بہت پریشان طور پر ہے کہ جسکی ترتیب درمیان سنہ ۱۴۰ھ او [illegible]ھ کے
بہت مشہور ہوئی [illegible] مثلاً فلانے نے سنا فلانے سے کہ اوسنے سنا مثلاً اپنے دادا سے کہ اوسنے
سنا حضرت رسول [illegible] سے کہ فرمایا رسول نے کہ ان الحسنات تذھبن السیئات
[illegible] کرتا ہے [illegible] کو غرض کہ فن حدیث کی بنا بالکل سنی سنائی
[illegible] پر قریب [illegible] سو برس بعد حضرت رسولؐ کے ہے اور یہی وجہ ہے کہ کوئی
طریقہ معمولی پنج وقتی نماز کا بھی اوسوقت تک متعین نہیں ہے اور اسیطرح پر کوئی
دوسرا مسئلہ بھی بوضع متعین کے نہیں ہے کہ یہی امر باعث اختلافات ائمہ اربعہ
ابوحنیفہ شافعی و مالک و حنبل وغیرہم کا ہوا یہانتک کہ تاریخ انتقال حضرت رسولؐ
کی بھی اسوقت تک صاف و بلا اختلاف طرح پر معلوم نہیں ہے اور بمجرد انتقال حضرت
رسول [illegible] خلافت حضرت ابوبکرؓ سے اختلاف شروع ہوا اور حضرت علیؑ و
[illegible] خلافت سے [illegible] گئے اور امارت معاویہ پر قائم کرکے نوبت قتل امام حسینؑ
[illegible] اور دور آخر زمانہ حکومت بنی امیہ و مروانیوں کے زمانہ حکومت عباسیان
تک ہوا ایسی ایسی حالت میں جو کچھ احادیث کہ بشان معاویہ و یزید وغیرہ کے وضع
کیجائیں سو بہت تھوڑا ہے اور حالت یہ پہونچی کہ نسائی محدث کو لوگوں نے بعلت
روایت کرنے احادیث مناقب بشان علی علیہ السلام اور نہیں روایت کرنے
کوئی حدیث بشان معاویہ کے خصیہ کوٹ کوٹ کرکے مار ڈالا مگر باوصف ان سب
حالات کے بہت غنیمت ہے کہ احادیث مناقب معاویہ کے بہت کم ہیں اور جو کچھ
ہیں سو بوضع حدیث موضوع کے ہیں چنانچہ اونمیں سے ایک حدیث موضوع
حسب ذیل ہے مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب

وعن عبد الرحمن ابن عمیرة عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ رواہ الترمذی وتمکن لہ فی البلاد ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن عمیرہ سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نبی نے بحق معاویہ کے کہ ای میرے خدا بنا تو اوس معاویہ کو ہادی اور مہدی یعنی راہ دکھلانے والا اور راہ پایا ہوا اور ہدایت کر تو لوگون کو بذریعہ اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے اور متمکن کر اوسکو شہرہای اسلام مین فقط سو اس حدیث کے موضوع ہونے مین کچھ شک نہین ہے چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا عبد الرحمن صحابیون مین ثابت نہین ہے اور اس راوی کو مضطرب الحدیث لکھا ہی اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعضون نے کہا ہی کہ یہ راوی ایک صحابی ہے کہ اوس سے ترمذی نے صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے اور شاہ صاحب بروایت سیوطی اور صاحب سفر السعادت کے لکھتے ہین کہ محدثون نے کہا ہی کہ فضل معاویہ مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے اور جامع الاصول مین مذکور ہے کہ معاویہ نے کتابت یعنی منشی گری پیغمبر خدا کی کی ہے مگر کتابت وحی یعنی لکھنا قرآن شریف کا ثابت نہین ہے اور اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ معاملہ معاویہ کا ساتھ حضرت علی اور امام حسن کے تمام مکرو فریب سے معمور ہے اور یہ شخص یقینی دشمن علی اور تمام اہلبیت کا ہی تو ایسے شخص کے حق مین ایسی دعا نہین ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی مثال ساتھ جودس اسقراطی کے بہت درست ہی کہ وہ ای ایک [illegible] مین سے حضرت مسیح کے تھا کہ جن حواریون کو حضرت مسیح نے اپنا [illegible] بناکر [illegible] مردہ جلانے وغیرہ کا دیا تھا کہ اونمین سے اس جودس اسقراطی [illegible]

مسیح کو پکڑوا دیا پس اس طرح پر معاویہ بھی بطور ایک صحابی مرتد کے خیال کیا جا سکتا ہے جیسا کہ عبد اللہ ابن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہو گیا ہی اور ہمکو معلوم نہیں ہوتا کہ سُنی لوگ باوصف اقرار ہونے معاویہ بر سر ناحق کے کس مصلحت سے معاویہ کی حمایت کرکے صرف خاطی یا غی پر اکتفا کرتے ہین مگر شاید یہ مصلحت ہو کہ جب معاویہ پر زبان بند کی جاسے تو آگے بڑھکر خلفاء ثلثہ کا حال نہین کُھلیگا غرض تمام اہتمام اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاویہ بے شک ایک جد ٹھیرا ہوا ہے اور یہ قول سنیون کا کہ معاویہ پر کف اللسان یعنی زبان بند ہوا اور مشاجرات یعنی اختلافات صحابہ کا نہین دیکھا جاسے سو ظاہر اسی مصلحت سے ہو گا کہ اندر کے بطلے کی طرح پر بے دیکھے بھالے اصل حالات سے قول افضل البشر بعد النبی ابو بکرؓ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علیؓ کو ہم لوگ بطور آمنا و صدقنا کے مان لین اور مثنوی مولانا روم مین جو قصہ معاویہ کا لکھا ہی کہ شیطان نے اوسکو واسطے نماز صبح کے اوٹھا دیا سو خود ذات شریف راوی اس قصہ کے ہونگے اور اگر یہ قصہ درست ہو تو ایک لطف خاص اس قصہ مین یہ ہی کہ ہم لوگ معنی شیطان کے صرف اسقدر جانتے ہین کہ الذی یوسوس فی صدور الناس یعنے وہ خناس جو کہ آدمیون کے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہی سو معاویہ صاحب کو شیطان سے ہمچشمی کی ملاقات ہے اور لقب خال المومنین یعنی ماموں کا خطاب جو بوجہ بھائی ہونے حضرت ام حبیبہ مادر مومنین کے دیا جاتا ہی سو کیا ضرورت اس بات کی ہی اور اس رشتہ سے تو وہ یہودی باپ حضرت صفیہ کا بھی نانا ایسے لوگون کا ہوا اور شاید یہی مناسبت ہو گی کہ سنیان معاویہ شاہی کو بہت مشابہت صفات یہود کی ہے اور قوم سادات بنی فاطمہ بنت خدیجۃ الکبریٰ کو خصوصاً ایسے سوتیلے مامون سے پرہیز کرنا چاہیے

کہ سادات کے واسطے تو معاویہ صرف ایک سانپ ماموں کہا جا سکتا ہے۔

حکیم سنائی

پسر ہند اگرچہ خال من است	دوستی دیم بکارے نیست
ور نوشت او خطے زبہر رسولؐ	بر خطش نیز افتخارے نیست
در مقامے کہ شیر مردانند	از خط و خال اعتبارے نیست

الفوری

دوستدار پسر ہندہ نگر گر نیست	کہ از و تا بکس اوبہ پیغمبر چہ رسید
پدر او لب و دندان پیغمبر بشکست	مادر او جگر عم پیغمبر بمکید
او بنا حق حق داماد پیغمبر بگرفت	پسر او سر فرزند پیغمبر ببرید

مؤلف این رسالہ

معاویہ کہ نبودہ آں سواے مکر و فریب	چرا روم پے تاویل بار دو مذہب
نہ من خطا نہ درو اجتہاد او گویم	بغاوتش است صریح و حیاتی او بہ شیب

دیگر از مؤلف مذکور

عجب شاہ ولایت کہ حب او مقصود	ہزار بار بگویم معاویہ مردود

فصل ہم

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم ان لکل نبی سبعۃ نجباء و رقباء و اعطیت لنا اربعۃ عشر قلنا من ھم فقال انا و ابنای و جعفر و حمزۃ و ابوبکر و عمر و مصعب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمّار و عبداللہ بن مسعود و ابوذر و المقداد رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا او سنے کہ فرمایا رسول خدا

کہ تحقیق کہ واسطے ہر ایک نبی کے ہین سات نجیب اور رقیب لوگ اور دیئے گئے مجھکو
چودہ نجیب اور رقیب تب ہم لوگون نے پوچھا کہ کون ہین وہ لوگ تب فرمایا اوس
رسول نے کہ ہم اور دو بیٹے میرے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابو بکر اور
عمر اور مصعب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ ابن مسعود و ابو ذر و مقداد
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط غرض نقل سے اس حدیث کی یہ ہے کہ چودہ صحابہ
کا جو منتخب ہونا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے سو اوس مین سے حضرت علی و امام حسن
و امام حسین و جعفر و حمزہ و سلمان فارسی اور عمار ابن یاسر و ابو ذر و مقداد و نہ
کسان یقیناً شریک بعیت حضرت ابو بکر کے نہین تھے اور علاوہ انکے زبیر اور براء
وغیرہم اجلہ صحابہ جو کہ شریک بعیت حضرت ابو بکر رضؓ کے نہین ہوے تھے سو
تفصیل اونکی ذکر بحث خلافت کے کیجائیگے ۔

فصل ۴۵

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن ابن مسعود ان النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و
اهتدوا بهدی عمار و تمسکوا بعهد ابن ام عبد و فی روایۃ حذیفۃ ما
حدثکم ابن مسعود فصدقوہ و تمسکوا بعهد ابن ام عبد رواہ الترمذی

ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اقتدا
کرو تم لوگ ساتھ اون لوگون کے جو میرے بعد ہونگے اصحاب سے میرے یعنی ساتھ
ابو بکر اور عمر رضؓ کے اور ہدایت پاؤ تم لوگ ساتھ ہدایت عمار کے اور تمسک پکڑو تم لوگ
ساتھ قول و عہد ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے اور روایت من حذیفہ
کے ہے کہ جو کچھ حدیث بیان کرے تم لوگون سے ابن مسعود پس تصدیق کرو اوسکو

اور تمسک پکڑو ساتھ عہد اور پیمان ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے روایت کے اسکو ترمذی نے فقط حضرت ابو بکر اور عمر رضی کے فضائل خاص سے کچھ انکار نہیں ہو سکتا ہی مگر یہ حدیث مقابلہ حدیث خم غدیر کے کچھ دلیل حقیقت خلافت بلافصل کے نہیں ہو سکتی ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ ایک آدمی کے ایک بات ہی مگر مولی ہونا دوسری بات ہی اور اقتداے تو لفظ ابتدا کی بڑھ کرکے ہو پس اگر لفظ اقتدا کی دلیل حقیقت خلافت ابو بکر و عمر رضی کی ہو تو اس سے زیادہ تر دلیل خلافت عمار ابن یاسر کی ہو سکتی ہے اور جو ارشاد راہ چلنے کا ہے سو عمار ابن یاسر شریک خلافت حضرت ابو بکر کے نہیں ہوے بلکہ طرف حضرت علی کے ہو کر کے بمقابلہ معاویہ کے شہید ہوے اور جب قاتل عمار نے اپنا افسوس معاویہ سے کہا کہ قاتل عمار کا کافر ہے تو معاویہ نے اوسکے جواب میں کہا کہ قاتل عمار کا خود علی ہے کہ اوسنے عمار کو لڑائی میں بھیجا اور اوسپر حضرت علی نے فرمایا کہ اگر ہم قاتل عمار کے ہوں تو حضرت رسول قاتل حضرت حمزہ کی ہونگے کہ جنکو حضرت رسول نے جنگ میں ابو سفیان پدر معاویہ کے بھیجا تھا۔

فصل ۴۶

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علی و عمار و سلمان رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا کہ تحقیقکہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت مشتاق ہی تین آدمی کی یعنے علی اور عمار اور سلمان کی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ تینوں آدمی کہ جنت مشتاق اونکی ہے شریک بیعت خلافت حضرت ابو بکر رضی کے نہیں تھے۔

فصل ۴۷

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یارسول اللہ سمّہم لنا قال علیؑ منہم یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبہم واخبرنی انہ یحبہم رواہ الترمذی ــــــ

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے حکم دیا مجھکو محبت کرنے کو ساتھ چار آدمی کے اور خبر دی مجھکو اس بات کی کہ تحقیقکہ وہ اللہ دوست رکھتا ہی اون سبھوں کو تب پوچھا گیا حضرت رسول سے کہ آپ نام بتلائیں اون لوگون کا واسطے ہم لوگون کے تب آپ نے فرمایا کہ علی اونمیں سے ہی اور اس قول کو تین بار فرمایا اور کہا کہ ابوذر ومقداد وسلمان ہی سو اللہ نے حکم دیا ساتھ محبت اون لوگون کے اور یہ کہ وہ انکو دوست رکھتا ہی اون سبھون کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ چار بزرگان شریک بیعت خلافت حضرت ابوبکرؓ کے نہیں تھے اور نہ کچھ خصوصیت محبت حضرت علی کی بعد انتقال حضرت رسول کے دیکھی جاتی ہے ــــ

فصل ۴۸

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن جابر قال کان عمر یقول ابوبکر سیّدنا واعتق سیّدنا یعنے بلالا رواہ البخاری ــــ ترجمہ

اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونے کہ عمر اس بات کو کہا کرتے تھی کہ ابوبکرؓ سید یعنی سردار ہم لوگون کا ہے اور آزاد کیا اونے سردار کو ہم لوگون کے یعنی بلال کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث سی جو حضرت عمرؓ کا سید سردار قبول کرنا حضرت بلال کا ظاہر ہوتا ہی سو یہ امر اوپر خوبی مزاج حضرت عمر کے دلالت کرتا ہی اور ایسے ہی

حدیث مندرجہ فصل ۸۴ کے بھی خوبی حضرت عمرؓ کی دکھلاتی ہے کہ جسمین حضرت عمرؓ نے قبول کیا ہے کہ زید باپ اُسامہ کے محبوب تر نزدیک رسولخدا کے بہ نسبت خود اونکے تھے اور شک نہین ہے کہ حضرت عمر بہت ایک صاف اور پاک آدمی عام معاملات مین تھے مگر افسوس ہے کہ تفرقہ قریش اور ہاشمی کا جو کہ حدیث اوسکی فصل مندرجہ ۳۹ مین مندرج ہے سو یہ صفت تفرقہ کی حضرت عمرؓ کو جو ایک قریشی تھے حضرت علیؑ ہاشمی سے برابر رہی یعنے حضرت علی کو جو بروز خم غدیر کے مولی قبول کرکے مبارکباد دی تھی سو بعد انتقال حضرت رسول کے حضرت علی کو تمامتر بھول گئے اور کبھو انکو سید یعنی سردار اپنا قبول نہین کیا بلکہ درخصوص بیعت خلافت ابوبکر اور دعوے باغ فدک اور عقد ام کلثوم وغیرہ کے جو جو طرح سی کہ حضرت عمر نے بدرخی ساتھ حضرت علیؑ کے کی ہے سو یہ حال سب آیندہ اپنی اپنے مقام پر دکھلایا جائیگا۔ بیت

افسوس کہ تو نہ کربلا مین برسا		اے ابر تو مکہ و منا مین برسا

فصل ۹۴

بیت

انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری		حسن یوسف ید بیضا دم عیسیٰ داری

ہم نہین سمجھتے ہین کہ واسطے اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلاثہؓ کے سنیون کو اوپر احادیث مناقب قریش و مہاجرین و صحابہ و عشرہ مبشرہ کے کیا نازش ہے کہ یہ سب صفت تو حضرت علی مین بھی موجود ہے بخلاف صفات خاص حضرت علی کے کہ اونکی صفات ہاشمی ہونے مین و اخوت با رسول و زوجیت بتول وغیرہ مین کوئی دوسری صحابہ شریک نہین ہین اور سنیان جو اصحاب کو بدلیل حدیث من سالت علی طریقتی فہو الی سے داخل آل سمجھتے ہین سو خود آل ہونا ایک بات ہی اور

بوجہ خوبی اعمال کے داخل آل ہونا ایک دوسری بات ہی اور کیا مفہوم آل اور داخل
آل کا کبھو ایک ہو سکتا ہی بلکہ خود اس بات سے کہ اصحاب بوجہ خوبی اعمال کے
داخل آل سمجھے جائین کسقدر بزرگی خود آل کی ترقی کرتی ہے بہرحال اب کچھ احادیث
مناقب قریش وغیرہم کے مذکور ہوتے ہین کہ اوس شرف وکمال مین حضرت علی
مدرجہ اعلی داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش عن ابی ھریرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم
تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوہریرہ سے
کہ آدمی لوگ تابع ہین قریش کے اس امر مین مسلمان قریش کے تابع ہین مسلمان قریش کے
اور کافر قریش کے تابع ہین کافر قریش کے متفق علیہ فقط ۲۵ برس قبل اسکے
اس مقام مین شرح مشکوۃ شریف کے حاشیہ پر جو راے ہماری بقلم خاص ہمارے
حسب ذیل لکھی ہوئی ہے سو ابتک ہم ساتھ اپنی راے سابق کے متفق ہین۔
حضرت علی علیہ السلام وامامین علیہما السلام درین شرف قریشی بودن نیز شریک اند
علاوہ دیگر صفات خاصہ آنہا کہ دیگرے شریک بدان نیست اور جب صحابی انصار
نے امیر منا وامیر منکم کہکے چاہا تھا کہ ایک خلیفہ انصار مین سے
اور ایک خلیفہ قریش مین سے ہو تو مہاجرین قریش بدلیل قرابت
قریشی ہونے کے انصار پر غالب آگئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو خلیفہ قرار دیا تو کیا خوب قول معقول حضرت علی رض نے اپنی طلب حق خلافت مین
فرمایا کہ تم لوگون نے بمقابلہ انصار کے بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصاف
بنایا تو وہی انصاف ہمکو دو کہ علاوہ ہمارے قریشی ہونیکے ہمکو جزئیت
رسول سے ہی اور قرآن شریف ہمارے گھر مین نازل ہوا اور اوسکی احکام سے ہم عالم ترہین

فصل ۵

علیت

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

اگر حضرت علی کو خلافت ظاہری بنی سالہ کی بلافصل نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان آپکا نہین ہے کہ یہ خلافت دوازدہ گانہ دوازدہ امام کی جو ہی سو قیامت تک ہی اور اوسمین آپ اول امام ہین اور اوس سلسلہ مین کچھ فاصلہ اور وہ اللہ غیر لوگون کا نہین ہے اور اس سلسلہ مین حکومت آپکی دل وجان پر ہے کہ ایمان آپکی محبت مین منحصر ہے وعن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کلہم من قریش وفی روایۃ لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلا کلہم من قریش وفی روایۃ لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ او یکون علیہم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن سمرۃ سے کہ کہا اونھنے کہ سنا مینے حضرت رسولؐ کو کہتے ہوی کہ ہمیشہ رہیگا اسلام معزز بارہ خلیفہ تک کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہی کہ ہمیشہ رہیگا معاملہ اونکا جاری جبتک کہ والی ہون اون لوگون کے بارہ آدمی کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ ہمیشہ رہیگا دین اسلام قائم جب تک کہ قائم ہو قیامت یا ہون اوپر اون لوگون کے بارہ خلیفہ کہ کل اونکے قریش سے ہون متفق علیہ فقط ہمارے نزدیک خلافت حقیقی دوازدہ امام کی اس حدیث سے بخوبی تمام ثابت ہی کہ جو حضرت علیؑ سے حضرت امام مہدی تک سلسلہ پہونچتا ہے — حسب ذیل حضرت علیؑ حضرت امام حسنؑ حضرت امام حسینؑ حضرت امام

امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر۔ حضرت امام جعفر صادق۔ حضرت امام موسیٰ کاظم۔ حضرت امام علی رضا۔ حضرت امام جواد تقی۔ حضرت امام نقی حضرت امام عسکری۔ حضرت امام مہدی علیہم السلام۔ چنانچہ مطابق اسی ترتیب دوازدہ امام کے ایک درود بھی درمیان سنیون کے حسب ذیل جاری ہی کہ تقریبات عرس وغیرہ مین پڑھا جاتا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد النبی الامی الطاہر الذکی الذی کان علیاً فی درجاتہ حسناً فی صفاتہ شہیداً فی تجلیاتہ زین العابدین باقر علم الاولین والاخرین صادقاً فی اقوالہ کاظماً فی جمیع احوالہ متمکناً فی مقام الرضاء جواداً کفہ عند العطاء ھادیاً الی سبیل النجاۃ عسکریاً مع الغزات مہدیاً الی طریق النفقین غیاث المستغیثین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور اگر یہ حدیث لشان دوازدہ امام کے قائم نہ کیجاسے تو پھر بنیاد اقرار دوازدہ امام کی سنیون کے نزدیک کیا چیز ہے مگر سنیون پر اس حال مین ایک مصیبت یہ ہوگی کہ خلافت سی سالہ ظاہری حضرت ابوبکر سے چھ مہینان زمانہ خلافت حضرت امام حسن تک ختم ہوئی اور اس حدیث سی خلافت حقیقی حضرت مولیٰ علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے تو اونکے معاویہ کسی قسم خلافت مین شمار نہین ہوسے اور اونکے معاویہ لبعد تیس برس خلافت ظاہری کے صرف ایک ملک عضوض یعنی بادشاہ گزندہ باقی رہے اور دوسری قباحت یہ ہی کہ حضرت علی خلافت سی سالہ مین خلیفہ چہارم اور خلافت باطنی تاقیامت مین خلیفہ اول قرار پاتے ہین اور اس حال مین حضرت علی دونون قسم خلافت مین وارد ہین سو خود سنی لوگ حضرت علی کو علاوہ رضی اللہ عنہ خطاب عام خلفائے ثلثہ کے خطاب کرم اللہ وجہہ کا دیتے ہین پس جیسا کہ دوہرا خطاب دیتے ہین سو ایسا ہی دوہرا

اگر خلافت بھی دوہری ہوئی تو کیا مضائقہ ہی اور حدیث مین النظر الی وجہ علی
المحبۃ عبادۃ واقع ہی یعنے کہ نظر کرنا طرف چہرہ علیؑ کے محبت سی عبادت ہی پس جسکے چہرہ کو
محبت سی دیکھنا بروایت خود حضرت ابو بکرؓ کے عبادت ہو تو دوہری خلافت کا ہونا ایک
ایسے شخص کو کیا بیجا ہے اور سینون کو اس بات سی تحمل و تسکین کر لینا ضرور ہی کہ مجبوری
مین کیا کرنا ہوگا اسواسطے کہ جو کچھ کوشش علماء اہلسنت کو واسطے اس بات کی ہو کہ
تاویل اس حدیث کی کوئی دوسری طور پر کیجاسے سو وہ تمام کوشش رائگان ہوتی
ہے اور کوئی بات درست نہین بن پڑتی ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ اس حدیث مین
لفظ خلافت کی ہے کہ حکومت ظاہری اوسکی دوازدہ امام کو نہین تھی سو یہ خیال
بھی محض فضول ہے اسواسطے کہ بمقابلہ حکومت حقیقی متعلق ایمان کے جو کہ دوازدہ
امام کو حاصل ہے حکومت ظاہری معاویہ وغیرہ کی کیا چیز ہے اور کتب عہد عتیق
مین جو پیشین گوئی حضرت مسیحؑ کی بہ نشان بادشاہ یہود ان کے ہی تو کیا بوجہ
نہین ہونے حکومت ظاہری کے وہ پیشین گوئیان نسبت حضرت مسیحؑ کے باطل
ہو سکتی ہین سو اوسیطرح پر یہ خلافت دوازدہ امام کی بھی کچھ محتاج حکومت ظاہری
کی نہین ہے۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین جو کچھ بیچ و تاب
کھایا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعض طرق مین آخر
حدیث کی آیا ہے ثم یکون ہرج (؟) ابو بکر لا یلبث الا قلیلا یعنی ابو بکر نہین ٹھہریگا مگر تھوڑے روز
مگر خود شاہ صاحب اس قول پر یہ اشکال وارد کرتے ہین کہ اس حدیث سی بارہ
خلیفہ ہونا چاہیے کہ جنسے امر دین مستقیم ہو سو اگر حضرت ابو بکرؓ ان بارہ خلیفون مین
داخل ہوان تو امرائے جور و فساد کے داخل ان بارہ خلیفون کے ہوتے ہین اور
حالانکہ حدیث مین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا واقع ہی یعنی

کہ خلافت بعد ہمارے تیس برس ہے اور بعد اوسکے بادشاہ گزندہ ہوگا اور اس
حدیث کے حاشیہ پچیس برس قبل اسکے جو ہمارا حاشیہ مفصلہ ذیل لکھا ہی سو اس
راے پہنچی ہم اب تک قائم ہین ہرگاہ باجماع علماء اہل سنت مدار خلافت حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ بر اجماع است نہ بر نص پس عبارت و ابوبکر لا یلبث الا قلیلا
ضمیمہ حدیث نتوان شد اگر باشد یزید ہم دران داخل خواہد بود اور شاہ صاحب
نے جو امراے جور و فساد کی مثال بنی مروان کی لکھی ہے تو اوسپر حاشیہ ہمارا حسب
ذیل ہے ایا یزید وغیرہ از بنی امیہ از اہل خلافت نبود کہ شارح رحمۃ اللہ علیہ
صرف ذکر بنی مروان اکتفا فرمودند - اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ توجیہہ مین اس
حدیث کے چند قول ہے اول یہ کہ مراد بارہ آدمی سے ہی کہ جنکی سلطنت بی نزاع
اور اختلاف کے ہو سو اس حساب سے ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان
بارہوان خلیفہ ہوتا ہی کہ اوسکے وقت مین فتنہ ہوا اور اوسکو مارڈالا اور شاہ صاحب
اس توجیہہ مین خارج ہونا بعض خلیفون کا دائرہ عدل و احسان سے روا رکھتے ہین
مگر یہ ایک عجب طرح کی توجیہہ ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت مین ہزارون آدمی جنگ جمل
اور صفین اور نہروان مین مارے گئے مگر شاہ صاحب اسکو کچھ نزاع اور اختلاف
نہین سمجھتے ہین اور یہ ایک عجب حساب ہی کہ جس سے یزید بھی یکے از خلفاے
دوازدہ گانہ کے قائم ہوتا ہے کہ جسکے سبب سی شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام
کی ہوئی اور بجاے قائم رکنے دین کے ایک اتنا بڑا سردار دین کا قتل ہوا کہ اوسکی

تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے ع

سال قتلش بگفت غمگینے + + سر دین را بریدہ بے دینے

بہرحال چونکہ خود شاہ صاحب اس توجیہہ کو نامعقول سمجھتے ہین تو اوسواسطے کچھ

زیادہ ترحاجت تردید اس توجیہ کی نہین ہے دوم یہ کہ مراد خلفائے عادل وامرائے صالح سے ہے کہ جو مستحق اسم خلافت کے ہون مگر شاہ صاحب نام بتلانے سے ایسے سلاطین عادل کے تمامتر عاجز ہین - سوم یہ کہ بارہ خلیفہ بعد موت امام مہدی کے ہونگے کہ اون بارہ مین سے پانچ اولاد امام حسنؑ کے اور بعد اونکے پانچ اولاد امام حسین شہید کے اور بعد اونکے پھر دو اولاد امام حسنؑ کی ہین اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ اگر حدیث اس بات کی صحیح ہو تو یہ توجیہ درست ہوگی ظاہر اسیاق اس حدیث کا ایسا نہین معلوم ہوتا کہ اب زمانہ حضرت امام مہدی کے ایسے بارہ خلیفہ ہون - چہارم یہ کہ مراد بارہ خلیفون سے یہ ہے کہ وہ بارہ خلیفہ ایک وقت مین ہون مگر شاہ صاحب کچھ نشان نہیں دیتے ہین کہ ایسے بارہ خلیفہ کس زمانہ مین اور کہان پر ہوے افسوس ہے اسقدر توجیہات پریشان شاہ صاحب نے لکھا مگر اس توجیہ سے برابر فرق رہے کہ ان بارہ خلیفہ سے دوازدہ امام حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک مراد ہین اور کیونکر اس توجیہ کی طرف شاہ صاحب مائل ہوتے کہ اس توجیہ مین مزید فضیلت حضرت علیؑ اور اونکے اولاد کی ثابت ہوتی ہے مگر صاف بات یہ ہے کہ ان بارہ خلفا سے یہی دوازدہ امام مراد ہین -

فصل ۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش وعن عمران ابن حصین قال مات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیف وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے عمران ابن حصین سے کہ کہا اونسے کہ مرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم درحالیکہ کراہت رکھتے تھے تین

قبیلو سے قریش کے لئے زشت تر بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے روایت کیا آلو
شرح سنے فقط مسلم ہو کہ حجاج ابن یوسف ظالم مشہور قبیلہ ثقیف سے تھا
او مسیلمہ کذاب شایان بنی حنیفہ میں سے تھا اور عمال بنی امیہ کی کی شارح
عبداللہ بن زیاد کی دی ہے کہ وہ قاتل امام حسین علیہ السلام کا تھا
اور پسر شاہ عبدالحق صاحب کہ تعجب ہو کہ اوس راوی نے یزید کو کہ واسطے
شمار نہیں کیا اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ باقی بنی امیہ نے بھی ایز ظلم
قصور نہیں کیا یزید اور عبداللہ بن زیاد تو صرف ظاہر ہیں کہ تعجب ہو کہ شاہ صاحب
نے صراحۃ معاویہ کو کیون نہیں یاد کیا کہ معاویہ تو یزید کا بھی باپ تھا اور
شاہ صاحب اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول نے خواب میں دیکھا
کہ بندر سے او پر منبر شریف آپ کے کھیل کر رہے ہیں اور آپ نے تعبیر اون
بندرون کی بنی امیہ سے کی۔

فصل ۵۲

اب کچھ حدیث مناقب صحابہ کی مذکور ہوتی ہے کہ اوسمین بھی حضرت علیؑ
داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ عن ابی سعید
الخدری قال قال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان
احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہو ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ مت گالی دو تم لوگ اصحاب کو میرے کسواسطے کہ اگر یہ بات ثابت ہو کہ تحقیق کہ
کوئی ایک تم مین سے راہ خدا مین خرچ کیا سونا مثل پہاڑ اُحد کے تو نہین
پہونچا وہ شخص پیمانہ کو اون صحابیون کے اور نہ نصف اوس پیمانہ کو متفق علیہ

فقط مگر معاویہ نے اوپر حضرت علیؑ کے لعن وگالی بے تکلف جاری کیا اور
تاد صاحب صحابی اوسکو کہتے ہین کہ جسنے صحبت پیغمبر علیہ السلام کی حالت
ایمان مین پائی اور مراد یت اسلام پر اگرچہ درمیان مین مرتد بھی ہوا ہو جیسا کہ
اشعث ابن قیس کو کہتے ہین اور ہمارے نزدیک بھی اصحاب کی یہ تعریف
درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ ایمان بغیر محبت اہلبیت کے نہین ہو سکتا ہے
اور اسی تعریف مین اصحاب کے یہ دو شعر میر حسن دہلوی کا بہت درست اور واجب ہے۔ اشعار

سلام اونپہ ہو اونکے اصحاب ہین خدا اونسے راضی رسول اونسے خوش	وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین علی اونسے راضی بتول اونسے خوش

ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص ایمان ظاہری اقرار رسالت کا رکھتا ہو اور اہلبیت
رسول سے عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص درحقیقت منافق ہے کہ بتاکید محبت
اہلبیت کے بہت حدیثین اوپر مذکور ہو چکی ہین اور واقعہ کربلا مین جو ہزارون
آدمی نمازی اور حافظ اور قاری وغیرہ تھے تو بحالت اسقدر اہتمام قتل حسینؑ
کربلا کے کیا۔ وہی لوگ مسلمان باقی رہے اور اس مقام مین جو ہمارا حاشیہ
اوپر شرح مشکوۃ شریف کے ۲۵ برس قبل کا لکھا ہوا ہے سو حسب ذیل ہے
شارح رحمتہ اللہ علیہ خود بارتکاب ردیۃ نسبت اصحاب قائل است تا بارتکاب
صغائر وکبائر چہ رسد کہ انچہ تاویل آیت تطہیر اہلبیت گفتہ شود شک نیست کہ
حضرت علی علیہ السلام بہر معنی داخل آنست خصوص درین حال کہ حضرت رسول
صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر را اندرون کلیم آوردہ انحصار اہلبیت برانہا فرمودہ باشند
تا اینکہ بنظر طہارت مطلقہ اہلبیت بحالت جنب ہم باذون بدخول مسجد بودند و دیگر
بسیارے احادیث درشان علی ست وخود اہلسنت نیز خلافت رابعہ علی را حق میگویند

پس با اینهمه حالات جنگ معاویه با حضرت امیر علی علیه السلام و نیز [illegible]
کشت و خون بودن هزاران مسلمانان انکار از نص یا ارتکاب کبیره [illegible]
خواهد بود یا نه و حدیث صفحه ۷۰ یعنی حدیث مندرجه فصل ۳۹ رسالہ هذا که
حرب با علی حرب با من است این همه یا سو کرده بحمایت معاویه در آمدن چه معنی
دارد و ظاهر که امیر معاویه از مهاجرین یا انصار یا اصحاب بدر هم نبوده اند که
چندان اهتمام درکار باشد و نه از بهشتیان قطعی اند که تاویل مزید را حاجت باشد
غایت اینکه از عوام صحابی بوده اند که در سال هشتم از هجرت بشمول ابوسفیان و عکرمه
بن ابی جهل ایمان آورده اند امتداد صحبت هم میسر شده بود و [illegible] اینکه عکرمه
بن ابی جهل بحکم رسول الله علیه السلام بعد فتح که قتل کرده شد الغ [illegible] از اهل
انصاف میخواهم که اگر این محاربات معاویه روبروی حضرت رسول صلے الله علیه
وسلم میشد آن حضرت کدام جانب می بود فاعتبروا یا اولی الابصار نمیگویم که چیزی
در شان معاویه گفته آید مگر می پرسم که هر حمایت و محبت را سببی خاص میبایدند هم
که لوای معاویه را آخر سبب چیست سفینه نوح را که عبارت از اهلبیت است گذاشتن

چه مناسب است قطعه

[illegible]	که [illegible]
آن [illegible] لیئے در [illegible] سبول	[illegible] آن آ[illegible] سبول

[illegible]

فصل ۵۰

مشکوة المصابیح باب مناقب صحابه وعن جابر رضی عن النبی صلی الله علیه واله
وسلم قال لا [illegible] النار مسلما رآنی او رای من رآنی رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے حضرت نبی سے کہ فرمایا حضرت نبی نے کہ نہین چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ جسنے دیکھا مجکو یا کہ دیکھا اوسنے اوس شخص کو کہ دیکھا مجھکو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اگر یہ حدیث عموماً اوپر اون لوگون کے جاری ہو کہ جسنے ساتھ اقرار رسالت کے دیکھا ہو اور کچھ محبت اہلبیت کی شرط ایمان نہو تو سنیون کو بڑی وسعت ہو گی اگر چاہین تو یزید کو بھی داخل بہشتیان سمجھین اور اوسکو ایک تابعین مین سے شمار کرین کہ اس یزید نے بھی معاویہ ایک صحابی کو دیکھا ہے۔ خاک پڑے ایسے صحابی پر اور ایسے تابعی پر۔

فصل ۵۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ وعن عمر بن الخطاب رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وسألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیئ مما ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدی قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ سوال کیا مینے رب سے اپنے اختلاف سے صحابیون کے بعد میرے تب وحی کیا گیا طرف میرے کہ اے محمد تحقیقکہ اصحاب تیرے نزدیک میرے بمنزلہ ستارہای آسمان کے ہین کہ بعض اونکا قوی تر ہے بعض سے اور ہے واسطے ہر ایک کے نور پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ ایک شی کے کہ جسمین صحابی لوگ مخالف ہین پس وہ شخص نزدیک ہمارے اوپر ہدایت کے ہی کہا اوس عمر نے

نے فرمایا رسول خدا نے کہ اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین پس اونمین سے جسکے
ساتھ اقتدا کرو گے تم لوگ ہدایت پاوگے تم لوگ روایت کی اسکو زرین نے فقط جب
یہ حدیث [illegible] حضرت عمر سے ہی تو شاید اسی بنیاد پر سب روایتہا حضرت عمر کی
حضرت علی سے ہونگین مگر یاد رہے کہ یہ حدیث ہی خود حضرت [illegible] ہے کہ
خود شتہ سپر کرنے [illegible] ام کلثوم دختر حضرت علی کے روایت کیا تھا کل سبب ونسب
[illegible] یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وصہری یعنی فرمایا رسول خدا نے
کہ کل نسب اور سبب اور رشتہ وصل وپیوند کا منقطع ہوگا بروز قیامت کے مگر نسب
ہمارا اور سبب ہمارا اور وصل وپیوند ہمارا فقط اور ہم کہتے ہین کہ شرح مین اس
حدیث کے شاہ صاحب نے براہ راست بازی اس بات کو قبول کیا ہے کہ اگر
بعض مقام مین بجہت بشریت اور خطا کے کوئی صحابی اوپر راہ صواب کے نہو
جیسا کہ بغاوت اور خلاف امام برحق کا اختیار کیا ہو تو اقتدا ساتھ اوس صحابی
کے درست نہین ہے اور ہدایت ساتھ اوس صحابی کے درست نہوگی اور وہ
صحابی مستثنٰے اور خارج از بحث ہے پس صاف صاف یہ اشارہ بطرف معاویہ کے
ہے اور ہرگاہ تشبیہ اصحاب کے ساتھ ستارون کے ہے تو ایک مسلمان آدمی کہ جسکو
[illegible] البتہ خاصۃ ہدایت اپنی بذریعہ جناب مشکل کشا مولیٰ علی کہ
آفتاب جہانتاب یعنی حیدر کرار غیر فرار کے چاہیگا اور اہل التصوف اولیاء اللہ جو
تمامتر دریوزہ گری درگاہ حضرت علی کی کرتے ہین سو البتہ یہ لوگ تمامتر راہ راست
پر ہین ہان ایک طریقہ نقشبندیہ کا ابوبکر رض سے تھا سو طریقہ فقرا مین وہ طریقہ
ایک سوختہ طریقہ کہلاتا ہے اور اسی سبب سے خاتمہ طریقہ نقشبندیہ کا بذریعہ
کسی خانوادہ کے حضرت علی تک ہوتا ہے ۔

فصل ۵۵

اب کچھ بیان اصحاب عشرہ مبشرہ کا ہوتا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و طلحہ و زبیرؓ و سعد ابن ابی وقاص و عبدالرحمن ابن عوف و ابو عبیدہ ابن الجراح و سعید ابن زید یہ دس شخص خاص کر کے عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں کہ جنکے واسطے بشارت جنت کی ہے [illegible] بہشتی از قطعی) مگر کوئی بنیاد خاص اس بات کی نہیں معلوم ہوتی ہے کہ انہیں [illegible] ہیں چنانچہ خود شاہ صاحب بھی اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ بشارت جنت کی خصوصیت ساتھ ان دس آدمیوں کے نہیں ہے کہ بشارت جنت کی تحقیق اہلبیت اولاد و ازواج و دیگر صحابی کے لئے [illegible]

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن عمر رضی اللہ عنہ قال ما احد احق بھذا الامر من ھولاء النفر الذین توفی رسول اللہ صلعم وھو عنھم راض فسمی علیا وعثمان والزبیر وطلحۃ وسعد وعبدالرحمن رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونسے کہ نہیں کوئی مستحق تر ہے اس امر خلافت کو ان لوگون سے جو کہ انتقال کیا رسول اللہ نے درحالیکہ وہ راضی تھے ان لوگون سے پس نام بتلایا عمر نے علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد ابن ابی وقاص و عبدالرحمن ابن عوف کا روایت کی اسکو بخاری نے فقط اور پورا قصہ اس قول حضرت عمرؓ کا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے قریب انتقال اپنے نام ان چھہ شخصون کا بتلا کے یہ کہا کہ ان چھہ شخصون مین سے پانچ آدمی جس شخص پر اتفاق کرین سو وہ شخص خلیفہ قرار دیا جاوے اور وہ چھٹا شخص جو خلاف کرے قتل کیا جاوے یعنی مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تھا کہ خوب معلوم تھا

که یه پانچ شخص قریش هرگز حضرت علی هاشمی کو اختیار نهین کرینگے تو اسی مین
حضرت علی کا کام بهی ختم هو جاویگا چنانچه یه بات دیکهی جاتی هے که اگرچه حضرت
عمر نے ان چهه شخصون مین نام حضرت علی کا داخل کیا تها مگر ساتهه اسکے حضرت
علی محروم هوکر حضرت عثمان خلیفه مقرر هوے [illegible] حضرت [illegible] هوئی که حضرت علی
نے بهی بیعت کرلی [illegible] کیا [illegible] یه کیا مقام حیرت
کا هے که یه بات که حضرت رسول نے بحالت رضامندی [illegible] حضرت علی کی [illegible]
کیا تها محتاج تصدیق حضرت عمر کے هوا اور یه حضرت عمر [illegible] بزرگ [illegible]
ماه قبل انتقال حضرت رسول کے مبارکبادی وصیت خم غدیر کے حضرت علی کو
دیکے کها تها که انت مولی کل مومن و مومنة سو اب [illegible] علی کی [illegible]
که تصدیق رضامندی حضرت رسول کی نسبت اونکے حضرت [illegible] مشهور [illegible]
اور اگر یه نام لیتا علی کا سچے دل سے هوتا تو جیسا که حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو
استخلاف کیا تها سو اس سنت پر حضرت عمر کا استخلاف حضرت علی کا کرتا کیا دشوار
تها اور اگر حضرت عمر بڑے سچے تهے تو بهول جاتا اپنے مبارکبادی روز وصیت
خم غدیر کا اور خلافت اوسکی امر خلافت کو درمیان چهه شخص کے نامزد کرکے حکم قتل
کرنے شخص ششم کا کیا معنی رکهتا هے اور کیا اس حکم سے حضرت عمر کے خون اوس شخص کا
که جس سے حضرت رسول راضی مرے هون حلال هو جاتا - اور عبد الله بن عمر
اپنے بیٹے کو جو حضرت عمر نے استخلاف نهین کیا سو تقریر اوسکی حضرت عمر نے
جو کچهه کی هو مگر اصل بات صرف اسقدر هے که جس بهاو سے خلافت پایا تها سو
اوسی بهاو سے خلافت سے رخصت هونا بهی ضرور تها اسواسطے که حضرت عمر
صدر مقام مدینه مین تهے اور تمام قریش اهل قوت لوگ موجود تهے تو درحقیقت کچهه

موتع استخلاف اپنے بیٹا کا اونکو نہین تھا خلاف معاویہ کے کہ اوسکو سابق سے

سکونت مستقل دمشق کی حاصل تھی سو اوسنے بتکلف استخلاف یزید اپنے بیٹا کا

کیا او خلافت یزید کی بے تکلف جاری ہوکر کے استیصال خاندان نبوی کا

کربلا مین بخوبی تمام ہو گیا کہ سوا سے امام سجاد حضرت امام زین العابدین کے

کوئی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا۔

فصل ۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن ابن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ وسئلت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مستخلفا لو استخلفہ قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہے ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا ہمنے عائشہ سے کہ پوچھا گیا عائشہ سے کہ کون شخص وہ تھا کہ جسکو حضرت رسول خلیفہ بناتے تب کہا حضرت عائشہ رض نے کہ ابوبکر تب پوچھا گیا کہ بعد ابوبکر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ ابو عبیدۃ بن الجراح روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے خود کسی شخص کو خلیفہ نہین بنایا بلکہ یہ رائے حضرت عائشہ رض کی ہے کہ اگر حضرت رسول کسی کو خلیفہ بناتے تو حضرت ابوبکر رض کو اور بعد اونکے حضرت عمر کو اور بعد اونکے ابو عبیدۃ بن جراح کو خلیفہ بناتے اور اس حدیث سی یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رض اور حضرت علی یہ دونون شخص بہ تجویز حضرت عائشہ رض کے قابل ذکر خلافت کے نہین تھے اور کیون نہو کہ یہ دونون شخص داماد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے تھے پس حضرت عائشہ ان دونون

شخصون کو کیونکر یاد کر سکتی تھین مگر شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین
کہ حضرت ابو بکر اونکے باپ نے بوقت خلیفہ ہونے کے کہا کہ ہمکو خلافت سے
کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر اور حق ابو عبیدہ کا ہے ۔

فصل ۵۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن عبد الرحمن ابن عوف
ان النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ابو بکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی
الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف
فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃ بن
الجراح فی الجنۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عبد الرحمن ابن عوف
سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابو بکرؓ جنت مین ہی اور عمر جنت مین
ہے اور عثمانؓ جنت مین ہے اور علیؓ جنت مین ہے اور زبیر جنت مین ہے اور
عبد الرحمن ابن عوف جنت مین ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنت مین ہی اور
سعید ابن زید جنت مین ہے اور عبیدہ جنت مین ہے روایت کی اسکو ترمذی نے
فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ ذکر خلفاے اربعہ کا احادیث
مین کلاً وجزءً اسی ترتیب سی ہے کہ اسی امر سے ایک استیناس یعنی لگاؤ مذہب اہلسنت
کا پایا جاتا ہی مگر یہ تقریر شاہ صاحب کی درست نہین ہے کہ حدیث مین فصل ۵۵ اس
رسالہ کی نام حضرت علیؑ کا بالاے نام حضرت عثمانؓ کی ہے فقط اور ترتیب کا حال یہ ہے کہ فن حدیث کا
بعد سو ڈیڑھ سو برس زمان خلافت اربعہ کے مرتب ہوا ہے پس جسطرح پر کہ ترتیب خلافت
کی ہوتی گئی سو اوسی ترتیب سی حدیث مین مذکور ہونا نام ان خلفاے اربعہ کا عین
قرین قیاس ہے جیسا کہ بحث انبیاء بنی اسرائیل مین البتہ ذکر حضرت موسٰی و داؤد

وسلیمان وغیرہ کا اوپر ذکر حضرت مسیحؑ کے مقدم ہوگا ہر چند کہ اون انبیا کو حضرت
مسیح پر کچھ ترجیح و تفضیل نہو یعنی کہ مجرد ترتیب زمانی کچھ دلیل فضیلت اوس
شخص مقدم الذکر کے نہین ہے بلکہ درجہ ہر شخص کا باعتبار الفاظ مخصوصہ
اوس شخص کے سمجھا جاویگا جیسا کہ حدیث مین فصل ۴۶ کے نسبت حضرت علی
کے ذکر اس بات کا ہے کہ حق ساتھ علیؑ کے ہو اور اسی طرح پر تمام احادیث مین
الفاظ بشان حضرت علیؑ کے بمقابلہ خلفاء رض کے ایک خاص قسم کے ہین کہ
جس سے تمامتر ممتاز ہوتا حضرت علی کا خلفائے ثلثہ رض سے ظاہر ہوتا ہے بہرحال
شاید یہی حدیث منشار انحصار عشرہ مبشرہ کا ہو مگر یہ بات نہین معلوم ہوتی ہے
کہ کس طرح پر جو کہ ایک ایک آدمی کا مع نام کے لفظ فی الجنۃ مع ہر نام کے تکرار
کیگئی سو کیا منشار اس قسم تقریر کا تھا

فصل ۵۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن علی رضی اللہ عنہ
قال قیل یا رسول اللہ من تومر بعدک قال ان تومروا ابا بکر تجدوہ امینا زاھدا
فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ وان تومروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ
لائم وان تومروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الصراط
المستقیم رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونسے
کہ پوچھا گیا اے رسول اللہ کس شخص کو ہم امیر بناوین بعد تیرے تب فرمایا
رسولخدا نے کہ اگر امیر بناؤ تم لوگ ابوبکر کو تو پاؤ گے تم لوگ اوسکو امین زاہد
امور دنیا مین اور راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر بناؤ تم لوگ عمرؓ کو تو پاؤ گے
تم لوگ اوسکو قوی اور امین جو کہ نہ خوف کرے امور خدا مین ملامت کرنیوالے کی

کرنے والے کی اور اگر امیر بناؤ تم لوگ علیؑ کو اور ہم نہیں دیکھتے ہین کہ تم لوگ اوس بات کو کروگے تو پاؤگے تم لوگ اسکو ہادی اور مہدی چلے لیجاوے تمکو راہ سیدھی پر روایت کی اسکو احمد نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے تنصیص وتعیین خلافت کی کسی شخص کے حق مین نہین کی سو یہ بات ہمکو بھی درست معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی درحقیقت باعتقاد اہلسنت ازروے اجماع کے ہوئی تھی اور اس حدیث سے حال انحراف لوگون کا حضرت علیؑ کی طرف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے فرمایا کہ ہم نہین دیکھتے ہین تم لوگون کو کہ علی کو امیر بناؤگے۔

فصل ۵۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن انس ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابوبکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاء عثمان وافرضھم زید بن ثابت واقرءھم ابی بن کعب لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابوعبیدۃ بن الجراح رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح وروی عن معمر بن قتادۃ مرسلاً وفیہ واقضاھم علی ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحیم تر میری امت کا ساتھ امت میرے ابوبکرؓ ہے اور شدید تر ادنکا امر خدا مین عمرؓ ہے اور صادق تر اون لوگون کا ازروی حیا کے عثمانؓ ہے اور عالم تر علم فرائض کا زید بن ثابت ہی اور قاری تر اون لوگون کا ابی ابن کعب ہے کہ آیت لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب کی حضرت رسول نے ابن ابی کعب کے پاس پڑھی اور عالم تر اون لوگون کا ساتھ حلال وحرام کے معاذ ابن جبل ہی اور

ہر است کو ایک امین ہی اور امین اس امت کا ابو عبیدہ ابن الجراح ہے روایت کی
اسکو احمد ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت ہی معمر بن قتادہ
سے لطور مرسل کے اور اوس روایت مین ہی کہ قاضی تر اون لوگون کا علیؑ ہے
فقط اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا سب کے آخر مین ہے بہر حال شاہ صاحب
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے مشاورت حضرت علیؑ کے حکم
نہین دیتے تھے اور اگر حضرت علی حاضر نہوتے تو حضرت عمرؓ توقف کرتے اور کہتے
کہ قضیۃ ولا ابا حسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے مگر ابو الحسن یعنی علیؑ واسطے فیصلہ کرنے
اوسکے نہین ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت علی کو بوجہ اصابت رائے وقوت
علمی کے حضرت عمر کے پاس بہت دخل تھا کہ وہ حضرت علیؑ کو اپنے کام کا آدمی
جانتے تھے مگر افسوس ہے کہ صراحتہً حضرت علی کو اپنا خلیفہ نہین بنایا۔

فصل ۶۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعنہ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اللہ ابا بکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الہجرۃ
وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکہ الحق ومالہ
صدیق رحم اللہ عثمان تستحیہ الملائکۃ رحم اللہ علیا اللّٰھم ادر الحق معہ حیث
دار رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی اوس انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ رحم کرے
اللہ ابو بکرؓ پر جو کہ بیاہ دیا ساتھ میرے اپنی بیٹی کو اوٹھا لیگیا مجکو دار الہجرہ تک
اور ساتھ دیا میرا غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے اور رحم کرے اللہ عمرؓ
پر کہ بولتا ہی وہ حق بات کو اگرچہ تلخ ہو اور امر حق نے چھوڑ دیا ہی اوسکو اس حال

ہین کہ اوسکو کوئی دوست نہین ہے اور رحم کرے اللہ عثمانؓ پر کہ اوس سے شرم کرتے ہین فرشتہ لوگ اور رحم کرے اللہ علیؑ پر اے میرے خدا گردش دے حق کو ساتھ اوسکے جہان پر کہ وہ پہرے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین بروایت جمع الجوامع سیوطی کے لکھتے ہین کہ القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی کہ قرآن ساتھہ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے ہے۔

فصل ۶۱

بیت۔ کہے یون جو چاہے کوئی بہیر کر ٭ یہ نسبت علیؑ کو نہین غیر سے

اب کچھ احادیث مناقب حضرت ابو بکرؓ کے بیان ہوتے ہین سو اس بات مین کچھ شک نہین ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ایک نہایت عمدہ اور بزرگ اور نیک صفات آدمی اور حضرت رسولخدا کے ایک یار غار تھے اور ساتھ حضرت رسول کے اونکو اپنی جان و مال تک کچھ دریغ نہین تھا اور حدیث مندرجہ فصل ۵۸ مین جو بزبان حضرت علی کے زاھدا فی الدنیا راغبا الی الآخرۃ انکی شان مین واقع ہے سو یہ بات بہت حسب حال ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ اونکو ساتھ حضرت علیؑ و فاطمہؑ و امامین علیہم السلام کے بہت ادب تھا غرضکہ انکے فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے مگر بات یہ ہے کہ بقول رشتہ دیگر جگر جگر است کے اونکے فضائل کو ساتھ فضائل حضرت امیر علیہ السلام کے کچھ مقابلہ نہین ہے کہ حضرت علی اونکے مولی اوسیطرح پر تھے کہ جسطرح پر خود حضرت رسول اونکے مولی تھے اور خطبہ ہای جمعہ و عیدین مین جو ذکر حضرت ابو بکرؓ کا بعبارت افضل الصحابہ بالصدق والتحقیق کے ہوتا ہے سو ہماری اعتقاد مین یہ بات ایک طرح پر بہت درست ہے کہ بیشک حضرت ابو بکرؓ تمام

صحابہ سے افضل تھے اسواسطے کہ حضرت علی اوس قسم صحابہ مین داخل نہین ہین بلکہ ایک قسم جداگانہ از قسم اہلبیت وآل وعترت کے تھے اور یہی وجہ ہو کہ حضرت رسول نے جو مواخات اور بھائی چارا درمیان اصحابون کے لگا دیا سو اوس برادری صحابہ سے حضرت نبی نے حضرت علی کو علیحدہ رکھکر کے کہا کہ تو میرا بھائی ہے دنیا وآخرت مین اور خلافت کا ملجانا اونکو بعد انتقال حضرت رسول کے ایک قضیہ اتفاقی ہے کہ حضرت عائشہ بیٹی اونکی زمانہ مین بطرف اونکے تھین اور ہر باہر مین حضرت عمرؓ خاص کرکے اونکے خلیفہ بنانے مین مصروف ہوی ورنہ فصل ۶۵ مین اس رسالہ کے ذکر ہو چکا ہے کہ ابوبکر نے وقت خلیفہ ہونے کے کہا تھا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمرؓ اور حق ابوعبیدہ کا ہے اور مثال اونکے خلیفہ قرار پانے کی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سپاہیان سرکاری نے بغاوت سرکار کرکے دہلی مین شاہ ابوالظفر ایک گوشہ نشین دہلی کو زبردستی سے بادشاہ بنالیا مگر فرق اسقدر ہے کہ انجام بادشاہ بنانے ابوالظفر کا بخیر نہین تھا اور انجام اس خلافت حضرت ابوبکرؓ کا بخیر ہوا کہ خود حضرت علی نے بیعت کرلی اور اجراے دین بخوبی ہوا مگر یاد رہے کہ جیسا کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی چل گئی سو اوسیطرح بہت سی احادیث مبالغہ التعریف کے بہی موضوع ہوے چنانچہ شاہ صاحب بھی موضوع ہونے سے احادیث بشان ابوبکرؓ کے مقر ہوکر کے چند موضوع حدیثین اپنی شرح مشکوۃ مین حسب ذیل نقل کرتے ہین۔ اول ان اللّٰہ یتجلی للناس عامۃ ولابی بکر خاصۃ یعنی تجلی خدا کی آدمیون پر عموماً ہوتی ہے اور ابوبکر پر خاص کرکے دوم ماصب اللّٰہ فی صدری الا وصبتہ فی صدر ابی بکر یعنی حضرت رسول نے فرمایا کہ نہین ڈالا خدا نے ہمارے سینہ مین مگر یہ کہ ڈالا ہمنے اوسکو

سینہ میں ابوبکرؓ کے ۔ ہم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اشتاق الی
الجنۃ قبل شیبۃ ابی بکر یعنی کہ جب رسولخدا مشتاق جنت ہوتے تھے تو بوڑھاپے
کو ابوبکر کے بوسہ دیتے تھے - ہم آمر ان اللہ امرنی ان لا ادع اخذا درج ابی بکر
ہے یعنی تحقیقکہ حضرت خدا نے مجھکو حکم کیا اور کہ تو اخذ یار کیا مثل ابوبکرؓ تو خلیل
اور یہ امر بھی قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ ہرگاہ حضرت رسولخدا نے برخلاف وصیت
غدیر خم لشان علیؑ کے یقیناً کسی دوسرے شخص کو خلیفہ نہیں بنایا تو جو کچھ حدیث
مشعر خلیفہ بنانے کے ہو سو بے شک وہ حدیث بھی موضوع ہے چنانچہ فصل ۵
میں اس رسالہ کے ذکر اسمیات کا ہو چکا ہے کہ شاہ صاحب بھی اپنی شرح میں
اس بات سے مقر ہیں کہ حضرت رسول نے کچھ تنصیص و تعیین بحق کسی شخص کے
نہیں کی ہے مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی سعید
الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابو بکر
وعند البخاری ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام
ومودتہ لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر وفی روایۃ لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی
لاتخذت ابا بکر خلیلا متفق علیہ ترجمہ روایت ہے ابو سعید خدری سے
حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے کہ تحقیقکہ معتمد علیہ ترین آدمیوں میں سے
اوپر ہمارے بیچ صحبت اپنی اور مال اپنے ابوبکرؓ ہے اگر ہم بناتے کسی کو دوست
خالص تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص ولیکن برادری اسلام کی اور دوستی
اسلام کی ہے اور نہ باقی رہے مسجد میں کوئی روزن دیوار کا مگر روزن دیوار ابوبکرؓ
کا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل یعنی دوست خالص
تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص متفق علیہ فقط اس حدیث کی صحت میں ہمکو

کچھ عذر نہین ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ ایک نہایت دوست دلی حضرت رسولؐ کے تھے اور فصل ۲۹ مین ذکر ہوچکا ہے کہ سب دروازہ جو بطرف مسجد کے تھے بند کیے گئے سوائے دروازہ مکان علیؑ کے اور یہ حکم زمان حیات حضرت حمزہ کا ہے اور یہ حکم روزن دیوار چھوڑنے کا حضرت ابوبکرؓ کے وقت مرض الموت کا ہے پس کجا دروازہ اور کجا روزن یعنی کہ اس حدیث مین اور حدیث فصل ۲۹ مین کچھ مخالفت نہین ہے مگر حضرت عمرؓ جو ایک بڑے حوصلہ کے آدمی تھے سو شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ جب حضرت رسول نے اپنی مرض الموت مین روزن دیوار ابوبکرؓ کے چھوڑنیکا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے بھی درخواست کی کہ انکی دیوار مین بھی روزن چھوڑا جاے مگر آنحضرت نے فرمایا کہ بقدر ایک ناکہ یعنی سوراخ سوئی کے بھی نہین چھوڑا جاے اور اس حدیث کے حاشیہ پر ایک حاشیہ ہمارا ۲۵ برس سابق کا فارسی ... بہ ذیل ہے کسی از اصحاب در آیت تطہیر اہلبیت وحدیث ثقلین ومثل سفینہ نوح ومن کنت مولاہ وغیر ذلک از قسم زوجیت بتول وہاشمیت وغیرہ شریک علی علیہ السلام نمیتوان شد وآنکہ حضرت ابوبکرؓ را خلافت باجماع شد ہیچ مضائقہ نیست در آنچہ مضائقہ کہ نظر بہ بعض مصالح ملکی آنوقت وبزرگی ونیک خوئی حضرت ابوبکرؓ را اختیار کردند بالجملہ چون خلافت حضرت شان را حضرت امیر علیہ السلام خود روا داشتند مارا چہ میرسد کہ گفتگو درآن کنیم۔

فصل ۶۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عبداللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی اخی فی الدین وصاحبی فی الغار وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا رواہ مسلم

ترجمہ — اور روایت ہی عبداللہ ابن مسعود سے حضرت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل تو بناتے ہم ابوبکرؓ کو خلیل لاکن وہ ابوبکرؓ بھائی میرا اور ساتھی میرا ہے اور روایت مین احمد کے ہے بھائی میرا دین مین ہے اور رفیق میرا غار مین ہے اور تحقیقکہ بنایا خدا نے رفیق کو تم لوگوں یعنی ہمکو اپنا خلیل روایت کی اسکو مسلم نے فقط اور یہ حدیث بتائید فصل بالا کے ہے اور اسمین ہمکو کچھ عذر نہین ہے —

فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباک و اخاک حتے اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنے متمن و یقول قائل انا اولیٰ و یابی اللہ والمومنون الا ابابکر رواہ مسلم و فی کتاب الحمیدی انا اولیٰ بدل انا ولا ترجمہ اور روایت ہی عائشۃ الشاکہ کہا اوسنے کہ فرمایا مجھکو رسولخدا نے اپنی بیماری مین کہ بلا تو میرے لیئے ابوبکرؓ اپنے باپ کو اور بھائی کو تاکہ لکھون مین ایک نوشتہ کسواسطے کہ تحقیقکہ مین خوف کرتا ہون اس بات کو کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا کہ مین مستحق ہون اور نہ کوئی دوسرا اور انکار کرتا ہی اللہ اور مسلمان لوگ مگر ابوبکرؓ کو روایت کی اسکو مسلم نے اور کتاب حمیدی مین ہے کہ انا اولیٰ یعنے مستحق تر ہون بجاے انا ولا کے ہی فقط مقدمہ خلافت مین ہم حضرت عائشہ کو خوب پہچانتے ہین سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ جب قریب دو ماہ قبل انتقال اپنے حضرت رسولخدا کے از روے وصیت خم غدیر کے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دے چکے تھے تو خلاف اوسکے کوئی نوشتہ بحق حضرت ابوبکرؓ کے کرتا کچھ معنی نہین رکھتا اور اگر فی الحقیقت کوئی

نوشتہ بحق ابو بکرؓ کے کرنا منظور ہوتا تو حضرت عمرؓ کس واسطے عذر کرتے کہ یہ بات تو خود انکے مطلب کی تھی اور یہ بات بھی قابل ملاحظہ اور غور کے ہے کہ اس حدیث سے صرف تیاری حضرت ابو بکرؓ پدر عائشہ کی نہیں ہے بلکہ ایک تیاری واسطے برادر عائشہ کے بھی پائی جاتی ہے۔

فصل ۶۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن جبیر ابن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرءۃ فکلمتہ بشئ فامرھا ان ترجع الیہ قالت ارایت ان جئت ولم اجدک کانھا ترید الموت قال فان لم تجدنی فاتی ابابکر متفق علیہ

ترجمہ

اور روایت ہے جبیر ابن مطعم شاگرد حضرت ابو بکرؓ سے کہ آئی حضرت رسول کے پاس ایک عورت پس کچھ بات کی اوسنے حضرت رسول سے کسی چیز میں پس فرمایا رسولخدا نے اوسکو کہ پھر دوسری دفعہ آنا تب کہا اوس عورت نے یا رسول اللہ آیا دیکھا تو نے کہ ہم آوین اور نپاوین تجھکو گویا کہ وہ ارادہ کرتی ہے موت کو تب فرمایا رسولخدا نے کہ اگر نپاوے تو مجھکو پس آ تو ابو بکرؓ کے پاس متفق علیہ ف اس راوی شاگرد حضرت ابو بکرؓ نے اپنے جانتے خوب حق شاگردی کا ادا کیا ہے کہ جس سے خلیفہ بنانا حضرت ابو بکرؓ کا نکلتا ہے مگر یہ حدیث بھی صریح موضوع ہے اسواسطے کہ کیا قرینہ اس بات کا ہے کہ ایک عورت کسی بات کے واسطے آوے اور حضرت پیغمبر خدا اوس سے کہین کہ دوسری بار آنا اور اسپر وہ عورت ذکر موت حضرت رسولؐ کو واسطے ایک ایسے امر خفیف کے درمیان مین لاوے کہ یہ بات بالکل بے معنی اور بیہودہ ہے اور شاہ صاحب بھی اس حدیث کی شرح مین

اقرار کرتے ہین کہ خلافت ابو بکرؓ کی بذریعہ اجماع کے ہی نہ بذریعہ نص قطعی استخلاف کے

فصل ۶۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرو ابن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوھا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافۃ ان یجعلنی فی اخرھم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی عمرو ابن العاص سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اوس عمرو عاص کو اوپر لشکر ذات السلاسل کے اور کہا اوس عمرو عاص نے کہ آئے ہم اوس رسول کے پاس اور پوچھا ہمنے کون شخص آدمیون کا محبوب تر ہے تیرے پاس تب کہا اوس نبی نے کہ عائشہؓ تب ہمنے پوچھا مردون مین سے تب فرمایا نبی نے باپ اوس عائشہ کا تب پوچھا ہمنے اوسکے بعد کون محبوب تر ہے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ عمرؓ اور اوسکے بعد گنا چند مردون کو پس چپ رہے ہم بخوف اس بات کے کہ ٹھہراوے وہ نبی مجھکو آخر مین اون لوگون کے متفق علیہ فقط سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ راوی اسکے عمرو ابن عاص ہین کہ جو مقابلہ مین حضرت امیر علیہ السلام کے بطرف معاویہ کے یہ ایک فریب کا بندوبست کیا تھا کہ معاویہ کی طرف سے حکم مقرر ہو اور حضرت امیر کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعری حکم ہون اور اونکو اپنے سازش مین لا کرکے یہ فریب کیا کہ ابو موسیٰ اشعری نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی نکالکے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے علی اور معاویہ دونون کو خلافت سے نکالا تب عمرو عاص نے انگوٹھی اپنی انگلی مین پہنا کرکے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے معاویہ کو خلافت مین قائم کیا

اور اسیوقت ابوموسیٰ اشعری نے غل و فساد کیا کہ قریب کیا فریب کیا غرضکہ اس راوی نے معاویہ کے پاس اختیار ریاکر کے مالک اشتر وغیرہ بہت لوگون کا خون ناحق کرا یا پس ایک ایسے آدمی کی روایت حدیث کی ہرگز قابل التفات کے نہین ہے خصوص اس حال مین کہ یہ حدیث صریح مخالف حدیث مندرجہ فصل ۱۴ کے ہی کہ جسمین زبانی حضرت عائشہ رض کے حضرت فاطمہ اور حضرت علی ع محبوب ترین خلائق کے تھے۔

فصل ۶۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن محمد ابن الحنفیہ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر رض وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی محمد ابن حنفیہ یعنی ایک پسر حضرت علی سے کہ کہا اونسنے کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے کہ کون شخص بہترین مردم ہے بعد نبی ص کے تب کہا اوس باپ نے کہ ابو بکر رض ہے تب کہا اوس راوی نے کہ پوچھا ہمنے کون شخص اوسکے بعد ہے تب فرمایا حضرت علی نے عمر رض ہے اور ڈری ہم اس بات کو کہ کہینگے حضرت علی حضرت عثمان رض کو تب پوچھا ہمنے کہ بعد عمر رض کے تم ہو تب فرمایا حضرت علی نے کہ ہم تو اور کچھہ نہین ہین مگر یہ کہ ایک مرد ہین مسلمانون مین سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط حضرت علی کا یہ کہنا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمان مین سے کسقدر اونکے بزرگی اونکے دلالت کرتا ہی کہ اپنے کو کسی درجہ مین نہین لگایا اور یہ ایک امر واقعی بھی ہے کہ حضرت علی ایک جزو رسول کو موازنہ ساتھ اصحاب کے کیا ہوسکتا ہے اور حدیث ہذا اور حدیث مندرجہ

فصل بالا سے کسقدر تفاوت مزاج درمیان عمرو ابن عاص اور حضرت علیؑ کے ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو ابن عاص نے باقرار اپنے پوچھنا اپنے درجہ کا حضرت سے چھوڑ دیا باین خوف کہ وہ عمرو ابن عاص کہیں آخر درجہ مین نہین کئے جائین اور یہان حضرت علیؑ کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے شہود سے کچھ درجہ اپنا نہین لگاتے بقول شاعر

از مردمک دیدہ بباید آموخت ؎ دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

اور چونکہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے ہین سو یہ کہنا حضرت علیؑ کا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمانون مین سے کسقدر مشابہ ساتھ اوس قول حضرت مسیحؑ کے ہے کہ جب شاگردون نے حضرت مسیح کو کہا اچھا استاد تب حضرت مسیحؑ نے کہا کہ ہمکو مت کہو اچھا کہ اچھا وہ ایک خدا ہے۔

فصل ۷

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض عن ابن عمر رض قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نفاضل بینہم رواہ البخاری و فی روایۃ لابی داؤد قال نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رض

ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ تھے ہم لوگ زمانہ حیات مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر ٹھہراتے تھے ہم لوگ ساتھ حضرت ابو بکرؓ کے کسیکو اور اوسکے بعد عمرؓ کو اور بعد اوسکے عثمانؓ کو سمجھتے تھے کہ انکے برابر کوئی نہین ہے تب چھوڑ دیتے تھے ہم لوگ اصحاب نبی کو کہ نہین فضیلت دیتے ہم لوگ کسی ایک صحابی کو دوسرے پر روایت کی اسکو بخاری نے اور روایت

ابو داؤد مین ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ ہم لوگ اس بات کو بزبان حیات حضرت رسولؐ کے کہتے تھے کہ افضل امت نبی کے بعد اوس نبی کے ابوبکرؓ ہین اور بعد اوسکے عمرؓ اور بعد اوسکے عثمانؓ فقط حضرت رسولؐ نے جو دو ماہ قبل انتقال اپنے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دیکر کے فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علیؑ ہین سو خلاف اوسکے مجرد انتقال حضرت نبیؐ کے جب تک کہ حضرت علیؑ و ابن عباس کفن و دفن مین حضرت رسولؐ کے مصروف تھے باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور اوسی بنیاد پر خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہوتی گئی تو اب سنیون کو بضرورت اثبات حقیت خلافت ثلثہؓ کے حاجت اس بات کی ہوئی کہ کسیطرح سے حضرت علیؑ کا مرتبہ گھٹایا جاوے چنانچہ یہ حدیث بھی بہ تیاری اوسی بات کی ہے اور یہ امر بلیغ قابل ملاحظہ کے ہی کہ اس حدیث مین مطلق ذکر حضرت علیؑ کا نہین ہے اور اس حدیث کی روسے حضرت علیؑ تو ایک عوام صحابی مین داخل ہین کہ اس حدیث کی روسے تو سوا اوسیپر بھی اونکو کچھ فضیلت نہین ہے مگر خیریت یہ ہی کہ اس حدیث مین کچھ قول خود حضرت نبیؐ کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ حدیث صرف ایک قول ابن عمرؓ پسر حضرت عمرؓ کا ہی تو متروک ہونا ذکر حضرت علی کا ایک ایسے صاحبزادہ سے حضرت عمرؓ کے عین قرین قیاس ہے اور یہ حدیث صریح خلاف حدیث مندرجہ فصل ۵۶ کے ہے کہ اوسمین بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بروایت حضرت عائشہ کے ابوعبیدہ جراح مذکور ہین بہرحال شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین خود اسی ابن عمرؓ سے بروایت اہل بدر وغیرہ کے روایت کرتے ہین کہ ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ ہم لوگ خیرالناس ابوبکرؓ کو اور اوسکے

بعد عمرؓ کو جانتے تھے اور نسبت حضرت علیؑ کے کہا کہ علیؑ کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر
اونمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی تو ہم اوسکو تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر سمجھتے
ایک یہ کہ حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو ساتھ حضرت علیؑ کے بیاہ دیا دوم یہ کہ
حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سوائے دروازہ علیؑ کے سوم یہ کہ حضرت
رسولؐ نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا اور اوسکے بعد
ابن عمرؓ۔ راوی اس حدیث نے کہا کہ یہ نسبت علیؑ کے ہمسے کچھ مت پوچھو اور کسی
شخص کو علیؑ پر قیاس مت کرو کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا
سوائے دروازہ علی کے سو یہ بات ابن عمرؓ کے منھ سے آخر کو ایسی نکلی کہ جسکو کہتے
ہین حق برزبان جاری اور سوای اسکے یہ گستاخی ابن عمرؓ کی قابل لحاظ کرنے کے
ہے کہ اوسنے اپنی تین آرزؤن مین سے ذکر تزویج حضرت علیؑ با فاطمہ کا بھی کیا ہے
اور یہ کیا رذالت حوصلہ ابن عمرؓ کی ہے کہ یہ تینون حوصلہ اپنا اسطرحپر ذکر کرتا ہے
کہ اگر ان تین باتون مین سے کوئی ایک بات بھی اوسکو حاصل ہوتی تو اوسکو تمام
دنیا ما فیہا سے بہتر سمجھتا پس معاملہ و حوصلہ اس شخص کا صرف دنیوی امورات
تک معلوم ہوتا ہے اور بہتری عاقبت کی طرف اس شخص کا خیال نہین جاتا ہے
حالانکہ محبان و غلامان علی کے پاس تو تمنائے حصول دنیا کی کوئی چیز ہی نہین ہے
اور رہا حال حضرت علیؑ کا اس مقام مین زیادہ اس سے کیا لکھین کہ یہ ایک عجب شان
حضرت مولیٰ علی کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے جو حضرت رسولؐ
کراہت حسب حدیث مندرجہ فصل اول کے رکھتے تھے سو حضرت علی ان تینون قبیلے
سے علیحدہ تھے اور خلاف اوسکے تمام اوصاف محامد مین داخل ہین جیسے اگلے خلفائے
ثلثہ داخل اوصاف قریش و اصحاب عام و عشرہ مبشرہ و خلفاء اربعہ یعنی چاریار کے

۱۹۰

تھے تو ان سب صفتون مین حضرت علیؑ بھی داخل ہین اور علاوہ اوسکے صفات خاص
جو حضرت علیؑ کے ہین سو اوسمین خلفاے ثلثہ رض داخل نہین ہین جیسے ہاشمی ہونا
اور پوتا عبد المطلب کا ہونا کہ اس صفت مین حضرت علی شامل حضرت نبی کے ہین
اور اسیطرح لقب پنجتن پاک اہلبیت یعنی نبیؐ و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت امام حسن
و حضرت امام حسینؑ کا جو ہے سو اوسمین بھی حضرت علیؑ شامل حضرت نبی کے ہین اور
لقب دوازدہ امام کا جو ہے سو حضرت علی اوسمین اول امام ہین اور چہاردہ معصوم
کا لقب جو کہ یہ بارہ امام اور حضرت نبی اور حضرت فاطمہؑ ملا کر کے ہے سو اوس لقب مین
حضرت علیؑ شریک حضرت نبی کے ہین پس با وصف ان سب حالات کے جو سُنی لوگ
حضرت علیؑ کو بدلیل خلافت ظاہری کے ایک آدمی اخیر رتبہ کا سمجھتے ہین یہ کیسا ایمان ہے

فصل ۶۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض عن ابی هریرۃ قال قال رسول الله
صلے الله علیه و اله وسلم مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناه ما خلا ابی بکر فان له
عندنا یدًا یکافیه الله بها یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی
مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل
الله رواه الترمذی ترجمہ روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا
رسولخدا نے کہ ہمپر نہین نیکی اور احسان کسی شخص کا ہے کہ جسکا بدلا ہمنے نہین دیا ہو
سوا ابو بکرؓ کے کہ اوسکو ہمارے ساتھ نیکی ہے کہ جسکا بدلا اوسکو خدا دیویگا روز قیامت
کے اور ہمکو نہین نفع دیا مال نے کسی شخص کے ابتک جیسا کہ نفع دیا مجھکو مال نے ابو بکرؓ
کے اور اگر ہم بناتے کسی شخص کو دوست تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست خبردار رہو
کہ ساتھی تملوگون کا (یعنی کہ مین) دوست خدا کا ہی فقط اس حدیث کی صحت مین کچھ

عذر نہیں ہوسکتا ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ بڑے جان نثار اور یار غار حضرت نبی کے تھے

فصل ۶۹

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرؓ قال ابوبکر سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونہوں نے کہ ابوبکرؓ سردار ہمارے ہین اور نیک ترین ہمارے ہین اور محبوب ترین ہمارے رسول اللہ کے پاس روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث مین کوئی قول حضرت رسولؐ کا مذکور نہیں ہے بلکہ یہ ایک مجرد راے حضرت عمرؓ کی ہے اور یہ راے اونکی تو ضرور ہونی چاہیے کہ اونہیں کے اہتمام خاص سے تو حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا موافق اوس مثل مشہور کے ہے کہ من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا سو اوسکا انعام بھی حضرت ابوبکرؓ سے پایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا ورنہ احادیث مندرجہ فصل ۱۴ سے محبوب تر ہونا حضرت علیؑ کا رسولخدا کے پاس بروایت انس اور خود حضرت عائشہ کے ثابت ہوچکا ہے

فصل ۷۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن ابن عمرؓ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تو ساتھی میرا ہے غار مین اور ساتھی میرا ہے حوض کوثر پر روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ اس حدیث مین گفتگو کرنا کچھ زیادہ تر ضرور نہین ہے مگر یہ امر قابل ذکر کے ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۳۷ سے ظاہر ہوچکا ہے کہ حضرت رسولخدا نے دو چیز بھاری چھوڑی

آیات قرآن - اور دوم اہلبیت اور فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں آپس سے جدا نہونگیں تا وقت وارد ہونے اوپر حوض کوثر کے سوا اسی توڑ پیر ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے ظاہر حضرت ابو بکرؓ کو حوض کوثر تک پہونچایا ہے اور اگر اس ابن عمرؓ سے عبد اللہ ابن عمر مراد ہو تو یہ وہ ذات بزرگ ہیں جو کہ بطرف معاویہ کے ہو کر کے مالک اشتر جانب حضرت علی سے لڑے تھے -

فصل ۷۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یومھم غیرہ رواہ الترمذی ھذا حدیث غریب - ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہیں سزاوار ہے واسطے ایک قوم کے کہ جسمیں ابو بکرؓ ہو یہ بات کہ امامت کرے اوس قوم کی کوئی شخص سوائے اوس ابو بکرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ہر گاہ حضرت ابو بکرؓ سن میں زیادہ تر اور سناک خوار بزرگ تر قبیلہ قریش کے تھے اور حضرت علی اوسوقت کچھ اوپر تیئیس برس کے تھے تو امامت نماز کرنا حضرت ابو بکرؓ کا خود بجا ہے مگر یہ اجازت امامت کی ہماری نزدیک کوئی دلیل خلافت کی نہیں ہوسکتی ہے کہ اگر حضرت علیؑ خلیفہ اول ہوتے تو اوس حالت میں بھی امامت نماز حضرت ابو بکرؓ کی بطور موذنی حضرت بلال کے روا ہوتی جیسا کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۲ سے ظاہر کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو تشبیہ حضرت ہارون کی دیکر کے بوقت جانے غزوہ تبوک کی خلافت خبرگیری اہل وعیال کی اور اجازت امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی تو اگر ابن مکتوم کو بذریعہ امامت نماز کے حضرت علی پر تفضیل نہو تو اوسیطرح پر یہ اجازت امامت نماز واسطے ابو بکرؓ کی بھی دلیل تحقیق

افضلیت حضرت ابوبکرؓ کی نہین ہوسکتی ہے اور شاہ صاحب جو اس مقام مین قول حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہین کہ جب حضرت رسول نے ابوبکرؓ کو امر دین مین ترجیح دیا ہے تو کون شخص ہے کہ امر دنیا یعنی خلافت مین ترجیح نہین دیگا سو یہ روایت صریح خلاف طلب خلافت کرنے حضرت علیؑ کے ہی چنانچہ خود شاہ صاحب نے بھی اس قول کو ایک مقام مین لطرف عبداللہ ابن مسعود کے منسوب کیا ہے۔

فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمر قال امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ما ابقیت لاھلک فقلت مثلہ واتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابابکر ما ابقیت لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ ابدا رواہ الترمذی وابوداود

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونسے کہ حکم دیا ہم لوگون کو رسولخدا نے کہ خیرات کرین ہم لوگ اور موافق اس بات کے تھا میرے پاس مال پس کہا ہمنے دلمین کہ آج کے روز ہم سبقت لیجائینگے ابوبکر پر اگر کوئی روز ہم سبقت کر سکینگے اوسپر کہا اوس عمرؓ نے کہ لائے ہم آدھا مال اپنا پس پوچھا رسولخدا نے کہ کیا باقی چھوڑا تونے واسطے اہل وعیال اپنے کے تب کہا ہمنے کہ برابر اوسکے یعنی آدہا مال ہم لائے اور آدہا مال واسطے اہل وعیال کے چھوڑ دیا اور لے آئے ابوبکر کل مال اپنا جو اونکا تھا تب پوچھا رسولخدا نے کہ ای ابوبکرؓ چھوڑا تونے واسطے اہل وعیال اپنے تب کہا ابوبکرؓ نے کہ باقی چھوڑا ہمنے واسطے اون لوگون کے خدا اور رسولخدا کو تب ہمنے اپنی دل مین کہا کہ ہم کبھو سبقت نکرینگے ابوبکر پر روایت کی اسکو ترمذی اور

ابی داؤد نے فقط البتہ یہ خیرات دونون بزرگون کی اوپر فضل اور بزرگی اون
لوگون کے گواہ ہیں مگر اس خیرات کو کیا مقابلہ ہے ساتھ خیرات حضرت علیؑ کے کہ جو
تین روزہ بتقریب شکریہ صحت امامین علیہما السلام کے رکھا تھا اور حضرت علیؑ کے
پاس واسطے افطار کرنے روزہ کے کچھ نہین تھا تو حضرت علیؑ ایک صاع جو شمعون
یہودی سے قرضہ لائے اور حضرت فاطمہ اور حضرت فضّہ لونڈی نے اوس جو کو
کوٹ پیسکر کے شام تک پانچ ٹیکری روٹی کی بحساب پانچ آدمی گھر والون اپنے
حضرت علی اور حضرت فاطمہ بی بی اور حضرت فضّہ لونڈی اور دو صاحبزادگان
یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے تیار کی تھا اتفاق یہ ہوا کہ عین افطار کے وقت ایک
مسکین سائل پہونچا اور حضرت علیؑ نے وہ پانچوان ٹیکری روٹی کی اوس سائل مسکین
کو دیا اور خود آپ مع تمام گھر والے پانی سے روزہ افطار کر کے فاقہ رہے اور باقی
دو روز بھی یہی اتفاق ہوا کہ ایک روز ایک یتیم آیا اور دوسرے روز ایک
قیدی آیا اور اوسیطرح یہ دونون روز پانچون ٹیکری روٹی کی دے دیا غرض
اسطرح سے تین روزہ برابر تین فاقہ کا رکھا کہ جسکی شکر گذاری قرآن شریف مین
بآیت ۸۔ سورۃ الانسان ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا کے
مندرج ہے اور ظاہر ہے کہ اسطرح کا تین تین روزہ فاقہ کا گھر بھر کے اور ہر روز
ساتھ ایک امتحان تازہ کے اور قرضہ کی روٹی فقیرون کو دیکر کے فاقہ اختیار کرنا
صرف خیرات و روزہ ہاے حضرت مسیحؑ سے مشابہ ہو سکتا ہے مگر بات یہ ہے کہ حضرت
عمرؓ وغیرہ راویان حدیث اہل سنت کو کیا ضرورت اس بات کی ہے کہ فضل اہلبیت کو یاد کرتے

فصل ۳۷

اس فصل مین مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ سے تین حدیثین

یکجائی مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین ـ

حدیث نمبر ۱ ـ عن عائشۃ ان ابابکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا رواہ الترمذی ـ

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیق کہ ابوبکرؓ آئے حضرت رسولخداؐ کے پاس لیس فرمایا رسولخداؐ نے کہ تو آزاد کیا ہوا خدا کا ہے آگ سے لیس اوس دن سے نام حضرت ابوبکرؓ کا عتیق ہوا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث بحق ابوبکرؓ بروایت حضرت عائشہ خود بیٹی اونکی ہے مگر اس حدیث مین جای عذر نہین ہے اور شاہ صاحب جو اس حدیث کی شرح مین بروایت بعض لوگون کے لکھتے ہین کہ نام عتیق کا رکھا ہوا اونکی ماے کا ہے سو لطرف اس روایت کے کچھ التفات کرنا ضرور نہین ہے ـ

حدیث نمبر ۲ ـ وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اول من تنشق عنہا الارض ثم ابوبکر ثم عمرؓ ثم اتی اہل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اہل مکۃ حتی احشر بین الحرمین رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہم اول اون لوگون کے ہین کہ زمین پھٹ کر لوگ نکلینگے تب ابوبکرؓ اوٹھینگے تب عمرؓ تس پیچھے ہم آوینگے مردگان اہل بقیع کو لیس اوٹھائے جاینگے وہ لوگ ساتھ میرے تب انتظار کرینگے اہل مکہ کو یہانتک کہ اوٹھائے جائین ہم درمیان دونون حرم مکہ و مدینہ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث صریح موضوع اور بناوٹی ہے اسواسطے کہ انبیاء سابق کا کچھ ذکر نہین ہے کہ اونکا حشر کس ترتیب سے ہوگا اور اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا بھی نہین ہے اور خصوصاً حضرت علیؑ کا ذکر چھوڑ دینا

عین قرین قیاس ہے اسواسطے کہ یہ ابن عمر اگر عبداللہ ابن عمر مراد ہوں تو یہ وہ ذات شریف ہیں کہ جو بطرف معاویہ کی ہو کرکے جنگ صفین میں مقابلہ حضرت علی کے کرتے تھے

حدیث نمبر ۳۷ سو عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اتانی جبرئیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی فقال ابو بکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنۃ من امتی رواہ ابو داؤد

ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آئے ہمارے پاس جبرئیل پس پکڑا ہاتھ کو میرے اور دکھلایا مجکو وہ دروازہ جنت کا کہ جس دروازہ ہو کرکے داخل ہوگی اُمت میری پس کہا ابو بکر نے کہ اے رسولخدا کے ہم چاہتے ہیں کہ ہم ہوتے ساتھ تیرے کہ دیکھتے ہم اوس دروازہ کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ خبردار رہو اے ابو بکر کہ تم اول اون لوگوں کے ہو کہ جو داخل ہونگے جنت کو میری امت سے روایت کی اسکو داؤد نے فقط یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی نہیں ہے اور سوا اسکے راوی اس حدیث کے ابو ہریرہ ایک راوی ضعیف ہیں اور مضمون اس حدیث کا بے سیاق اور بے ربط ہے اسواسطے کہ از روی اس حدیث کے تمنا حضرت ابو بکر کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ساتھ حضرت رسول کے وہ دروازہ جنت کا دیکھتے کہ جس دروازہ ہو کرکے مسلمان لوگ داخل ہونگے پس یہ جواب کہ تم اول ہماری اُمت کے ہو کہ تم داخل ہوگے جنت کو بالکل خارج از سوال ہے

فصل ۸۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض عن عمر ذکر عندہ ابو بکر فبکے وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوما واحدا من ایامہ ولیلۃ واحدۃ

من لیالیہا اما اللیلۃ فلیلۃ سار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الغار فلما انتہیا الیہ قال واللہ لاتدخل حتی ادخل قبلک فان کان فیہ شئ اصابنی دونک فدخل فکسحہ ووجد فی جانبہ ثقبا فشق ازارہ وسدھا بہ وبقی منہا اثنان فالقمہا رجلیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادخل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ووضع راسہ فی حجرہ ونام فلدغ ابوبکر فی رجلہ من الجحر ولم یتحرک مخافۃ ان ینتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال مالک یا ابا بکر قال لدغت فداک ابی وامی فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذھب ما یجدہ ثم انتقض علیہ وکان سبب موتہ واما یومہ فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارتدت العرب وقالوا لا نؤدی زکوۃ فقال لو منعونی عقالا لجاھدتہم علیہ فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ تألف الناس وارفق بہم فقال لی اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتم الدین اینقص وانا حی رواہ رزین

ترجمہ روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ ذکر ہوا اونکے پاس ابوبکرؓ کا پس روئے عمرؓ اور کہا کہ ہم یہ بات چاہتے ہین کہ کل عمل ہمارا ہوتا مثل عمل اونکے بابت ایک روز کے اونکے روزون مین سے اور بابت ایک رات کے اونکی راتون مین سے لیکن رات اونکی پس وہ ایک رات ہی کہ گئے وہ ابوبکرؓ ساتھ حضرت رسول خدا کے غار تک پس ہرگاہ پہونچے وہ دونون آدمی اوس غار کو تب کہا اوس ابوبکرؓ نے حضرت رسول کو کہ قسم خدا کی مت اندر جا تو اوس غار کے جبتک کہ در آوین ہم اوس غار مین پہلے

کی اگر ہو اوسمین کوئی چیز تو اوسکا نقصان ہمکو پہونچے نہ تجھکو پس اندر گئے ابو بکرؓ
اور جھاڑ دیا اوس غار کو اور پایا اوسکے کنارہ مین سوراخون کو پس پھاڑا اپنے
پائجامہ کو اور بند کیا اوس کپڑے سے اون سوراخون کو اور باقی رہ گئی دو سوراخ
پس ڈالدیا ابو بکرؓ نے اپنے پاؤن کو اون دو سوراخون مین تب کہا حضرت رسولؐ
کو کہ اندر آئیے تب اندر گئے حضرت رسول اور رکھا اپنے سر کو اوس ابو بکرؓ کے
گود مین اور سو گئے حضرت رسول تب کاٹے گئے ابو بکرؓ اپنے پاؤن مین اوس
سوراخ سے اور نہین جنبش کی اوس ابو بکرؓ نے بخوف اس بات کی کہ کہین جاگ
اوٹھین حضرت رسول تب آنسو سب ابو بکرؓ کے گرے اوپر چہرہ حضرت رسولؐ کو
تب کہا حضرت رسولؐ نے کیا ہوا تجھکو ای ابو بکرؓ کہا اوس ابو بکرؓ نے کہ کاٹے گئے
ہم فدا ہون تجھپر باپ اور مای میرے پس تھوک لگا دیا حضرت رسول نے اور چلا گیا
وہ درد جو حضرت ابو بکرؓ اپنے مین پاتی تھے اور بعد اوسکے وہ زخم پھر لوٹ گیا او
وہی زخم سبب موت ابو بکرؓ کا ہوا اور لیکن عمل ایک دن کا اوسکے یہ ہے کہ جب
انتقال کیا حضرت رسولؐ نے تو مرتد ہو گئے عرب لوگ اور کہا اون لوگون نے کہ
نہین دینگے ہم لوگ زکوٰۃ کو تب کہا ابو بکرؓ نے کہ اگر روک رکھین وی لوگ زکوٰۃ کو
ایک بکری یا ایک سالہ اونٹ کے تو ہر آئینہ اوس بات پر ہم جہاد کرینگے اون
لوگون سے پس کہا ہمنے ای خلیفہ رسول خدا کے تالیف قلوب کرو اون آدمیون سے
اور نرمی کرو ساتھ اون لوگون کے تب جواب دیا ابو بکرؓ نے مجکو ای جبار تھی جاہلیت
مین اور ذلیل رہوگے اسلام مین تحقیقکہ بات یہ ہی کہ منقطع ہوئی وحی اور پورا
ہوا دین سو کیا ناقص ہوگا وہ دین درحالیکہ مین زندہ ہون روایت کی اسکو
رزین نے فقط شک نہین کہ یہ قصہ حضرت ابو بکرؓ کے رفاقت غار کا ایک امر اعظم

ہے اور ایک تصرف عجیب اس قصہ کا ابتک موجود ہی کہ راقم کو منشی اشرف عالم مرحوم
و شیخ بشارت اللہ وغیرہ چند آدمیون سے اطلاع ہے کہ وہ لوگ اسی قرب و جوار
منیر وغیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ صدیقی شیخ لبعد غاری کہلاتے ہین
سوا انکو اثر سانپ کاٹنے کا کچھ نہین ہوتا ہے اور انکا چھوٹا چھوٹا لڑکا بھی سانپ
سے نہین ڈرتا ہے مگر فصل ۱۸ سے اس فصل ۳۴ تک جو سولہ حدیثین مناقب
خاص حضرت ابو بکرؓ کی ذکر ہوئین سو اوس سے کچھ مقابلہ حضرت ابو بکرؓ کا ساتھ
حضرت علی کے نہین پایا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ عمرو ابن عاص اور ابن عمرؓ
اور حضرت عمرؓ اکثر راویان احادیث مناقب لبشان ابو بکرؓ کے وہی لوگ ہین کہ
جنکے اہتمام سے برخلاف وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و سفینہ نوح و حدیث
ثقلین وغیرہ کے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے مصرعہ خود کوزہ و خود کوزہ
گر و خود گل کوزہ * اور عرب لوگ جو مرتد ہو کر زکوۃ نہین دیا چاہتے تھے اور حضرت
ابو بکرؓ نے نیتہ لڑائی کرنے کا ظاہر کیا سو البتہ یہ بات اونکے عزم اور بزدلی کو دکھلاتی
ہے مگر یہ عزم و استقلال بمقابلہ اوس عزم و استقلال حضرت علی کے کیا چیز ہے
کہ جنگ احد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علی اور دوسرے
دو آدمی ساتھ حضرت رسول کے رہ کر کے لڑتے رہے کہ اوسی روز سے لقب حضرت علی
کا کرار غیر فرار ہوا اور قول لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا اونکی شان مین
کہا گیا اور اگر یہ کہا جاسے کہ سُنّی کا اصل مذہب یہ ہی کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ
قطعًا اور حضرت عثمانؓ ظنًا حضرت علیؓ سے افضل تھے اور یہ کہ معاویہ و یزید وغیرہ
تا ولید ابن عبد الملک خلفای دوازدہ گانہ کے لوگ ہین اور یہ کہ اصل سُنّی کوئی
شخص نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ حضرت علی اور اولاد فاطمہ سے کچھ عداوت نہین

رکھتا ہو اور یہ کہ سنّی پر لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے توہین شان علی مین کوشش کرے تو اوسکے جواب مین ہم یہ کہینگے کہ ایسا سنّی ہونا اور روح پاک نبی سے روز قیامت مین شرمندگی لینا ہمکو منظور نہین ہے اور باظہار جوش اعتقاد ساتھ حضرت علی کے اس مقام مین ایک غزل راقم کی لکھی جاتی ہے۔

غزل منقبت حضرت علی علیہ السلام لراقمہ

علی امرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی
وصی مصطفےٰ داری ازین بہتر چہ میخواہی

محب مرتضی ہستی زجام فیض او ستی
گذشتی از ہمہ پستی ازین بہتر چہ میخواہی

دلت برمرتضی مائل شدے از غیر او غافل
ترا ایمان شد کامل ازین بہتر چہ میخواہی

علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبر
بگیرد دست در محشر ازین بہتر چہ میخواہی

علی افضل دہم اولی الیقین دان از ہمہ اعلےٰ
کہ او شد بر ہمہ مولی ازین بہتر چہ میخواہی

بحب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم
برین سیرے ہمین الحم ازین بہتر چہ میخواہی

تو آزادی چہ آسائش نہ گوئی قول بالا پر
علی باشد بہ بخشائش ازین بہتر چہ میخواہی

فصل ۷۵

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عمر رض کے مذکور ہوتے ہین مگر قبل نقل کرنے اون حدیثون کے اس بات کا ذکر مناسب ہے کہ احادیث مندرجہ فصل ۴۸ سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ثابت ہو چکا ہے اور شاہ عبد الحق صاحب اون حدیثون کے شرح مین لکھتے ہین کہ درمیان احب خلق اللہ ہونے اور افضلیت بنظر کثرت ثواب کے کچھ منافات نہین ہے یعنی کہ علماے اہل سنت کو بڑا تکیہ اس بات پر ہے کہ ہر چند حضرت علی احب خلق اللہ ہون مگر

حضرت ابوبکر و عمر بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی سے افضل ہیں سو احادیث متعلق مناقب حضرت ابوبکرؓ سے کچھ افضلیت حضرت ابوبکرؓ کی پائی نہیں جاتی ہے پس افضل ہونا حضرت عمرؓ کا جو یقیناً درجہ اونکا بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہے کیونکر ثابت ہوگا اور یہ دعوی افضلیت بنظر کثرت ثواب کا محض ایک بیہودہ باطل ہے اسواسطے کہ افضلیت اون لوگوں کی جو حضرت علی پر ہو سو واسطے اوس بات کے کچھ اسباب ضرور ہے مثلاً نسب کا عالی ہونا سو اوس نسب کا حال یہ ہے کہ یہ دونوں صاحب اگر قریشی تھے تو حضرت علی کو اوس قریشی ہونے مین خصوصیت زیادہ تر یہ ہے کہ حضرت علی ہاشمی بھی تھے اور مثلاً اسباب افضلیت مین سے قرابت بارسول البتہ ایک شرف خاص ہے سو اوس شرف مین حضرت علیؑ تمام صحابہ سے مخصوص تر تھے کہ حضرت علی اپنے چچازاد بھائی حضرت رسولؐ کے تھے اور حضرت فاطمہؑ دختر عزیز رسولؐ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے ہوا اور ایک سبب عمدہ افضلیت کا علم بھی ہے کہ اسمین حضرت علی از روی حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا مندرجہ فصل ۲ کے دیگر تمام صحابی سے تمام تر ممتاز تھے اور اسباب افضلیت مین سے مثلاً عبادت در روزہ و نماز اور صبر و حلم و سخاوت و شجاعت وغیرہ اوصاف ذاتی ہے سو ان اوصاف ذاتی مین کون شخص مقابل علیؑ کا ہوسکتا ہے پس افضلیت خیالی بنظر کثرت ثواب کے جو ایک مضمون طبعزاد سنیون کا ہے کس جانور کا نام ہے اور کیا قصور حضرت علیؑ کا دیکھا گیا کہ وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و موسی اور سفینہ نوح اور آیت تطہیر اور آیت مباہلہ و حدیث ثقلین وغیرہ کی تہ و بالا کردیگئی اور ہم چاہتے ہین کہ اس مقام مین ایک کیفیت مجمل حضرت عمرؓ کی لکھی جاے کہ جس سے معلوم ہو کہ دراصل وہ کس قسم کے آدمی تھے سو اس بات کی لکھنے مین ہم بہت متحیر ہین

کہ کیا لکھین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سختی اور خودسری اونکی ایک صفت خاص ہے
جیساکہ روزۂ رمضان پر نماز تراویح کو لازم کردیا سو اگرچہ بقول مشہور رمضان نمیکشد
تراویح میکشد کے یہ التزام تراویح کا سختی سے خالی نہین ہے مگر اس فعل سے ایک
رغبت خاص عبادت کی پائی جاتی ہے اور یہ امر باعث رواج حفظ قرآن کا ہوا
کہ اسی سبب سے حفّاظ قرآن عموماً درمیان سنیون کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح
حرام کرنا متعہ کا بھی بلفظ وانا احرمہما کے کہ بہ نسبت اوسکے قرآن مین کوئی آیت
ناسخ نہین ہے خالی از سختی نہین ہے اسواسطے کہ خود حضرت عمرؓ کو درحقیقت کچھ اختیار
حلال کرنے حرام کا اور حرام کرنے حلال کا نہین تھا اور بات یہ معلوم ہوتی ہے
کہ بنظر حضر اور سفر مجاہدین عرب کے جو متعہ یعنی نکاح موقت و میعادی جائز ہوا تھا
سو وہ ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت مین باقی نہین رہی ہوگی اور البتہ ایسے نکاح
میعادی کا مسدود ہونا کہ جسمین کچھ حد چار عورت مثنیٰ وثلاث ورباع کی بھی نہین ہے
بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور کاش اگر اسیطرح پر بدلیل آیت فان خفتم الا
تعدلوا فواحدۃ کے یعنی کہ اگر خوف کرو کہ عدل نہ کرسکو گے تو ایک جورو کرو و بدلیل
آیت خلقنا کم ازواجا کے یعنی کہ خدانے بنایا جوڑا جوڑا حضرت عمر تعدد ازواج
کو بھی حرام کردیتے تو بہت خوب ہوتا کہ درحقیقت تعمیل عدالت درمیان متعدد
جورؤن کے بہت دشوار ہے اور اگر ایسا ہوتا تو تمام فسادات خانگی سے نجات
ہوجاتی اور نسل اُمراے مسلمانان کی پست ہمت و تنک حوصلہ نہین ہوتی اور
حضرت عمرؓ کی خودسری سے یہ ایجاد بھی کچھ دور نہین تھی اور کتب خانہ اسکندریہ مصر
کا جلادینا بھی ایک فعل وحشیانہ ہے کہ اگر بعد اوسکے بزمان خلافت عباسیہ کے
عربی مین زبان لاطینی و یونانی سے علم نہین پہونچتا تو کیا حال جہالت مسلمانون کا

ہوتا اور اسیطرح پر دیگر احکام حضرت عمرؓ سے بہی انکے اپنے موقع پر سختی پائی جاتی ہی
اور زیادہ تر یہ ہی کہ زمان مرض الموت حضرت نبی سے حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے
علیحدہ و سرخود ہو گئے کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے
لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً وہ وصیت واسطے تحریر کردینے وصیت زبانی
خم غدیر نسبت حضرت علی کے ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ کہکر کے
ٹال دیا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچے تھے تو صرف حسبکم کتاب اللہ نہین کہتے
بلکہ حسبکم کتاب اللہ و عترۃ الرسول کہتے اسواسطے کہ قرآن و عترت اہلبیت ازروے
حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ایک ساتھ ہین اور جبتک حضرت علی کفن و دفن مین
حضرت رسول کے مصروف تہے تو اسی عرصہ مین فرصت پاکر حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنادیا
اور یہ تحکم حضرت علی کو واسطے بعیت کرنے کے طلب کیا اور رسم تعزیت ماتم پرسی کی ساتھ
دختر رسولؐ کے کچھ بجا نہین لائے اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابو الفدا حاکم
شام کے کہ جسپر کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہین ہوسکتا ہی یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ حضرت عمرؓ واسطے جلانے گھر فاطمہؓ کے ہاتھ مین آگ لیکر کے گئے تہے اور حضرت ابوبکرؓ
سے یہ حکم پایا تہا کہ اگر علی بعیت نکرین تو علی اور ہمراہیان کو اونکے فاطمہ کے گھر سے
نکالدیا جاے تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے
زن و شو مین جدائی کراتے تھے اور سب سے زیادہ تر یہ بات ہی کہ واسطے عقد کلثوم
شش سالہ دختر حضرت علی کے بہت جبر کیا اور کلثوم کو ہوا کرکے اپنے زانو پر بٹھلایا
اور بوسہ لیا اور اوس چھ برس کے لڑکی کو سکھلایا کہ وہ یہ بات کہے کہ وہ واسطے
بیاہ کے عمرؓ سے راضی ہے اور اس بات کا بہی بندوبست ہوا کہ باوصف موجود
رہنے حضرت علی باپ اوس دختر شش سالہ کے ابن عباس چچیرے چچا اوس لڑکی کے

ولی بنکر کے اپنی وکالت سی نکاح اوس لڑکی کا پڑہا دین اور علاوہ اسکے حضرت ابوبکر نے جو ایک نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا حضرت فاطمہ کو دیا تہا سو وہ کاغذ بھی حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے لیکر کے چاک کرادیا غرض اگر ایسی ہی اعمال پر ابتدا فضیلت بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی پر ہو تو اس بات کا کیا جواب ہی مگر بات اسقدر ہے کہ جب حضرت علی نے طوعاً وکرہاً بیعت حضرت عمرؓ کی کسی طرح پر کرلی اور خلافت عمرؓ مین مشیر و وزیر رہے اور اونکی پیچھے نماز پڑھا کئے اور تقیہ ہمارے نزدیک درست نہین ہے تو خاص صحت خلافت حضرت عمر مین ہمکو کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ یہ خلافت درحقیقت واسطے اجرای دین وجہاد واخذ زکوٰۃ وغیرہ کے تہی سو فی الحقیقت حضرت عمرؓ واسطے اس کام کے بہت موزون تھے کہ فتوحات دہ سالہ اونکی وقت کے تا شام ومصر وایران وغیرہ کے ایسی ہوے کہ جو باقرار مورخان انگریزی کے رومیون نے پانچ سو برس مین بھی ایسے فتوحات متواتر ووسیع حاصل نہین کئے تھے اور حضرت علی نمونہ حضرت مسیحؑ کے اگر خلیفہ ہوتے تو رائے مسٹر گبن مورخ دہریہ کے بہت درست معلوم ہوتی ہے کہ دین اسلام عرب کا تھوڑے روز مین عرب ہی مین ختم ہو جاتا اسواسطے کہ حضرت علیؑ پر کیفیت فقر و بایضت وغیرہ کی بہت غالب تہی اور علاوہ اسکے وحوش عرب جو کہ زیر حکم خالد سیف اللہ وابو عبیدہ بن جراح کی حضرت عمرؓ کو ہاتھ لگے سو یہ سب لوگ جو قبیلہ ہاشمی سے بالطبع گریزان تھے حضرت علی ہاشمی سے حسب تصریح مندرجہ فصل ۳۹ کے علیحدہ ہو جاتے۔ بیت

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ❊ کبوتر با کبوتر باز با باز ❊

اور سب دروازے اور لوگون کے بند ہو کر کے صرف دروازہ مکان حضرت علی جانب مسجد نبوی کا کھلا رکھا گیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اجازت کھلے رکھنے ایک

روزن دیوار کے ہوئی اور حضرت عمرؓ کی درخواست کرنے پر حکم نبوی ہوا کہ دیوار عمرؓ
مین ایک روزن بقدر ایک ناکہ سوئی کے بھی نہین چھوڑا جاے تو اس حال سے
بھی فرق مراتب ہر ایک شخص کا ظاہر ہوتا ہے اور اصل حال یہ ہی کہ اگر ہم شیعی
ہوتے تو سختی وغیرہ حالات حضرت عمرؓ کو دکھلا کر کے اونکی سب بے حقیقتی ثابت کرنے
ہمیں بہت آسان ہوتی مگر مشکل یہ ہی کہ اونکی خلافت کو باوصف ان سب سختیون کے
ہم تسلیم کیا چاہتے ہین اور اس بات کی معذرت مین سوا اسکے ہم کیا کہسکتے ہین
کہ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ سو حال اوسکا یہ ہی کہ حضرت عمرؓ بغیر مشورہ
حضرت علی کے کوئی فصل خصومات نہین کرتے تھے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا ہی
کہ قضیۃ ولا ابا حسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے اور ابو الحسن یعنی علی واسطے فیصلہ اوسکے
نہین ہے اور یہ بھی ایک قول حضرت عمرؓ کا ہے لولا علی لھلک عمر یعنی اگر نہوتے
علی تو ہلاک ہوتا عمرؓ اور ایک قول یہ ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمان لیس فیہ علی
یعنے پناہ مانگتے تھے عمر ایسے ایک زمانہ سے کہ جسمین علی نہون اور حضرت علی کا ہم عجب
حال دیکھتے ہین کہ طلب حق خلافت اپنا بخوبی کیا جو شرعی حکم ہے اور جب لوگون نے
اوس طلب حق کو ٹال ٹول دیا تو حضرت علی اپنے کار عبادت مین مصروف ہو گئے اور
ابو سفیان نے جو وعدہ بھر دینے وادی عرب کا حمایت علی مین سواران و پیادہ سے کیا
تو حضرت علیؑ نے صاف کہدیا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب
اسلام مین بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو سو ہم ابو بکرؓ کو شائستہ اس کام کا جانتے ہین
اور بعد قتل حضرت عثمان کے طلحہ و زبیر سے کہا کہ تم دونون مین سے جو کوئی چاہے
خلیفہ ہو کہ ہمکو خلافت سے کچھ غرض نہین ہے بہرحال اب چند احادیث بشان
حضرت عمرؓ حسب تفصیل ذیل مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین۔

مشینم ۱/

حدیث نمبر ۱

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا اوس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ تحقیقکہ امتہا کے سابق مین محدث لوگ یعنی الہامی لوگ تھے پس اگر کوئی شخص محدث ہو میری امت مین تو وہ عمرؓ ہے متفق علیہ فقط البتہ حضرت عمرؓ ایک بڑے صاحب حوصلہ آدمی تھے مگر ہر بار رائے صائب کا ہونا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ حدیث مندرجہ فصل ۲ سے ظاہر کہ جب عرب لوگ نے ابتدائے خلافت حضرت ابوبکرؓ مین مرتد ہو کر زکوۃ کا ادا کرنا بند کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے صلاح دی کہ تالیف قلوب کیجائے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر عقال یعنی گوسپند یا شتر ایک سالہ کی بھی زکوۃ نہین ادا ہوگی تو جہاد کیا جائیگا اور اتفاقاً وہی رائے حضرت ابوبکرؓ کی صواب پر تھی کہ اوسی تقریب مین استیصال مسیلمہ کذاب وغیرہ تمام سرکشان عرب کا ہو گیا ـــ

حدیث نمبر ۲

وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم وعندہ نسوۃ من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتھن فلما استاذن عمر قمن فبادرن الحجاب فدخل عمر ورسول اللہ یضحک فقال عمر اضحک اللہ سنک یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فقال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم عجبت من ھؤلاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر یا عدوات انفسھن اتھبننی ولا تھبن رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم

قلن نعم انت افظ واغلظ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہ یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک صفق علیہ وقال الحمیدی زاد البرقانی بعد قولہ یا رسول اللہ ما اضحکک

ترجمہ اور روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اونسے کہ اجازت چاہی عمر ابن خطاب رض نے حضرت رسول کے پاس آنے کی اور اوس رسول کے پاس عورتین تہین قریش کی جو کہ بات کر رہی تہین اوس رسول سے اور زیادہ مانگتی تہین حضرت سے بلند کئے ہوئے اپنی آوازون کو پس جبکہ اندر جانے کو چاہا عمرؓ نے تو اوٹھ کھڑی ہوئین وہ عورتین اور دوڑ گئین اندر پردہ کے پس پہونچے عمرؓ اور حضرت رسولؐ ہنس رہے تھے پس کہا عمر نے خدا رکھے اللہ تیرے دانتون کو اے رسول اللہ پس کہا حضرت نبی نے کہ ہمکو تعجب ہوا ان عورتون سے جو کہ میرے پاس تھین کہ جب سُنا اونھون نے تیری آواز کو تو بھاگ گئین پردہ مین تب کہا عمرؓ نے اے دشمنان اپنی ذاتون کی آیا ہیبت رکھتی ہو تم سب مجھسے اور نہین ہیبت رکھتی ہو رسول سے تب کہا اون عورتون نے کہ ہان کہ تو درشت خو تر اور سخت تر ہے پس کہا رسولخدا نے ہان زیادہ کر اے ابن خطاب قسم ہے اوس شخص کی کہ جان ہماری اوسکے ہاتھ مین ہے کہ نہین ملاقات کیا تجھسے شیطان نے کہ جاتا ہو تو ایک رستے کو اتباک مگر یہ کہ چلا گیا شیطان ایک راستے کو تیرا راستا چھوڑ کر متفق علیہ اور کہا حمیدی ذکر زیادہ کیا برقانی نے بعد قول عمرؓ یا رسول اللہ کے ما اضحکک کو یعنی کس چیز نے ہنسایا تجھکو فقط اس حدیث سی کوئی بات فضیلت حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے بلکہ ایک درشت خوئی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر اس فصل مین مذکور ہوا اور اگر حضرت

رسول کے ایام صحت تک حضرت عمرؓ تما متر راہ راست پر ہون تو عین قرین قیاس ہے
اسواسطے کہ تغیر حضرت عمرؓ کا زمان مرض الموت حضرت نبی سے دیکھا جاتا ہے

حدیث نمبر ۳

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء
امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ھذا قالوا ھذا بلال ورایت قصرا
بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا قالوا لعمر بن الخطاب فاردت علیہ ان ادخل فانظر الیہ
فذکرت غیرتک فقال عمر بابی انت وامی یا رسول اللہ اعلیک اغار متفق
علیہ- ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا
نے کہ داخل ہوے ہم جنت مین پس ناگاہ ملاقات ہوئی رمیصا
زن ابو طلحہ سے اور سُنا ہمنے ایک آواز پاؤن کو پس پوچھا ہمنے یہ کون شخص ہے
لوگون نے کہا یہ بلال ہے اور دیکھا ہمنے ایک کوٹھے کو کہ جسکے صحن مین ایک
لونڈی تھی پس پوچھا ہمنے کہ کسکے لئے یہ مکان ہے تب لوگون نے کہا کہ واسطے
عمر ابن الخطابؓ کے ہے پس چاہا ہمنے کہ اندر جائین اوس مکان کے اور دیکھین
اوس مکان کو پس یاد کیا ہمنے غیرت یعنی رشک کو تیرے پس کہا عمرؓ نے میرے
ما باپ سے تجہپر فدا ہون اے رسول اللہ کیا تجہپر ہم رشک کرتے متفق علیہ
فقط اس حدیث سے صرف بشارت جنت کی واسطے حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتی ہے
مگر اس سے کوئی فضیلت حضرت عمر کی حضرت علیؑ پر پائی نہین جاتی کہ حدیث
مندرجہ فصل ۲ ہم سے تو اشتاق ہونا خود جنت کا واسطے حضرت علیؑ اور
عمار اور سلمان کے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے بھی رشکی مزاج ہونا
حضرت عمرؓ کا ظاہر ہے

حدیث نمبر ۴

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بینما انا قائم رایت الناس یعرضون علی وعلیہم قمیص منھا ما یبلغ الثدی ومنھا ما دون ذلک وعرض علی عمر ابن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولت ذلک یا رسول اللہ قال الدین متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ درحالیکہ مین سوتا تھا کہ دیکھا مین نے آدمیون کو پیش کئے جاتے ہمارے پاس اور اون لوگون پر قمیص ہے کہ بعض اونکے سینہ تک پہونچتے ہین اور بعض اونکے اوس سے نیچے ہین اور پیش کئے گئے میرے پاس عمر ابن الخطاب اور اونپر قمیص تھی کہ جو زمین تک کھنچی تھی تب لوگون نے پوچھا کہ کیا تاویل کی آپ نے اس بات کی اے رسولخدا کے تب فرمایا اوس رسولخدا نے کہ دین متفق علیہ فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت رائے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۵

وعن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول بینما انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا دیا گیا مجھکو ایک پیالہ دودھ کا پس پیا ہمنے اوس دودھ کو یہانتک کہ دیکھتا ہون مین سیرابی کو نکلتے ہوے میرے ناخنون تک تب عطا کیا ہمنے فاضل دودھ کو اپنے عمر ابن الخطابؓ کو تب پوچھا لوگون نے کہ کیا تاویل اوسکی آپ نے کی اے رسولخدا کے تب فرمایا آپ نے کہ علم متفق علیہ فقط یہ حدیث

ابن عمر

ابن عمرؓ یعنی پسر حضرت عمرؓ سے ہر کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہر بہر حال اس حدیث کے صحت مین کچھ جائے عذر نہین ہر مگر یہ بات قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ یہ حدیث نسبت علم حضرت عمرؓ کی مقابل حدیث علم نسبت حضرت علی بعبارت انا مدینۃ العلم و علی بابھا وحدیث القرآن مع علیؑ وعلی مع القرآن کے نہین ہے۔

حدیث نمبر ۶

وعن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول بینما انا نائم رایتنی علی قلیب علیہ دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذھا ابن ابی قحافہ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا فاخذھا ابن الخطاب فلما ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن وفی روایۃ ابن عمر ثم اخذھا ابن الخطاب من ید ابی بکر فاستحالت فی یدہ غربا لم ار عبقریا یفری فریہ حتی روی الناس وضربوا بعطن متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ کہا اونے کہ سنا مین نے رسول خدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تھا دیکھا مین نے اپنے کو اوپر ایک کوئے کہ کہ اوپر اوسکے ایک دلو یعنی ڈول تھا پس نکالا مین نے اوس کوئے سے جسقدر کہ چاہا خدا نے تب لیا اوس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے پس نکالا اونے اوس کوئے سے ایک ڈول یا دو ڈول پانی درحالیکہ اوسکے پانی نکالنے مین ایک ضعف تھا اور اللہ معاف کرے اوسکے ضعف کو تب ہوگیا وہ ڈول ایک موٹ پانی کھینچنے کا تب لیا اوسکو ابن خطابؓ نے پس نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کہ پانی کھینچتا ہو بطور پانی کھینچنے عمرؓ کے یہانتک کہ لوگ درست بیٹھے گھاٹ پر اوس کرنے سے اور روایت مین ابن عمرؓ کے ہر کہ بعد اوسکے لے لیا اوس ڈول کو ابن خطاب نے ہاتھ سے ابوبکرؓ کے پس ہوگیا

وہ ڈول ہاتھہ مین اوس ابن خطاب کے ایک موٹ بن نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کام کرتے ہوئے مثل کام کرنے اوس ابن خطاب کے یہانتک کہ سیراب ہوئے آدمی لوگ اور درست بیٹھے آب خور یعنی گھاٹ پر اوس کوئی کے متفق علیہ فقط

حدیث نمبر ۳ - سے اس حدیث نمبر ۶ - تک سب روایات خواب حضرت رسولخدا کے ہین اور راوی حدیث ہذا کے ابوہریرہ ایک راوی ضعیف اور ابن عمر خود صاحبزادہ حضرت عمرؓ کے ہین اور ان احادیث سے کچھہ فضیلت ذاتی حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر ظاہر نہین ہوتی ہے مگر صرف یہ امر کہ حضرت عمر بالطبع قوی المزاج تھے سو بملاحظہ حالات زمانہ خلافت اونکی اس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ اونکی خلافت مین ظاہری دین اسلام خوب قوی ہوا اور ایران اور مصر اور شام تک ظاہری دین اسلام خوب پھیل گیا اور قید ظاہری دین اسلام کی بدین غرض ہے کہ تو مسلمان لوگون نے مصر اور عراق اور شام کے جو کچھ فسادات کہ عثمان اور جنگ جمل اور صفین وغیرہ مین کیا سو خود کفار مطلق سے بھی وہ سب فسادات نہین ہوسکی

	حدیث نمبر ۷	

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ رواہ الترمذی وفی روایۃ ابی داود وعن ابی ذر قال ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول ــــ ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے جاری کیا حق کو اوپر زبان عمر اور دل اوس عمرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت مین ابوداؤد کے ابوذر سے ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے رکھا حق کو اوپر زبان عمرؓ کے جو خدا بات کرتا ہے ساتھہ اوس زبان عمرؓ کے فقط ہرچند یہ حدیث بروایت ابن عمر

پسر خود حضرت عمرؓ کے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی مگر چونکہ اس کتاب سے صرف غرض
اسقدر ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کچھ تفضیل حضرت علی پر نہین ہے اور فضا
خاص حضرت ابوبکر و عمرؓ سے کچھ انکار نہین ہو سکتا اسواسطے صحت مین اس حدیث
کے کچھ حاجت عذر کرنے کی نہین ہے مگر اسقدر قابل یاد رکھنے کے ہی کہ حدیث
مندرجہ فصل ۶۰ سے دعا حضرت رسولؐ کی بحق حضرت علی کے اس بات کی ہے
کہ اے اللہ گردش دے حق کو ساتھ علی کے جہان پر کہ وہ پہرے اور حدیث
فصل ۵۰ مین حدیث النظر الی وجہ علی المحبۃ عبادۃ بروایت حضرت ابوبکرؓ
واقع ہے یعنی کہ محبت سے نظر کرنا بطرف چہرہ علیؑ کے عبادت ہی پس کسی فضیلت
دیگر صحابی کو حضرت علیؑ سے کچھ مقابلہ نہین ہو سکتا اور حسب فحوائے اس حدیث کے

شعر ناسخ کا کیا خوب ہے **بیت**

ہم اوس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد — خدا کا جسپہ لبشر اشتباہ کرتے ہین

حدیث نمبر ۸

وعن علی رضی اللہ عنہ قال ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر رواہ
البیہقی فی دلائل النبوۃ ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ
کہا اونے کہ نہین دور سمجھتے تھی ہم لوگ اس بات کو کہ کلمہ تسکین کا نطق کرتا ہی
اوپر زبان عمرؓ کے روایت کی اسکو بیہقی نے دلائل النبوۃ مین فقط اگر یہ حدیث
حضرت علی سے صحیح ہو تو اس بات کے تسلیم کرنے مین کیا عذر ہے کہ ہمکو تقلید جملہ
اقوال و افعال حضرت علیؑ کی واجب ہی اور حضرت عمر عام معاملات مین جو راست رو
تھے سو اس بات مین کچھ عذر نہین ہو سکتا مگر درشت خوئی بھی ایک صفت خاص
اونکی تھی یہانتک کہ جب حضرت علیؑ نے ابوبکرؓ کو بعد انتقال حضرت فاطمہ کیواسطے

بعیت لینے کے گھر مین جلایا تو ساتھ اونکے یہہ بات بھی کہلا بھیجی کہ ساتھ اہلبیت کے
عمر رض آوین کہ اوس عمر رض سے ہمکو کراہت ہی سو اوسی سطح پر تھا حضرت علی ع کے وہ
ارشاد کراہت کا بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور ہر گاہ حدیث من اصحابی کالنجوم
بایہم اقتدیتم اہتدیتم واقع ہے یعنی کہ اصحاب رسول خدا کے مثل ستارون کے ہین
کہ جس سے اقتدا کیجاے سو اوس سے روشنی مل سکتی ہے پس اگر راقم حروف کو
تمامتر اقتدا ساتھ حضرت علی رض کے ہی تو کچھ سنیون کو جاے تعرض ہمسے نہین ہے
اور شعر ناسخ کا بہت موافق اعتقاد راقم کے ہے — بیت
اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ ؛ ایک سے کام ہی دو چار سے کچھ کام نہین

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام بابی جہل بن
هشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاسلم
ثم صلے فی المسجد ظاهراً رواہ احمد والترمذی ترجمہ اور روایت ہے
ابن عباس سے حضرت نبی سے کہ فرمایا اوس نبی نے کہ ای میرے اللہ عزت دے
تو اسلام کو ساتھ ابی جہل ابن ہشام کے یا ساتھ عمر ابن خطاب رض کے پس صبح کی
حضرت عمر نے اور سویرے آئے حضرت نبی کے پاس اور مسلمان ہوئے تب نماز پڑھی مسجد
مین ظاہر طور پر روایت کی اسکو احمد و ترمذی نے فقط حضرت عمر رض بالطبع ایک قوی دل
آدمی تھے اور شک نہین ہی کہ اونکے اسلام سے قوت دین اسلام کی بڑھنے لگی —

حدیث نمبر ۱۰

وعن جابر قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب
ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسے کہ کہا عمرؓ نے ابوبکر کو اے بہترین
آدمیان بعد رسول خدا کے تب کہا ابوبکرؓ نے خبردار رہ کہ تحقیقکہ اگر تو اس بات کو
کہتا ہی تو مینے سنا ہی پیغمبر خدا کو کہتے ہوے کہ نہین طلوع کیا آفتاب نے اوپر کسی
ایک مرد کے کہ جو بہتر ہو عمرؓ سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
غریب ہی فقط چونکہ خود ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے تو کچھ حاجت
زیادہ رد و کد کرنے کی اس حدیث مین نہین ہے ورنہ اصل حال یہ ہی کہ جب
حضرت عمرؓ نے کو دکر کے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا اور لطرف کفن دفن حضرت رسول
کے متوجہ نہین ہوے اور حضرت عمر کو خلیفہ ابوبکرؓ نے اوسکے عوض مین اپنے بعد
خلیفہ کیا تو اسطرح سے ایک کا دوسرے کے حق مین کلمہ خیر کا کہنا عین قرین قیاس ہے
حسب قول مشہور تو مرا حاجی بگو من ترا حاجی بگویم اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون
قول حضرت ابوبکرؓ کا کہ آفتاب نے کسی ایک آدمی پر طلوع نہین کیا کہ جو حضرت عمر
سے بہتر ہو صریح ایک قول لغو ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین سے بھی بہتر ہونا حضرت عمرؓ
کا ظاہر ہوتا ہے اور جب وصیت حضرت علی کی محو سہو کر کے خلافت لے لیگئی تو
واسطے بناء اوس بات کے ثنا خوانی ایک کی دوسرے کو تو خود ضرور ہی اور البتہ
احادیث مناقب شان ابوبکرؓ و عمر کے بہت کچھ ترتیب دیگئے ہین مگر خود افعال
و اقوال حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے کچھ ایسے نہین دیکھے جاتے ہین کہ جس سے کچھ فضیلت
ذاتی اون لوگون کی حضرت علی پر ظاہر ہو اور شملہ بمقدار علم زیبا ہوتا ہی اسواسطے
یہ سب احادیث مبالغہ کی زیبندہ نہین ہین اور افسوس ہی کہ اوپر لفظ حب خلق اللہ
مندرجہ فصل ۱۴ نسبت حضرت علیؑ کے شاہ عبدالحق صاحب نے بہت کچھ جڑہائی کی

مگر اس حدیث کی شرح میں شاہ صاحب نے او پر لغویت اس حدیث کی کچھ التفات نہیں کیا
کہ اصل معنی اس حدیث کے کیا ہیں یعنی اس حدیث کے معنے تو یہ ہیں کہ جب سے آفتاب نکلا ہے
کوئی آدمی بہتر حضرت عمر سے نہیں ہوا حالانکہ کوئی آدمی ایک امت کا کسی ادنیٰ
نبی کے بھی برابر نہیں ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لوکان بعدی نبیّ لکان
عمر بن الخطاب رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہے عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اگر کوئی
شخص نبی ہوتا بعد میرے تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا روایت کی اسکو ترمذی نے اور
کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کی نہیں ہے
اسواسطے کہ خود سری حضرت عمرؓ کی اسی قسم کی دیکھی جاتی ہے کہ جس سے نبی ہونا یا
دعوی نبی ہونے کا کرنا کچھ دور نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن بریدۃ قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فی بعض مغازیہ فلما انصرف جاءت
جاریۃ سوداء فقالت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان ردّک اللہ صالحا ان اضرب
بین یدیک بالدف واتغنی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان کنت نذرت
فاضربی والا فلا فجعلت تضرب ثم دخل ابوبکر وھی تضرب ثم دخل علیؑ
وھی تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استہا
ثم قعدت علیہا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان الشیطان لیخاف
منک یا عمر انی کنت جالسا وھی تضرب فدخل ابوبکر وھی تضرب

ثم دخل علی و ھے تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب فلمّا دخلت انت یا عمر القت الدف رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح حسن غریب

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا او سنے کہ باہر گئے رسول خدا بعض جہادون مین اپنے پس جبکہ پھرے وہ رسول تو آئی اونکے پاس ایک سیاہ لونڈی اور کہا کہ اے رسول خدا ہمنے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر خدا تجھکو خیریت سی پھیر لاوے تو تیرے سامنے ہم دف بجائین اور گیت گائین تب جواب دیا رسول خدا نے کہ اگر تو نے نذر مانی ہو تو دف بجاؤ ورنہ نہین ایسا راویون نے کہا پس دف بجانے لگے وہ عورت پس آپہونچے ابوبکرؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے علی اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے عثمان اور وہ باجا بجاتی رہی تب آئے عمرؓ تب پھینک دیا اوس لونڈی نے اوس دف کو نیچے چوتڑ اپنے اور بیٹھ گئی اوس دف پر تب فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیقکہ شیطان ہر آئینہ خوف کرتا ہے تجھسی اے عمر کہ ہم بیٹھے تھے اور بجا رہی تھی تب آئے ابوبکر اور وہ بجا رہی تھی تب آئے عثمان اور وہ بجا رہی تھی پس جبکہ تو داخل مجلس ہوا اے عمر تب گرا دیا اوس عورت نے اوس دف کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہی فقط اس حدیث سی تو مکارم اخلاق حضرت نبیؐ و ابوبکرؓ و علیؑ و عثمانؓ کے اور درشت خوئی کا معلوم عام ہونا نسبت حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتا ہی اور جبکہ باقرار ترمذی کے یہ حدیث غریب ہی تو کچھ حاجت رد وکد کی نہین ہے ورنہ نسبت اس بات کی کہ شیطان حضرت عمرؓ سے خوف کرتا ہے یہ بات قابل تحقیق تھی کہ بوقت طلب ہونے کاغذ و قلم از طرف حضرت رسول واسطے لکھنے وصیت کی جو کہ اوس بات کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور بوقت ارادہ جلانے گھر حضرت فاطمہؑ کی اور بوقت

عورت نکال دینے حضرت علیؑ کے فاطمہ کے گھر سے اگر یہ روایتیں درست ہوں تو شیطان کی مدد و رفاقت ساتھ حضرت عمرؓ کے ثابت ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبیان فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاذا حبشیۃ تزفن والصبیان حولہا فقال یا عائشۃ تعالی فانظری فوضعت لحیی علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فجعلت انظر الیہا ما بین المنکب الی راسہ فقال لی اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لانظر منزلتی عندہ اذ طلع عمر فارفض الناس عنہا قالت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی لانظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح غریب

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ حضرت رسول خدا بیٹھے ہوئے تھے کہ سنا ہم لوگوں نے شور و غل کو اور آواز کو لڑکوں کے پس اٹھے حضرت رسول پس ایک ناگاہ حبشیہ عورت تھی کہ ناچ رہی تھی اور لڑکے لوگ گرد اوس عورت کے تھے پس کہا حضرت رسول نے کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو پس گئے ہم اور رکھا ہم نے اپنی ٹھڈیوں کو اوپر کاندھے پیغمبر خدا کے پس دیکھنے لگے ہم اوس عورت حبشی کو کاندھے پر سے حضرت رسول کے سر تک اوسکی پس پوچھا حضرت رسول نے مجھسے کہ کیا آسودہ نہوئی تو کیا آسودہ نہوئی تو اور ہم کہنے لگے کہ نہیں بدین غرض کہ دیکھوں میں اپنے مرتبہ کو نزدیک اوس رسول کے کہ ناگاہ پہونچ گئے عمرؓ اور متفرق ہوگئے آدمی لوگ خوف سے پس فرمایا رسول خدا نے کہ ہم دیکھ رہے ہیں شیطانوں کو جن اور آدمی کے کہ بھاگ گئے وہ لوگ عمرؓ سے کہا عائشہ نے کہ ہم پھر گئے گھر کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح

غریب ہے فقط اس حدیث سے بھی خوبی اخلاق حضرت رسول اور وحشت لوگون کی
حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوتی ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ شیطان کا بھاگنا حضرت
عمرؓ سے اور نہین بھاگنا حضرت نبی سے خود ایک بیمعنی بات ہے اسواسطے کہ جب
حضرت رسول اصل شارع اس دین اسلام کے تھے تو سب فعل اونکا مشروع تھا اور
شیطان سے کچھ علاقہ نہین تھا بہرحال اس حدیث غریب کو خود ترمذی نے غریب قبول کیا ہے

حدیث نمبر ۱۴

عن انس وابن عمر قال وافقت ربی فی ثلث قلت یا رسول اللہ لو اتخذنا من مقام
ابراھیم مصلی فنزلت اتخذوا من مقام ابراھیم مصلی وقلت یا رسول اللہ یدخل
علی نسائک البر والفاجر فلو امرتھن ان یحتجبن فنزلت اٰیۃ الحجاب واجتمع نساء
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی الغیرۃ فقلت عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا
خیرا منکن فنزلت کذلک وفی روایۃ لابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراھیم
وفی الحجاب وفی اساری بدر متفق علیہ ترجمہ روایت ہے انس اور ابن عمرؓ سے کہ
تحقیق کہ عمرؓ نے کہا کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین بات مین اول یہ کہ
کہا ہمنے اے رسولخدا کاش لیتے ہم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے پس اتری یہ آیت کہ
لو تم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے کو دوم یہ کہ کہا ہمنے اے رسولخدا آتے ہین تیری عورتون
کے پاس نیکوکار اور بدکار لوگ پس کاش حکم کرتا تو اون عورتون کہ حجاب کرین
وے عورتین پس اوتری آیت پردہ کی اور تیسری بات یہ کہ اتفاق کیا بیبیون
نے حضرت نبی کے بیچ غیرت یعنی بیچ قصہ کھانی شہد کے پس کہا ہمنے قریب ہے
کہ رب اوس نبی کا اگر طلاق دے تم عورتون کو یہ بات کرے کہ بدل دے وہ رب
واسطے اوس نبی کے جورؤن کو جو بہتر ہون تم سبھون سے پس اوتری ایک آیت

ویسیہی اور ایک روایت مین ابن عمرؓ کے ہی کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ کہا عمرؓ نے
کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھے تین باتون مین مقام ابراہیم مین اور پردہ مین
و قیدیان بدر مین متفق علیہ فقط حضرت عمرؓ کے صاحب رای ہونے مین کیا عذر
ہوسکتا ہی اور قیدیان بدر کا قصہ یہ ہی کہ حضرت رسول نے بمشورہ حضرت ابوبکرؓ کے
قیدیون کو فدیہ لیکر کے رہا کیا مگر حضرت عمر کی راے یہ تھی کہ وہ قیدی سب قتل
کیے جائین غرض سختی مزاج عمرؓ کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵

وعن ابن مسعود قال فضل الناس عمر بن الخطابؓ رضی اللہ عنہ باربع بذکر الاساری
یوم بدر امر بقتلھم فانزل اللہ تعالی لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم
عذاب عظیم وبذکر الحجاب امر نساء النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان یحتجبن فقالت
لہ زینب وانک علینا یا ابن الخطابؓ والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ اذا سألتموھن
متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب وبدعوة النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اللھم
اید الاسلام بعمر وبرایہ فی ابی بکر وکان اول ناس بایعہ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی ابن مسعودؓ سے کہا اوسنے کہ تفضیل دی گئی آدمیون پر
عمر ابن الخطاب کو چار باتون سے اول ساتھ ذکر قیدیان بدر کے کہ حکم کیا اوس عمرؓ
نے واسطے قتل اون قیدیون کے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ اگر نہین کتاب
خدا کی پہلے آتی تو مس کرتا تم لوگون کو اوس بات مین جو کہ لیا تم لوگون نے ایک عذاب
عظیم اور دوم ساتھ ذکر حجاب عورتون کے کہ حکم کیا عمرؓ نے بیبیون کو حضرت رسول
کے وہ لوگ پردہ کرین پس کہا عمرؓ کو زینب نے کہ کیا تو حکم چلاتا ہی اوپر ہم سبھون کے
اے ابن خطاب حالانکہ وحی اوترتی ہے ہم لوگون کے گھرون مین پس اوتاری

خدا نے یہ آیت کہ جب مانگو تم لوگ اون عورتون سے کوئی چیز تو مانگو تم لوگ اون عورتون سے پردہ کی اوٹ سے۔ سوم ساتھ دعا نبی کے کہ اے اللہ میرے تائید دے تو اسلام کو ساتھ عمرؓ کے اور چہارم ساتھ راے اوسکے درباره ابوبکرؓ کے کہ تھے وہ عمرؓ اول اون آدمیون کے کہ جو بیعت کی ابوبکر پر روایت کی اسکو احمد نے فقط جو تھا امر یعنے خلیفہ بنانا عمرؓ کا ابوبکر کو ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تفصیل بحث خلافت مین کیجائیگی کہ کسطرح پر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے۔

حدیث نمبر ۱۶

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلک الرجل ارفع امتی درجۃ فی الجنۃ قال ابوسعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر ابن الخطاب حتی مضی بسبیلہ رواہ ابن ماجۃ ترجمہ اور روایت ہے ابوسعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ وہ مرد بلند ترین است کا میرے ہے ازروی درجے کے جنت مین کہا ابوسعید نے کہ قسم خدا کی نہین دیکھتے ہم لوگ اوس مرد کو مگر عمرؓ ابن خطاب کو یہانتک کہ گذر گیا وہ عمرؓ اپنے راستے کو روایت کی اسکو ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے ظاہر کہ خود حضرت رسولؐ نے نام اوس شخص کا جو بلند تر ہو ازروی درجے کے نہین ذکر کیا مگر یہ قول ابوسعید راوی کا ہے کہ ہم لوگ یعنی صحابی لوگ اوس شخص سے عمر ابن خطاب کو مراد لیتے ہین اور اگر یہ مراد لینا صحیح ہو تو حضرت عمرؓ کا بلند تر ہونا درجہ مین حضرت ابوبکرؓ سے بھی لازم آتا ہے چنانچہ یہ تردد خود شاہ صاحب کو بھی اس حدیث کی شرح مین ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷

وعن اسلم قال سالنی ابن عمر عن بعض شانہ فاخبرتہ فقال ما رایت احدا قط

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من حین قبض کان اجد واجود حتی انتہی من عمر رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی اسلم سے کہ کہا اونسے کہ پوچھا مجھسے ابن عمرؓ نے بعض حالات عمرؓ کو بس خبر دی مینے اوس ابن عمرؓ کو کہا اوس اسلم نے کہ نہین دیکہا مینے کسی شخص کو ہرگز بعد رسول اللہ کہ انتقال کیا اوس رسول نے زیادہ کوششی اور نیک ترانتہاے عمر تک عمرؓ سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث مین بھی کوئی قول خود حضرت رسولؐ کا نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۸

وعن المسور ابن مخرمۃ قال لما طعن عمر جعل یالم فقال لہ ابن عباس وکانہ یجزع عمر یا امیر المومنین ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وھو عنک راض ثم صحبت ابا بکر فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وھو عنک راض ثم صحبت المسلمین فاحسنت صحبتھم ولان فارقتھم لتفارقنھم وھم عنک راضون قال اما ما ذکرت من صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ورضاہ فانما ذلک من من اللہ من بہ علی واما ما ذکرت من صحبۃ ابی بکر ورضاہ فانما ذلک من من اللہ من بہ علی واما ما تری جزعی فھو من اجلک ومن اجل اصحابک واللہ لو ان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ قبل ان اراہ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی مسور ابن مخرمہ سے کہ کہا اونسے کہ جب زخمی کئے گئے عمرؓ تو بیصبری کرنے لگے عمرؓ پس کہا اوسکو ابن عباس نے درحالیکہ حالت جزع مین سمجھتے تھے اوس عمرؓ کو کہ اے امیر المومنین یہ سب بیصبری کرنی نہین چاہیے کہ ہر آئینہ صحبت اوٹھائی تونے حضرت رسولؐ کی پس نیک ہوئی تجھکو صحبت اوس رسول کی تب مفارقت کی اوس رسول

نے تجھسے درحالیکہ وہ رسول تجھسے راضی تھے تب اوسکی لعد صحبت ہوئی تجھکو ابو بکرؓ سے
پس نیک ہوئی صحبت تیری اوس ابو بکرؓ سے تب مفارقت کی اوس ابو بکرؓ نے تجھسے
اور وہ تجھسے راضی تھے تب صحبت ہوئی تجھکو مسلمانون سے پس نیک ہوئی صحبت
تیری اون لوگون سے اور اگر مفارقت کرے تو اون لوگون سے تو ہر آئینہ مفارقت
کریگا تو اون لوگون سے درحالیکہ وہ لوگ تجھسے راضی ہین کہا اوس عمرؓ نے کہ جو تجھہ
ذکر کیا تو نے صحبت رسول سے اور رضامندی سے اوسکے سو یہ بات احسانات خدا سے
ہی کہ جو احسان کیا تجھپر ساتھ اوسکے اور لیکن جو ذکر کیا تو نے صحبت ابو بکرؓ اور رضامندی
کو اوسکے پس یہ بات احسانات سی خدا کے ہی جو احسان کیا اوسنے مجھپر ساتھ اوسکے
اور لیکن جو کہ تو دیکھتا ہے جزع یعنے بیقراری کو میرے سو وہ بیقراری واسطے تیری ہے
اور واسطے اصحاب تیرے قسم خدا کی اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو ہر آئینہ فدیہ
کرتے ہم اوسکو بدلے مین عذاب خدا کے قبل اس بات کر دیکھتا مین اوس عذاب
کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط شک نہین ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بڑی مصاحب
خاص حضرت رسول کے تھے مگر جب حضرت رسولؐ نے کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے
مانگا تو اوس بات کو حضرت عمرؓ نے حسبکم کتاب اللہ کہکے ٹال دیا تھا تک کہ
حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ ہمکو اس بات کا خوف نہین ہے کہ تم لوگ شرک کروگے بعد
میرے و لیکن خوف یہ ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ دنیا کی طرف اور اوٹھ جاؤ تم لوگ
میرے پاس سے اور چھوڑ دو مجھکو کہ جس حال مین کہ مین ہون وہ بہتر ہے اوس حال سے
کہ جسمین تم لوگ ہو فقط اور تفصیل اس قصہ کی بذکر وفات حضرت رسولؐ کیجائیگی
بہرحال یہ تمام اٹھارہ ۱۸ حدیثین جو بشان حضرت عمرؓ کے مذکور ہوئین سو اس سے
بھی کچھ افضلیت حضرت عمر کی حضرت علی سے پائی نہین جاتی ہے بلکہ ادنی توجہ سے

بطرف احادیث حضرت علی وابوبکر وعمر کے ... ثابت معلوم ہوتی ہے کہ کسیکو کچھ بمقابلہ حضرت علی کے نہیں ہے ... کہ حب علی اور منقبت کا عین ایمان ہے چنانچہ موافق اسکے ایک غزل ... منقبت لکھی جاتی ہے۔

غزل در منقبت حضرت امیر علیہ السلام ردیف الف

حب علی بنیان باقی حصیان من	اشک پی او روان باعث غفران من
تا نکہ ... سرور عالی نژاد	تا نکہ او ہست یاد این سر و سامان من
جود و کرم شان او عفو ... شان او	بود سے مرا نان او کاش بدامان من
حیدر کرار را صفدر جبار را	شاہ علم دار را ہادی ایمان من
شان علی لافتی آیت او انما	جملہ مرض را شفا عیسی دوران من
ہادی ... بر... کیست چو او بزرگ	حب علی بالیقین حاصل عرفان من
بندہ آزادہ ام راست رو سادہ ام	دادہ محب دادہ ام حب علی جان من

فصل ۲

اب احادیث مشترک باب مناقب ابی بکر وعمر کے مشکوٰۃ المصابیح سے مذکور ہوتے ہیں

حدیث نمبر ۱

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بینما رجل یسوق بقرة اذا عیی رکبہا فقالت انا لم نخلق لہذا انما خلقنا لحراثة الارض فقال الناس سبحان اللہ بقرة تکلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانی اومن بہ انا وابوبکر وعمر وماہما ثم وقال بینما رجل فی غنم لہ اذ دخل الذئب علی شاة منہا فاخذہا فادرکہا صاحبہا فاستنقذہا فقال لہ الذئب فمن لہا یوم السبع یوم لا راعی لہا غیری فقال الناس سبحان اللہ ذئب یتکلم فقال اومن بہ انا وابوبکر وعمر وماہما ثم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی ابی ہریرہ سے حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے درحالیکہ ایک آدمی ہانکے لیئے جاتا تھا ایک گائی کو جبکہ تھک گیا تھا وہ آدمی پس سوار ہوا اوس گائی پر پس کہا اوس گائی نے کہ تحقیق کہ ہم لوگ نہین پیدا کیے گئے ہین واسطے اسکے اور صرف پیدا کیے گئے واسطے جوتنے زمین کے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ ایک گائی بات کرتی ہے تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ مین ایمان لاتا ہون ساتھ اس بات کے اور ابوبکر اور عمر درحالیکہ نہ تھے وے لوگ وہان پر اور ایک دوسرا قصہ کہا کہ درحالیکہ ایک مرد اپنی بکریون کے گلہ مین تھا کہ ناگاہ آپہونچا ایک بھیڑیا اوپر ایک بکری کے اوس گلہ مین سے پس پکڑ لیا اوسکو تب پیچھے سے پہونچا مالک اوس بکری کا اور چھوڑایا اوس بکری کو تب کہا اوس بھیڑیے نے پس کون شخص چھڑوانے والا اوس بکری کا ہے روز سبع کا یعنی وہ روز کہ چرواہا ہوا یا ت روز ہے کہ نہین کوئی چرواہا اوس بکری کا ہوتا ہی سواے میرے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا ہے پس کہا رسولخدا نے کہ ایمان لاتا ہون مین اور ابوبکر و عمر ایمان لاتے ہین ساتھ اوسکے درحالیکہ نہ تھے وے سب اوس جگہہ پر متفق علیہ اس سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے تصدیق کرنے والے کلام حضرت رسول کے تھے اور اسطرح کی خراج داری مین اونکے کیا عذر ہو سکتا ہی —

حدیث نمبر ۲

وعن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبہ یقول یرحمک اللہ انی لا رجوان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر

وعمر وخرجت وابو بکر وعمر فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا اوسنے کہ تحقیقکہ مین کھڑا تھا ایک قوم مین کہ دعا کرتے تھی وے لوگ خدا سے واسطے عمر کے اور تحقیقکہ رکھی ہوے تھی عمر اور تخت اپنی واسطے غسل لاش اونکے کہ ناگاہ ایک مرد ہمارے پیچھے سی تحقیقکہ رکھا اوسنی کہونی کو اپنے اوپر کاندھے ہمارے کہتا ہوا اس بات کو کہ رحم کرے اللہ تجہپر تحقیقکہ ہم ہر ائینہ امید کرتے ہین اس بات کو کہ کرے وہ اللہ تجھکو ساتھ دونون ساتھیون تیرے سو واسطے کہ ہم بیشتر سنتے تھی رسول اللہ کو کہتے ہوی کہ تھے ہم اور ابو بکر اور عمر اور کیا ہمنے اور ابو بکر اور عمر نے اور چلے ہم اور ابو بکر اور عمر اور پہونچے ہم اور ابو بکر اور عمر اور باہر نکلے ہم اور ابو بکر اور عمر اور پیچھے دیکھا ہمنے تو ناگاہ وہ شخص تھے علی ابن ابی طالب متفق علیہ فقط اس حدیث سی صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت ابو بکر اور عمر بڑے مصاحبان خاص مین سے حضرت رسول کے تھی اور اس بات مین کیا عذر ہوسکتا ہے مگر اسی حدیث سی ایک درجہ خاص ملکی صفات ہونے حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ واسطے حضرت عمر کے دعا کرتے ہین حالانکہ حضرت عمر سے بہت کچھ بدسلوکی بائی ہوے تھے اور کیون نہو کہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھے

اور یہ شعر اس مقام مین بہت حسب حال ہے ؎

دوستانرا کجا کنی محروم ؛ تو کہ با دشمنان نظر داری

اور جیسا کہ حضرت علی نے بحق حضرت عمر کے فرمایا کہ وہ امید کرتے ہین کہ حضرت عمر ساتھ اپنے دونون ساتھیون کے کئے جائین سو ویسا ہی اتفاق ہوا کہ متصل مزار شریف حضرت رسولخدا کے قبر حضرت ابو بکر کے اور متصل اوسکے قبر حضرت عمر کی ہوئی کہ اونکے ہمنشین گوئی مین کیا فرق آسکتا ہی کہ حضرت کی شریک نبوت مثل ہارون و موسی کی تھے بلکہ

نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی ÷ کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

حدیث نمبر ۳۲

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اھل الجنۃ لیتراون اھل علییّن کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابا بکر وعمر منھم وانعما رواہ فی شرح السنۃ وروی نحوہ ابوداود والترمذی وابن ماجۃ

ترجمہ روایت ہی ابی سعید خدری سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت کے لوگ ہر آئینہ دیکھتے ہین علیین کو جیسا کہ دیکھتے ہو تم لوگ ستارہ گوہر دار کو بیچ کنارہ آسمان کے اور تحقیقکہ ابوبکر اور عمر ہین اون لوگون مین سے اور اس سے بھی زیادہ ہین روایت کی اسکو شرح سنت مین اور روایت کی مثل اوسکے ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے صرف اہل جنت ہونا حضرت ابوبکر و عمر کا ظاہر ہوتا ہی مگر کچھ فضیلت اونکی حضرت علی پر نہین پائی جاتی ہے کہ بہ نسبت حضرت علی کے تو ایک حدیث فصل ۴۶ مین یہ مذکور ہوئی ہے کہ جنت مشتاق ہے تین شخصون کی علی اور عمار ابن یاسر اور سلمان کی۔

حدیث نمبر ۳۳

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن علی رضی اللہ عنہ ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ابوبکر اور عمر دو سردار میانہ عمر والی اہل جنت کے ہین اولین اور آخرین مین سے سوائے انبیا اور مرسلین کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فقط اس حدیث کے معنے صرف اسقدر ہین کہ ادھیڑ یعنے میانہ عمر کے

لوگ جو اہل سنت ہین سو حضرت ابوبکر اور عمر اونکے سردار ہین اور یہ حدیث ایسے طرح کی ہی
کہ جیسا حدیث مین وارد ہی کہ الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ یعنی کہ حسن اور حسینؑ
سرداران نوجوانان اہل بہشت کے ہین مگر چونکہ سنیون کو ایک کمبختی اس بات کی ہے
کہ جہان تک ہوسکے توہین و تنقیص شان اہلبیت کی کیجاے سو شاہ عبدالحق صاحب
نے بمقتضاے شان تعصب اور کمسنیت کے اس حدیث مین یہ نکتہ لگادیا کہ جب ابوبکر اور
عمر سردار بوڈھون کے ہون تو سردار جوانون کے بھی ہونگے غرضکہ اہتمام سے وہ
سردار بنے امام حسن حسینؑ ان کی خرد برد ہوگئے حالانکہ یہ حدیث کہ ابوبکر اور عمر دو سردار
کہن سالان اہل جنت کے ہین صحیحین یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور
اس حدیث کا مبالغہ بھی قابل ملاحظہ کے ہی کہ ابوبکر اور عمر دو سرداران اہل جنت کا
اولین سے لیکے آخرین تک بنا دیا حالانکہ زبیدی اور پطرس اور شمعون جیسے
حواریان حضرت مسیحؑ کے اس درجہ اعلی کے ہوئے ہین کہ اونکے صفات تمرہ صبر وغیرہ
کے کتاب اعمال حواریان ضمیمہ اناجیل اربعہ سے معلوم ہوسکتے ہین کہ حضرت ابوبکر و
عمر کو اونسے کیا مقابلہ ہے مگر یہ شان دوازدہ امام کی حضرت امام عسکری تک البتہ ہے
کہ یہ لوگ بھی واسطے برداشت ظلم کے پیدا ہوئے تھے خصوصاً صبر اور حلم اور سکون و وقار
حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایسا ہوا کہ اونکے حق مین یہ کلام البتہ راست ہوسکتا ہی
کہ کوئی شخص اولین مین سے برداشت ظلم مین مقابل حضرت امام حسینؑ کا نہین ہوا
اور نہین ہوگا اور اس حدیث کو بروایت ابن ماجہ کے جو حضرت علی کیطرف منسوب
کیا سو سنیون کو اسطرح کی نسبت لغو کردینا کچھ مشکل نہین ہے ورنہ حضرت علیؑ
کے منھ سے ایسا کلام مبالغہ کا بلفظ اولین و آخرین کے نہین نکل سکتا ہی۔

حدیث نمبر ۵

وعن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا اونہنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ مین نہین سمجہتا ہون کہ کسقدر بقا ہمارا تم لوگون مین ہے پس اقتدا کیجیو تم لوگ بعد ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر کے روایت کی اسکو ترمذی نے نقد یہ حدیث مندرجہ فصل ۴۵ کے ہے مگر اوس حدیث مین ذکر عمار یاسر وغیرہ کا بھی ہے اور یہ دونون حدیثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہین اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ حدیث خم غدیر کی بحق حضرت علی کے ہو چکی تھی تو خلاف اوسکے کوئی دوسری حدیث بحق کسی شخص آخر کے نہین ہو سکتی ہے اور لفظ اقتدا سے تو لفظ ہتدا کی بہ نسبت عمار یاسر کے بڑھکر ہے۔

حدیث نمبر

وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع احد راسہ غیر ابی بکر وعمر کانا یتبسمان الیہ ویتبسم الیہما رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تھے رسولخدا کہ جب داخل مسجد ہوتے تھے تو نہین کوئی شخص سر اوٹھاتا تھا سوائے ابوبکر اور عمر کے کہ جب رسولخدا انکا یہ حال تھا کہ اونکو دیکھ کرکے مسکراتے ابوبکر اور عمر تبسم کرتے تھے اور اون دونون کو دیکھکر کے حضرت رسولخدا تبسم کرتے تھے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے نقد اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اس حدیث کی صحت مین کچھ جائے عذر نہین ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بہت مصاحبت خاص سے حضرت رسول کی تھی

حدیث نمبر

وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج ذات یوم دخل المسجد وابوبکر وعمر احدھما

عن یمینہ والآخر عن شمالہ وھو آخذ بایدیھما فقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ تحقیقکہ حضرت نبی باہر نکلے ایک روز اور داخل ہوے مسجد شریف مین اور ابو بکر اور عمر ساتھ تھے کہ ایک اونمین سے داہنی طرف اوس رسول کے تھا اور دوسرا بائین طرف اوس رسول کے اور آنحضرت ہاتھون کو اون دونون کو پکڑے ہوے تب کہا حضرت رسول نے کہ اسیطرحسے اوٹھائے جائینگے ہم لوگ بروز قیامت کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہی فقط ہرگاہ یہ حدیث خود کہے حدیث غریب ہے تو کچھ حاجت زیادہ عذر کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۸

وعن عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم رای ابابکر وعمر فقال ھذان السمع والبصر رواہ الترمذی مرسلاً ترجمہ اور روایت ہے عبد اللہ ابن حنطب سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے دیکھا ابو بکر اور عمر کو پس کہا کہ یہ دونون کان اور آنکھ ہین روایت کی اسکو ترمذی نے بطور حدیث مرسل کی یعنے کہ اس حدیث کا سلسلہ درمیان سے منقطع ہے فقط یہ تشبیہ حضرت ابو بکر اور عمر کی ساتھ کان اور آنکھ کے اوسیطرح پر ہی کہ جیسا کہ تشبیہ حضرت علی کی ایک دوسری حدیث مین ساتھ دل وجان کے دیگئی ہے اور بہرحال یہ حدیث مقابل حدیث دمک دمی ولحمک لحمی وانت منی وانا منک کے نہین ہوسکتی ہے کہ جسمین بحق حضرت علی کے ارشاد ہوا ہی کہ خون تیرا میرا خون اور گوشت تیرا میرا گوشت ہی اور تو مجھسے ہی اور مین تجھسے ہون۔

حدیث نمبر ۹

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مامن نبی الا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابو بکر و عمر

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہیں کوئی نبی ہے مگر حال یہ ہی کہ ہین ا... دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے پس لیکن دو وزیر ہمارے اہل آسمان سے پس جبرئیل اور میکائیل ہین اور دو وزیر میرے اہل زمین سے ابوبکر اور عمر ہین روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے مگر اسکی صحت مین کچھ ... نہین ہی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بیشک بطور وزراے حضرت رسول کے تھے مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہین

خدا نفس پیغمبرش خواندہ است دگر را فضیلت بکس ماندہ است

حدیث نمبر ۱

وعن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رایت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابو بکر فرجحت انت ووزن ابو بکر وعمر فرجح ابو بکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللہ الملک من یشاء رواہ الترمذی وابو داود

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکرہ سے یہ بات کہ تحقیق ایک مرد نے کہا پیغمبر خدا سے کہ دیکھا مینے گویا کہ ایک ترازو اوتری آسمان سے تب تولا گیا تو او... ابوبکر پس وزن تیرا بھاری ہوا اور تولے گئے ابوبکر و عمر پس بھاری ہوے ابوبکر اور تولے گئے عمر اور عثمان پس بھاری ہوے عمر تب اوٹھا لیا گیا ترازو پس برا لگا یہ قصہ پیغمبر خدا کو پس کہا پیغمبر خدا نے کہ یہ قصہ خلافت نبوت کا ہی اور اوسکے بعد دیگا خدا ملک کہ جسکو چاہے روایت کی اسکو ترمذی اور ابوداود نے فقط یہ حدیث بھی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم ... باہر ہے اور یہ حدیث صراحۃً موضوع اور غیر اصلی ہی اسواسطے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ... سیون کو کیا حاجت اس بات کی ہوتی کہ خلافت حضرت ابوبکر کو یہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے ... اس حدیث کی قابل ملاحظہ کے ہے کہ ابو بکرہ کوئی صحابی نامی سے نہیں ہے اور کچھ نہیں کہتا ہی کہ کس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا مگر خیریت یہ ہی کہ اس خواب میں حضرت عثمان اور حضرت علی وزن نہین کیئے گئے اور اسوجہ سی معلوم ہوتا ہے کہ اصل راوی اس حدیث نے قبل زمان خلافت حضرت علی کے یہ حدیث بیان کی ہوگی -

حدیث نمبر ۱۱

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع ابوبکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع عمر رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث غریب ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی نے فرمایا کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد اہل جنت سی پس پہونچے ابوبکر بعد اوسکے فرمایا حضرت رسول نے کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد جنت سی پس پہونچے عمر روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اسکی صحت مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے اسواسطے کہ اس حدیث سی کچھ فضیلت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۴ کی اس حدیث پر بہت غالب ہی کہ جسکا منشا یہ ہی کہ پیغمبر خدا کے پاس ایک مرغ بریان رکھا ہوا تھا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ بار خدایا لا میرے پاس ایک شخص کو جو محبوب ترین خلق ہو تیرے پاس کہ آکر کے وہ اس مرغ کباب کو میرے ساتھ کھاتا پس آئے علی ع اور کھایا اوس کباب کو ساتھ حضرت رسول کے -

حدیث نمبر ۱۲

وعن عائشۃ قالت بینا راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حجری فی لیلۃ ضاحیۃ اذا قلت یا رسول اللہ ھل یکون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ درحالیکہ سر پیغمبر خدا کا ہمارے گود میں تھا ایک چاندنی رات مین کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ آیا ہے واسطے کسی کے حسنات بہ تعداد ستارہ ہاے آسمان کے تب کہا حضرت نبی نے کہ ہان وہ شخص عمر ہے ہمنے کہا کیا ہوے حسنات ابو بکر کے تب فرمایا رسول خدا نے کہ ہر آئینہ سب نیکیان عمر کی مثل نیکی واحد کے ہے نیکیون سے ابو بکر کے روایت کی اسکو رزین نے فقط اگرچہ ہمکو اس بات سے کچھ کام نہین ہے کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر سے افضل تھے یا نہین مگر یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ حضرت عائشہ نے بہت کچھ قول حد سے زیادہ تک لشان حضرت ابو بکر کے بیان کیا ہے اور اس مقام تک جو ۱۲ سولہہ حدیثین لشان حضرت عمر اور بارہ حدیثین مشترک ان دونون صاحبون کی کل چھیالیس حدیثین مذکور ہوئین سو ان سب حدیثون سے کچھ فضیلت ان لوگون کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے اور جو کچھ کہ عقیدہ ہمارا ساتھ حضرت علی کے ہے سو تماتر بتائید اسکے اشعار مفصلہ ذیل ہین جو کہ قصیدہ حضرت خواجہ حافظ شیراز لسان الغیب سے انتخاب کیے جاتے ہین۔

اشعار خواجہ حافظ شیراز لشان حضرت علی کرم اللہ وجہہ

مقدسے کہ ز آثار صنع کرد اظہار	سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار
بدوستی نبی و ولی اساس نہاد	جہان و ہرچہ درو ہست خالق جبار
نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول و ولی عہد حیدر کرار

امام تیری و النبی علی بود که علی ع | ز کل خلق فزون است از صغار و کبار

علی و آل علی محمد زہر چہ ہست ہست | اگر تو مومن پاکے بکن برین اقرار

کسے کہ نیست و ین ہدی را بقول پاک رسول | امام غیر علی بعد احمد مختار

بہ بستان نشین حافظا تو لا کن | نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

حرام زادہ و بد فعل و شوم و بی بنیاد | بمدح شاہ کجا کے نماید اقرار

ستائیت بمنافق چہ میکنے بگذر | زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار

فصل ۷۷

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عثمان رض کے مذکور ہوتے ہین سو ہمارا حال ساتھ اونکے یہ ہے کہ اگرچہ وہ بنی امیہ مین سے ہین مگر ہمکو خاص ادب ساتھ اونکے اس بات کا ہے کہ وہ بھی لطور حضرت مولی علی ع کے داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین کہ دو بیٹیان اونکی یکے بعد دیگرے ساتھ اونکے بیاہی گئین اور اسیوجہ سے لقب اونکا ذوالنورین ہوا اور ہمارے سنیون کیطرف سے اونکی فضیلت اسطرح پر کہی جاسکتی ہے کہ اگرچہ وہ داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین مگر غنیمت ہے کہ وہ بنی امیہ سے ہین کہ جو تائید اور حمایت بنی امیہ کی سنیون پر لازم ہے غرض کہ اونکے بزرگی اور فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے ہر چند افضلیت اونکی حضرت علی پر نہو اور ہم دیکھتے ہین کہ خود ہمارے سنیون کو بھی کچھ اہتمام خاص افضلیت حضرت عثمان کا نہین ہے اور احادیث مناقب اونکی اس رسالہ مین حسب ذیل ہین

حدیث نمبر ۱

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مضطجعاً فی بیتہ کاشفاً فخذیہ او ساقیہ فاستاذن ابوبکر فاذن لہ و ہو علی تلک الحال

فتحدث ثم استاذن عمر فاذن لہ وھو کذلک فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسوّی ثیابہ فلمّا خرج قالت عائشۃ دخل ابوبکر فلم تھتش لہ ولم تبالہ ثم دخل عمر فلم تھتش لہ ولم تبالہ ثم دخل عثمان فجلست وسوّیت ثیابک فقال الا استحیی من رجل تستحیی منہ الملائکہ وفی روایۃ فقال ان عثمان رجل حیی وانی خشیت ان اذنت لہ علی تلک الحالۃ ان لا یبلغ الیّ فی حاجتہ رواہ مسلم ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ تھے رسول خدا لیٹے ہوے اپنے گھر مین کھولے ہوے اپنی رانون یا دونون ٹانگون کو اپنے پس اذن چاہا ابوبکر نے واسطے اندر آنے کے اور اذن دیا آپ نے اونکو اور خود آپ اوسی حال پر رہی اور بات چیت کرتے رہے ابوبکر اور بعد اسکے اندر آنے کو چاہا عمر نے پس اذن دیا آپ نے اوس عمر کو اور خود آپ اوسی طرح پر رہے اور بات چیت کرتے رہے عمر تب اذن چاہا عثمان نے پس اوٹھ بیٹھے رسول خدا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس جب حضرت عثمان باہر گئے تو پوچھا عائشہ نے کہ اندر آے ابوبکر اور نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوسکی اور اوسکے بعد پہونچے عمر پس نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوس کی تب آ پہونچے عثمان اور تو اوٹھ بیٹھا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس کہا حضرت رسول نے کہ کیا مین حیا نکرون ایک ایسی آدمی سے کہ حیا رکھتے ہین اوس سے فرشتہ لوگ اور ایک روایت مین ہی کہ تحقیقکہ عثمان ایک مرد حیادار ہے اور مین اس بات کو ڈرا کہ اگر مین اجازت آنے کی دون اوسکو اوسی حال مین تو شاید نہ پہونچے وہ مجھ تک اپنی حاجت مین یعنی شاید عرض حال اپنا نکری روایت کی

اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے کامل الحیا ہونا حضرت عثمان کا ظاہر ہوتا ہے
اور یہ بات واقعی بھی ہے کہ حضرت عثمان بڑے صاحب حیا تھے مگر کچھ تعجب نہین ہے
کہ یہ حدیث فضیلت عثمان کی حضرت عائشہ نے بعد قتل اونکے بیان کی ہوگی کہ جب
یہ بہانہ مطالبہ ناحق خون عثمان کے ساتھ حضرت علیؑ کے فساد مچایا تھا ورنہ عثمان
سے تو حضرت عائشہ خود ملول تھین اور ایک قرینہ قوی اس بات کا یہ ہی کہ حدیث آپنے
فضیلت حضرت عثمانؓ کی بروایت طلحہ کے ہی کہ جو اوس فساد عائشہ مین بڑے سرغنہ تھے

حدیث نمبر ۲

عن طلحۃ بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل نبی رفیق و رفیقی
یعنی فی الجنۃ عثمان رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ وقال الترمذی
ھذا حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی وھو منقطع

ترجمہ روایت ہی طلحہ ابن عبد اللہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہر نبی
کو ایک رفیق ہے اور رفیق ہمارا یعنے جنت مین عثمان ہے، روایت کی اسکو ترمذی
نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ ایک
حدیث غریب ہی اور اسناد اس حدیث کا قوی نہین ہے اور وہ اسناد منقطع ہی
فقط اس حدیث مین کچھ جائے عذر نہین ہی اور اس حدیث کو جو ترمذی نے اسقدر
ضعیف کردیا ہے سو ظاہرا یہ امر بنظر حفظ درجہ شیخین یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر
کے ہوگا کہ سنیون کو بیان فضیلت حضرت عثمان مین کچھ بڑا اہتمام نہین ہے۔

حدیث نمبر ۳

وعن عبد الرحمن بن خباب قال شہدت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یحث
علی جیش العسرۃ فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی مائۃ بعیر باحلاسہا

واقتابها فی سبیل الله ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی مائتا بعیر باحلاسها
واقتابها فی سبیل الله ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی ثلث مائة
بعیر باحلاسها واقتابها فی سبیل الله فانا رأیت رسول الله صلی الله علیه واله
وسلم ینزل علی المنبر وهو یقول ما علی عثمان ما عمل بعد هذه ما علی عثمان ما عمل بعد هذه

رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن خباب سی کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوا مین حضرت
نبی کے پاس اور وہ ترغیب دی رہے تھے اوپر فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کے
تب اوٹھے عثمان پس کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ ہمارے ذمہ سو اونٹ ہے
ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے
اور طیاری لشکر کی تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے دو سو اونٹ ساتھ
کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب اور ترغیب دی حضرت نبی نے اوپر
طیاری لشکر کے تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے تین سو ۳۰۰ اونٹ ساتھ
کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب مین نے دیکھا حضرت رسول صلعم کو
اوترتے ہوے منبر سے اور کہتے ہوے اس بات کو کہ نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے
ہے جو کام کہ وہ کرے بعد اوسکے نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے ہی جو کام کہ وہ
کرے بعد اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ جنگ عسرت یعنی تکلیف کا
وہی غزوہ تبوک ہی کہ جسمین حضرت نبی تشبیہ ہارون اور موسی کی حضرت علی کو
دیکر کے اور حضرت علی کو اہل وعیال پر اپنے خلیفہ بنا کر کے اس لڑائی مین خود
آپ تشریف لیگئے اور حدیث اوسکی فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے او
اس حدیث سے نہایت سخاوت حضرت عثمان کی ظاہر ہوتی ہے اور اسی وجہ سے
شہرت کتب اونکی ساتھ عثمان غنی کی بہت درست ہی اور یہ ارشاد حضرت رسول کا

بحق حضرت عثمان کے کہ کوئی جواب ہی آیندہ عثمان کو نہین ہوگی اپنے مقام پر عقل کی
بہت درست ہی اس اعتبار سے کہ ایک شخص جو اس درجہ کی سخاوت رکھتا ہو سو آیندہ
پر ایسے شخص سے کیا برا کام ہو سکتا ہے اور سوائے اسکے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے
کہ یہ نیت سخاوت کا ... راہ خدا مین دینا کفارہ ہی دوسری برائیون کا۔
ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی کہ نیکیاں دفع کرتی ہین برائیون کو بیت
سخاوت مس عیب را کیمیا ست ٭ سخاوت ہمہ دردہا را دوا ست

حدیث نمبر ۴

وعن عبد الرحمن بن سمرۃ قال جاء عثمان الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالف دینار فی
کمہ حین جھز جیش العسرۃ فنثرھا فی حجرہ فرایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقلبھا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن سمرہ سے کہ کہا اونسے کہ آئے حضرت
عثمان نبی کے پاس ایک ہزار دینار اپنی آستین مین کہ جسوقت حضرت رسول طیاری
کر رہے تھے فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کی پس حضرت عثمان نے پھیلا دیا اون دیناروں کو
گود مین اوس حضرت رسول کے پس دیکھا ہمنے حضرت نبی کو اولٹ پلٹ کر رہے تھے
اون دیناروں کو اپنی گود مین اور کہہ رہے تھے کہ نہین ضرر کریگا عثمان کو کہ جو کام کہ
وہ کرے بعد آج کے اور اس بات کو فرمایا دو مرتبہ روایت کی اسکو احمد نے فقط
یہ حدیث اور حدیث بالا قریب یکدیگر اور متعلق جنگ تبوک کے ہین۔

حدیث نمبر ۵

وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببیعۃ الرضوان کان
عثمان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی مکۃ فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری فکانت
ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعثمان خیر من ایدیھم لانفسھم
رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اوس انس سے
کہ جب حکم دیا حضرت رسول نے ساتھ بیعت رضوان حدیبیہ کی تو تھے عثمان تحت
مین فرستادہ رسولخدا کے طرف مکہ کے پس بالیعت کی حضرت رسول نے آدمیون
کو تب کہا حضرت رسول نے کہ تحقیقکہ عثمان حاجت خدا اور حاجت رسولخدا مین
ہے پس مارا حضرت رسول نے ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر پس تھا ہاتھ
رسولخدا کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھون سے اون صحابیون کے واسطے خود اون
لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث سی یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ
حضرت رسولخدا نے حضرت عثمان کی طرف سے اپنے ایک ہاتھ سی دوسرے ہاتھ پر بیعت کی —

حدیث نمبر ۶

وعن ثمامۃ ابن حزن القشیری قال شھدت الدار حین اشرف علیھم عثمان فقال
انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قدم المدینۃ
ولیس بھا ماء یستعذب غیر بیر رومۃ فقال من یشتری بیر رومۃ یجعل دلوہ مع
دلاء المسلمین بخیر لہ منھا فی الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی وانتم الیوم تمنعونی
ان اشرب منھا حتی اشرب من ماء البحر فقالوا اللھم نعم فقال انشدکم
اللہ والاسلام ھل تعلمون ان المسجد ضاق باھلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم من یشتری بقعۃ آل فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی
الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیھا رکعتین فقالوا
اللھم نعم قال انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون انی جھزت جیش العسرۃ من

مالی قالوا اللهم نعم قال انشدکم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلے الله علیہ والہ وسلم کان علی ثبیر مکہ ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرک الجبل حتے تساقطت حجارلہ بالحضیض فرکضہ برجلہ قال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان قالوا اللهم نعم قال الله اکبر شہدوا ورب الکعبۃ انی شہید ثلاثا

رواہ الترمذی والنسائی والدار قطنی

ترجمہ اور روایت ہی ثمامہ ابن حزن قشیری سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوئے ہم اوس مکان کو جسوقت کہ اوپر سے جھانکا اوپر اون مفسدان مصری کے عثمان نے پس کہا اوس عثمان نے یاد دلاتا ہون تمکو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ تحقیقکہ رسولخدا آئے مدینہ کو اور اوس مدینہ مین نہین تھا کوئی میٹھا پانی سوائے چاہ رومہ کے پس کہا اوس رسول نے کون شخص مول لیگا کنوان کو رومہ کے کہ کردے وہ شخص ڈول کو اپنے ساتھ ڈولون مسلمانون کے بدلہ مین ایک نیکی کے جوکہ اوسکو اوس کوے سے حاصل ہوگی جنت مین پس مول لیا مینے اوس چاہ رومہ کو خاص مال سے اپنے حالانکہ تم لوگ آج کے روز منع کرتے مجھکو اس بات سے کہ پیون مین اوس چاہ رومہ سے یہانتک پیتا ہون مین آب شور دریا کو پس کہا اون ہنگامہ کرنے والون نے کہ بارخدایا ہان تب کہا عثمان نے یاد دلاتا ہون مین تم لوگون کو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ مسجد نبوی تنگ تھی اپنے لوگون کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ کون شخص مول لیگا جگہہ کو آل فلان انصار کے اور بڑھاوے اوس جگہہ کو مسجد مین بدلے مین ایک نیکی کے جو اوسکو ملیگی بعوض اوس جگہہ کے جنت مین کہ جو مول لیا مینے اوسکو خالص مال سے اپنے پس تم لوگ آجکے روز منع کرتے ہو مجھکو اس بات کو کہ نماز پڑھون مین اوسمین دو رکعت پس کہا اون

ہنگا میون نے کہ بارخدایا ہان کہا اوس عثمان نے کہ یاد دلاتا ہون مین تم لوگ کو خدا
کو اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ کہ رسولخدا تھے اوپر پہاڑ ثبیر مکہ کے اور ساتھ اوس
رسول کے ابوبکر اور عمر تھے اور مین تھا پس جنبش مین آیا پہاڑ یہانتک کہ گری پتھر
اوسکے پستی زمین کو پس مارا رسولخدا نے اوس پہاڑ کو ایک پانون سے اپنے اور کہا
کہ قرار پکڑ اے ثبیر کہ تجھپر اور کچھ نہین مگر یہ کہ ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید
ہین تب کہا اون بلوائیون نے کہ بارخدایا ہان تب کہا عثمان نے کہ اللہ اکبر گواہی
دی ان بلوائیون نے قسم ہے رب کعبہ کی اس بات کی کہ تحقیقکہ مین شہید ہون
اور اس بات کو کہا حضرت عثمان نے تین دفعہ روایت کی اسکو ترمذی اور نسائی
اور دارقطنی نے فقط یہ حدیث اوسوقت کی ہے کہ جب بلوائیان مصر نے حضرت
عثمان کے گھر کو محاصرہ کر لیا تھا اور آخرکار حضرت عثمان کو عین تلاوت قران شریف
مین شہید کیا اور سر خون آلودہ آپکا اوپر آیت فسیکفیکہم اللہ کے گرا کہ جو پوری
آیت اوسکی ۱۳۱ و ۱۳۲ - سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فان امنوا مثل ما
امنتم بہ فقد اھتدوا و ان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم
صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون پس اگر ایمان لاوین
وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیقکہ راہ
پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوا اسکے نہین کہ وے لوگ
ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ
سنتا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور
ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور مخفی نہین کہ یہ سب فساد بلوائیان
مصر کا بسبب ... اتی اور مکر و فریب مروان کے ہوکہ جو بوقت حضرت ابوبکر اور حضرت

عمر خطا کے مردود تھا اور حضرت عثمانؓ کے وقت مین سرفراز ہوا اور اوسکی معذرت مین
شاہ عبد العزیز صاحب نے جو کچھ کہ تحفہ اثنا عشریہ مین عذر صلہ رحم وغیرہ کا کیا ہے
سو وہ سب عذر ناکافی ہے اور اصل بات اسقدر ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی
مگر ضعیف الراے تھے کہ حضرت علی کی راے پر اگر مروان کو حضرت عثمان نکال دیتے
تو فساد دب جاتا مگر بوجہ ضعیف الراے ہونے کے مروان کو نہین نکال سکے
اور آخر اوسی فساد مین شہید کیے گئے ۔

حدیث نمبر ۷

وعن مرۃ بن کعب قال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذکر الفتن
فقربھا فمر رجل مقنع فی ثوب فقال ھذا یومئذ علی الھدی فقمت الیہ فاذا
ھو عثمان بن عفان قال فاقبلت علیہ بوجھہ فقلت ھذا قال نعم رواہ الترمذی
وابن ماجہ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح ترجمہ اور روایت ہے
مرہ ابن کعب سے کہ کہا اوسنے کہ سُنا مینے رسولخدا کو درحالیکہ ذکر کرتے تھے فتنون کو پس
نزدیک ٹھہرایا اوس رسول نے اون فتنون کو پس گذرا ایک مرد کہ سر پر سے ایک کپڑا
اوڑھے ہوسے تھا پس کہا حضرت رسول نے کہ یہ شخص اوسدن ہدایت پر ہوگا پس
کہا اوس راوی نے کہ اوٹھ کر گئے ہم اوس شخص کے پاس پس ناگاہ وہ عثمان ابن
عفان تھے کہا اوس راوی نے کہ ہمنے سامنے کر دیا چہرہ عثمان کا اور کہا ہمنے کہ یہ شخص
ہوگا ہدایت پر تب کہا حضرت رسول نے کہ ہان روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے فقط اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے

حدیث نمبر ۸

وعن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انہ لعل اللہ یقمصک قمیصا فان

اراد وك على خلعه فلا تخلعه لهم رواه الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی فی الحدیث قصۃ طویلۃ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ اے عثمان شاید کہ اللہ پہراوے تجھکو ایک قمیص پس اگر چاہین لوگ تجھکو اوپر نکال دینے اوس قمیص کے پس مت نکال تو اوس قمیص کو واسطے اون لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث مین ایک قصہ طویل ہے فقط قیاس ہوتا ہی کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث بعد شہادت عثمان کی بیان کی ہو اسواسطے کہ شہادت حضرت عثمان تک تو حضرت عائشہ کو حضرت عثمان سے کچھ ملال تھا اور حضرت عائشہ کو حسب مصلحت وقت کی ایک حدیث بیان کرنے مین خوب مشاقی ہے

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عمر قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتنۃ فقال یقتل فیہا مظلوماً عثمان رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ذکر کیا رسولخدا نے ایک فتنہ کو پس کہا اوس رسول نے کہ قتل کیا جائیگا یہ شخص اوس فتنہ مین مظلوم اور کہا اس قول کو حق مین عثمان کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی کہ غریب ہی اسناد اوسکا فقط ہرگاہ راوی اس حدیث کے ابن عمر ہین تو اسناد اس حدیث کا غریب ہونا کچھ بعید از قیاس نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

وعن ابی سہلۃ قال قال لی عثمان یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد عہد الی عہداً وانا صابر علیہ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح

ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو عثمان نے بروز محاصرہ

گھر اوسکے یہ بات کہ تحقیقکہ رسولخدا نے عہد کیا مجسے ایک عہد کو درحالیکہ مین صابر ہون
اوپر اوس عہد کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے
اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عثمان ابن عبد اللہ بن موھب قال جاء رجل من اھل مصر یرید حج البیت فرأی قوما
جلوسا فقال من ھولاء القوم قالوا ھولاء من قریش قال فمن الشیخ فیھم قالوا عبد اللہ
بن عمر قال یا ابن عمر انی سائلک عن شئ فحدثنی ھل تعلم ان عثمان فر یوم احد قال نعم
قال ھل تعلم انہ تغیب عن بدر ولم یشھدھا قال نعم قال تعلم انہ تغیب عن بیعۃ الرضوان
قال نعم قال اللہ اکبر قال بن عمر تعال ابین لک اما فرارہ یوم احد فاشھد ان اللہ
عفا عنہ اما تغیبہ عن بدر فانہ کان تحتہ رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم وکانت مریضۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان
لک اجر رجل من شھد بدرا وسھمہ واما تغیبہ عن بیعۃ الرضوان فلو کان
احد اعز ببطن مکۃ من عثمان لبعثہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
عثمان الی مکۃ وکانت بیعۃ الرضوان بعدما ذھب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیدہ الیمنی ھذہ ید عثمان فضرب بھا علی یدہ
وقال ھذہ لعثمان ثم قال بن عمر اذھب بھا الان معک رواہ البخاری

ترجمہ روایت ہی عثمان ابن عبد اللہ ابن موہب سے کہ کہا اوسنے کہ آیا ایک مرد
اہل مصر سے کہ ارادہ کرتا تھا حج بیت اللہ کا پس دیکھا اوسنے ایک قوم کو بیٹھے ہوے
تب پوچھا اوسنے کون ہین یہ لوگ لوگون نے کہا کہ یہ لوگ قریش سے ہین کہا اوس
مرد نے کہ کون سردار ہے اون لوگون مین لوگون نے کہا کہ عبد اللہ ابن عمر تب کہا

اوس مردنے کہا اے ابن عمر مین کچھ پوچھا چاہتا ہون تجھسے پس بیان کر تو مجھسے
اوس بات کو آیا تو جانتا ہے اس بات کو کہ عثمان بھاگے تھے بروز احد کے کہا
اوس ابن عمر نے کہ ہان کہا اوس مردنے آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ غائب رہے
عثمان جنگ بدر سے اور نہین حاضر ہوے اوس لڑائی کو کہا ابن عمر نے کہ ہان تب
کہا اوس مردنے کہ آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ عثمان غائب رہے بیعۃ الرضوان
سے کہا ابن عمر نے کہ ہان تب کہا اوس مردنے اللہ اکبر کہا ابن عمر نے کہ آگے
آ و میرے پاس کہ حال بیان کرون مین تجھسے سو بھاگنا عثمان کا بروز احد کے
پس گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ تحقیق کہ اللہ نے معاف کیا اوس
عثمان سے اور غایب رہنا اوس عثمان کا بدر سے اسواسطے تھا کہ رقیہ بیٹی
رسولخدا کی اونکے علاقہ مین تہین اور بیمار تہین سو فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ
تجھکو مزدوری ایک آدمی کی ہوگی اون لوگون مین سے جو حاضر ہون بدر کو
اور حصہ ملیگا اوس شخص حاضر کا اور لیکن غایب رہنا عثمان کا بیعۃ الرضوان سے
سو اگر ہوتا کوئی شخص عزیز تر عثمان سے اندر مکہ کے تو بھیجتے رسولخدا اوس شخص کو
پس بھیجا رسولخدا نے عثمان کو طرف مکہ کے پس فرمایا رسولخدا نے اپنے داہنے ہاتھ
سے کہ یہ ہاتھ ہی ہاتھ عثمان کا پس ضرب دیا ساتھ اوس ہاتھ کے اپنے ہاتھ پر
اور کہا کہ یہ ضرب بیعت ہی عثمان کی طرف سے تب کہا ابن عمر نے کہ لیجا تو ان کلمات
کو اب ساتھ اپنے روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ قصہ جنگ احد کا اسطرح پر
ہے کہ یہ جنگ احد سنہ ۳ ہجری مین بعد فتح جنگ بدر کے واقع ہوا اور حضرت
رسولخدا نے ایک پچھلی گھاٹی پر پچاس آدمی تعینات کیا کہ بغیر حکم حضرت نبوی کے
اپنے جگہ سے نہ ہٹین اور کچھ آثار فتح مسلمانون کے منود ہوے مگر بطمع مال لوٹ کے

لوگ اپنی جگہہ پر نرہے اور یہ موقع پاکر کے کفار قریش نے پھر حملہ کیا یہانتک کہ صحابی لوگ بھاگ گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ایک کونے مین جاکر چھپے اور تین روز کے بعد یہ صاحب لوگ حضرت رسول کے پاس حاضر ہوے اور حضرت عثمان بہی بھاگ کر تین روز کے بعد حاضر ہوے اور جب یہ سب لوگ بھاگے تھے تو اوسوقت حضرت رسول کے پاس سولے حضرت علی اور ابودجانۂ اور سہل ابن ابوحنیف کل تین شخصون کے کوئی چوتھا آدمی باقی نہین تھا سو ابودجانہ اور سہل ابن ابی حنیف حضرت رسول کے حفاظت مین تھے اور حضرت علی حضرت رسول کے پاس سے میدان معرکہ مین جاکر کے ایک ایک نامی کافر قریش کو قتل کر کے حضرت رسول کے پاس اطلاع دینے کو آتے تھے اور اوسی لڑائی مین ایک آواز غیب کی سُنی گئی کہ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی نہین کوئی جوانمرد ہے مگر علی اور نہین کوئی تلوار ہے مگر ذوالفقار اور حضرت نبی نے حضرت علی سے کہا کہ یہ آواز حضرت جبرئیل فرشتہ کی ہے اور لقب آپکا حیدر کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اوسی روز سے ہوا غرض اس لڑائی مین حضرت علی نے بہت بہادرانہ کام کیا اور حق وفاداری کا انجام تک پہونچایا اور حضرت ابوبکر وغیرہ صحابی لوگ جو بھاگ گئے تھے سو اونپر اصل مین کچھ الزام نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ جب لڑائی بگڑ جاتی ہے تو اوسوقت پانون ٹھہرجانا بہت مشکل ہے اور معاف ہونا قصور ان سب بھاگنے والون کا براہ انصاف بہت درست ہی اور حضرت علی جو اکیلے لڑتے رہے سو یہ ایک دوسری بات ہے اسواسطے کہ حضرت نبی اور علی ایک جان دو قالب تھے یہانتک کہ جب حضرت علی نے عین لڑائی مین سُنا کہ حضرت نبی مارے گئے تو حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت نبی

مارے گئے تو یہی بہتر ہے کہ ہم بھی مارے جائین اور اس تقریر پر حضرت نبی نے فرمایا کہ
انا منک و انت منی یعنے کہ ہم تجھسے نکلے ہین اور تو مجھسے نکلا ہے مگر خیریت ہی کہ اوپر
سنیان متعصبین کے کہ بمقابلہ حضرت علی ایک بہادر اور جان نثار ابن عم و داماد و
وصی رسول کے پھر بھی اپنی ٹر بکے جائینگے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ حضرت
علیؑ سے افضل ہین مگر ہم پوچھتے ہین کہ کیا بھاگنے والا لڑنے والے سے بہتر
ہو سکتا ہے اور سنی کا ایک مذہب ترتیبی یعنے ترتیب دیا ہوا معلوم ہوتا ہے
یعنی جیسا کہ خلافت لے لیگئی سوا دسی نباہ کے واسطے بہت حدیثین بھی ترتیب
دیگئین کہ جس سے افضلیت اونکی ظاہر ہو مگر ایسی گھڑ بھوسیل اور لولی لنگڑی
حدیثون سے کیا ہوتا ہے اور کسی شخص کو دربارہ معافت ہونے قصور صحابیان
فراری جنگ احد کے کچھ عذر نہین ہوسکتا ہے کہ آیت ۱۴۹ سورہ آل عمران
پارہ ۴ لن تنالوا البر کی واسطے اوس معافی کے حسب ذیل ناطق ہے۔
ان الذین تولوا یوم التقی الجمعان انما استزلهم الشیطان ببعض ما کسبوا
ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور رحیم اور ترجمہ اردو اوسکا
شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے جو لوگ تم مین ہٹ گئے
جس دن بھڑین دو فوجین سو اونکو ڈگا یا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے
اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہی تحمل رکھتا فقط اور یہ جنگ احد اور یہ
معافی قصور فراریون کی ایک بڑے امتحان کی چیز ہے اور گویا یہ ایک محک یعنی ایک
کسوٹی ہے کہ جس سے بہت حالات ظاہر ہوتے ہین ایک یہ کہ حضرت پیغمبر خدا
نے جو ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ یعنی سر بند دیا تھا سو تاریخ خمیس
عربی چھاپہ مصر صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ مین ہے کہ اس تلوار سے ایک گناہ

یہ شعر کھدا ہوا تھا۔ شعر

فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ ؛ والمرء بالجبن لا ینجو من القدر

یعنے کہ نامردی مین ننگ ہی اور سامنا کرنے مین عزت ہی اور حال یہ ہے کہ مرد بسبب نامردی کے نہین نجات پاتا ہی تقدیر سے اور اوس عصا کے ایک طرف مین لکھا تھا الجبانۃ فی الحرب عار یعنے کہ نامردی مین ننگ ہے اور دوسری طرف لکھا تھا ومن فر لم ینج من النار کہ جو شخص بھاگا لڑائی سے سو نہین نجات پائی اوسنے آتش دوزخ سے اور واقعی ابو دجانہ نے اپنی بہادری و وفاداری کو خوب نباہا کہ ایسی بلا کے وقت مین کہ سب لوگ بھاگ گئے تھے ابو دجانہ برابر حفاظت رسولخدا مین مصروف رہی۔ دوم یہ کہ اس آیت معافی سے قصور فرار کے حال ساختگی چند حدیثون کا خوب ثابت ہوتا ہے اسواسطے کہ اس ایت مین صاف یہ عبارت ہی کہ بھاگ گئے والے صحابیون کو شیطان نے بسبب بعض شامت گناہ اونکے ڈیگا دیا تھا سو پھر اون احادیث پر کیا اعتماد ہو سکتا ہی کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا اور اس حدیث کا کیا حال ہوا کہ ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر یعنی کہ آفتاب نے کبھو طلوع نہین کیا اوپر ایک ایسے آدمی کے جو کہ بہتر ہو عمر سے سو اس جنگ حدمین تو ابو دجانہ بھی حضرت عمر سے بہتر نکلے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن ابی سہلۃ مولی عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسر الی عثمان ولون عثمان یتغیر فلما کان الیوم الدار قلنا الا نقاتل قال لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد الی امرا فانا صابر نفسی علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ غلام عثمان سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت نبی کچھ راز مین بات کرتے تھے عثمان سے

اور رنگ عثمان کا متغیر ہوتا تھا پس جبکہ ہوا وہ روز محاصرہ خانہ عثمان کا تب ہم
لوگون نے کہا کہ کیا ہم لوگ قتال نہ کرینگے تب حضرت عثمان نے کہا کہ نہین اسواسطے
کہ حضرت رسولخدا نے عہد کیا ہے مجھسے ایک بات کو پس مین صبر کرونگا اپنی ذات کو اوسبات پر

حدیث نمبر ۱۳

وعن ابی حبیبۃ انہ دخل الدار وعثمان محصور وانہ سمع اباھریرۃ یستاذن
عثمان فی الکلام فاذن لہ فقام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انکم ستلقون بعدی فتنۃ واختلافا اذ قال
اختلافا وفتنۃ فقال لہ قائل من الناس فمن لنا یا رسول اللہ او ما تامرنا بہ قال
علیکم بالامیر واصحابہ وھو یشیر الی عثمان بذلک رواھما البیہقی فی شعب الایمان ترجمہ
اور روایت ہے ابی حبیبہ تابعی سے کہ وہ اندر گیا اوسی گھر مین عثمان کے اور اوسنے سنا کہ ابوہریرہ اجازت
مانگتے ہین عثمان سے بات کرنے کی پس عثمان نے اجازت دی ابوہریرہ کو بات کی تب
اوٹھ کھڑے ہوے ابوہریرہ اور حمد وثنا پڑھی خدا کی تب کہا ابوہریرہ نے کہ مین نے
سنا رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تم لوگ ڈالے جاؤگے ہمارے بعد ایک فتنہ اور اختلاف
مین یا کہ حضرت رسول نے کہا کہ ایک اختلاف وفتنہ مین ڈالے جاؤگے تب
لوگون مین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تب کون سردار ہم لوگ کا ہوگا اے
رسول خدا یا کیا تو حکم کرتا ہے ہم لوگون کو ساتھ اوس بات کے تب فرمایا حضرت
رسولخدا نے کہ تم لوگون کو تابعداری چاہیے امیر کی اور اصحاب کی اوسکے اور وہ
ابوہریرہ اشارہ کرتے تھے عثمان کیطرف ساتھ اس لفظ امیر کے روایت کی ان دونون
حدیث ہذا اور حدیث بالا کو بیہقی نے شعب الایمان مین فقط تمامتر ظاہر کہ تمام ان
۱۳۔حدیثون سے جو اس مقام تک مذکور ہوئین کوئی فضیلت حضرت عثمان کی حضرت

علی پر پائی نہین جاتی بلکہ افضلیت حضرت علی کی بہ سبب مقابلہ کے خوب عیان تر ہوتی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت نبی اور حضرت علی اور حضرت فاطمہؑ اور امام حسن اور امام حسینؑ یہ پانچ آدمی پنجتن پاک کہلاتے ہین اور موافق اسی اعتقاد کے ایک شعر عربی کا بحق پنجتن پاک کے اکثر وبا وغیرہ مین لکھ کرکے دروازہ پر سا ٹا جاتا ہے۔

شعر

المصطفی والمرتضی وابناھما والفاطمہ	لی خمسۃ اطفی بھا حر الوباء الحاطمۃ

ترجمہ ہمارے واسطے پانچ آدمی ہین کہ جنکے نام سے حرارت وبا سوزندہ کی ہم مرفع کرتے ہین اور وہ پانچ آدمی مصطفےٰ و مرتضیٰ و دو لپسران اونکے اور فاطمہ ہین اور اس شعر کے وزن پر راقم نے بھی دو شعر تیمنا و تبرکا اپنی طرف سے موزون کیا ہین

لراقمہ

یا مصطفی یا مرتضی یا ملجئے ال العبا	اترقب من جودکم کاسا لحسن الخاتمہ

ترجمہ اے مصطفےٰ اے مرتضیٰ اے جائے پناہ میرے آل عبا امید وار ہون جود سے تم لوگون کے ایک پیالہ کو واسطے نیکی خاتمہ کے۔ ایضاً

انی لعبد مذنب استغفر اللہ العلے	من شر سوء الخاتمہ من خوف نار لازمہ

ترجمہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ ایک بندہ گنہگار ہون طالب مغفرت کا ہون مین اللہ یعنے خدائے عالی سے فساد سے بدی خاتمہ کے اور خوف سے آتش لازم کے۔

فصل ۸ ے

اب کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح متعلق مناقب مشترک خلفائے ثلثہ کے مذکور ہوتے ہین

حدیث نمبر ا

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد احدا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بھم

قصہ بہ برحلہ فقال اثبت احد فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان رواہ

البخاری ۔ ترجمہ روایت ہی انس سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی چڑھے اُحد

پہاڑ کو اور ابوبکر اور عمر اور عثمان پس جنبش مین آیا وہ پہاڑ بسبب اون سبھون کے

پس مارا اوس پہاڑ کو حضرت رسول نے اپنی پانون سے اور کہا کہ ثابت رہو اے

اُحد اسواسطے کہ نہین تجہپر ہے مگر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کی

اسکو بخاری نے فقط ظاہرا یہ حدیث حدیث نمبر ۱۔ مناقب عثمان فصل ۲ سے

مختلف ہی اسواسطے کہ اوس حدیث مین یہ قصہ پہاڑ چڑھنے کا اور پہاڑ کے

لرزنے کا اور حضرت رسول کے کہنے کا بہ نسبت پہاڑ ثبیر کے ہی جو مکہ کے پاس سے

اور یہ حدیث بہ نسبت پہاڑ اُحد کے ہی جوکہ مدینہ کے پاس ہے اور درمیان

دونون پہاڑون کے چودہ پندرہ منزل کا فرق ہے اور راوی حدیث اول

کے ثمامہ ابن حزن ہین کہ جو ایک تابعی دوسرے طبقہ کے ہین اور حضرت

رسول کو نہین دیکہا تھا اور سواے اسکے ایسا ایک قصہ پہاڑ کے لرزنے کا

چار آدمی کے چڑھنے سے محض ایک خیال شاعرانہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر معجزہ

کے واسطے ایک سبب خاص اور فرمایش اظہار معجزہ کی چاہیے اور کوئی

سبب خاص یا فرمایش ایسے معجزہ کی کچھ مذکور نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۳

وعن ابی موسی الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حائط

من حیطان المدینۃ فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

افتح لہ و بشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ابوبکر فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ والہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

افتح له و بشره بالجنۃ ففتحت له فاذا عمر فاخبرته بما قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فحمد اللہ ثم استفتح رجل فقال لی افتح له و بشره بالجنۃ علی بلوی تصیبه فاذا عثمان فاخبرته بما قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فحمد اللہ ثم قال اللہ المستعان متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابو موسی اشعری سے کہ کہا اوسنے کہ مین تھا ساتھ حضرت نبی کے ایک باغ مین باغون مین سے مدینہ کے پس آیا ایک مرد پس چاہا کہ دروازہ کھولے پس فرمایا حضرت نبی نے کہ کھول دروازہ اوسکے واسطے پس کھول دیا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ وہ مرد ابوبکر تھے پس خوشخبری دی ہمنے اوس ابوبکر کو ساتھ اوس چیز کے جو فرمایا رسولخدا نے پس حمد کیا ابوبکر نے خدا کو تب آیا ایک مرد اور دروازہ کھولنے چاہا اور فرمایا حضرت نبی نے کہ دروازہ کھول دو اوسکے واسطے اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے پس کھولا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ وہ عمر تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے خدا کو تب اوسکے بعد دروازہ کھولنے چاہا ایک مرد نے تب فرمایا حضرت نبی نے مجھکو کہ دروازہ کھول دو اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے اوپر اوس مصیبت کے کہ جو پہونچیگی اوسکو پس ناگاہ وہ مرد عثمان تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے اللہ کو اور بعد اوسکے کہا اللہ المستعان متفق علیہ فقط اس حدیث مین کچھ حاجت رای دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۲۳

عن ابن عمر قال کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے

ابن عمر سے کہ کہا اونسے کہ ہم لوگ کہتے تھے درحالیکہ حضرت رسول خدا زندہ تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم یعنے راضی ہوا اللہ اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ایک دوسری حدیث ہی قریب قریب اس مضمون کے اسی ابن عمر سے روایت ہی کہ جو فصل ۷ ہ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی ہے اور اوسکی شرح مین کچھ حال اس ابن عمر کا لکھا گیا ہی اور یہ ذات شریف خوب شخص ہین کہ حیات رسول مین ان تینون صحابیون کو رضی اللہ عنہم بھی کہتے تہی کہ جو یہ فقرہ دعائیہ بعد مرنے کے استعمال ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اری اللیلۃ رجل صالح کان ابا بکر نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نیطا ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واما نوط بعضہم ببعض فہم ولاۃ الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم رواہ ابو داؤد ترجمہ روایت ہی جابر سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت رسول نے فرمایا کہ آجکی رات کو ایک مرد صالح کو خواب مین دکھلایا گیا اسطرح کہ گویا کہ حضرت ابوبکر لٹکائی ہوئے تھے ساتھ حضرت رسول کے لٹکائی کرکے اور لٹکائی گئے عمر ساتھ ابوبکر کے اور لٹکائی گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے کہ جب ہم لوگ اوٹھے رسولخدا کے پاس سے تو ہم لوگون نے کہا کہ اوس مرد صالح سے خود حضرت رسول کے مراد ہین اور لٹکنا بعض کا ساتھ بعض کے پس وہ لوگ والیان ہین اوس امر کہ جسکے واسطے خدا نے اپنے نبی کو بھیجا روایت کی اسکو ابوداؤد نے فقط بری خیریت کی بات ہی کہ بارے اس حدیث مین حضرت علی ساتھ عثمان کے نہین لٹکائی گئے۔

غرض یہانتک ۱۲ حدیثین خاص حضرت عثمان کی اور چار حدیثین مشترک خلفاے ثلثہ کی کل ستر حدیثین اس فصل ۷۷ و ۸۷ مین علاوہ ۴۶- حدیثین متعلق حضرت ابوبکر و عمر کے کل ۶۳ حدیثین ان خلفاے ثلثہ کی مذکور ہوئین - اور اوسی پر اکتفا کیا جاتا ہی اور اب آیندہ آیات قرآن بہ نسبت حضرت علی اور خلفاے ثلثہ اور حالات بیماری حضرت رسولخدا وغیرہ امور متعلق خلافت وغیرہ کے مذکور ہونگے سو اس جگہ پر لکھا جاتا چند امور نکا مناسب معلوم ہوا

اول

یہ کہ بیان مناقب مین حضرت علی اور خلفاے ثلثہ کے شروع احادیث سی کیا گیا اسواسطے کہ سنیون کو بڑا تکیہ حدیثون پر ہے اور حدیثین مشکوۃ المصابیح کی بدین نظر اختیار کی گئین کہ یہ کتاب حدیث کی سنیون مین بعد صحاح ستہ صحیح بخاری وغیرہ کے مرتب ہوئی ہے سو تمام حدیثین اصل الاصول سنیون کی اس مشکوۃ المصابیح مین موجود ہین اور یہ کتاب مشکوۃ المصابیح کی مقبولہ سنیون کی ہے اور ہمنے کوئی حدیث یا قول کسی کتب شیعون سے نقل نہین کی ہے کہ نقل کتاب شیعون سی کچھ اتمام حجت اوپر سنیون کے نہین ہوتا اور علاوہ اسکے جو کچھ تنقیص شان حضرت علے وغیرہ کی پیش کیجاے سو وہ محض پوچ و لچر ہے اور کچھ قابل استدلال کسی فریق کے نہین ہے -

دوم

یہ کہ بملاحظہ ۶۳- حدیثین خلفاے ثلثہ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بغرض ثابت کرنے افضلیت خلفاے ثلثہ اوپر حضرت علی کے بڑا اہتمام کیا گیا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکڑی کا جالا بہت سا پھیلا رکھا ہی مگر ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت یعنی کمزور ترین گھرون کا بڑا آئینہ گھر مکڑی کا ہے اور اس قسم کے احادیث طیار ہوے ہین کہ اگرچہ سنیان خلافت ابوبکر کی ظاہر مین بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے ہین مگر یہ سب

حدیثین اگر صحیح ہون تو کچھ حاجت اجماع کی نہین ہے بلکہ یہ خلافت خلفا
ثلثہ کی خود از روے نص صریح کے ثابت ہوگی اور سنیون کو ان حدیثو
جو کچھ دلجمعی ہو مگر ایک آدمی حق جو کی تلاش مین یہ سب حدیثین فضیلت
ثلثہ کی صرف ایک بندش اور بند و بست کی حدیثین معلوم ہونگی اسواسطے
اکثر حدیثین بہ بنیاد خواب اور تعبیر خواب کی ہین اور اکثر ایسی حدیثین ہین
راوی اونکے وہی حضرت عائشہ او ابن عمر اور عمر ابن عاص وغیرہ ہین کہ
اہتمام سے یہ سلسلہ خلافت خلفا ثلثہ کا قائم ہوا اور کتنی حدیثین غریب
ہین اور اسناد اونکا منقطع ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ حضرت علی از روی
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے وصی رسول قریب دو ماہ قبل انتقال حضرت نبی کے
مقرر کئے گئے اور اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا گیا تو اب اوسکے خلاف
مین جو کچھ حدیث ہو سو وہ حدیث صریح موضوع اور ساختہ ہے اور سوا اسکے
آیت تطہیر و آیت مباہلہ و عطاے علم بروز جنگ خیبر اور ثبات قدمی حضرت علی
بروز جنگ احد و تشبیہ سفینہ نوح و تشبیہ ہارون با موسی و حالت جنب مین مسجد
ہونا حضرت علی کا بدخول و استطراق مسجد نبوی اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین
اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور سب دروازہ دوسرے لوگون کا بند
ہو کر کے دروازہ مکان حضرت علی کا کھلا رکھنا اور حضرت ابوبکر کو اجازت روزن
رکھنے کی اور حضرت عمر کو بقدر ناکہ سوئی کے بھی اجازت نہوئی اور دیگر تمام صفات
ذاتی حضرت علی کے ایسے ہین کہ کیا کسی دوسرے شخص کو مقابلہ ساتھ اونکے ہوسکتا ہے

سوم

یہ کہ اب آیندہ فصلون مین مناقب حضرت علی وغیرہ جو از روی قرآن کے مذکور ہونگے

سو قرآن بطور میدان جنگ اُحد و خیبر کے ایک میدان خاص حضرت علی کا ہے کہ اوسمین کوئی شخص مقابل حضرت علی کا نہین ہوسکتا ہی اور نہ اوسمین روایات حضرت عائشہ و عمر ابن عاص وغیرہ کو دخل ہے بلکہ یہ حدیث بہت بجا و درست ہے کہ القرآن مع علی و علی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ قرآن کے۔

چہارم

یہ کہ ہمارے نزدیک عزو اسلام کا سلسلہ اولیاء اللہ مقامات شریفہ اجمیر و کچھوچھہ وغیرہ کا ہے کہ قصہ زید و بکر سے فارغ رہکر یاد الٰہی و محبت اہلبیت مین غرق ہین اور نجات اپنی بذریعہ دامن عاطفت حضرت مولی مشکلکشا علیؑ کے چاہتے ہین نقل ہی کہ ایک شخص نے کسی صاحبدل سے پوچھا کہ حضرت علی کو علیہ السلام کہسکتے ہین یا نہین جواب دیا کہ جواز ناجواز کو مولویون سے پوچھو کہ ہم فقرا ہین تو حضرت علی کو جل اللہ کہتے ہین اور بعد سلسلہ تصوف کے ہمارے نزدیک شیعہ لوگ اقرب الی الاسلام ہین کہ قرآن و اہلبیت پر فدا ہین اور جب حضرت علی نے اس خلافت ثلثہ کو قبول کر لیا تو پھر خلفاے ثلثہ کے ساتھ کاوش کرنی وہی بات ہی کہ مدعی سست اور گواہ چست اور سنیان متعصب تو البتہ البعد عن الاسلام معلوم ہوتی ہین کہ رسول کو ماننا اور ذریات رسول سے فرق رہنا خود اسلام سے باہر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ شعر مولانا روم کا بہت حق و واجب ہے۔ ؎

تو بتاریکی علیؑ را دیدۂ ✧ زین سبب غیرے برو بگزیدۂ ✧

اور اس راہ سے وہی لوگ واقف ہین کہ جنکو مزہ فقر کا دیا گیا ہی آنرا کہ میدہند میدہند و آنرا کہ نمی دہند ازو می ستانند۔

اشعار مولانا روم

علم ظاہر سر بسر قیل است و قال	نہ درو کیفیتے حاصل نہ حال
پاے استدلالیان چوبین بود	پاے چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بدے	فخر رازی راز دار دین بدے

پنجم

یہ کہ اصل اسلام ایک بہت عمدہ دین توحید کا ہے اور آیت مفصلہ ذیل سے صرف فرمایش ہر نوع شرک کی معلوم ہوتی ہے پارہ ۳- تلک الرسل سورۃ النساء آیت ۷ ۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ ترجمہ کہہ تو اے رسول کہ اے اہل کتاب آگے آؤ ایک کلمہ کیطرف جو برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے اس بات پر کہ نہ عبادت کرین ہم لوگ مگر خدا کو اور نہین شریک ٹھہراوین ساتھ اوسکے کسی شی کو اور نہ قبول کرے کوئی ہم لوگون کا کسیکو ارباب سواے خدا کی فقط مگر سنی شیعہ کے مولویون نے تعصب کرکے اس دین مین بہت خرابی ڈالی اور متقدمین کا حال یہ تھا کہ شیعہ لوگ سنی کے پیچھے اور سنی لوگ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتی تھے یہانتک کہ علی ابن المنذر کہ جسنے پچپن حج کیا تھا اور ابو الصلت یہ دونون بزرگوار شیعہ مذہب کے تھے مگر ان لوگون سے مشکوۃ المصابیح مین حدیثین مروی ہین اور شاہ صاحب نے بھی ان لوگون کو ثقہ و عدول قبول کیا ہے مگر ہوتے ہوتے اب تو فرق کفر و اسلام کا ہوگیا کہ طرفین کے مولویون نے درمیان سنی و شیعہ کے نکاح بھی حرام ٹھہرا دیا حالانکہ ان مولویون کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہرگاہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح بلا تبدیل مذہب جائز ہے تو درمیان زن و شوہر سنی و شیعہ کے کیون جائز نہوگا کہ تکفیر اہل قبلہ کی کسیطرح سے نہین ہوسکتی ہے

ہان اگر بنظر اختلاف طریقہ سنی و شیعہ کے لحاظ ناموافقت باخود ہا ازن و شو کا ہو تو وہ دوسری بات ہے۔

ششم

یہ کہ تعصب کا یہ حال ہوا ہے کہ سنیون مین طریقہ آمین بالجہر و رفع یدین دو بابت کا اسطرح پر پھیلا ہے کہ وہ بھی گویا ایک دوسرا مذہب ہوگیا حالانکہ ہمکو اونکے پیچھے نماز پڑھنے مین یا شیعون کے پیچھے نماز پڑھنے مین کچھ عذر نہین ہے کہ غرض عبادت سے ہے اور چنے کا لڈو ہر شکل کا میٹھا ہوتا ہے اور شیعہ کے مولویون نے امامت نماز مین اسقدر شرائط قربانی لقر عید کے مقرر کیئے کہ نماز جماعت کی ملنی دشوار ہوگئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ کی مسجد گو امیر آدمی کی ہو مگر جمعہ و جماعت سے حسب خواہ آباد نہین ہوسکتی ہے اور تاکید قرأت کی جو کچھ درمیان طریقہ شافعی و شیعون کے ہے سوچنے اور قرأت کا درست ہونا بہت مناسب ہے مگر نہ اس شدت سے کہ بلا صحت قرأت کے نماز ایسے نماز کی درست نہ ہو سو یہ سب زیادتی بسبب تعصب کے ہے ورنہ حضرت بلال کا اشہد بجائے اشہد کے تھا۔

ہفتم

یہ کہ قطع نظر احادیث ترتیب وارد سنیون کے ہمارے نزدیک واسطے اثبات مجرد فضیلت و بزرگی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے یہ بات خود کیا کم ہے کہ قبر ان دونون بزرگون کی متصل مزار شریف حضرت رسول کے ہوئی ہرچند کہ یہ امر بتوسط حضرت عائشہ کے ہو مگر شک نہین کہ یہ قریب مزار مبارک کی ایک بڑے شرف کی بات ہے کہ اگر یہ لوگ کسی طرح پر عند اللہ مردود ہوتے تو یہ قربت روضۂ مبارک کی ممکن نہ ہوتی کہ ایک ہی روضہ نبی کا مورد ثواب عظیم و مطرح عقاب الیم کا تصور کرنا خود ایک سخت بے ادبی ہے اور یہ قربت روضۂ نبوی کی وہ شرف ہے کہ جسکی آرزو حضرت امام حسن علیہ کو تھی پس صاف بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر جسطرح پر کہ حیات حضرت رسول مین

صاحبان خاص سے تھے سو اوسی طرح پر بعد ممات کے بھی ایک ساتھ ان صحابیون کو کچھ سود نہین ہی ہرچند کہ حضرت علی ع سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہو۔

لراقمہ

عداوت با صحابہ گو مرا نیست ❊ یقین دان جز علی باکس ولا نیست

حاصل کلام یہ ہی کہ خلافت حضرت ابو بکر کی جو برخلاف وصیت خم غدیر کے لے لیگئی سو اوس سے کئی طریقے نکلے ایک یہ کہ خلفاے ثلثہ از قسم منافق و دشمن اہلبیت کی سمجھے جائین اور یہ طریقہ شیعہ لوگون کا ہے مگر یہ امر تمامتر خلاف انصاف ہی کہ حضرت ابو بکر کا یار غار ہونا اور عاشق رسول اور تمامتر مرد نیک اور سخی اور عابد اور زاہد ہونا اونکا فراموش کیا جاے اور حضرت عمر کو کہ جنکے جد وجہد سے ایران وشام وروم ومصر مسلمان کیا جاے سو خود اونکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا بالکل بے انصافی ہے اور حضرت عثمان کو جو کہ ایک شہید مظلوم اور بذات خود ایک نیک اور سخی مرد تھے اور ساتھ اہلبیت کی کچھ انحراف اونکو نہین تھا خارج از اسلام سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے دوم یہ کہ واسطے بناہ اس بات کی کہ یہ خلافت ثلثہ حق تھی فضیلت خلفاے ثلثہ اور تنقیص و توہین شان علی مین اہتمام کیا جاے سو یہ مذہب اصل سنیان متعصب کا ہی مگر اس طریقہ مین مشکل یہ ہے کہ آفتاب کی مقابلہ مین کچھ روشنی ستارون کی ٹھہر نہین سکتی ہے اور اسیوجہ سے تمام اہتمام سنیون کا رایگان ہوجاتا ہے۔ سوم یہ کہ بمقابلہ رفعت شان حضرت علی ع کے اصل خلافت ظاہری کا درجہ فروتر سمجھا جاے سو یہ طریقہ اہل تحقیق اولیاء اللہ و علماے درست فہم کا ہے اور راقم اسی طریقہ مین ہے اور یہ امر واقعی بھی ہے کہ اس خلافت ظاہری سے جو واسطے اجراے دین ظاہری کے تھی فضیلت ذاتی کسی شخص کی نہ بڑہ سکتی ہے

اور نہ کچھ گھٹ سکتی ہے اور راہ نجات کی جو محبت علی و تمام اہلبیت اور تمام ... مین
ساتھ عترت رسول کے منحصر ہے سو وہ شرف اپنی جگہہ مین بحال و قائم ہے اور
اس مقام مین ایک غزل ہماری حسب ذیل ہے - **لمؤلفہ**

بتحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا ۔ کنون معلوم کردم از فضائل تار نالہا
ابو بکر و عمر عثمان صفات عمدہ میدارند ۔ ولے باشد علی آن کو رساند تا بمنزلہا
علی مرتضے باشد وصی مصطفے برحق ۔ تو مرشد دان علی را بگذر از دیگر وسائلہا
چہ مشکل روزہ و افطار سہ روزہ علی را بود ۔ کہ او را فاقہ ہا میشد زنان دادن بسائلہا
اگرچہ بر خطر باشم ز موج بحر عصیان ہا ۔ علے کشتی رساند تا سبکساران ساحلہا
خدا داری چہ غم داری نبی داری چہ غم داری ۔ علی داری چہ غم داری برون آئی ز مشکلہا
چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند ۔ قناعت شد برین توام و بر بندند محملہا
علے چون جان نبی را بود حب او بشد ایمان ۔ تولاے علی مارا نمودہ نقل محفلہا
کنارہ گیر از دنیا بشو آزاد چون حافظ ۔ ... باشد ترا کانی دع الدنیا و اہلہا

فصل ۹

اس فصل مین چند آیات قرانی نسبت حضرت علی اور تمام اہلبیت کے مذکور
ہوتے ہین اور مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی شیعہ اثنا عشری نے باب ششم
مین اپنی کتاب مجمع البحرین کے بہت آیات کو مع نقل تفاسیر و احادیث اہل سنت کے
خوب جمع کیا ہی اور اس کتاب سے ہمکو اسوقت انتخاب کرنے مین آیات کی بہت سہولت
ہوئی کہ جس جس آیت کا انتخاب کرنا مناسب معلوم ہوا انتخاب کیا گیا -

آیت ۱

سورۃ الشوریٰ قُل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ترجمہ

تو کہ مین مانگتا نہین تمسے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہنی ناتے مین فقط تفسیر مصباح و اور معالم التنزیل اور تفسیر کشاف وغیرہ سے حسب نقل عبارت ذکر کردہ مولوی صاحب موصوف کے کہ جسپر ہماکو کچھ جائے شک نہین ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب یہ آیت اوتری تو لوگون نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ وہ قرابت دار آپکے کون لوگ ہین کہ جنکی محبت ہم لوگون پر واجب ہوئی تب حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ وہ قرابت دار علی اور فاطمہ اور دونون بیٹے اونکے ہین —

آیت ۲

سورہ تحریم وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین

ترجمہ اور اگر تم چڑھائی کرو اوسپر تو اللہ اوسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان والے فقط از روے تفسیر مجمع البیان کے اس صالح المومنین سے حضرت علی مراد ہین کہ جو حضرت رسولخدا نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکے صحابیون سے کہا ایہا الناس ہذا صالح المومنین یعنے اے لوگون یہ شخص صالح المومنینؑ ہے —

آیت ۳

سورہ مجادلہ یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجویکم صدقۃ ذلک خیر لکم واطہر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم

ترجمہ اے ایمان والو جب تم کان مین بات کہو رسول سے تو آگے بڑھو بات کہنے سے پہلی خیرات کو یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے — فقط فصل ۲۲ مین نجوی یعنی مشورہ متعلق اس آیت کے مذکور ہے کہ جب دیر تک حضرت رسول ساتھ حضرت علی کے سرگوشی کرتے رہی تو لوگون نے کہا کہ ہر آئینہ طول ہوا مشورہ حضرت رسول کا

ساتھ ابن عم اونکے تب کہا جواب مین حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنے ساتھ
حضرت علی کے مشورہ نہین کیا ولیکن خدا نے اوس سے مشورہ کیا اور یہ مین نظر
یہ شعر خوب حسب حال ہے ۵

علی [illegible] وار [illegible] [illegible] خفی وجلی

آیت ۴

سورہ آل عمران پارہ [illegible] فقل تعالوا ندع ابنائنا وابناءکم و
نساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی
الکاذبین ترجمہ [illegible] کہہ آو بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتین
اور تمہاری عورتین اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کرین اور لعنت ڈالین
اللہ کی جھوٹون پر فقط یہ ایک آیت مباہلہ کی ایک مشہور آیت ہے کہ جسمین
حضرت رسول خدا خود آپ اور حضرت علی اور فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم
السلام ایک ساتھ نصاریٰ کے مقابلہ مین واسطے قسم کھانے نسبت حقیت
دین اسلام [illegible] گئے تھے اور اسی بنیاد پر یہ شعر ہے۔ شعر

خدا نفس پیغمبر [illegible] ہ است ٭ دگر را فضیلت بکس ماندہ است

آیت ۵

سورۃ المائدہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ
ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ترجمہ تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اوسکا
رسول اور ایمان والے جو قائم رکھتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوٰۃ اور وہ نوے
ہین فقط ازروے تفسیر معالم التنزیل اور نیشاپوری اور محی الدین عربی وغیرہ
کے منشاء نزول اس آیت کا یہ ہے حضرت علی مسجد مین بحالت رکوع نماز کے

تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا اور حضرت علی نے اوسی حالت مین اپنی کنگولیا
بطرف سائل کے کردی کہ جسمین انگوٹھی تھی اور سائل نے اوس انگوٹھی کو حضرت
علی کے کنگولیا سے نکال لی سواسی خیرات پر یہ آیت اوتری۔

آیت ۶

سورہ رعد انما انت منذر ولکل قوم ہاد ترجمہ تو ڈرسنانے والا ہے
اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بتانیوالا فقط بیان مطلب مین اس آیت کے حضرت
رسول نے یہ حدیث فرمائی انا المنذر وعلی الہادی بک یا علی یھتدی
المہتدون یعنے مین ڈرانے والا ہون اور علی ہادی ہے اور ساتھ تیرے راہ
پاوینگے راہ پانے والے لوگ اس سے حضرت علی سب کے ہادی ہین

آیت ۷

سورۃ الحاقہ آیت ۱۲ وتعیہا اذن واعیہ ترجمہ اور سنتی یعنے
جمع کرے اوسکو سننے والا فقط منشار نزول اس آیت کا از روے کتاب
عوارف کے یہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے دعا مانگی کہ علی کوئی بات فراموش
نہین کرے سو برکت اس دعا کے لیا ہوا کہ تمام ارشادات حضرت رسول کے
حضرت علی کو یاد رہتے تھے — بیت

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ؛ ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

آیت ۸

سورہ احزاب انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا ترجمہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے گندی باتین
اس گھر والون سے اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے فقط یہ آیت تطہیر کی

ایک مشہور آیت ہی اور حدیث متعلق اس آیت کے فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے بروایت حضرت عائشہ کے ایک روز حضرت نبی کالے کمل اوڑھی ہوے باہر نکلے تب آئے حسن ابن علی پس لیلیا اونکو اپنے کمل مین تب آئے حسین اور وہ در آئے کمل مین اور اوسکے بعد آئین فاطمہ اور لیلیا اونکو اوس کمل مین تب آئے علی اور لیلیا اونکو تب پڑھی اس آیت تطہیر کو اور فصل ۱۵ مین اس رسالہ کے بروایت سعد ابن ابی وقاص کے وہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت نبیؐ نے حضرت علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو بُلا کر کے کہا کہ یہ لوگ میرے اہلبیتؑ ہین اور شہرت گلیم سیادت کے بہ بنیاد اسی آیت تطہیر کے ہے —

آیت - ۹

سورہ مائدہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لایھدی القوم الکافرین ترجمہ ای رسول پہونچا جو اوترا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے کچھ نہ پہونچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگون سے اللہ راہ نہین دیتا منکر قوم کو فقط تفسیر کبیر مین ہے کہ منشار نزول مین اس آیت کے دس باتین بیان کیگئی ہین اور اونمین سے دسوین بات یہ ہے کہ جب حضرت نبی حجۃ الوداع سے خم غدیر کو پہونچے تو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو فرمائی اور وہ حدیث فصل ۱۱ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور یہ امر بھی کسقدر قابل لحاظ کے ہے کہ حضرت رسولؐ نے کس تاکید الٰہی پر حضرت علی کو وصی مقرر کرکے اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا تھا اور مولوی سید احمد حسین صاحب نے اپنے مجمع البحرین مین یہ بیان مطلب اس آیت کے چند باتین خوب لکھی ہین کہ

اوسکا نقل کیا جانا بھی اس مقام مین مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اول یہ کہ شواہد النبوت ملا عبد الرحمن جامی صفحہ ۲۰۸ - مین مذکور ہی کہ ایک روز حضرت علی نے لوگون سے بہ نسبت من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے گواہی طلب کی اور اوسوقت بارہ کسان انصار حاضر تھے اور سب نے گواہی دی مگر ایک شخص نے گواہی نہین دی تب حضرت علی نے پوچھا کہ کس سبب سے تم گواہی نہین دیتے ہو اوسنے کہا کہ ہم بوڈھے ہو گئے ہین سو ہمکو یاد نہین ہے تب حضرت علی نے کہا کہ بار خدایا اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اوسکے چہرہ پر سفیدی ظاہر کر کہ عمامہ سے چھپ نہین سکے راوی کہتا ہے کہ واللہ ہمنے اوس شخص کو دیکھا کہ سفیدی درمیان دو آنکھین اوسکے نکلی تھی۔ دوم یہ کہ زید ابن ارقم نے کہا کہ اوس مجلس مین ہم بھی حاضر تھے اور حضرت رسول سے وہ حدیث ہمنے سُنی تھی مگر ہمنے مخفی رکھا سو روشنی ہماری آنکھون کی جاتی رہی اور یہ افسوس زید ابن ارقم کو ہمیشہ رہا۔ سوم یہ کہ اشعار چند مولوی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے۔

از دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

وفی القران الزمهم ولائی ؛ واوجب طاعتی فرضاً بعزم

اور قرآن مین لازم کیا ہے مسلمانون پر دلا یعنی محبت ہماری اور واجب ہی اطاعت میری بطور فرض کے اور بالقصد۔

کما هارون من موسیٰ اخوه ؛ کذلك انا اخوه وذاك اسمی

جیسا کہ ہارون موسےٰ کے بھائی تھے ویسی ہی ہم بھائی اوس نبی کے ہین اور یہ نام میرا ہے

لذلك اقامنی لهم اماماً ؛ واخبرهم به بغدیر خم

اسی لئے اوس نبی نے قائم کیا ہمکو امام اونکے واسطے اور خبر دی اوسنے لوگون کو اوس بات کی غدیر خم مین

وویلٌ ثم ویلٌ ثم ویلٌ ✤ لجاهد طاعتی ومرید ھضمی

اور افسوس ہے اور افسوس ہے اور پھر افسوس ہے واسطے منکر تابعداری میری اور واسطے ارادہ کرنے والے میرے ہضم کرنے کے۔

وویل للذی یشقی سفاھاً ✤ یرید عداوتی من غیر جرمی

اور افسوس ہے واسطے اوس شخص کے جوکہ شقاوت کرتا ہے بیوقوفی سے اور ارادہ کرتا ہے میرے عداوت کا بغیر جرم میرے۔

ایضاً۔ از دیوان مذکور و تاریخ ابوالفدا وغیرہ

سبقتکم الی الاسلام طراً ✤ غلاماً ما بلغت اوان حلمی

ہم سابق ہوئے تم لوگون سے اسلام مین اپنی رغبت سے درحالیکہ ہم ایک لڑکا تھے کہ ہم نہین پہونچے تھے زمان بلوغ کو اپنے۔

واوجب لی ولایتہ علیکم ✤ رسول اللہ یوم غدیر خمّ

اور واجب گردانا واسطے میرے ولایت یعنے محبت کو اوپر تم لوگون کے رسول اللہ نے بروز غدیر خم کے

واوصانی النبیؐ علی اختیار ✤ لامتہ رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی نبیؐ نے اپنی پسند سے واسطے اپنی امت کے تسلیم و رضا کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے

الا من شاء فلیومن بھذا ✤ والا فلیمت کمداً بغم

آگاہ رہو کہ جو شخص چاہے سو ایمان لاوے ساتھ اوسکے وگرنہ پس چاہیے کہ وہ مرے اندوہناک بسبب غم کے۔

از مثنوی شاہ بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ

بہر دین دل کند از دنیا علیؑ	آن علی والی ملک نبیؐ
آن وصی مصطفیٰؐ شیر خدا	آن علی زوج بتول پارسا

زال دنیا را ازان زو پشت پا	تا نیاید در نگاہ اولیا

از مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر ششم

او خیو انداخت بر روے علیؑ	افتخار ہر نبی و ہر ولی
زین سبب پیغمبر با اجتہاد	نام خود نام علی مولا نہاد
گفت ہر کس را منم مولے و دوست	ابن عم من علی مولاے اوست
کیست مولے آنکہ آزادت کند	بند رقیت ز پایت بر کند
چون بہ آزادی نبوت ہادی است	مومنان را از ہمہ آزادی است
اے گروہ مومنان شادی کنید	ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

اور تفسیر ثعلبی سے نقل ہے

کہ جب حضرت رسولخدا نے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمائی تو حسان ابن ثابت شاعر مدح خوان حضرت رسولؐ نے عرض کی کہ ہمکو اجازت ہو کہ بحق علی کے ہم کچھ اشعار سنا دین تب حضرت رسول نے فرمایا قل علی برکۃ اللہ یعنے کہہ ساتھ برکت اللہ کے تب اوٹھے حسان اور کہا یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا قولی بشہادۃ من رسول اللہ فی الولایۃ الثابتۃ یعنے اے گروہ مشائخ قریش کے سنو میرے قول کو از روے گواہی کے از جانب رسول اللہ در بارہ ولایت ثابتہ کے ۔

اشعار حسان بن ثابت

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم ؛ بخم و اسمع بالرسول منادیا

ندا کرتا ہے نبی اون لوگون کو بروز غدیر خم کے اور سنو ساتھ رسول کے منادی کو

بانی مولاکم نعم و ولیکم ؛ فقالوا و لم یبدوا ہناک التعامیا

ندا ہوئی کہ مین اچھا مولی اور ولی تم لوگون کا ہون اور کہا لوگون نے اور نظاہر

ہوئی یہان پر کچھ چشم پوشی –

الملك مولانا وانت ولینا ؛ ولا تجدن فی الخلق للامر عاصیا

کہ خدا تیرا مولا ہملوگون کا ہے اور تو ولی ہم لوگون کا ہی اور تو ہر گز نہین پاویگا خلق مین سے کسی شخص کو واسطے اوس حکم کے سرکشی کرنے والا –

فقال له قم یا علی فاننی ؛ رضیتك من بعدی اماما وہادیا

پس کہا اوس علی کو رسول صلعم نے کہ اوٹھ اے علی کہ مینے پسند کیا تجھکو بعد اپنے امام وہادی

آیت ۱۰

سورۃ الانسان یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا ترجمہ پوری کرتے ہین نیت اور ڈرتے ہین اوس دن سے کہ اوسکی برائی پھیل پڑیگی اور کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن باپ کے لڑکے کو اور قیدی کو **ف** شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے ایک ترجمہ اردو کلام اللہ کا مع حواشی فواید ضروری کی خوب لکھا ہے مگر افسوس ہے کہ بسبب کسنیت کی اس مقام تک حاشیہ مین کسی آیت کے کچھ ذکر حضرت علی علیہ السلام کا نہین کیا اور کسقدر افسوس کی یہ بات ہی کہ مسٹر جارج سیل مترجم انگریزی قرآن شریف نے جو کہ ایک غیر مذہب کا آدمی ہے اس آیت کے حاشیہ مین بحوالہ تفسیر بیضاوی کے اس آیت کو بہت وضاحت سے بطرف حضرت علی ع کے منسوب کیا ہی مگر شاہ عبد القادر صاحب مسلمان ہوکر بالکل اس قصہ کو کھا بدے اور تمام قصہ کو الغٹ ہضم البیح کر گئے مگر امر حق یہ ہی کہ علماے دہلی مین سے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین بہت اچھی طرح سی تیار یکی وحمایت حضرت علی و تمام اہلبیت کے ہین بہرکیف مسٹر جارج سیل نے انگریزی ترجمہ کے حاشیہ مین شان نزول اس آیت کی حسب ذیل بیان کی ہے یہ امر بیان کیا گیا ہی کہ حسن و

حسینؑ نواسے محمدؐ کے کسی وقت دونوں بیمار ہوکر پیغمبر مع دیگر کسان واسطے عیادت
اونکے گئے اور لوگون نے حضرت علی سے چاہا کہ واسطے صحت پسران اپنے خدا سے کچھ
عہد کریں اوسکے برطبق اوسکے علی و فاطمہ و فضہ اونکی لونڈی نے ایک عہد تین روزہ کا
کیا درصورتیکہ وے لوگ صحیح ہوجائیں اور جب یہ اتفاق ہوا تو اون لوگون نے
تعمیل کی اور یہ عہد ساتھ اس صداقت کے پورا کیا گیا کہ اول روز بوجہ نہیں موجود رہنے
کچھ خوراک اندر مکان کے علی نے مجبور ہوکر تین پیمانہ جو کا شمعون ایک یہودی خیبری سے
قرضہ لیا اور اوسمیں سے فاطمہؑ نے ایک پیمانہ جو کو اوسی روز کوٹ پیس کرکے پانچ
روٹی اوسکی کھانے کو پکائی اور وہ روٹیان اون سب کے سامنے واسطے افطار بعد
غروب آفتاب کے رکھی گئیں مگر ایک غریب سائل اون سب کے پاس آیا اور تمام وہ
روٹیان اوسکو دیڈالیں اور خود اون سبھون نے تمام رات فاقہ سے صرف پانی
پی کرکے طے کیا اور دوسرے دن فاطمہ نے دوسرے پیمانہ جو کی اوسیطرح روٹیاں بنائیں
مگر یتیم سائل آیا اور اوسے دیڈالنے کو ترجیح دیکر اپنی رات بطور شب اول کے کاٹی
اور تیسرے دن بھی اوسیطرح سے تمام خوراک اپنی ایک قحط زدہ قیدی کو دیڈالی
برطبق اس واقعہ کے جبرئیل اوترے ساتھ اس سورہ انسان کے اور محمدؐ سے کہا
کہ اس پارسائی اہل بیت پر اوسکی خدا اوسکو مبارکباد دیتا ہے فقط اور مخفی نہیں ہے
کہ اس قصہ سے تین روزہ کے کسقدر حالات بزرگی و علو مرتبہ تمام اہلبیت رسول
کے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ مرتبہ صدق و یقین حضرت علی کا کس درجہ کا ثابت
ہوتا ہے کہ جو نیت تین روزہ کی کی تھی سو کس خوبی سے اس عہد کو پورا کیا دوم یہ کہ
اللہ اکبر صبر کس درجہ کا ہے کہ فاقہ پر فاقہ ہوا مگر وہ تینوں روزہ برابر رکھتے گئے اور
صرف اسی قدر صبر نہیں ہے کہ خود آپ تحمل کیا بلکہ امامین حسنؑ حسینؑ چھوٹے چھوٹے

اپنے بچون کا بھی فاقہ تین تین روزہ کا تحمل کیا اور درجہ کمال ریاضت کا بھی کسقدر
ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف معاملہ با خدا اور نہایت درجہ
اتصال مع اللہ تھا۔ سوم یہ کہ سبحان اللہ سخاوت کا کیا حال تھا کہ بوقت طلب
سوال مسکین یتیم و قیدی کے کچھ خیال اپنا و زن و فرزند و حضرت فضہ لونڈی کا نہین
رہا اور کیا یہ بات ممکن نہین تھی کہ اون پانچون روٹیون مین سے ایک ایک ٹکڑا
سائلین کو دیتے اور باقی کو حضرت خود اہل و عیال اپنے در لاتے اور کیا یہ بات
ممکن نہین تھی کہ صرف روٹی اپنے حصہ کی دیڈالتے مگر بات یہ ہی کہ بسبب جوش ایثار
کے پانچون روٹیان یکبارگی اوٹھا دین چہارم یہ کہ البتہ تین روزہ حضرت علیؑ کا
چالیس روزون سے حضرت مسیح کے عدد ایام مین کمتر ہے مگر ان تین روزون مین
ایک امر امتحان کا اوس چالیس روزون سے زائید تھا کہ حضرت مسیح نے جو چالیس
روزہ رکھا سو ایک بات روزہ رکھنے کی تھی اور حضرت مسیح کی وہ شان تھی کہ چالیس
روزہ پر کیا حصر ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ایسا روزہ برسون کا بے تکلف رکھ سکتے تھے
کہ اونکے یقین مین حیات صرف مرضی آلہی سے متعلق تھی اور یقین ہے سب کچھ ہی
مگر اس تین روزہ مین حضرت علی کے ایک قصہ امتحان کا ایسا تھا کہ دن بھر کا روزہ
رکھ کر کے عین بوقت افطار کے ایک سائل ہر روز آیا اور سب کھانا اوسکو دیدیا حالانکہ
وہ روٹی خود قرضہ کی تھی پنجم یہ کہ اس قصہ سے فتوت و مروت و حیا حضرت علیؑ کی
کس درجہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ تین روزہ کا فاقہ قبول کیا مگر اپنے حال سے کچھ اطلاع
حضرت نبی کو با وصف اتصال مکان کے نہین دی سبحان اللہ واقعی جو شخص ایسا
خود کریم ہو تو وہ منت کش اور سائل دوسرے کے پاس کیونکر ہو سکتا ہی ششم یہ کہ
حضرت فاطمہ بی بی اونکی اور حضرت فضہ لونڈی اور حسنینؑ لڑکے اونکے کیسے تھے کہ ہر حال مین

شریک حضرت علی کے رہی مگر حضرت نبی اپنے باپ یا اپنے نانا کو کچھ مطلع نہین کیا
ہفتم یہ کہ امامین حسنین علیہما السلام جو چوتھے روز حضرت نبی کے پاس آئے
سو متواتر فاقہ ہاے سہ روزہ سے اونکے ضعف کا یہ حال تھا کہ تھر تھرا رہے ہوے
گئے تھے اور ان فاقون سے حضرت سیدہ فاطمہ کا یہ حال تھا کہ مارے فاقون کے
پیٹ اونکا سٹ گیا تھا اور آنکھین اونکی اندر حلقۂ چشم کے جا رہی تھین غرض تمام
اس قصہ کا حال یہ ہے کہ واسطے اثبات افضلیت حضرت علی اور ہونی مولاے
کل اصحاب وغیرہ او. انجام وہی امورات نبوت حضرت نبی ابن عم اونکے کچھ حاجت
کسی دوسری حدیث یا آیت قرآنی کی نہین ہے — **بیت**

من چہ گویم از علی بوتراب ؛ آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور سبیل ظہور عظمت اس قصہ کی یہ ہے کہ غور کرنے والا یہ سارا قصہ روزہ وغیرہ کا
اپنے اوپر فرض کرے تو مطلب اس قصہ کا اوسکو معلوم ہو سکتا ہی مگر یہ کام
مولویون کا نہین ہے کہ دوسرے کا قصہ اپنے اوپر فرض کر سکین بلکہ یہ کام
حضرت فقرا اور طالبان حق کا ہے کہ جن لوگون مین تعلیم و مشق توحید کی برابر جاری ہے
اور خدا نے وہ درجہ عالی فقر کا بنایا ہے کہ بہ برکت مشق توحید فقر کے یہ قصہ اور
تمام معاملہ معاویہ و کربلا وغیرہ کا گویا خود اونکی جان پر گذرتا ہے اور ہمکو بہت
افسوس ہے کہ ہم مطلب کو پوری طرح سے قلمبند نہین کر سکتے ہین اور جو کچھ تھوڑا بہت
لکھا جاے سو وہ فہم ظاہر بینون سے باہر ہے — **بیت**

مردم اندر حسرت فہم درست ؛ اینکہ میگویم بقدر فہم تست

غزل اردو از مؤلف این رسالہ

رسول آخرین گو یار واخر ٹھہ رکھا تا ہے	علی کو جو گھٹاتے ہین سو اونکو کیا ٹھکانا ہے

علی داماد و ابن عم وصی حضرت نبی کے ہین
خلافت کرنے کو برحق تیر رتبہ گھٹا ناہی

خلافت کو نہین گر مان لیتی وہ تو کیا کرتے
کہ اونکا ظلم سہنے کو بنا سارا گھرانا ہے

اوسی ڈھب سے تو ہم بھی مان لیتے ہین خلافت کو
ہوا اسلام شایع واقف اس سے اک زمانہ ہے

صحابی گر قریشی ہین ستارے ہین صاحب ہین
یہ سب باتین علی مین ہین اور سمین کیا بہانا ہے

سیادت مین شجاعت مین سخاوت مین عبادت مین
علی کا کون ہمسر ہے اور اوسکو کیا چھپانا ہے

علی و فاطمہ فضہ و بھی حسنین ہون فاقہ
غریبون کے کھلانے سے عجب کھانا کھلانا ہے

احد سے بھاگ جائین لوگ بھاگین وہ خیبر سے
علی حاضر ہین اونکا کام دشمن کا بھگانا ہی

رہو آزاد حب پنجتن مین غرق تم ہر دم
یہی عمدہ عبادت ہے یہی بہتر دوگانا ہی

اشعار بطرز مثنوی از مولف این رسالہ بطور بیان آیت ویطعمون الطعام علی حبہ

سن چہ گویم از علی بوتراب
آفتاب آمد دلیل آفتاب

از پئے نیت سہ روزہ قصد کرد
بہر افطارش نبودہ جنس و نقد

پیش شمعون رفت و قرضہ ہر سہ روز
کرد صاعے جو و آوردش بسوز

فاطمہ رض فضہ و آن حسنین ہم
روزہ دارے را شریک او بہم

داد آن جو فاطمہ را بہر خوان
فاطمہ بنمود آن را پنج نان

روز اول وقت افطارش رسید
ناگہ مسکینے علی ع اور اشنید

دست از نان بر کشید و جملہ نان
داد مسکین را و خود با خانمان

جرعۂ آبے فرو بردہ بحلق
کرد افطار و نہان حالش ز خلق

شب بفاقہ برد جملہ خاندان
روز دوم پیشش آمد پنج نان

آن یتیمے را بداد و اُف نگفت
روز سوم قیدیے را داد و خفت

ذات باری ز امتحان کردن برے — زانکہ بودش علم کلی با علی

لیک بود این امتحان از بہر خلق — تا عیان شد زور شاہ فقر و دلق

روز چارم سورۃ الانسان رسید — مرتضی را شکر خو یزدان رسید

ہر سہ روزش بود ممکن بگمان — حصہ کردے در میان پنج نان

حصّہ دادن بفرزندان و اہل — حصّۂ دیگر بسائل بود سہل

لیک ایثارش نبودی بر کمال — تا نبودی غفلت از اہل و عیال

این صفت از غلبۂ توحید بود — کاحتیاج دیگران بر خود فزود

نان ز جو کردن و روزہ داشتن — شب بفاقہ بردن و برخاستن

روز دوم روز سوم ہمچنین — سیّدہ را امتحانے بود این

سیّدہ و ان جاریہ و ان بچّہ ہا — مبتلاے روزہ ہا و فاقہ ہا

خود بشر بودند انہا یا ملک — کے شنیدہ مثل شان گوش فلک

ہیچ یک زینہا نکردہ راز فاش — سہل بودے گر نبی بشنیدی کاش

این قناعت این رضا و این حیا — کس ندیدہ جز باین آل عبا

حضرت عیسی چہ خوش تعلیم ساخت — ہر شجر را از ثمر باید شناخت

واو آزادی یداوم از اولا — مدح خوان مرتضے گشتم بجا

آیت ۱۱

سورہ رعد من عندہ علم الکتاب ترجمہ وہ شخص کہ اوسکے پاس علم کتاب ہی حدیث مین ہے علی مع القرآن والقرآن مع علی یعنی کہ علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہی کہ اسوجہ سے حضرت علی کے ساتھ علم قرآن زیادہ تر مخصوص ہے اور تفسیر نیشاپوری مین ہے بیان آیت سورہ شوریٰ ا

لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کے کیا خوب یہ بات کہی ہے وکفیٰ شرفا لآل رسول اللہ و فخرا ختم التشہد بذکرھم والصلوٰۃ علیہم فی کل صلوٰۃ یعنے آل رسول کے واسطے یہ بات شرف اور فخر کی کفایت کرتی ہے کہ کلمہ تشہد ساتھ ذکر اون لوگون کے ختم ہوتا ہے اور ہر نماز مین اون لوگون پر درود بھیجا جاتا ہے اور یہ شعر قصیدہ فرزوق کا بھی کیا خوب ہے مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم فی کل بدء ولکلم بہ یختتم یعنی مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان دوازدہ امام کا ابتدائے ہر کام مین اور ساتھ ذکر اون لوگون کے سب کام ختم ہوجاتا ہے او یہ وہ قصیدہ ہے کہ جو فرزوق شاعر نے مدح مین امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے عین خانہ کعبہ مین بمخالفت ہشام ابن عبد الملک بادشاہ مروانی کے پڑھا تھا

آیت ۱۲

سورہ عم تیسا لون عم یتساءلون عن النبأ العظیم الذی ھم فیہ مختلفون ترجمہ کس چیز سے لوگ آپس مین پوچھ بات کرتے ہین کہ جسمین وہ لوگ اختلاف کرتے ہین ف حسب تفسیر محی الدین عربی کے اس خبر عظیم سے حضرت علی مراد ہے

آیت ۱۳

سورہ بقر الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا و علانیۃ ترجمہ وہ لوگ جو راہ خدا مین خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو رات مین اور دن مین پوشیدگی سے اور ظاہر ف تفسیر معالم التنزیل و نیشاپوری وغیرہ مین ہے کہ حضرت علی کے پاس کل چار درہم تھے کہ اوسمین سے حضرت علی نے دن کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے اور رات کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے دیا

کہ اسی خیرات پر یہ آیت اوتری اور یہ خیرات جو وقتہ حضرت علی سے کیونکہ ہوئی
کہ حضرت علی نے تو روزہ رکھکر کے اپنے افطار کی روٹی تین روز پیہم فقیرون کو
دی اور خود آپ مع اہل وعیال برابر فاقہ رہے اور حضرت علی کی ایک سخاوت
یہ بھی ہے کہ عین نماز مین اپنی کنگولیا کی انگوٹھی سائل کو دیدی ۔

آیت ۱۴

سورہ نحل وعلامات وبالنجم ھم یھتدون ترجمہ نشانیان ہین
ستارون کی کہ جس سے وے لوگ راہ پاتے ہین ث جامع الصغیر سیوطی جلد
اول مین یہ حدیث ہے النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی
یعنے فرمایا رسولخدا نے کہ ستارے سب امان ہین واسطے اہل آسمان کے اور اہلبیت
ہمارے امان ہین واسطے ہماری امت کے ۔ اور شاہ تراب علی صاحب ساکن
کاکوری نے اپنی کتاب مطالب رشیدی مین یہ تحریر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی
سیف المسلول سے حسب ذیل نقل کی ہے کہ بعضے اولیاء است را بکشف صریح
کہ یکے از اسباب علم است ظاہر گشتہ کہ فیوض و برکات کہ از جناب الٰہی بہ اولیاء
اللہ باشد بے توسط فیض او نمیرسد و کسی از مردان خدا بیوسیلہ او درجہ ولایت
نمی یابد اقطاب جزئی و اوتاد جزئی و اوتاد و ابدال و نجبا و نقبا و جمیع اقسام
اولیاء خدا بوے محتاج می باشد و صاحب این منصب عالی را امام گویند و قطب الارشاد
بالاصالۃ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشاء عنصری آنحضرت ہم و امم
سابقہ ہر کرا درجہ ولایت میسر سید بتوسط روح پاک آنحضرت و بعد وجود عنصری
[illegible]

این منصب عالی بحسن مجتبیٰ و بعد از وی بہ حسین شہید دشت کربلا پسر بامام زین العابدین پسر بہ محمد باقر و بعد از ان بجعفر صادق پسر بموسی کاظم پسر بعلی رضا پسر بہ محمد التقی پسر بعلی نقی پسر بحسن عسکری علیہم السلام این منصب اعلی مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تا ظہور محمد مہدی این منصب معلق باشد

آیت ۱۵

سورہ آل عمران وَاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ترجمہ اور چنگل مارو تم لوگ ساتھ رسی خدا کے سب کے ف اس رسی خدا سے اہل بیت مراد ہین اور حدیث اسکی فصل ۴۳ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی کہ جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتے ہین۔ ایک قرآن دوسرے اہلبیت ہمارے کہ یہ خدا کی رسی ہین غرض یہ تک جو پندرہ آیتین متعلق حضرت مولی مشکلکشا علی کے بیان ہوئین سو اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ تمام آیات قرآن متعلق حضرت امیر کے جمع کرنے سے یہ کتاب بہت طویل ہو جایگی

فصل ۸۰

آیات قرآنی متعلق خلفائے ثلثہ کی کہ بعض اونمین سے درحقیقت بالتخصیص متعلق اون لوگون کے نہین ہے۔

آیت ۱

سورۃ الفتح مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِینَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَینَهُم تَرٰهُم رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبتَغُونَ فَضلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضوَانًا سِیمَاهُم فِی وُجُوهِهِم مِّن اَثَرِ السُّجُودِ ترجمہ محمد بھیجے ہوئے خدا کے ہین اور جو لوگ کہ ساتھ اوسکے ہین سو وہ لوگ سخت تر ہین اوپر کافرون کے اور رحیم تر ہین آپسمین اور تو دیکھیگا اونکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوے

اور تلاش مین فضل و انعام از طرف خدا کے اور تلاش مین اوسکی رضامندی کے اور اونکے چہرون مین موجود ہین آثار سجدہ کے ف تفسیر بیضاوی وغیرہ سے کچھ شان نزول اس آیت کی خاص کر کے بہ نسبت کسی صحابی کے پائی نہین جاتی اور صرف معنی اسقدر ہین کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولخدا کے ہین اور جو لوگ کہ اونکے ساتھ ہین سو اونکا طور یہ ہر کہ مخالفان دین اسلام کے ساتھ سخت و شدید ہین اور باخود ہا مسلمانون پر رحیم ہین اور سجدہ اور عبادت مین لگے ہوے ہین اور اونکے چہرون پر آثار سجدہ کے نمایان ہین سو یہ ایک تصویر اصل مسلمان کا حل کی ہے اور کچھ شک نہین ہے کہ تمام خلفاے ثلثہ وغیرہ جسقدر لوگ کہ ساتھ حضرت رسولخدا کے رہتے تھے سو وہ سب لوگ بفرق مراتب اسی قسم کے لوگ تھے اور یہ خیال غلط العام سنّیون کا محض ایک مغالطہ ہے جو عوام مین مشہور ہے کہ اس آیت سے نشان خلفاے اربعہ وحقیت ترتیب خلافت اربعہ کی ظاہر ہوتی ہے سو اوسکے جواب مین یہی شعر کہا جائیگا ؎

چہ خوش گفت است سعدی درزلیخا ✧ الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

یعنے یہ خیال بالکل غلط و بے ربط ہے اسواسطے کہ نشان اول اس آیت کا اگر بطرف حضرت ابوبکر کے منسوب کیا جاے تو نسبت شدید المزاج ہونے کے اونکی طرف درست نہین ہوسکتی ہے اسواسطے کہ حضرت ابوبکر پر صفت نرمی اور ملائم مزاج ہونے کی غالب تہی اور اسیطرحپر نسبت رحیم المزاج ہونے کی بطرف حضرت عمر کے ایک بے وجود بات ہر اور انکا مزاج تو ہر وقت سخت اور تند تھا اور نشان سوم رکوع اور سجدہ کا اگر بطرف حضرت عثمان کے منسوب کیا جاے تو بہی چوتھا نشان واسطے حضرت علی کے کہان سے ہے غرض یہ آیت مع تمام نشانات

متعلق عام مسلمانان کابل کے ہے کہ اسوقت تک یہ صفت وہابی وغیرہ مین موجود ہے
کہ غیر مذہب والون کے ساتھ بڑے سخت ہین اور آپسمین خوب موافق اور
ملایم ہین اور جہان پر کوئی وقت نماز کا آپہونچا تو اوسیوقت شطرنجی اور گودڑی مین
پر رکھ کرکے اپنے نماز مین مصروف ہو جاتے ہین اور اونکی پیشانیون پر گھٹا
سجدہ کا دیکھا جاتا ہے —

آیت ۲

سورۃ التوبہ الا تنصروہ فقد نصرہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما
فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول
کی تو اوسکی مدد کی ہے اللہ نے جبوقت اسکو نکالا کافرون نے دوجان سے
جب دونون تھے غار مین جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے
ساتھ ہے ف یہ آیت متعلق حضرت ابوبکر کے ہے کہ جو ساتھ حضرت رسول کے
غار مین چھپے تھے اور یہ ایک اتنا بڑا امر عظیم واقع ہوا کہ اسوقت تک جو دو آدمی
مین بڑی دوستی ہوتی ہے تو اون دونون کو کہتے ہین کہ یہ دونون آدمی آپسمین
بڑے یار غار ہین اور اس آیت سے جو کچھ اضطراب کرنا حضرت ابوبکر کا اور
تسلی فرمانا حضرت رسولخدا کا معلوم ہوتا ہے اور شیعہ لوگ جو اوس جزع وفزع
حضرت ابوبکر کو طول دیتے ہین سو کچھ التفات ان باتون پر ضرور نہین ہے
خذ ما صفا ودع ما کدر مناسب ہے اور ظاہر ہے کہ ایمان اور استقلال حضرت
نبی کے ایسا حضرت ابوبکر وغیرہ سے امید کرنا فضول ہے ہان اگر اس غار مین جناب
حضرت امیر علیہ السلام ہوتے تو بیشک صبر اور استقلال اونکا بطور جنگ احد
کے ... کسی قدر ... برابر حضرت رسول ... [illegible]

اس آیت کا متعلق حضرت ابوبکر کا ہونا حاشیہ مین بخوبی بیان کیا مگر کسی آیت
کا حوالہ شان نزول بہ نسبت حضرت علی کے بیان نہین کیا کہ سنیان بالطبع حضرت
علیؑ کے نام سے گریزان ہین اور بیان آیات قرآنی مین نسبت خلفاے ثلثہ کے
قدر متذکرہ صدر پر اکتفا کیا گیا اسواسطے کہ ہمکو اور کوئی دوسری ایسی آیت پر
اطلاع نہین ہے کہ جو خاص کر کے شان مین خلفاے ثلثہ کے ہو مگر اسقدر کہ
حدیث نمبر ۱۴۲ اور نمبر ۱۵۱ فصل ۵ ۷ - سے اس رسالہ کے یہ بات
ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیان بدر اور حجاب عورات اور مصلے کرنے مین مقام
ابراہیم کے آیات قرانی حسب راے حضرت عمر کے نازل ہوئی اور علاوہ
اسکے ایک آیت حدیث نمبر ۱۱ - مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کو حسب ذیل
مذکور ہے - آیت ۱۴۵ - سورۂ آل عمران پارہ ۴

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ
بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ

یعنی جو لوگ تم مین ہٹ گئے جس دن کہ بھڑین دو فوجین سوا ونکو ڈگایا
شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور بخش چکا اللہ اللہ بخشنے
والا ہے تحمل رکھتا یعنی حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جنگ احد مین
سواے حضرت علی اور ابو دجانہ اور سہل ابن حنیف کے جو حضرت ابوبکر
وغیرہ تمام صحابی بھاگ گئے تھے سو یہ قصور اون سب صحابیان فراری کا معاف
ہوا مگر یہ زیادتی سینون کی قابل لحاظ کے ہے کہ صحابیان فراری مین سے
خلفاے ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دیتے ہین حالانکہ بھاگنے والا کبھو لڑنے
والے کے برابر نہین ہوسکتا ہے اور ذکر اوس ایک آیت کا بھی اسجگہ پر مناسب ہے

کہ جو حدیث نمبر ۶ - مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کے مذکور ہی کہ آیت ۱۳۱ - اور ۱۳۲

سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا و ان

تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم صبغۃ اللہ ومن

احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون یعنی اگر ایمان لاوین وے لوگ ساتھ مثل اوسکے

جوکہ ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیق کہ راہ پائی اون لوگون نے اور

اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوائے اسکے نہین ہے کہ وے لوگ ایک پھوٹ

مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ

سنتا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے

رنگ سے اور ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور غرض اس

آیت کی ذکر سے اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت عثمان کا سر خون آلودہ اوپر

لفظ فسیکفیکھم اللہ کے گرا اور کچھ شک نہین ہے کہ موافق اوس لفظ کے

نتیجہ خون ناحق حضرت عثمان کا یہ ہوا کہ بسبب فسادات حضرت عائشہ اور

طلحہ وغیرہ کے جنگ جمل وغیرہ مین ہزارون مسلمان مارے گئے -

فصل ۸۱

فصل ۸۰ مذکورہ بالا تک احادیث اور آیات قرآنی نسبت اہل بیت و دوازدہ

امام علیہم السلام اور اصحاب وغیرہ کے بقدر ضرورت ذکر کئے گئے اور اب آیندہ

حال ہماری حضرت رسول خدا اور عنوان خلافت وغیرہ کا ذکر کیا جائیگا مگر

خاص اس فصل مین یہ بات منظور ہے کہ خصائص سُنی اور شیعی کے حق اور

راست راست طور پر لکھے جائین کہ جس سے کچھ کچھ جدا گانہ حال اون

دونون فرقون کا معلوم کیا جاوے اور یہ بات ظاہر ہو کہ کون فرقہ کسقدر حق پسند

ہے اور وہ باتین حسب ذیل ہین -

اول

یہ کہ اس رسالہ کا نام جو تحقیق مشرب سُنّی ہے سو اسکی معنی یہ نہین ہین کہ
ہمکو کوئی حق و منصب اس بات کا ہے کہ اپنے کو اہل تحقیق فرض کرکے
اپنی تحقیق اہل دنیا پر تمام کرین اسواسطے کہ سُنّی اور شیعی دونون فرقون
مین بڑے بڑے اہل تحقیق ہوگئے ہین اور اب تک اہل کمال لوگ موجود
ہین کہ ہمکو از روے علم اور فہم نے کچھ مناسبت اون لوگون سے نہین ہے
بلکہ معنی اس نام تحقیق کے صرف اسقدر ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے
ہم خبر دیے جاتے ہین کہ ہماری تحقیق اوس حد تک پہونچی ہے کہ جو اس
رسالہ مین لکھا گیا -

دوم

یہ کہ ہمکو کچھ ادعا علم کا نہین ہے اور علم ہمکو کہان سے ہو سکتا ہے کہ
گویا تمام عمر ہماری تو دنیا طلبی مین کٹی ہے مگر پریشان خاطر ہو کر چند حالات
متقدمین اور متاخرین اکے نظر سے گذرے سو اوس سے بالیقین یہ بات
ثابت ہوئی کہ اس دین اسلام مین یہ دوازدہ امام علیہم السلام سے علم دین اور
خداشناسی مین گوے سبقت لے گئے اور اس بات کا اگر ہماری دل سے
پوچھا جاے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے تمام عمر جو کی روٹی پر بسر کی ہوئی
اور اس بات کو ہم کیونکر دل سے بھولا سکتے ہین کہ حضرت علی کے بیٹھے
ہوا ایک گرم روٹی جو کی آئی تو اوسکے ساتھ شہد بھی لیا
پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ روٹی ہے اور اوس

کچھ حاجت شہد کی نہین ہے اور قتل امام حسینؑ کو جو قاتل مستعد ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ ہمکو عصر کی نماز کی مہلت دو اور اوسی نماز مین اپنا کام تمام کرو چنانچہ
ویسا ہی ہوا اور صحیفہ کاملہ حضرت امام چہارم زین العابدینؑ کا جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی
اوپر علم و فضل و تعلق باخدا اونکی ایک گواہ قوی ہی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
اسقدر علم اور فضل کے آدمی ہوے کہ حسب فحواے علماے امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کے ایک قسم کے نبی تھے اور امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام
اسدرجہ تک پہونچے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی جو ایک ولی کامل ہین یکے از
مستفیضان بارگاہ امام ہشتم کے ہین اور امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام
سے تو ایک تفسیر قرآن کی موجود ہے غرض این خانہ تمام آفتاب است مبیت
بدشمنان منشین حافظا تو لا کن * نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار
اور بہترین شرف ہمارے واسطے یہ ہے کہ سعادت بخت سے یہ مضمون مصرعہ
سودا کا مطابق ہمارے حال کے ہو جاے ع مداح امامون کا ہی اور مرثیہ خوان ہے
اور شک نہین ہے کہ مضمون الکلم الطیب یصعد الی السماء والکلمۃ الطیبۃ
خیر من صدقۃ کا بہت درست ہی یعنی کلام پاک آسمان کو پہونچتا ہے اور کلمہ پاک بہتر
خیرات سے ہے سو ہم اپنے خیال مین کچھ تالیف کتاب کی نہین کرتے ہین بلکہ
مداحی کو ان بزرگان کے ہم ایک عبادت سمجھتے ہین اور ایک بڑی حسرت
دل مین یہ ہے کہ اگر محبت اہل بیت دوازدہ امام کی ہماری راستی سے ہو
تو ہمارے اطوار اور اعمال بھی ان بزرگون کے روش پر ہو جائین سو خدا سے
مستدعی ان امامون کو دل و جان سے مانتے ہین سو اوسی نمونہ
ال بھی درست ہو جائین ۔

سوم

یہ کہ رسومات سے بھی خوب حال ظاہر ہوتا ہے کہ اصل طریقہ قدیم اور آبائی
کیا تھا مثلاً شادیات مین جولاہے و دُھنیے تک ہر فرقہ مسلمان مین نیاز
کندوری ہمارے خاوند اور سیّدہ بی بی فاطمہ علیہا السلام کا ہوتا چلا آتا ہے
اور یہ رسم اسوقت تک سنیان خارجی کے گھر سے بھی موقوف نہین ہوئی
اور کبھو کسی کے گھر مین نیاز کندوری حضرت عائشہ کا نہین سُنا گیا اور
اسیطرح فاتحہ اور نیاز اور حاضری و دسترخوان پنجتن پاک اور دوازدہ امام
اور چہاردہ معصوم اور حضرت عباس کا ہوا کرتا ہے اور نیاز سہ منی شاہ
بو علی قلندر اور توشہ شاہ عبد الحق اور نیاز گیننی بڑے پیر کا اور اقسام
نیازات اور فاتحہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مگر کبھو کچھ فاتحہ خلفائے ثلثہ کا
نہین سنا گیا اور سنیان خارجی کے گھرون مین بھی اب تک فاتحہ خلفائے
ثلثہ کا جاری نہین ہوا ہے اور اسیطرح یہ ایک روزہ سوا پہر یا - یا دن بھر
کا روزہ حضرت مولا مشکلکشا علی کا عورات مین جاری ہے اور عشرہ محرم
مین رسم بدھی و ناڑا و کفنی و سیلی و طوق و زنجیر و بیکہ اور پیک و بہشتی
واسطے حضرت خامس آل عبا امام حسین کے و رسم روپیہ باندھنے کی واسطے
امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام کے جاری ہے مگر کوئی ایسی رسم واسطے
اولاد و خلفاء ثلثہ کے نہین ہے اور ہمکو ان رسومات کے مشروع اور غیر مشروع
ہونے مین کچھ گفتگو نہین ہے مگر اس بیان رسومات سے غرض یہ ہے
کہ ان رسومات سے بھی گرویدگے عام لطرف حضرات اہل بیت اور
اولاد اونکی پائی جاتی ہے —

چہارم

یہ کہ سنیون کی طرف سے بہ توہین و تنقیص شان علی مین کوشش کیجاتی ہے سو ظاہر ایسی امر شاید بہ نسبت رواج تبرا کا شیعون مین ہوا ہوگا اسواسطے کہ ہمسے چند معزز شیعون نے کہا کہ ہمکو تبرا خلفاے ثلثہ کا ناپسند ہے اور ہمارے جوش عقیدت کو دیکھ کر کے یہ بات بھی کہی کہ اگر سنی مین اسطرح پر محبت اہل بیت کی ہو تو سنی ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہے اور ایک معزز شیعے نے ہمسے کہا کہ ابو بکر صدیق ایک نیک آدمی تھے اور ایک عالم شیعی نے اپنے خط مین لکھا کہ وہ ہم تبرا کو ناجایز اور اسلام نہین سمجھتے ہین۔

پنجم

یہ کہ عشرہ محرم گذشتہ مین پٹنہ سنیون کی طرف سے پٹنہ مین بڑا اہتمام تھا کہ علم حضرت عباس کا نہین نکلنے پاوے اور آخر وہ علم بحراست صدہا کانسٹیبلان و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے کسی طرح پر نکلا اور مزاحمت سنیون کی بہ لحاظ نا مشروع ہونے کے نہین تھی کہ فعل شیعون کا مشروع یا نامشروع ہو تو اوسمین سنیون کو کیا دخل ہے اور کمال تشرع یہ ہوتا کہ اپنے گھر سے نکل کے اوس علم کا تماشا نہین دیکھتے بلکہ یہ بات صرف براہ تعصب کے تھی اسواسطے کہ اس ہولی گذشتہ مین یہ اہتمام کیا گیا کہ سوانگ اوس علم کا نکالا جاے مگر بوجہ احتمال دنگ و فساد کے انسداد اس امر لغو احداث کا از طرف حکام کیا گیا سو یہ امر سنیون سے پوچھنے کے قابل ہے کہ یہ اہتمام اور شرکت ہندون کی اور اوسمین ارادہ تفضیح رسم مذہبی ایک فرقہ مسلمان کا بوجہ تعصب کے تھا یا نہین اور اس حالت کشاکشی مین شیعہ لوگ اگر تبرا عام

کریں تو الزام اسکا خود سنیون پر ہوگا یا نہیں ۔

ششم

یہ کہ فریقین مین بڑے بڑے عالم لوگ افراط سے ہو گذرے ہین جیسا کہ ائمہ اربعہ ابوحنیفہ کوفی و شافعی و مالک و حنبل وغیرہ اور امام محمد غزالی و فخر الدین رازی اور مولانا روم اور ملا جامی وغیرہ بہت لوگ اگر سنیون مین ہین تو اونکے مقابلہ مین بطرف شیعی کے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و جناب سید مرتضی و سید رضی دو برادران و شاگردان ملا شیخ مفید علیہ الرحمۃ کے اور ملا بہاء الدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور شاعر فردوسی وغیرہ بہت لوگ موجود ہین کہ ہمکو کچھ رتبہ اس بات کا نہین ہے کہ کچھ اندازہ لیاقت اور رفعت مرتبت علمائے فریقین کا کرسکین اور زمانہ حال مین بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہ بطرف سنیون کے ہین تو مولانا سید دلدار علی صاحب وغیرہ بطرف شیعون کے دیکھے جاتے ہین اور اگر صواعق محرقہ و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ واسطے استحکام بند و بست اہلسنت کے ہے تو صوارم و صمصام وغیرہ جواب مین اوسکے موجود ہے پس ہم کیا کہسکتے ہین کہ کون فرقہ حق پر ہے مگر ہمنے اپنی عمر بھر کی تلاش مین صرف اسیقدر سمجھا ہے کہ شیعے لوگ جسقدر عظمت اور بزرگی حضرت مولی مشکلکشا علی علیہ السلام اور باقی دوازدہ امام کا اقرار کرتی ہین سو اس بات مین شیعی لوگ تمامتر حق پر ہین کہ حدیث مین وارد ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بھاری چھوڑے جاتی ہین ایک قرآن اور دوسرے عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپس سے ہرگز جدا نہونگے تا پہونچنے حوض کوثر تک اور حدیث مین ہے کہ حق ساتھ علی کے ہے

اور یہ کہ عترت ہماری ایک رسی خدا کی ہے کہ جسکو مضبوط پکڑو یعنی کہ نجات آدمی کی محبت اور پیروی مین اون لوگون کے منحصر ہے اور حضرت رسول نے فرمایا کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علی ہین مگر شیعے لوگ جو اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجھتے ہین سو یہ بات تعصب کی معلوم ہوتی ہے اور سنی لوگ جو صحابہ ثلثہ کو حضرت علی کے برابر یا اونسے بڑھکر کے قرار دیتے ہین سو نتیجہ اس بات کا سواے رنجیدہ کرنے روح حضرت نبی کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ اصحاب یعنی حالی محالی کے واسطے فدیات رسول کو بھول جانا کیا منشا اس بات کا ہے اور یہ کیسا ایمان —

ہفتم

اصل مذہب سنی کا جسطرح پر کہ ترتیب دیا گیا ہے سو اوس سے سوا ۷ اہتمام استیصال عظمت اہل بیت نبی اور دوازدہ امام کے اور کچھ نہین م ہوتا ہے اور منجملہ اوسکے یہ بات بھی داخل اوسی اہتمام کے ہے کہ لقب امام جو در اصل دوازدہ امام کے واسطے موضوع ہوا ہے اور اونکے واسطے موزون بھی ہے سو اس لقب امام کو بھی اوپر امام ابو حنیفہ کوفی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام حنبل اور امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام محمد غزالی اور امام فخر الدین رازی وغیرہ کے جاری کر کے ارزان بازار کر دیا ورنہ صرف لقب مجتہد کا اون لوگون پر کیا کافی نہین ہوتا مگر اس بندوبست سے بھی عظمت لقب امام دوازدہ امام کی کچھ کم نہین ہو سکتی ہے بیت

صد ہزاران اینچنین اشباہ بین فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین

ہشتم

یہ کہ حال مین شاہ علی حبیب صاحب سجادہ نشین پھلواری نے جو بتاریخ
۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ روز دوشنبہ مطابق یکم اپریل ۱۸۷۸ع کے انتقال کیا
سو بروز سوم اوسکے پسر اکبر شاہ صاحب کو جو دس گیارہ برس کی عمر مین
لوگون نے ایک داماد سے شاہ صاحب کے مرید کرا کر کے بروز فاتحہ چہارم
کے سجادہ نشین بنایا اور یہ امر حق بھی معلوم ہوتا ہے مگر سنیون سے یہ بات
قابل پوچھنے کے ہے کہ لم تقولون ما لا تفعلون یعنے کسواسطے وہ بات ابتک
کہ جو موافق اوسکے کام نہین کرتے ہو یعنی کسواسطے اس سجادہ نشینی مین حق
فرزندی کا لحاظ کیا گیا اور کیا کوئی دوسرا مرید مرشد اس قابل نہین تھا کہ
جو بطور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے یہ گدی پاتا اور کیا حضرت علی کو قابلیت
گدی پانے کی بقدر اس بچہ دہ یازدہ سالہ کے بھی نہین تھی مگر بات یہ ہے کہ
خاص ایک امر حق سے جو بوجہ کسی غرض کے چشم پوشی کیجاے سو ہر جگہہ پر
وہ چشم پوشی نہین ہوسکتی ہے بلکہ حق دوسرے مواقع پر بالضرور اپنا زور دکھاتا ہے
اور حضرت علی اگرچہ ظاہر مین خلیفہ بلا فصل نہین ہے مگر از روے حقیقت کے
حضرت علیؑ تمامتر جانشین بلا فصل حضرت نبی کے ہین — بیت

هوئی جو نبوت ختم پر تمام ✧ هوئی نعمت اوسکے وصی پر تمام

نہم ۹

یہ کہ خلاصہ مرام اس رسالہ حد تحقیق کا یہ ہے کہ خلافت ثلثہ رضؓ منظور ہے اور
یہ کہ خلفاے ثلثہ بھی اپنے اپنی طور پر اچھے لوگ تھے مگر حضرت مولا مشکلکشا علیؑ
سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہے بلکہ ہمارے مولا علی اوسیطرح پر خلفاے ثلثہ رضؓ
کے مولی ہین کہ جسطرح پر حضرت نبی اون خلفاے ثلثہ رضؓ کے مولی ہین پس ابتداے

تالیف مین اس رسالہ کے یہ قیاس ہوسکتا تھا کہ سُنی لوگ بوجہ اظہار محبت باعلی
اور شیعہ لوگ بوجہ اقرار خلفاے ثلثہ کے اس ہماری تحریر کو بنظر التفات نہین
دیکھینگے سو یہ قیاس بہ نسبت سنیون کے درست برآیا کہ سنیان زمانہ نے عموماً
ملاحظہ کرنے سے اس کتاب کے آنکھین بند کرلین اور نوبت یہ پہونچی کہ سُنیان
ذی وجاہت کر سامنے نام بھی حضرت علیؑ کا ہم زبان پر بے تکلف نہین لاسکتے
ہین یعنی ہمکو پورا تجربہ ہوا کہ یہ سُنّی لوگ درحقیقت حضرت علی سے گریزان ہین
اگرچہ بظاہر مین کچھ اقرار محبت کا بھی کرتے ہون مگر سنیان صوفی مشرب نے
بشوق تمام اس کتاب کو جہان تک کہ چھپی ہے طلب کی ہے اور چند سُنیان
صوفی مشرب نے لکھا کہ وہ لوگ اس کتاب کو اپنے گھرون مین واسطے ہدایت
اولاد اپنے رکھینگے سو اس تحریرات سے تجربہ ہوا کہ یہ سنیان صوفی
مشرب البتہ محبان علی سے ہین اور قلم یہانتک پہونچا تھا کہ ایک خط مولوی
محی الدین صاحب متین تخلص اور وکیل منصفی سیوان ضلع سارن کا
جو کہ ایک سُنّی اور لایق آدمی ہین تمامتر بتائید اور تصدیق ہماری تحریر کے
پہونچا اور معلوم ہوا کہ وہ مثل انگریزی کے درست برآئی کہ دنیا مین کوئی
چیز بغیر استثنا کے نہین ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف بے تکلف قوم
سنیان سے ایک استثنا معلوم ہوتے ہین اور چونکہ یہ خط جوش محبت اہلبیت سے
معمور ہے اسواسطے اس جگہ پر بجنسہ تبرک اداب والقاب معمولی کے نقل کیا جاتا ہے
امروز بمقام سیوان ضلع سارن کہ بذریعہ شغل وکالت قیام دارم نزد منشی
سلطان حسین وکیل اینجا نسخہ حد تحقیق بمشرب سُنی تصنیف حضور والا دیدم
بلکہ نادیر اتفاق معائنہ آن شد - ہرچند با تمام نرسید مگر انچہ کہ دیدم از ابدال وجان

نقل خط مولوی محی الدین صاحب

پسندیدم الحق درین کتاب انچه مندرج شده همه حق و قرین صدق و انصاف است بنظر استیصال بیان مدعیان قایلان تفضیل من جمیع الوجوه که بهمه جهت آماده تنقیص مراتب مرتضوی اند و همین را نجیال خود جزو ایمان پنداشته ورقها بهجو روی خود سیاه کرده اند اشد ضرورت تالیف این رساله بود و گویا این فیصله منصفانه درمیان قوم صادر کرده شد اهل انصاف بیشک قدر دانی آن خواهند نمود دبر حقیقت خلافت خلفاے ثلثه رضی اللہ عنہم باوجود موجود بودن احادیث خم غدیر وغیره مایان را انکاری نیست لیکن ازان رو اعتقاد تنقیص شان جناب مرتضوی اهلبیت باعث ضلالت است و باوجود همچون حدیث فضائل جناب امیر ناصبی دبان بجواب رساله جناب حضرت منشی سید محمد نجم الدین صاحب قبله (برادر کلان مؤلف این رساله حد تحقیق و خود مصنف مصابیح الظلام و فضل صفدری وغیره) اعتقاد خود به نسبت مفضول بودن جناب امیر بجمیع الوجوه از اصحاب ثلثه ظاهر میکنند و لقول دروغ گویم بر روے تو میگوید که همین مسلک علماے و صوفیہ متقدمین و متاخرین است لعنة اللہ علے الکاذبین این لی نصیب کتاب صراط المستقیم تصنیف مولوی محمد اسمعیل سرحلقه طائفه خود را هم ندیده است که محض لغض مرتضوی حق برزبانش جاری شده و در باب ۱ هدایت ثانیه افاده خود نمرامی نولیسد که حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر شیخین هم ثابت است و این تفضیل بجهت کثرت اتباع الیشان و وساطت مقامات ولایت است من قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرها و این عطیه الهیه بمقابله آنست که گاهی انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آن اظهار الیشان صورت نه بسته در اکثر سلاسل ولایت هم منتسب بجناب مرتضوی است پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع

کہ اکثرے در اینہا صاحب شانہائے بلند مراتب ارجمند خواہند بود و موکب مرتضوی را آن ابہت و جلال جلوہ ظہور یافتکہ تماشائیان آن مقام و نظارگیان آن مجمع بے نظیر را موجب تعجب بسیار خواہد شد لظہور ہمین مقام بر بعضے صوفیان و خفای مقام شیخین رضی اللہ عنہ باعث آن گردیدہ کہ در تفضیل جناب شیخین رض ترددی بہم رسانیدہ از عقیدہ راسخہ اہلسنت متزلزل شدہ اند پس این شہادت مولوی محمد اسمعیل صاحب بی شبہہ قاطع دلایل آن باشد انعقاد ظاہری ندرلعیہ اجماع بمقابلہ خلافت حقہ رتبہ ندارد چیر انکہ آن ناصبی چہ خواہد گفت بحق صاحب غیاث اللغات کہ سُنی مذہب است و در کتاب غیاث اللغات صاف نوشتہ کہ ثقیفہ بنی ساعدہ مکانے بود در عرب و در آن برائے مشورہ ہائے بیہودہ و باطلہ قوم عرب جمع میشدند حالانکہ انعقاد خلافت ہم در آن مقام گردیدہ است و در ان کسی را انکارے نیست و چہ گوید در حق مولوی عبد الحق محدث دہلوی خود کہ در تکمیل الایمان نوشتہ یعنی از محمد حنفیہ کسے پرسید ند کہ سبب عدم اجماع است بر خلافت جناب امیر چہ بود گفت زاہد بود و زاہد را با دنیا و اہل دنیا مبالاتے نباشد شریف بود و شریف را پروای کسی نبود و شجاع بود و شجاع را آزار کس نبود پس بہ تسلیم ہمان محدث گویا این خلافت ثلاثہ کہ باجماع دنیا داران قائم گردید در رسالہ مقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ و الوصیۃ تصنیفے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قابل دیدنی ست مینویسد کہ صحابہ معصوم نبودند و ممکن کہ از ایشان چیزے بوجود آمدہ کہ اگر از دیگران میشد موجب رد و قدح میگفت اما ماموریم بکف لسان از تنازع ایشان و ممنوعیم از سب و طعن در حق ایشان لقصد برای مصلحتے از مصلحتہای دینی و از مصلحت جز غرض استحفاظ معاویہ دیگر نیست حقیقت این است کہ ہر کہ محبت جناب امیر و دیگر اہلبیت نیست بی شبہہ کافر ست بقول حافظ شیراز۔

اشعار حافظ

انرا که دوستی علیؑ منیت کافر است	گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولاے تو یا علیؑ	فردا بروح پاک امامان گواہ باش
قبر امام ہشتم سلطان دین رضاؑ	از جان ببوس و بردر آن بارگاہ باش

حضرت امام شافعی بمنقبت جناب امیرؑ عجیب رباعی گفتہ

رباعی

کفانی فضل مولانا علی	وقوع الشک فیہ انہ اللہ

ترجمہ کفایت کرتا ہے ہمکو درباره فضل علی کے واقع ہونا شک کا اس بات کہ وہ خدا ہے

ومات الشافعی ولیس یدری	علی ربہ ام ربہ اللہ

ترجمہ اور مر گئے شافعی وہنیں دریافت کیا کہ علی رب اوسکے تہیا کہ خدا تعالیٰ رب اوسکا

این رباعی در مناقب مرتضوی دیدم وجائے قول شافعی نیست رباعی

من مات علی حب آل محمد	فمات شہید[illegible]

ترجمہ جو شخص کہ مرا وہ اوپر حب آل محمدؐ کے مراد ہ اہلسنت وجماعت منصور مغفور

سابق بمقتضائے این قول ــــ ہ

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم ؛ از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ہیچیک توجہ بجانب جواب این فرقہ دور از صواب نہ نمودند حالا بوجہ پرسش

این قوم ضرورت تالیف این کتاب گردید وکتاب حضور در جواب دندان شکن

است معلوم نہ کہ جلد دیگر ہم طبع شدہ یا نہ ہر دو جلد را مطالعہ کردن میخواہم ــ

غزلے کمترین در منقبت جناب امیر علیہ السلام برائے ملاحظہ حسب ذیل از

دیوان خود نقل کردہ میفرستم ــ

غزل

بے تولاے علی دل را صفائے مشکل است	غیر مہر او بہ عرفان رہنمائی مشکل است
فتح باب علم احمد زان وصی مصطفےٰ	غیر عشقش تا در احمد رسائی مشکل است
آن قسیم حوض کوثر حاکم باغ جنان	غیر استمداد او مشکل کشائی مشکل است
تا نہ سازی طوطیا از خاکپاے بوتراب	چشم ایمان ترا خود روشنائی مشکل است
گر نہ عارف از دل وجان والہ حیدر بود	کشف گردد بر دلش سر خدائے مشکل است
المدد اے بادشاہ ہل اتے جز فضل تو	رستن دلہا ز بند ماسوائے مشکل است
عمرہا ضائع شدا یدل گہ نکردی با نیاز	بر در آن شاہ مردان جبہہ سائے مشکل است
قوت از شاہ نجف باشد بحال تو تثین	نفس رو بہ راز بند ورآزمائی مشکل است

اور حال شیعون کا یہ ہے کہ ہمنے رسالہ حد تحقیق صفحہ ۲۵۶ تک جو چھپا تھا چند سنیان وشیعون کے پاس بلا تحریر خط کے ڈاک پر بھیجدیا اور جیسا کہ قیاس تھا سنیون نے کچہ رسید کتاب سے اطلاع نہین دی مگر شیعون نے بڑے تپاک سے خطوط لکہا اور دعائین دین کہ اونمین سے نام چند صاحبون کا بطور شکر گذاری اور بنظر یادگار کے اس مقام مین لکھا جاتا ہے۔

اول

جناب سید عشرت علی صاحب رئیس بھاگلپور کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا بھی ہے اور اونکا یہ فقرہ دعائیہ ہمکو بہت پسند ہوا کہ انشاء اللہ تعالےٰ حشر ہمارا بزمرۂ شیعیان محبان علی ؑ کے ہوگا۔

دوم

جناب سید محمد تقی خان صاحب رئیس مظفرپور کہ رشتہ مین وہ ہمارے بزرگ

ہوتے ہین اور جناب موصوف نے بڑے تپاک سے پندرہ نسخہ تحقیق کا ہمسے طلب کیا

سوم

جناب نواب شعار الدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر رئیس فیض آباد
کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اور ہمکو ازراہ عنایت بلقب صدر نشین محفل محققین
زیب وزین ارائکہ مدققین یکہ تاز معرکہ انصاف سالک مسالک خالی از عوجاج
و اعتساف عارف روشنضمیر صاحبدل باتنویر کے یاد کرکے اپنے خط مین لکہا
کہ فی الواقع در مدح کمال تحقیق و انصاف ملازمان زبان بیان لال است
چہ مساعی جمیلہ در جمع و بیان احادیث فرمودہ اند وچہ ہا داد انصاف دادہ
اند ولائق بفر لقیین اہل اسلام آن ست کہ اعتقاد بآن آرند واز اعتساف
گذشتہ طریقۂ انصاف را اختیار فرمایند تا از ہلاکت دارین نجات حاصل سازند
سعیکم مشکور باد برب العباد اور یہ وہ بزرگ ہین کہ جو ایک کتاب باسم
کتاب العجیب فی اخبار السید الذبیح الغریب - تالیف فرماکر کے پیشین گوئی
واقعہ کربلا کی کتاب اشعیا نبی متعلق توریت سے بہت طرح سے ثابت کی ہے
اور پانچ نسخہ اوسکا براہ عنایت ہمارے پاس بھی بھیجا ہے -

چہارم

جناب راجہ سید باقر حسین صاحب رئیس اکبر پور ضلع فیض آباد کہ ایک بڑے
لائق شخص ہین اور اپنے خط مین براہ عنایت یہ فقرہ حسب ذیل لکہا ہی الحاصل
آنکہ یک نعمت غیر مترقبہ یافتم ولقیین دانم کہ اکثر صاحبان کہ منصف مزاج اند بدولت
آنجناب ہدایت کافی یابند -

پنجم

جناب سید محمد صاحب مدرس نارمل اسکول آگرہ کہ اوپر کمال لیاقت اونکی کتاب

تفسیر الفرقان من وساوس الانسان گواہ ہے کہ کس خوبی ولیاقت علمی سے فصاحت وبلاغت قرآن شریف کی باستدلال اشعار و اقوال فصحای عرب کے ثابت کی ہے اور اپنے خط میں اس رسالہ حق تحقیق کو ایک محاکمہ بطرز جدید کے قرار دیتے ہیں مگر ایک شکایت اونکو یہ ہے کہ اس کتاب میں بہت جگہہ پر اختصار ہوا ہے سو یہ شکایت اونکی درست معلوم ہوتی ہے۔

ششم

جناب سید شہامت علی صاحب ساکن موضع بالی ضلع پٹنہ کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا ہی اور وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ عالیجناب ذی ہنر ور علم عربی و فارسی و انگریزی ملاحظہ تواریخ کتب ہای صحیح ہر فرقون کے اصول مذہب کی کتابون کو کمال تامل و غور سے ملاحظہ فرمایا کہ اونھین کتابون سے دلائل فضائل فضل و کرم و فضلیت جناب [illegible] الگ ایک نسخہ عام فہم کمال توضیح و تشریح کے ساتھ تصنیف فرماکر شائع فرمایا ہے—

ہفتم

منشی سلطان حسین وکیل منصفی سیوان ضلع سارن خلف جناب منشی حشمت حسین صاحب مرحوم کہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہین کہ سبحان اللہ خاتمہ تحقیق و تدقیق فرمودہ عدالت نوشیروانی رابکار بردہ اند خداوند کریم بہ تصدق ائمہ معصومین باین اعتقاد و اوثق جزاء خیر دہد ماشاء اللہ عجب اعتماد و اخلاص با جناب امیر علیہ السلام دارند و بہ عجیب عنوان باستدلال احادیث و آیات این فرقہ معتقدین معاویہ مردود را ذلیل و خوار ساختہ اند بجدا لم یزل کہ بر حسن اعتقاد جناب اکثر محب اہل بیت را غبطہ میشود—

ہشتم

جناب سید مہدی حسین صاحب خنا تخلص ساکن حسن پورہ ضلع سارن کہ وہ ہمارا ایک عزیز اہل قرابت میں اور جناب موصوف نے خط میں ہمکو براہ عنایت بلقب سید

المومنین حق پسند و حق بین کے یاد کر کے لکھا کہ کار نمایان کردہ اند و بلا حجاب بمیدان عدالت در احدہ داد ایمان دادہ اند اور موصوف الیہ فی مادۂ تاریخ وصول اس کتاب کا حسب ذیل لکھکر کے بھیجدیا۔ منقبت حیدر کرار کی کی نہم سید احمد رضا صاحب بلگرامی کہ وہ اپنی خط مین نسبت اس رسالہ حد تحقیق کے لکھتی ہین کہ ذو الفقار قاطع بدست محبان ائمہ اظہار افتاد۔

دہم جناب آغا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقامی بھاگلپور کہ نسبت اوصاف و بزرگی انکی اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ عمدہ پیدایش اس شخص کے ہی جو کہ انکے مکارم اخلاق خدمت خلق اللہ اور صبر و رضا و عبادت و ایمان و تقوی و زہد سی متصف ہو اور جناب ممدوح نے جو ایک قصیدہ ہماری حق بین بدست خاص اپنی لکھا ہی سو اشعار اُس قصیدہ کی حسب ذیل ہین

تشنہ کام ازلی یافت بکف ما معین	آفرین باد برین عدل و برین علم یقین
حق زہرا تو بداد ی و علی را منصب	اجر بادات ز درگاہ خدا ذو مدبرین
حد انصاف ہمین ہست کہ از رای تو شد	سنۃ خصم عیان شد بہمہ چون و چنین
از ستم پردہ نکند بنور خورشید	کشف تو فاش نمود عقدہ اسرار مبین
درر کلک تو شد رہبر ہر گمراہی	لیک شرطش بالست و بہر حم و حتت چنین
حضرت جد تو خورسند و غلامان ایشاد	چشم امید برین است کہ آیندہ چنین
اصطلاحات حضوری سبب راحت جان	از احادیث صحیحش ہمگی زار و حزین
فخر دارم ز ثری تا بہ ثریا ہر دم	کہ مرا یاد نمودی بچنین گنج مکین
آرزو دارم اگر تحفہ شود چون مشکوۃ	چونکہ تصنیف تو زیندہ بود چون تلقین
جد و ابای تو فی حق و بحق و با حق	چون شد ایرل است بہ بخت کرکہ جنین

دست دار دبد عا احمد مسکین شب و روز ÷ پنجتن بر تو مددگار و خدا یار و معین

یازدہم جناب مولوی فقیر حسین صاحب عظیم تخلص و رئیس حسین گنج ضلع سارن کہ بذات خود ایک بڑی لائق آدمی ہین اور موصوف الیہ نے بہی چند اشعار حسب ذیل براہ عنایت ہماری حق مین لکھکر کے بھیجدئے

اشعار

ستایم ترا ای غریق ولا
زجام ولاے جناب امیر
نداری باہل خلاف آشتی
نہ پروای عمر است و نی بکر و زید
گل از خار چیدی درین بوستان
رہ صاف گیرند اہل نظر
ز آلودگیہا بپرداختے
ولی کاندران نور حب علی است
بنازم بر انصاف آزادگان
کسی کو یدا اللہ را دل دہد
چو ناست وحید از بزرگان سید
عجب خندہ و قہقہہ شد بزور
خدایا کدام است ان روز عید

سرائیدہ منقبت برملا
گرفتی می صاف خم غدیر
نشان ولا را برافراشتی
شدی اینک آزاد از بند و قید
کزان شد شگفتہ دل دوستان
کہ خذ ما صفا ہست دع ما کدر
مس قلب را کیمیا ساختے
دران ظلمت سایۂ غیر نیست
کہ ہستند بر آل دلدادگان
چرا دست بر دست غیری نہد
بتحقیق درین ہم شدی تو وحید
چو خواندیم تشبیہ جرمن سیلور
نشیند عظیم حزین با وحید

دوازدہم جناب ارتضی حسین صاحب بہاگلپور کہ ایک خط فارسے کمال جوش عنایت سی حسب ذیل لکھا اور ایک تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب

مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پیشنمار بھاگلپور کی بھیجی اور ایک طریقہ خاص انکے امام باڑہ کا ہمکو بہت پسند ہوا کہ علاوہ مرثیہ کے پانچ سات حافظ لوگ تمام عشرہ بہر شب و روز ختم قران شریف کرتے ہین

نقل خط جناب ارتضی حسین صاحب بھاگلپور

متکی ارائکہ فضل و کمال متوسد وسادہ حشمت و اقبال وحید زمان فرید دوران دام مجدکم وزاد اقبالکم و حشمتکم پس از الوف تحیات وصنوف اسلمہ بصادقت آیات و وفور اشواق و شدت غرام و غلبہ اشتیاق و توریت پیام کہ از مدتی محبت دیرینہ در کانون سینہ الفت گنجینہ ہیچمدان یتیم در صدف رلفنون و مخزون و آتش مودت و محاب باہم اندر مدخنہ فواد مثل فولاد در کورہ حداد مجبول و مخفون ہست منقار منطق مقصود وا مینماید و لبہا بترانہ مدعامی کشاید درین آوان خجستہ توامان و زمان مسرت اقتران کتاب مستطاب یا لغت نصاب ملقب بہ مجمع تحقیق کہ فی الحقیقت طالبان حق را بسر حد تحقیق میر ساند و برای ناظرین نصفت قرین نقاب از عرائس مطالب و کنوز دقائق بر داشتہ بہرہ تازہ و فائدہ بی اندازہ بخشودہ بساحل مراد میگزراند کہ بنابر مراسم قدیمہ و مرابط دیرینہ آن گنج فوائد و خوان موائد باین مخلص بی ریا محب باصدق و صفا ہدیۃ فرستادہ اند سرفراز بہا و سرور و حبور نامحصور بخشید در اوقات مختلفہ و جلسات متعددہ تمام و کمال حصہ کتاب را مطالعہ نمودم و شبہا در التقاط لآلی تحقیقات انیقہ و مطالب شیقہ اش سر بزیر آوردہ گوہر مقصود بر داشتم و روزہا در خوض الفاظ و غوص لجہ معانی و حسن ملاحظہ مبانی و لطافت بیانی اش در رفتہ حظی وافر و تہیج خاطر بہم سانیدم و للہ الحمد علی ذلک و ہو یرشد الی احسن المسالک حقاکہ درہا سفتہ اند و چندین عرائس مقاصد در ذیل بیان نہفتہ اند

وچگونه خار و خس شبهات باطله و اوهام از حقیقت عاطله بدلائل واضحه و حجج قاطعه بر فته اند گلی است از ریاض تحقیق و سنبلی است از چمنستان تدقیق بحریست مواج و فلکی است ذات ابراج آفتاب در آب و تاب و علم ساطع برای سالک راه صواب قمری است در صفا و زهره الیست در ضیاء ریحانه الیست که استشمامش دماغ ایمان را تقویت می نماید و از جواهر احادیث و آیات که در شان ولایت مآب و اهلبیت معصومین ما ثور است عقدی ترتیب داده اند که آویزگی گردن عروس دین را شاید و از طوطیای اخبار صداقت آثار و فضائل عترت اطهار کحله ساخته اند که دیده رمدرسیده را روشن سازد و از فولاد باب ادله محکمه مصیقله پرداخته اند که آئینه بواطن را از زنگ تشکیکات شیطانی و تخیلات نفسانی می زداید الا الذین ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة و دوستداران آل عبا سر به تسلیم خم کرده اند بار غبت و رضا واما الذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا خلاصه کار نمایان کرده اند و کتاب عجیب در قالب تحریر در آورده اند شکر الله سعیکم واحسن الیکم ترقب از الطاف مرعیه و اخلاق مرضیه آنکه چهار پنج نسخه ازین کتاب دیگر برای این اخلاص مند و دو تا نسخه بحبیب عالی جناب فضائل مآب و کمالات انتساب مقدس لقاب مولوی سید ضیاء الله صاحب بشینماز دام ظله العالی بدیة باقیمة مرحمت فرمایند و از قیمت آن اعلان بخشند و حقائق پناه دقائق آگاه مولانا سید ضیاء الله صاحب ممدوح تقریظی برین کتاب زیب تحریر فرموده اند مصحوب عریضه ایصال خدمت است اگر مطبوع طبع شریف گردد و مطبوع گشته باصل کتاب ملحق کرده اید نواب سید اعظم علیخان صاحب مهتم البرٹ پریس

بھاگلپور خواستگار اند کہ اگر اجازت فرمایند این کتاب لاجواب را در مطبع مذکور طبع سازند والسلام خیر ختام ۔

نقل تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب

پیشنماز بھاگلپور بسم اللہ الرحمن الرحیم الذ کلام ینطق بہ اللسان واطرب بیان یتحرک لہ اطراف البنان وابھی درر یشنف بھا الاذان وازھر زھر تنشر فی اردان الاذھان واعلی مرقاۃ یعرج بھا الانسان من حضیض خطوط النفس البھیمیۃ الی اوج العرفان واحسن ما یترنم بہ العنادل علی رؤس الاغصان واحری ما یعقد علیہ القلب فی الجنان ویجتنی بہ ازھار الجنان ویجتنب بہ النعم ویزاد بہ الکرم حمد المفضل المنعم باری النسم خالق اللوح والقلم الذی علم الانسان ما لم یعلم وافضل الصلوۃ علی اشرف الموجودات علۃ وجود العالم و واسطۃ خلقۃ آدم الصادع بالشریعۃ القائمۃ جعل ملتہ لسائر الملل عن ارتفاع ثری البقاء فاطمۃ عقمت بمثل ام الزمن لیس لہ صنو ولا نظیر ولا کفو ولا وزیر غیر ابن عمہ ابی الحسن فھو تلو ونبیتہ وزوج ابنتہ وابو ذریتہ والخلیفۃ علی امۃ سید العرب والعجم الامیر علی سائر الامم المنعوت علی لسان سید الابرار علی قسیم الجنۃ والنار کرار غیر فرار اعان النبی المختار حین اختار الاغیار الفرار وکربوا العار والنار علیہ وعلی سائر اصحاب الکساء وعترتہ النجباء المعصومین المیامین الفرج اللہ واحد العدد احد الی الامام الثانی عشر الغائب عن الابصار والحاضر فی الامصار الذی بیمنہ رزق الوری وببقائہ تثبت الارض والسماء ینتفع بہ کل الانام کاشراق الشمس تحت الغمام فیومنہ

كل مومن الا من اعرض عن جادة الانصاف وسار الى الخلاف وما
يضر بالشمس ان لم يرها الخفاش فاما من خاف مقام ربه ونهى النفس
عن الهوى فان الجنة هى المأوى ومن بركات مولينا صاحب العصر
عليه السلام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقبسات مشكوة وجوده
ولمعات انوار فيوضه وجود ظهور هذا العقد الثمين والمعجز المتين
والسحر الحلال والبحر الذى ليس له ساحل والكتاب العجيب والتقرير
الغريب والتحرير الرشيق المسمى بجد التحقيق فهى درة بيضاء لا بل معجزة
غراء وجوهر مضى وكوكب درى وتحقيقات انيقه وابحاث رشيقة
كيف لا وهو من نتائج افكار وحيد العصر فريد الدهر البالغ من الفنون
اعلاها والفائز من المراتب قصاها عالى الكعب فى العلوم النقلية طويل
الباع فى الكمالات العقلية صاحب الفطنة الوقادة والقريحة النقادة سالك
مسالك اهل الحق والتحقيق محرز قصبات السبق فى مضمار التدقيق كلامه
مليح وبيانه فصيح ان اوجز اعجز ومتى اخترع خرع الفائق على الاتراب كاشف
طرق الحق والصواب جناب المولوى السيد وحيد الدين خان بهادر دامت
معاليه وبورکت ایامه ولياليه فامعنت فيها نظرى وجليت بها بصرى
فوجدتها موعظة شافية ولهداية من عميت قلوبهم كافية حرية
بان تكتب بالذهب على صفحات البلور لا بل ان يزبر بالنور على وجنات
الحور دليل واضح لمن عدل وانصف لا من عدل عن الحق واعتسف
الفاظها كالدر الغرر فى البهاء ومعانيها كازهار الورد فى الرونق والصفاء
فقلت متعجبا هذا بحر رائق ونهر فائق حياضه اترعت للشاربين ورياضه تسر الناظرين

ففی کل لفظ منه روض من المنی ؛ وفی کل سطر منه عقد من الدر

عسی لم یوصف مثل الکتاب فی غایة المتانة و الانصاف فی الاطراف والاکناف روضة یرقص الطواویس علی اغصان معانیهما یترنم الاطیار علی اشجار مبانیها فلاادری اهی خیرات حسان ام الیاقوت والمرجان لله در فارس هذا المیدان وهل جزاء الاحسان الا الاحسان لمولفه طالعت منها حصة فوجدتها بحرا عمیقا عرضا لامخبر اوراقها تذری باوراق الذهب سطورها کشعاع شمس تسطر احسنت احسنت لها الاح فی الله فما اذکی رائك الصائب وما اجود ذهنك الثاقب حیث شمرت عن ساق الجد وغاص طبعك النقاد فی دماء التحقیق علی تلك الجواهر الفرائد شکر الله سعیك بالجزاء الاوفی وجعل الاخرة خیرا لك من الاولی ونفع الله بها سائر المسلمین بحق محمد وآله المعصومین صلوات الله علیهم اجمعین وعلیك باتمام هذا الکتاب فانه تذکرة لاولی الالباب وعلیکم ایها الاخوان فی الدین ان لا تتخذوه شیئا فریا لانه متاع ثمین والنظروة لعین الانصاف ولا تجعلوه ورائکم ظهریا لانه بضاعة غالیة للحفظ قمین واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین هذا ما تیسر لقریحتی الجامدة وفکری الخامدة مع توزع البال وتشتت الاحوال فی تقریظ هذا الکتاب ولو لم یبلغ العشار من اوصافها ومرایا مصلو رام علانا الجانی الاواه ضیاء الله اوتی کتابه بیمناه حرر فی اوسط عشرات ربیع الاول واستخرجت تاریخها هدایته الطریق باب الانصاف والتحقیق سنة ۱۲۹۴ھ

ترجمۂ فارسی تقریظ یعنی ستائش مذکورۂ بالا لذیذ ترین کلام کہ زبان بآن گویا شود وخوش آیند ترین بیان کہ اطراف سر انگشتان برای آن بحرکت آید وروشن ترین گوہرہا کہ گوشہا را گوشوار باشد وتازہ ترین شگوفہا کہ درآستین ہای ذہنہا گستردہ شود وبلند ترین نردبان کہ انسان بدان از نشیب خطوط نفس بہیمیہ باوج عرفان عروج کند ونیک ترین چیزی کہ بلبلان بالای سر شاخہا بدان مترنم شوند ولائق ترین چیزے کہ بستگی قالب دل بدان باشد و شگوفہای باغ بواسطہ آن برچیدہ شود ونعمت از ان حاصل شود وکرم از ان زیادہ شود حمد کسی ست کہ نہایت فضل کنندہ ونعمت دہندہ وپیدا کنندہ یادنیسمہا وخالق لوح وقلم است آن کسیکہ تعلیم انسان کرد بدان چیزکہ نمیدانست و افضل درود ہا است بر اشرف موجودات کہ علت وجود عالم وواسطہ خلقت آدم است وبیان کنندہ شریعت قائمہ است کہ ملت او بازوارندہ است سائر ملت ہا را از شیر خوردن سینہ بقاء آن کسی ہست کہ مادر زمانہ او مثل او دیگرے نزائیدہ ونہ او را ہم شاخیست ونہ نظیر ونہ کفو ونہ وزیر غیر ابن عم او ابو الحسن کہ او متصل بوئے وشوہر دختر او وپدر نسل او وخلیفہ بر امت او سید عرب وعجم امیر بر تمام امت ہا کہ صفت کردہ شدہ است بر زبان سید الابرار وآن علی ست کہ تقسیم کنندہ جنت ودوزخ است وکرار غیر فرار ست کہ نبی مختار را اعانت کرد وقتیکہ فرار را اغیار اختیار کردند وعار وننگ را سوار شدند وبر تمام آل عباد او لادنجبار او کہ معصوم ومبارک اند وروشن ترجمہای خدای واحد العدد تا امام دوازدہم اند وآن امام دوازدہم غائب از نظرہا وحاضر در شہرہا است کہ بہ برکت او خلق روزی می یابد وبہ بقای او زمین وآسمان ثابت است وخلق از وی نفع

می یابد بشل درخشیدن آفتاب زیرا ابرو ایمان می آرد یاد هر مومن سوای آنکه از راه انصاف اعراض کند و بطرف خلاف رود و هیچ مضر بآفتاب نسبت اگر شپره آنرا ندید ولیکن هر که بمقام رب خود را خوف کرد و نفس خود را از هوا و هوس باز داشت پس تحقیق جنت ماوای اوست و از برکات مولانا صاحب العصر امام مهدی علیه السلام است خداے تعالی ظهور او جلد تر کند و خروج او را آسان نماید و از روشنی ها چراغ وجه داود و لمعات انوار فیوض و بخشش اوست ظهور این سلک قیمتی و معجزه متین و سحر حلال و این دریائیست که آنرا ساحل نیست و ظهور این کتاب عجیب و تقریر غریب و تحریر درخشنده مسمی به حد تحقیق است که این کتاب گوهریست نهایت صاف نه که معجزه ایست روشن و جوهریست روشن کننده یا ستاره ایست گوهروار و تحقیقات نادر و بحث های عمده است و چرا نباشد که این کتاب از نتایج افکار وحید العصر فرید الدهر است که باعلی مدارج فنون رسیده و باقصی مراتب فائز شده و در علوم نقلیه پای عالی و در کمالات عقلیه ید طولی دارد و صفا و حسن فطنت روشن و طبیعت نقاد و روندہ راه های اهل حق و تحقیق و گردآرنده نهای پیش دستی در میدان باریک بینی و کلام او ملیح و بیان او فصیح ست که جائیکه اختصار کرد اعجاز نمود و جائیکه امر نور را اختراع کرد دانه را بر روی خاک بر آورد و طریق های حق و صواب را ظاهر کننده است یعنی جناب مولوی سید وحید الدین خان بهادر مدارج عالیه او دایم و روزها و شبهای او مبارک باد پس بدقت نظر این کتاب را دیدم و نور بصر را از ان جلوه دادم پس آنرا نصیحتے شافی و برای هدایت کسانیکه دلهای آنها نابیناست کافی و وافی ست و لائق است بانکه بر ورق های بلور بزر نوشته شود بلکه از نور بر بازو های حور مرقوم شود دلیلی ست واضح برای

کسیکه عدل و انصاف کنند زانکه از امر حق عدول و تجاوز نورزد الفاظ این
کتاب مثل گوهرهای درخشنده است و رونق و معانی آن مثل شگوفهاے
گلاب اند در رونق و صفا پس از روے تعجب پرسیدم که آیا این دریائیست
شفاف و نهریست فائق که حوضهای آن سیراب گرداند نوشندگان را و روشهاے
آن مسرور گرداند نظر کنندگان را شعر در هر لفظ این کتاب باغیست از آرزو
و در هر سطر آن سلکی از دُرها گویا کتابی مثل این کتاب تصنیف نشد در غایت
متانت است و انصاف در اطراف و اکناف این دیار و باغیست که طاؤس ها
بر شاخهای معانی آن رقص میکنند و طائر آن بر درخت های اصول آن می سرایند
پس دریافت نمی کنم که آیا این کتاب از نیکیهای حسان ست یا که یاقوت و مرجان
و چه خوب کار کرده است سوار کار یعنی مولف این میدان و نیست جزای
احسان مگر احسان شعر از مولف این تقریظ یک حصه را ازین کتاب مطالعه کردم
پس یافتم آن را ایک بحر عمیق که عرض محصور نیست و اوراق این کتاب غالب
است بر اوراق طلا و سطرهای آن مانند شعای آفتاب است که سطر کرده شود
و چه خوب کار کردی ای برادر در راه خدا که چه خوب رای صائب تو ذکاوت
کرده است و چه قدر ذهن تو نیز جودت نموده درین که از ساق کوشش برچید
و طبع نقاد تو در انتهای بحر تحقیق فرو رفت برین جواهر هاے یکتا خداوند تعالی
سعی ترا با جزای وافی تر مشکور گرداند و آخرت را برای تو بهتر از دنیا نماید
و حق تعالی ازین کتاب تمام مسلمین را نفع دهد بحق محمد و آن معصومین او صلوة خدا
باد بر آنها اجمعین و لازم است بر تو که این کتاب را تمام کنی چرا که این کتاب
تذکره ایست برای صاحبان دانش و واجب است بر شما ای برادران

دینی کہ این کتاب را ایک شئی نو ایجاد قیاس نہ کنید چرا کہ این کتاب سنا ئیست قیمتی ونظر کنید دران بچشم انصاف و آنرا ورای پشت ہای خود نیندازید چرا کہ این بضاعت گران قیمت است و لائق بحفاظت است و آخر دعای ما اینست کہ جمیع سپاس خدارا است کہ رب العالمین است این است انچہ طبیعت جامد من و فکر افسردۂ من با وصف تردد دل و انتشار احوال بتعریف این کتاب پیش آمد اگرچہ دہم حصہ اوصاف و رتبہ مقدار آن را نرسید و ملو این کتاب ہمیشہ با دستم بندہ عاصی و امیدوار رحم ضیاء اللہ کہ نامہ اعمال او بدست راست او باد مرقومہ اوسط عشرات ربیع الاول ۱۲۹۵ھ ہجری و برای این کتاب یک اسم تاریخی بر آوردم و ہدایت الطریق و باب الانصاف و التحقیق ۱۲۹۵ھ ہجری —

سیز دہم نواب انیس الدولہ بہادر مٹیابرج کلکتہ کہ موصوف الیہ نے اپنے خط مین بہ نسبت اس کتاب کی یہ رای دی کہ یہ کتاب دلیل لیاقت اور راستبازی کی ہماری ہی اور لکھا ہی کہ جناب مجتہد العصر مرزا محمد علی صاحب نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔

چہاردہم سید علی حسین صاحب مختار کار ساکن ٹانڈا ضلع فیض آباد کہ وہ اپنے خط مین یہ بات لکھتے ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے اُس جوار مین ایک شہرت ہماری لیاقت اور تحریر آزادانہ کے ہوئی ہی اور بعد اسکے چند سفیان صوفی مشرب کا بھی ذکر مناسب ہی کہ جنہون نے بڑی تپاک سی اس کتاب کو قبول کیا اول جناب سید امیر علیشاہ صاحب جاگیردار بودلہ ضلع آگرہ کہ جو ایک بہت کریم النفس آدمی ہین اور انکے بھائی جناب سید مظفر علیشاہ صاحب بھی ایک بزرگ شخص ہین دوم سید انور علیشاہ صاحب سجادہ نشین کہل گانون

ضلع بھاگلپور اور خاص شہر پٹنہ مین چند صاحبان شیعہ مذہب کے قابل خصوص بالذکر ہونگی ہین کہ قدردانی خاص اس کتاب کی فرمائی اور اسمای گرامی اُنکے بطور یادگار حسب ذیل لکھی جاتے ہین۔

۱ جناب شاہ سید الفت حسین صاحب کہ فارسی دانی مین کمال رکھتے ہین اور نہایت نادر روزگار ہین اور بہت سی کتابین مثل بستان اخلاق وغیرہ کی انکی تصنیف ہین

۲ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین۔

۳ جناب مولوی سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر بلگرامی کہ بعد ترک خدمت کی توطن وپنشن اپنا پٹنہ مین قبول کیا ہی اور لیاقت انگریزی اور عربی وفارسی مین نادر روزگار اور مروت وخوبی مین بے مثل ہین اور شرف نسب عالی سیادت کا انکی سب اوصاف ذاتی پر مزید ہی اور بہ ہیئت مجموعی حسب ونسب کی کون انکا مقابل ہوسکتا ہی سوای برادر بزرگ انکی جناب مولوی سید اعظم الدین حسین خانصاحب بہادر مرحوم سی اس اسی کہ وہ ہمکو ایک چھوٹا بھائی اپنا سمجھتے تھے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہی کہ جناب سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر کی اولاد بھی بہت لائق وشایستہ ہوئی اور عزیزی سید حسین صاحب پسر اکبر انکی بسرکار حیدرآباد کے ایک عہدہ جلیلہ پہ سرفراز ہین اور جناب عالی سرسالارجنگ بہادر کی بی جی سی انکو بہت عزیز رکھتی ہین۔

۴ جناب نوروز علی خانصاحب متخلص یکتا خلف الصدق نواب امان علی خانصاحب مرحوم کہ ایک شخص نہایت لائق ہین۔

۵ جناب سید مظفر علیصاحب ناظر عدالت دیوانی کہ ایماندار اور راست بازی انکی قابل تقلید ہی۔

سنی نباشد سو اسکی جگہ پر ہم یہ سمجھتے ہین کہ مرد مومن سنی نباشد یعنی وہ سنی کہ جو معاد بہ شاہی ہو اور حال یہ ہو کہ ہرگاہ خود حضرت امیر علیہ السلام نے بمجبوری یا کسی طرح پر خلافت کو منظور کر لیتے تو ہمکو اُس خلافت مین کچھ کچھ گفتگو کرنی ضرور نہین ہو اور ضرور یہ بات مستنبط ہوتی ہو کہ اصل درجہ خلافت ظاہری کا حضرت امیر علیہ السلام کی نظر مین کچھ زیادہ تر نہین تھا شعر

شعر بو علی قلندر رح

زال دنیار ا ازان زد پشت پا ❊ تا نیاید در نگاہ اولیا

اور صاحب مناقب مرتضوی نے جو لکھا ہو کہ خلافت دو طور پر ہو ایک خلافت کبری اور دوسری صغری اور اُس بہ تی خلافت کبری مین حضرت علی اور اولاد اُنکی یعنی تمام وہ آئمہ امام جانشین پیغمبر خدا کی ہوتے گئے اور دوسری خلافت صغری یعنی چھوٹی خلافت ظاہری وہ ہو کہ جو ابوبکر سے تیس برس تک رہی پس اگر یہ اعتقاد قبول کر لیا جاوی تو سنیون کو بیان فضائل حضرت امیر مین کچھ حاجت پیچ و تاب کہانیکی نہین ہو مگر چونکہ خلافت کو استحقاقا صحیح کرنا منظور رہو تو جب تک کہ حضرت علی کی شان گھٹائی نہین جاوی تو اصل مطلب سنی کا حاصل نہین ہو سکتا ہو اور اسیواسطے سنی لوگ علاوہ خلافت پانیکی اس آفت و عذاب آخرت مین مبتلا ہو گئی موافق اُس مثل انگریزے کے کہ ایک عیب سی دوسرا عیب پیدا ہوتا ہو اور جب یہ امر منظور رہا تو واسطے بند و بست اور بند چھند اُسکے چند امور قائم کئے گئے ۔

اول یہ کہ افضل البشر بعد النبی ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی داخل کتب عقائد ... یعنی کہ بہترین مردم بعد حضرت نبی کے ابو بکر ہین اور بعد اُنکی

عمر اور بعد انکے عثمان اور بعد انکے علیؑ اور اسی بنیاد پر ایک قول تفضیل الشیخین کا اصول دین میں سے قائم کیا گیا۔

دوم یہ کہ معاویہ برکت اللسان ہو یعنی کچھ بہت بولو اور حضرت علی پر جو معاویہ نے لعنت علانیہ منبر پر جاری کی تو اس فعل کا فرانہ کو بھی ایک خطای اجتہادی سمجھو اور اصل غرض اس قاعدہ سی یہ ہی کہ جب معاویہ پر زبان روکی گئی تو اب آیندہ خلفای ثلثہ پر کیونکر زبان کھلی گی اور کچھ شک نہین کہ معاویہ ایک چور پہر اسینونکا ہی

سیوم یہ کہ مشاجرات یعنی اختلافات باخود اصحابہ کو مت دیکھو ظاہر ہی کہ جب کچھ حال نہین دیکھا جائیگا تو اصل حال مخفی رہیگا مگر جب حال مشاجرات کا لکھنے والے لکھ گئے ہین تو الزام اُن لکھنے والون پر ہوگا نہ پڑہنی والون پر بہرحال بملاحظۂ احادیث و آیات قرانی و دیگر صفات ذاتی اور کرامات و معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے علو مرتبت انکا کیا گھٹ سکتا ہی بیت

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور سنیون کو واجب ہی کہ ہماری شکر گذار اس بات کے ہون کہ ہم مقابلہ شیعون کے کچھ بزرگی خلفای ثلثہ کی بلا مقابلہ انکے ساتھ حضرت علی کے ثابت کیا چاہتے ہین مگر ہم کیا کہین کہ افضلیت صحابہ کو کون پوچھتا ہی کہ مجرد فضیلت بھی ثابت کرنی ہمکو بہت دشوار ہی کہ تمام عمارت عالی شان سنیون کی بنظر انواع کتب ہای تفسیر و حدیث و کتب فقہ وغیرہ کے اگرچہ کسیقدر بلند ہو مگر اصل بنیاد اسکی تمامتر بالو پر ہی اور سنیون کو البتہ ایک بات پر نازش ہوسکتی ہی کہ اولیا اللہ اسی طریقہ سنیون میں ہین مگر در اصل یہ نازش بھی محض بے اصل ہی اسواسطی کہ تمام اولیاء اللہ و اہل باطن کا اعتقاد بہ نسبت افضلیت اور مولای کل ہونی

حضرت امیر علیہ السلام کی ہے اور کسی کو اعتقاد افضلیت کسی صحابہ کا نہین ہے
اور یہ لوگ اپنی فیوض و برکات باطنی کو درگاہ والا جاہ حضرت امیر علیہ السلام
سے اور باقی دوازدہ امام سے جانتے ہین اور مناقب مرتضوی ملا کشفی
مین یہ بات خوب لکھی ہے کہ عداوت اصحاب ثلثہ کی رفض ہے نہ محبت علی کی بیت
من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی ؎ پس خدا و مصطفے جبریل باشد رافضی
اور تعصب سنیان زمانہ کا اس درجہ تک پہونچا کہ بعض تحریر مین و الصلوۃ علے
محمد و اصحابہ و آلہ اور ایک تحریر مین اللھم صل علی محمد و الہ و اصحابہ و اہل بیتہ
دیکھا گیا اور یہ لوگ گویا اس ادلٹ پلٹ کو ایک سرمایہ فخر اپنا سمجھتے ہین مگر
اس بات سے غافل ہین کہ خود اپنی نماز پنجگانہ مین درود حسب ذیل پڑھتے ہین
اللھم صل علے محمد و علے ال محمد کما صلیت علے ابراھیم
و علے ال ابراھیم انک حمید مجید و بارک وسلم علے
محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید
اور یہ اہتمام نو ایجاد تقدیم و تاخیر آل و اہلبیت کا بخوبی تمام خبر دیتا ہے کہ سنیان
زمانہ کی نظر مین آل و اہلبیت کی کچھ عظمت نہین ہے اور

رباعی حضرت سعدی کی

بلغ العلے بکمالہ	کشف الدجے بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ و آلہ

گویا کچھ وزن نہین رکھتی ہے اعوذ باللہ من ذلک سہ

ہوا یہان سے ظاہر کمال رسول	کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول

شعر حافظ

بدشمنان منشین حافظا تو لاکن ؎ نجات خویش طلب کن بجان بہشت جہاد
اور بملاحظہ حال تعصب بنیان خارجی مشرب کی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مزہ
حکومت شام و امید حکومت ری کا انہون کے دلونمین ابتک سمایا ہوا ہی اور اگر
وہ وقت ملی تو پہروہی تماشا استحصال بالجبر خلافت و باغ فدک وغیرہ کا رواج
اس مسئلے کا کہ بحوالہ اجماع وغیرہ کے جائز یا خطای اجتہادی سمجہا جاتا ہی دکہلادیا
جاوی اور اس جگہہ پر قول لارڈ بیکن کا خوب برجستہ ہی کہ رگ وہی ہی مگر وہ خون نہین
ہی اور حال مین ایک سُنّی صاحب نے ہمسے کہا کہ اس کتاب حد تحقیق مین وہی پُرانی
باتین ہین اور کوئی نئی بات نہین ہی بجواب اُسکی ہمنے کہا کہ امر دینی مین ماقبل بارہ سو
برس کی ہم نئی بات کہانسی پیدا کرسکتی ہین اور نہ ایجاد کسی امر نو کی ہمکو منظور ہی تب اُن سُنّی صاحب نے کہا کہ
مشکوۃ المصابیح کوئی کتاب صحیح نہین ہی اور اُنکی جواب مین ہمنی کہا کہ مشکوۃ المصابیح مین حدیثین
بلفظ رواہ البخاری یا رواہ مسلم یا رواہ الترمذی وغیرہ کے مذکور ہین اگر
آپ کو شک ہی تو اُن کتابونسی مقابلہ کر لیجئے اور کیا خود صحیح بخاری و مسلم سے
روایت کرنی ہمکو کچہہ دشوار ہی کہ صحیح بخاری مع شرح قسطلانی و صحیح مسلم
مع شرح نووی اور سنن ابو داؤد وغیرہ ہماری پاس موجود ہی مگر ہمنی دیکہا کہ اگرچہ
سنی صاحب موصوف کچہہ ڈہیلے ہوئے اور کچہہ ہماری بات کو تسلیم کرتے گئے
مگر تمامتر استیصال اُنکی تعصب کا ہمسے نہین ہوسکا انک لا تھدی من احببت
ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی ای رسول ہدایت
نہین کرتا ہی جسکو تو چاہے مگر خدا ہدایت کرتا ہی جسکو وہ چاہے ۔

فصل ۱۸۴

اس فصل مین احادیث مشکوۃ المصابیح باب وفات النبی متعلق بیماری و وفات

حضرت رسولخدا کے مذکور ہوتے ہین اور شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی
عنوان شرح مین باب وفاۃ النبیؐ کی چند باتین لکھتے ہین ـ
اول یہ کہ حضرت رسول خدا کو صداع یعنے دردسر اواخر ماہ صفر مین ہو کر کے
رات دورات رہا تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ ابتدای مرض اول ربیع الاول
مین تھا اور ابن جوزی نے لکھا ہی کہ ابتدای مرض شہر صفر مین ہو کر کے دورات
رہا تھا اور وفات آپ کا ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور سلیمان تیمی کی رای ہی کہ ابتدای
مرض ۲۲ صفر روز شنبہ کے تھا اور وفات آپ کا بروز دوشنبہ دوم ربیع الاول
کی ہوا اس حساب سی کہ وفات سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بتاریخ ۳ رمضان کی
ہی اور لوگون کو اس بات پر اتفاق ہی کہ زندگی حضرت فاطمہؑ کی بعد پیغمبر خدا کے
بقدر چھ مہینے کے تھی فقط غرض ہر گاہ تاریخ وفات مین ایک ایسی بڑی سردار
کونین کے اسقدر اختلاف ہی تو دوسرے اختلافات امورات جزوی کے
کیا حد ہو سکتی ہی یہانتک کہ نماز پنج وقتی بھی بلا اختلاف نہین ہی اور اصل بات
یہ معلوم ہوتی ہی کہ درمیان قوم عرب اہل مدینہ کے کچھ رواج عام لکھنے پڑہنے کا
نہین تھا پس بعد مرور عرصہ کے روایت ہر شخص کی بہ بنیاد و خیال خود ہر شخص کی ہی
دوم یہ کہ حضرت رسول نے عبد الرحمن ابن عوف کو حکم دیا کہ لی آو ایک شانہ
بکری کا یا ایک تختہ تا کہ لکھون مین ایک کتاب واسطی ابو بکر کے اور جب عبد الرحمن
ابن عوف اُٹھکر لانے کو چاہتے تھے تب آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہین ہے
خدا اور مسلمانان اس بات سی فرق رہین کہ بہ نسبت ابو بکر کے اختلاف کرین
سو یہ تقریر شاہ صاحب کی صرف براہ تعصب سنیت کے ہے اسواسطے
کہ اگر یہ روایت سچ ہو تو حاجت رجوع بطرف اجماع کے کیا ہی کہ اس حالت مین

خلافت ابوبکر کی تو خود از روی نص ثابت ہوتی ہی اور یہ ایک بات بنانا شاہ صاحب کا
صرف ایک اس بات سی بہی ظاہر ہی کہ حضرت عمر کے مزاحمت کرنے کو بلفظ حسبکم
کتاب اللہ کی اور شور وغوغا ہونے کو درمیان اصحابون کے اور ارشاد حضرت
رسول کو کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہماری پاس سے شاہ صاحب بالکل ہضم کر گئی ہین
اور ظاہر ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶ ھ کی بروایت ابن ابی ملیکہ کی حسب ذیل ہی
قال سمعت عایشۃ وسالت من کان رسول اللہ مستخلفا لو استخلفہ
قالت ابوبکر وقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ الجراح
یعنی کہا اُس ابن ابی ملیکہ نے کہ سُنا مین نے عائشہ کو اور سوال کیا ہمنی اُس سے
کہ اگر حضرت رسول کسی شخص کو خلیفہ بناتی تو وہ کون شخص تہا کہ اُسکو خلیفہ بناتی
تب عائشہ نے کہا کہ ابوبکر تب پوچہا گیا کہ بعد ابوبکر کے کون تب عائشہ نے
کہا کہ عمر تب پوچہا گیا کہ بعد عمر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ ابو عبیدہ جراح پس
اس حدیث سی تمامتر ظاہر کہ حضرت رسول نے درحقیقت کسی شخص کو خلیفہ نہین
بنایا تہا اور ہرگاہ حضرت رسول خدا نے قریب دو ماہ قبل انتقال اپنی حضرت
مولی علی علیہ السلام کو بروز غدیر خم کے مولی کل شخص کا قرار دیا تہا تو یہ بیان
شاہ صاحب کا کہ حالت مرض مین واسطی لکہنی خلافت ابوبکر کے شانہ بکری کا مانگا
تہا صریح لغو و باطل ہی اور کچہ شک نہین کہ اگر سنیون کا بس چلے تو خلافت ابوبکر کو
از روے نص کے ہی بنا دین اور سوای اسکی شرح مین حدیث ابن ملیکہ کے
خود شاہ صاحب لکہتی ہین کہ وقت خلافت پانیکی حضرت ابوبکر نے کہا کہ ہمکو خلافت
سی کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علیؑ اور عمر اور ابو عبیدہ کا ہی پس اگر فی الواقع
حضرت رسول خدا نام حضرت ابوبکر کا زبان پر لاسے ہوتے تو حضرت ابوبکر یہ

معذرت وانکار کسواسطے کرتے اور یہ کہنا حضرت ابوبکر کا کہ خلافت حق علی و عمر
وابوعبیدہ کا ہی محض براہ سرسری وحق برزبان جاری کے تہا ورنہ حضرت ابوبکر
نی تو آخر خلافت مین اپنے کچہہ حضرت علی کو یاد نہین کرکے خاص حضرت عمر کو بقاعدہ
ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کی خلیفہ بنایا یس گاہ اُن لوگونکی قول وعمل کا یہ حال ہے تو
تفضیلت اُنکی بحیلہ کثرت ثواب کی کسن بنیاد پر ہوسکتی ہی سوم یہ کہ ایام مرض رسول خدا
مین سترہ وقت کی نماز امامت حسب اجازت حضرت رسول خدا کے حضرت
ابوبکر نے انجام دی سواس بات مین کچہہ عذر نہین ہوسکتا ہی مگر یہ امر قابل ذکر کرنے
کے ہی کہ امامت معمولی نماز کی کچہہ دلیل افضلیت کسی شخص کے نہیں ہوسکتی ہی
اسواسطی کہ حدیث مندرجہ فصل نمبر ۱۲ اسی ظاہر کہ بوقت جانے غزوہ تبوک
کی حضرت رسول نے حضرت علی کو تشبیہ ہارون باموسی ہے دیکر کے واسطے
خبرگیری اہل وعیال کے خلیفہ بنایا تہا مگر امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تہی
حالانکہ خود سُنی لوگ بہی بذریعہ اس امامت نماز کے ابن ام مکتوم کو حضرت علی پر
کچہہ تفضیل نہین دیتے ہین پس یہ امامت نماز ابوبکر کی بہی کچہہ دلیل فضلیت کی
نہین ہوسکتی ہی بلکہ اس اجازت امامت نماز سے جو ابوبکر اور ابن ام مکتوم کو
دی گئی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ امامت نماز کی بطور موذنی بلال کے ایک عہدہ
خاص ہی کہ جسمین کچہہ افضلیت شرط نہین ہے۔

چہارم یہ کہ عباس نے حضرت علی کو کہا کہ ہم اولاد عبد المطلب کے چہرہ قریب
موت کو پہچانتے ہین اور ہم ڈرتے ہین کہ پیغمبر خدا اس بیماری سے جان بر نہونگے
سو تم پیغمبر خدا سے خلافت طلب کرو تب حضرت علی نے کہا کہ تم اس بات کو
چاہتے ہو کہ اگر ہم خلافت طلب کرین اور پیغمبر خدا وہ خلافت ہمکو دین تو لوگ

ہرگز نہین ہونے دینگے سو اسواسطے ہم ہرگز خلافت طلب نکرینگے تو اس سے حال اصحاب حاضرین کا خوب معلوم ہوتا ہے کہ باعتقاد حضرت علی کے یہ بات تھی کہ اگر حضرت رسول خدا حضرت علی کو ایام مرض مین اپنی خلافت دیتے تو باوصف اسکے بھی خلافت علی کو نہین ملتی پس ہرگاہ یہ حال تھا تو ٹالدینا وصیت خم غدیر کا عین قرین قیاس ہے اور تفرقہ قریشی اور ہاشمی کا یہانتک تھا کہ ایک حدیث اسکی فصل نمبر ۳۹ مین مذکور ہے کہ حضرت عباس آمی حضرت رسول خدا کے پاس شکایت کرتے ہوے کہ درمیان ہملوگ ہاشمی اور قریش کے کیا قصہ ہے کہ جب قریش آپسمین ملتے ہین تو خوش خوش چہرہ سے ملتی ہین اور جب ہملوگ ہاشمیون سے ملتے ہین تو دوسرے چہرہ سے ملتی ہین کہ اسپر حضرت رسول خدا غضب آلودہ ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہوگیا پس جب یہ حال تھا تو انتظار مشورہ حضرت علی کا جو کہ کفن و دفن مین حضرت رسول خدا کے مصروف تھے کیونکر کیا جاتا اور حال تفرقہ قریش ہاشمی کا اس حال سے تمام تر ظاہر ہے کہ باوصف اس بات کی کہ حضرت ابوبکر نے حق علی و عمر و ابوعبیدہ کا اقرار کیا تھا اور نام حضرت علی کا اول لیا تھا حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور حضرت عمر نے جو قریب انتقال اپنی نام چھہ شخصون کا لیکر کے کہا تھا کہ تین روز مین مشورہ کر کے ایک شخص کو ان چھہ شخصون مین سے خلیفہ بنایا جاوے سو اس مرتبہ بھی نام حضرت علی کا مقدم اور نام عثمان سے بالاتر تھا مگر ایک روز مین مشورہ طی کر کے حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے اور بعد حضرت عثمان کے جو حضرت علی اتفاقا خلیفہ قرار دے گئے تو یہ امر اسقدر شاق ہوا کہ حضرت علی کو جنگ جمل اور صفین سے مطلق فرصت نہین دیگئی اور آخر واقعہ کربلا مین خوب اچھی طرح سے خاتمہ خاندان نبوت کا

کیا گیا مگر خدا انہین مارے تو کون مار سکتا ہی یعنی ایک شخص باقی حضرت امام چہارم زین العابدین علیہ السلام سے حسب دعاء اللھم صل علے محمد و علی ال محمد کے بڑی برکت اس نسل مبارک مین ہوئی پنجم یہ کہ کتاب شواہد النبوت مین ہی کہ حضرت علی سے لوگون نے پوچھا کہ سبب آپ کی فہم اور حافظہ کا کیا ہی حضرت علیؑ نے کہا کہ حضرت رسولؐ کے غسل دینے مین پانی غسل کا جو اپ کی پلکو نمین جمع ہو گیا تہا سو اُسکو ہمنے اپنی زبان سے چوس لیا اور ہم جانتے ہین کہ یہ قوت فہم اور حافظہ کی یہ برکت اُسی پانی سکے ہی مگر تمام حالات سی ظاہر کہ فضائل حضرت علی کے جو کچھ ہون مگر خاص امر خلافت مین وہ سب فضائل حسب اصول سنیون کے بیکار ہین بہر حال احادیث باب وفات النبی کے حسب ذیل ہین۔

حدیث نمبر ا عن البراء قال اول من قدم علینا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه و اله و سلم مصعب بن عمر و ابن ام مکتوم فجعلا یقرأننا القران ثم جاء عمار و بلال و سعید ثم جاء عمر بن الخطاب فی عشرین من اصحاب النبی صلی الله علیه و اله و سلم ثم جاء النبی صلی الله علیه و اله و سلم فما رائت اهل المدینة فرحوا بشیء فرحهم به حتی رایت الولائد و الصبیان یقولون هذا رسول الله صلی الله علیه و اله و سلم قد جاء حتی قرأنا سبح اسم ربك الاعلی فی سور مثلها من المفصل رواه البخاری **ترجمہ** روایت ہی براء ابن عازب انصاری سی کہا اُس براء نی کہ اول اُن لوگون سے جو ہملوگ کے پاس آے اصحاب رسول خدا کی مصعب ابن عمر اور ابن مکتوم ہین پس پڑہانی لگے وہ دونون ہم لوگون کو قرآن تب آئی عمار ابن یاسر اور بلال اور سعد ابن ابی وقاص تب اُسکی بعد آئی عمر ابن الخطاب بیس مول بیش اصحاب نبی کے تب آئی خود نبیؐ پس نہین دیکھا ہمنی اہل مدینہ کو خوش ہوتی ہوئے

ساتھ کسی شئے کے مثل اس خوشی کے یہانتک کہ دیکھا ہمنی لڑکیون کو اور لڑکون کو کہتے ہوئے کہ یہ رسول اللہ ہین کہ آے ہین پس نہین پہونچے تھے وہ رسول کہ ہم لوگ سیکھ چکی تھے سبح اسم ربک الاعلے کی صورت کو مع چند سورتین مثل اسکی زیادہ مفصل سی روایت کی اُسکو بخاری نے فقط اس حدیث مین کچھ حاجت زیادہ رای دینے کی نہین ہی مگر اسقدر کہ اس حدیث سی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مدینہ مین پہونچتی تک حضرت عمر جو بنسبت صحابیون کے شمول مین مدینہ پہونچے تھے کوئی خاص و ممتاز تر صحابیون مین سے نہین تھے برخلاف حضرت علی کے کہ اُنکا مخصوص و ممتاز ہونا ابتدا سے انتہاتک ایک آب و تاب سی ہی کہ حضرت علی عین خانہ کعبہ مین پیدا ہوئے اور پیدا ہوکر کے اول اول نظر آپ کی حضرت رسول خدا پر پڑی اور آغوش نبیؐ مین پرورش پاکر نو برس کی عمر مین اسلام قبول کیا اور حضرت رسول خدا نی حضرت کو اپنے فرش پر سلا کر کے رات کے وقت ہجرت کی اور اُس سے غرض یہ تھی کہ کافر لوگ حضرت علیؑ کو حضرت نبیؐ سمجھین اور بر وقت جنگ خیبر کے علم حضرت علیؑ کو ملا اور جنگ اُحد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئی مگر ایک حضرت علیؑ لڑتے رہے اور آخر کار غسل و کفن و دفن حضرت رسول خدا کا بدست مبارک حضرت علی کے انجام پایا اور جب تک اس کام سے فرصت نہین ہوئی حضرت علیؑ نے مطلق توجہ و التفات بطرف خلافت کے نہین کیا۔

حدیث نمبر ۲ وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ علیہ واٰلہ وسلم جلس علے المنبر فقال ان عبداً اخیرہ اللہ بین ان یوتیہ من زھرۃ الدنیا ما شاء و بین ما عندہ فاختار ما عندہ فبکی ابوبکر قال فدیناك

بآبائنا وامهاتنا فعجبنا فقال الناس انظروا الی هذا الشیخ یخبر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن عبد خیره الله تعالی بین ان یوتیه وامهاتنا فکان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هو المخیر وکان ابوبکر اعلمنا متفق علیه

ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہ تحقیقکہ رسول خدا بیٹھے اوپر منبر کے پانچ رات قبل موت اپنی پس کہا اُس رسول نے کہ تحقیقکہ ایک بندہ ہی کہ مختار کیا اُسکو خدا نے درمیان اس بات کی کہ عطا کرے اُسکو نعمت دنیا کی جو وہ چاہے اور درمیان اُسکی جو نزدیک اُس خدا کے ہی پس اختیار کیا اُس بندہ نے اُس چیز کو جو نزدیک خدا کے ہے تب روے ابوبکر اور کہا فدا ہون ہماری باپ اور مان آپ پر پس ہم لوگون کو تعجب ہوا اس بات پر اور لوگ بولے کہ نظر کرو بطرف اُس بڈہے کے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہین ایک بندہ کی کہ جسکو خدا تعالی نے اختیار دیا تھا درمیان اس بات کی کہ دے اُسکو نعمت دنیا کی اور درمیان اُس چیز کے جو کہ نزدیک اُس خدا کے ہے اور بڈہا کہہ رہا ہی فدا ہون ہملوگون کے باپ اور مان آپ پر پس تھے خود رسول خدا وہ بندہ مختار اور تھے ابوبکر عالم تر ہملوگون کے متفق علیہ اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ حضرت ابوبکر خوب مزاج دان حضرت رسول خدا کی تھے

حدیث نمبر ۳ وعن عقبۃ بن عامر قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شہید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی ہذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیہا وزاد بعضہم فتقتتلوا فتہلکوا کما ہلک من کان قبلکم

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اُس نے کہ نماز جنازہ کی پڑہی رسول خدا نے اوپر مقتولان جنگ اُحد کے آٹھ برس کے بعد مثل اُس شخص کے کہ رخصت کرتا ہو زندون اور مردون کو اور اسکے بعد چڑہے حضرت رسول منبر پر اور فرمایا کہ مین تم لوگون مین فرط ہون یعنے آگی جانیوالا ہون اور مین تم لوگون کا گواہ ہون اور تحقیق کہ وقت ملاقات تم لوگون کا وہ حوض کوثر ہی اور مین دیکھ رہا ہون اُس حوض کوثر کو حالانکہ مین اسی جگہ پر ہون اور تحقیقکہ کنجیان خزانہ ہای زمین کی مجکو دی گئین اور تحقیق کہ مجکو نہین خوف ہی تم لوگون سے کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میرے ولاکن مین خوف رکہتا ہون تم لوگون پر بابت دنیا کے کہ رغبت کروگے تم لوگ اوس دنیا کی طرف اور زیادہ کیا بعض آن راویون نے کہ قتال کروگے تم لوگ آپسمین پس ہلاک کروگے تم لوگ جیسا کہ ہلاک ہوے وہ لوگ کہ قبل تمہارے تھی متفق علیہ ہی فی الواقع حضرت رسول خدا احوال طبایع سے اپنے صحابیان کے خوب واقف تھی کہ جیسا کہ آپ نی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شرک کروگے لیکن رغبت طرف دنیا کی کروگے اور جنگ وجدال کروگے اور ہلاک ہوگے سو ویسا ہی ہوا کہ کسی صحابی نے شرک اختیار نہین کیا مگر بعد انتقال فرمانے حضرت رسول خدا کے چند صحابی لوگون نے وصیت خم غدیر کو نسبت حضرت علی کے ٹال ٹول کر کے حضرت ابوبکر کو خلاف اُس وصیت کی خلیفہ بنا دیا اور معاویہ تو کمر باندہ کر کے حضرت علی سے خوب لڑا اور ہزار مسلمان ماری گئے اور یزید بطمع خلافت کے روادار خونریزی حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہوا اور بعد اُسکی تا زمانہ سلطنت عباسیونکی برابر سادات کشی جاری رہی

در خلافت ثلثہ تک ہمکو منظور ہی کہ خود ہمارے خاوند حضرت علی نی طوعاً وکرہاً
منظور کیا اور ہم دیکھتی ہین کہ زمانہ خلافت ثلثہ تک قوت دین اسلام کو بہت ہی تہی

حدیث نمبر ۳ وعن عایشۃ قالت ان من نعم اللہ علی ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وان اللہ جمع بین ریقی وریقہ عند
موتہ دخل علی عبد الرحمن بن ابی بکر وبیدہ السواک وانا مسندۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرایتہ ینظر الیہ وعرفت انہ یحب السواک فقلت اٰخذہ لک
فاشار براسہ ان نعم فتناولتہ فاشتد علیہ وقلت الینہ فاشار براسہ
ان نعم فلینتہ فامرہ وبین یدیہ رکوۃ فیہا ماء فجعل یدخل یدیہ فی الماء فیمسح بہما وجہہ یقول
لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات ثم نصب یدہ فجعل یقول فی الرفیق الاعلی اخترت
الرفیق الاعلی حتی قبض ومالت یدہ رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی
عائشہ سی کہ کہا اُسنی کہ احسانات خدا سی مجہہ پر بات ہی کہ حضرت رسول مری میری گہر مین اور
میری باری کی دن مین اور درمیان سینہ وگردن میری اور یہ بات کہ تحقیق کہ خدا نی جمع کیا
درمیان آب دہن میرے اور آب دہن اُسکی بوقت موت اُس رسول
کی اور عبد الرحمن ابن ابو بکر یعنی برادر عائشہ کے آئی میری پاس اور ہاتھ
مین اُنکے اک مسواک تہا اور ہم تکیہ دئے ہوئے تھے رسول خدا کو
تب دیکہا ہمنے اُس رسول کو نظر کرتے ہوے بطرف اُس مسواک کے
اور معلوم کیا ہمنی کہ وہ رسول چاہتے ہین اُس مسواک کو پس پوچہا ہمنی
کیا لی لون مین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول
نی اپنی سر سی کہ ہان تب وہ مسواک ہمنی اُس عبد الرحمن سے لیکر کے
حضرت رسول کو دیا تب گران گذرا حضرت رسول کو وہ مسواک تب

ہمنے کہا کہ ہم ملائم کر دین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت
رسول نے اپنے سر سے کہ ہان تب ملائم کر دیا ہمنے اُس مسواک کو تب پھیرا
آنحضرت نے اُس مسواک کو دانتون پر اور سامنے آنحضرت کے ایک کوزہ
تھا کہ اُسمین پانی تھا تب آنحضرت دونو ہاتھ اپنے اُس پانی مین داخل
کرنے لگے اور منھ اپنا مسح کرتے تھے اور فرماتی تھی لا الٰہ الا اللہ ان للموت
سکرات یعنی نہین کوئی معبود ہر مگر وہ خدا تحقیق کہ واسطے موت کی ہی
سکرات تب اُٹھایا آنحضرت نے اپنی ہاتھ کو اور فرمانے لگے ہمکو رفیق اعلے آمین
داخل کر کہ اختیار کیا ہمنی درجۂ رفیق اعلے کو یہانتک کہ قبض روح ہوا
آپ کا اور ڈھلک گیا ہاتھ اُس رسول کا روایت کی اُسکو بخاری نے فقط
حدیث نمبر ۵ وعنہا قالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول ما من نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والاخرۃ وکان فی شکواۃ الذی قبض اخذتہ بحۃ
شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین فعلمت انہ خیر متفق علیہ **ترجمہ** روایت ہو اُس عائشہ سی کہ کہا اُس
عائشہ نے کہ سنا مین نے رسول خدا کو کہتی ہوی کہ نہین کوئی نبی بیمار ہوا مگر یہ کہ اختیار دیا گیا اُسکو
درمیان دنیا اور آخرت کے اور تھے وہ نبی اپنی بیماری مین کہ قبض روح
انکا ہوا اور ایک کھانسی اُنکو سخت آئی تب سنا ہمنی اُس رسول کو کہتے
ہوے ہمنے احسان کیا ساتھ اُن لوگونکی کہ جو احسان کیا تونے ان لوگونپر
از قسم انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے پس جانا مین نے اس
بات کو کہ حضرت رسول مختار کیے گئے تھے درمیان دنیا اور آخرت کی متفق علیہ فقط
حدیث نمبر ۶ وعن انس قال لما ثقل النبی صلے اللہ علیہ وسلم جعل یتغشاہ

الکرب فقالت فاطمة واکرب اباه فقال لها لیس علی ابیک الکرب بعد الیوم فلما مات قالت یا ابتاه اجاب ربا دعاه یا ابتاه من جنة الفردوس ماواه یا ابتاه الی جبرئیل ننعاه فلما دفن قالت فاطمة یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم التراب رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ جب بہاری ہوئی بیماری حضرت رسول خدا کی تو بسبب سختی درد کے اپ کو بیہوشی آنے لگی تب کہا فاطمہ نے کہا سختی باپ کی ہی تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ نہین ہی اوپر تیرے باپ کی کوئی سختی بعد آج کے دن کے پس جبکہ مر گئے حضرت رسول تب کہا فاطمہ نے اوبا پ میرے کہ قبول کیا خواہش رب کو کہ جو بلایا اوسنی اوباپ میرے وہ شخص کہ جنت فردوس کے اُسکی جاۓ ہی اوباپ میرے کہ جبرئیل کو خبر موت کی اُسکے ہم بھیجتے ہین پس جب دفن کیئے گئے حضرت رسول تب فاطمہ نے کہا اے انس آیا اچہا لگا تم لوگون کے دلون کو کہ ڈالو تم لوگ خاک کو اوپر پیغمبر خدا کے روایت کی اسکو بخاری نے ہا اس حدیث سی جو تعلق باخود بابا اور بیٹی کا ظاہر ہوتا ہی سو کیا بیان اُسکا کیا جاوے اور کیا ہم کہہ سکتی ہین کہ کس قسم کا تعلق اُن لوگون کو ساتھ خداوند تعالی اور آخرت کی تہا اور حضرت فاطمہ کا یہ فرمانا کہ کیا تم لوگون کو خوش آیا کہ پیغمبر خدا پر خاک ڈالو بی وجہ نہین تہا بلکہ صاف بات یہ ہی کہ حضرت فاطمہ کو آثار اور قرائن حالات صحابیان سے خوب معلوم تہا کہ یہ لوگ بعد انتقال حضرت رسول خدا کے کیا رنگ لاوینگے اور حق یہ ہی کہ کسی بیٹا بیٹی نے ایسا رنج اپنے باپ کے مرنے کا نہین کیا ہوگا کہ زمانہ انتقال پیغمبر خدا سی حضرت فاطمہ چہ مہینے تک تا انتقال اپنے روتی رہین اور کبہو تبسم تک نہین کیا

اور رنگ زمانہ کا جو بعد انتقال حضرت پیغمبر خدا کے بدل گیا کہ کسی صحابی قریشی نے ماتم پرسی بھی اُس معصومہ کی نہین کی سو شعر حضرت فاطمہ کا حسب حال ہی

صبت علی مصائب لو انھا صبت علی الایام صرن لیالیا

یعنی گرین مجھپر وہ مصیبتین کہ اگر وہ مصیبتین دنون پر گذرتی تو وہ سب رات ہوجاتے اور اصل یہ ہی کہ جب یہ شعر ہمنی شرح ملا جامی مین پڑہتا تھا تو اسوقت مطلب اس شعر کا ہمنے بخوبی نہین سمجھا تھا مگر جب کچھ حالات واقعی سے اطلاع ہوئی تو مطلب اس شعر کا بخوبی سمجھا گیا کہ واقعی بعد انتقال حضرت رسول خدا کے جیسا کہ انقلاب روزگار کا ہوا اور اہلبیت ناپرسان کئے گئے توحقیقتاً یہ شعر حضرت فاطمہ کا بہت درست ہی اور یہ شعر بھی حسب حال ہی شعر

ہونیکو توای مجرئی کیا کیا نہین ہوتا ؛ جو ظلم ہوا شاہ پہ ایسا نہین ہوتا

حدیث نمبر ۷ عن انس قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ لعبت الحبشۃ بحرابھم فرحاً لقدومہ رواہ ابو داؤد وفی روایۃ الدارمی قال ما رأیت یوماً قط کان احسن ولا اضوء من یوم دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما رایت یوما اقبح ولا اظلم من یوم مات فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی روایۃ الترمذی قال انس لما کان الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم المدینۃ اضاء منہا کل شیء فلما کان الذی مات فیہ اظلم منہا کل شیء وما نفضنا ایدینا عن التراب وانا لفی دفنہ حتی انکرنا قلوبنا ترجمہ روایت ہی انس سے کہا اُنہنی کہ جب آئی حضرت رسول اللہ مدینہ کو کھیل مچایا حبشیون نے ساتھ چھڑیون اپنی کی از روی خوشی کی بابت آنی اُس رسول خدا کے روایت کی اُسکو ابو داؤد نے اور روایت مین دارمی کے

کہ کہا اُس انس نے کہ نہین دیکہا ہمنی کوی دن اب تک جو حسین تر ہو اور
نہ روشن تر ہو اُس دن سے کہ جسدن داخل ہوے ہملوگونکی پاس رسولخدا
اور نہین دیکہا ہمنے کسی دن کو قبیح تر اور نہ تاریک تر اُس دن سے کہ
جسمین مرے رسول خدا اور روایت ترمذی مین ہی کہ کہا انس نے کہ
جب وہ روز تہا کہ داخل ہوے رسول خدا مدینہ کو تو روشن تہی مدینہ
کی ہر چیز پس جب کہ وہ دن آیا کہ جبس دن مرے رسول خدا تو تاریک
تہی مدینہ کے ہر چیز اور نہین اُٹہایا ہملوگون نے اپنے ہاتہون کو خاک سی
درحالیکہ ہملوگ اُسکے دفن مین تہے یہانتک کہ انکار کیا ہملوگون نے
دلون کو اپنے یعنی کہ ہملوگون کو بوجہ غم کے اپنے دلون کی بہی خبر نہ تہی
حدیث نمبر ۸ وعن عایشة قالت لما قبض رسول الله صلے الله علیه واله وسلم
اختلفوا فی دفنه فقال ابو بکر سمعت من رسول الله صلے الله علیه واله وسلم شیئاً
قال ما قبض الله نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیه ادفنوه فی موضع فراشه
ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہا اُس عائشہ نے کہ جب قبض روح
ہوا حضرت رسول خدا کا تو لوگون نے اختلاف کیا دفن مین اوس
رسول کے پس کہا ابو بکر نے کہ سُنی مین نے رسول خدا سی ایک چیز کہ کہا
اُس رسول خدا نے کہ نہین قبض روح کیا اللہ نے کسی نبی کا مگر اُس
جگہ مین کہ واجب ہو دفن اُس نبی کا پس دفن کرو تم لوگ اُس نبی کو بیچ
موضع خوابگاہ اُسکے روایت کی اُسکو ترمذی نے فقط ظاہرا یہ حدیث
عائشہ کی بنظر کسی مصلحت کی صریح موضوع وساختہ معلوم ہوی ہی اسوسطی
کہ توریت سے دفن ہونا کسی نبی کا مکان انتقال مین ظاہر نہین ہوتا ہی بلکہ یہ

زمین علیحدہ کا خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطے مقبرہ کے ثابت ہوتا ہے اور
یہ دفن کرنا حضرت رسول خدا کا عین حجرہ عائشہ مین حضرت عائشہ کو بہت
کام آیا کہ حضرت عائشہ نے بعذر ملکیت اپنے حضرت امام حسن کو باوصف
وعدہ سابق کے قریب روضہ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا

حدیث نمبر ۹ عن عایشة قالت کان رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم یقول وهو
صحیح انه لن یقبض نبی حتے یری مقعده من الجنة ثم یخیر قالت عایشة فلما نزل
به راسه علی فخذه غشی علیه ثم افاق فاشخص بصره الی السقف ثم قال اللهم الرفیق
الاعلے قلت اذن لا یختارنا و قالت وعرفت انه الحدیث الذی کان یحدثنا به وهو
صحیح فی قوله انه لم یقبض نبی قط حتی یری مقعده من الجنة ثم یخیر قالت
عایشة فکان اخر کلمة تکلم بها النبی صلے الله علیه وآله وسلم متفق علیه

ترجمہ روایت ہے عائشہ سے کہ رسول اللہ کہتے تھے درحالت صحت
کے کہ کسی نبی کا قبض روح نہین ہوا بغیر اس بات کے کہ دیکھا گیا جای
اسکو نسبت گاہ اسکی جنت مین تب اختیار دیا جاتا ہے اُس نبی کو کہا
عائشہ نے کہ جب اُترے ملک الموت درحالیکہ سر اُس رسول کا ہماری
ران پر تھا تب بیہوشی ہوئی اُس رسول کو پھر افاقہ ہوا اُسکو تب متعین
کیا نور بصر کو اپنے طرف سقف خانہ کے یعنی ٹکٹکی لگائی چھت کیطرف اور
اُسکی بعد کہا رسول نے اللھم الرفیق الاعلے یعنی اختیار کیا ہمنے رفیق اعلی
یعنی جنت کو تب عائشہ کہتی ہین کہ ہمنے یہ بات کہی کہ اب اسوقت مین
حضرت رسول نہین اختیار کرتے ہین ہم لوگون کو اور عائشہ نے کہا کہ ہمنے
معلوم کیا اُس حدیث کو کہ جو حضرت رسول درحالت صحت اپنے کہتے تھے

اپنی قول مین کہ نہین قبض روح ہوا کسی نبی کا ابتک بغیرا سکے کہ وہ دیکھلائیجاے نشست گاہ اُسکی جنت سی اور بعد اسکے اختیار دیاجای اُس نبی کو کہا عائشہ نے کہ قول اُس نبیؐ کا اللھم الرفیق الاعلیٰ آخر کلمہ تھا جو بات کی حضرت رسول نے ساتھ اُس کلمہ کے ؛

حدیث نمبر ۱۰ ومنھا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول فے مرضہ الذی مات فیہ یاعایشۃ ماازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر وھذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذالک السم رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی اُس عائشہ سی کہا اس عائشہ نے کہ رسول اللہ فرماتے تھے اپنے مرض الموت مین کہ ای عائشہ مین ہمیشہ پاتاہون درد کو اُس طعام زہرآلود کے جو کہ کہاتھا مین نے خیبر مین اور یہ وہ وقت ہی کہ جو پایا مین نے کٹ جانی کو رگ دل اپنے کے اُس زہر سے روایت کی اُسکو بخاری نے ۔؛

حدیث نمبر ۱۱ وعن ابن عباس قال لما حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی البیت رجال فیھم عمر ابن الخطاب قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدًا فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم القران حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبین ان یکتب

اللهم فذلك لکتاب لاختلافهم ولغطهم وفی روایة سلیمان بن ابی مسلم الاحول
قال ابن عباس یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعه الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس
قال اشتد برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وجعه فقال ایتونی بکتف اکتب لکم
کتابا لن تضلوا بعده ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانه اهجر
استفهموه فذهبوا یردون علیه فقال دعونی ذرونی فالذی انا فیه خیر مما
تدعوننی الیه فامرهم بثلث فقال اخرجوا المشرکین من جزیرة العرب واجیزوا الوفد
بنحو ما کنت اجیزهم وسکت عن الثالثة او قالها فنسیتها قال سفیان
هذا من قول سلیمان متفق علیه ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سی کہ
کہا اُسنی کہ جب وقت احتضار پہونچا حضرت رسولخدا کو اور گہر مین مرد لوگ تہی کہ اُسمین عمر ابن الخطاب
بہی تہی کہا اُسنے پیغمبر خدا نی کہ آؤ تم لوگ کہ لکہو مین واسطے تم لوگونکی ایک نوشتہ کہ نہ گمراہ ہو تم لوگ بعد اسکی کبہو
پس کہا عمر نی کہ تحقیق کہ غالب ہوا اوپر اُس رسول خدا کے درد اور ہے تم لوگونکی
پاس قرآن اور کفایت کرتے تہے تم لوگون پر کتاب خدا کی پس مختلف ہوے
وہ لوگ جو اُس گہر مین تہے اور جہگڑنے لگے پس بعضی اُنہین سے کہنے لگے
کہ نزدیک لیجاؤ کاغذ و قلم تا کہ کچہ لکہین رسول خدا واسطے تم لوگون کے اور
بعض اُنہین سے کہتے وہی بات جو عمر نے کہی تہی پس جب بڑہایا شور وغل
اور اختلاف کو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اوٹہ جاؤ تم لوگ ہمارے
پاس سے کہا عبید اللہ راوی نے اس حدیث کے کہ ابن عباس کہا کرتے تہے
کہ تحقیق کہ مصیبت کل مصیبت وہ چیز ہے کہ جو حائل ہوئی درمیان رسول اللہ
اور درمیان اس بات کی کہ لکہتے وہ رسول اللہ اُس نوشتہ کو واسطے اُن
لوگون کے بسبب اختلاف اور شور وغل کرنے اُن لوگونکے اور روایت میں

سلیمان ابن ابی مسلم الاحول کے یہ ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ روز جمعرات کا
اور کیسا روز جمعرات کا اور بعد اسکی رو نے ابن عباس یہانتک کہ
تر کیا آنسو کے آنسوون نے سنگریزون یعنی کنکریون کو تب کہا کہ ای
ابن عباس اور کیا روز جمعرات کا ہی تب کہا اُس ابن عباس نے کہ سخت ہوا
درد رسول خدا کا تب کہا اُس رسول خدا نے کہ لاؤ میرے پاس ایک شانہ
اونٹ یا کہا کہ لکھ دون مین واسطے تم لوگون کے ایک نوشتہ کو کہ نہ گمراہ ہو
تم لوگ بعد اُسکے ابتک پس جھگڑنے لگے وہ صحابی لوگ اور نہین لائق ہی
جھگڑنا نزدیک کسی نبی کے پس کہا اُن صحابیون نے کہ کیا حال اوس
رسول کا ہی آیا چھوڑ دیا عقل نے اُسکی یعنے کیا عقل اُس رسول کی جاتی رہی
پوچھ کر کے دریافت کرو اُس رسول سے پس گئے بعض صحابی دوہرانیکو
اُس بات کو رسول سے تب فرمایا رسول خدا نے کہ چھوڑ دو تم لوگ مجکو اور
باز رہو شور و غل کرنے سے اسواسطے کہ جس حال مین کہ مین ہون بہتر ہے
اُس چیز سے کہ جو کہ بلاتے ہو تم لوگ اُس بات کیطرف مجھکو پس حکم فرمایا اوس
رسول نے اون لوگون کو تین بات کو اور کہا کہ نکال دو تم لوگ مشرکین کو
جزیرہ عرب سی اور سلوک نیک کرو ایلچیون سے اوس طرحپر کہ سلوک نیک
کرتے تھے ہم سات اُن لوگون کے اور چپ رہے حضرت رسول تیسری بات
سی یا کہ فرمایا اُس تیسری بات کو اور ہم بھول گئے اور کہا سفیان نے کہ یہ قول
سلیمان کا ہی متفق علیہ فقط چونکہ یہ حدیث قرطاس کی ایک مشہور حدیث
ہی کہ جسکا خلاصہ یہ ہی کہ حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم
واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا کہ جس بات کو حضرت عمر نے درمیانین

اگر کے نہین ہونے دیا اور شیعہ لوگ اس حدیث پر بہت زور کرتے ہین کہ حضرت
رسول خدا حضرت علی کو از روی وصیت تحریری کے بھی وصی اپنا مقرر
کیا چاہتے تھے کہ حضرت عمر اس بات مین خلل انداز ہوے اور سنی لوگ بھے
جہانتک ہو سکتا ہی اسکا جواب بتاتے ہین اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہی
کہ اس مقام مین چند باتین بقدر فہم اپنے کے ہم بھی لکھ جائین۔

اول یہ کہ ہر گاہ حضرت رسول خدا صرف دو ماہ قبل انتقال اپنے بمقابلہ تیس ہزار
صحابیون کے حضرت علی کو مولی کل مومنین اور مومنات کا بطور اپنی مولی
کل ہونے کر قرار دیکے تھے تو درحقیقت چندان حاجت تحریر کر دینی
اس وصیت کی نہین تھی اور اسواسطے ہم بعد اس طرحسے نہین کہہ سکتے ہین
کہ حضرت رسول خدا نے تحریر کر دیتے اور اس وصیت زبانی کے کاغذ اور قلم
طلب کیا تہا یا نہین مگر از روی قرینہ مزاحمت کرنے حضرت عمر کے کہ وہ وصیت
خم غدیر سے اور اپنے ایبار کیا دی دینے سے بخوبی واقف و آگاہ تھے یہ
بات بخوبی تمام سمجھی جاتی ہی کہ تحریر کیا جانا کوی وصیت کا خلاف امید و خواہش
حضرت عمر کے تہا اور اس قرینہ سی شکایت شیعونکی بی بنیاد نہین معلوم ہوتی ہی
اور نہین سمجھتی ہین کہ اس مزاحمت کرنے پر حضرت عمر کے سنی لوگ کیون نہین
بگڑتے ہین اور اس مزاحمت کو حضرت عمر کی ایک گستاخی و نافرمانی کیون نہین
سمجھتے ہین یعنے اس قرینہ سی بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ بوجہ مزاحمت حضرت
عمر کے جو ایک وصیت تحریری نہین ہوئی سوا سمین کچھ نفع سنیون کا ہے
یعنے کہ وہ وصیت خلاف اس ترتیب خلافت ثلثہ کے ہوتے۔

دوم یہ کہ ایک قرینہ خاص موافق حال تعرض شیعون کے یہ ہی کہ حضرت

ابن عباس اس نہین لکھے جانے کو وصیت کے ایک مصیبت سمجھتی ہین اور جمعرات کے دن کو یاد کر کے روتے ہین کہ جو ہمارا دل بھی اس بات پر روتا ہی اور حدیث مندرجہ فصل ۳۹ سے ظاہر کہ درمیان قریش اور ہاشمی کے ایسا تفرقہ تھا کہ قریش لوگ ہاشمیون سے خوش خوش چہرون سے نہین ملتے تھے اور حضرت ابن عباس نے بایام مرض رسول خدا کے حضرت علی کو صلاح دی کہ خلافت کو حضرت رسول خدا سے طلب کرین اور حضرت علی نے کہا کہ ہم خلافت نہین طلب کرینگے اسواسطی کہ اگر حضرت رسول خلافت ہمکو دین تو تم اس بات کو جانتے ہو کہ لوگ ہمکو وہ خلافت نہین ہونے دینگے پس جب یہ حال تھا تو عین قرینہ اس بات کا ہی کہ حضرت رسول خدا جو ایک وصیت لکھا چاہتے تھی سو وہ بات بالضرور خلاف امید و منصوبہ حضرت عمر کے تھی —

سیوم یہ کہ حضرت عمر کے حال پر ہمکو افسوس آتا ہی کہ حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو ہجر و بیماری حضرت رسول کے اسطرحپر بالکل آنکھہ بدل دسے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول خدا پر درد غالب ہی اور قرآن کفایت کرتا ہی صرف براہ بی مروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ یہ بات روز جمعرات کی ہی اور رسول نے بعد اس جمعرات کے جمعہ اور سینچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت مین الرفیق کہکر کے جان دی تو کسیوقت مین کوئی بات بدحواسی حضرت رسول کی پائی نہین جاتی ہی اور ہرگاہ قران اور عترت دو نو بات حدیث الثقلین کی ہی جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز ہماری چھوڑے جاتے ہین ایک قران اور دوسرے

عترت اور یہ دونوں آپس سے ہرگز جدا نہونگے تو اگر حضرت عمر حسبکم کتاب اللہ
وعترۃ الرسول دونوں کو ملا کرکے کہتے تو حضرت عمر بہت سچے معلوم ہوتے
چہارم یہ کہ حضرت رسول جو کچھ وصیت لکھنے کو چاہتے ہوں سو وہ ایک
بات تھی مگر یہ بات ظاہر ہے کہ یہ مزاحمت حضرت عمر کی اور شور وغل صحابیونکا
برخلاف مزاج حضرت رسول کے ہوا اور بی شبہہ حضرت رسول کو ملال ہوا
اسواسطی کہ یہ تقریر بخوبی تمام خبر ملال کی دیتی ہے کہ جو آپ نے فرمایا کہ دور جاؤ
تم لوگ میری پاس سے اور چھوڑ دو تم لوگ مجکو
پنجم یہ کہ حضرت رسول سی کیا بات مخفی رہ سکتی ہے یعنی حدیث سی ظاہر ہوتا ہے
کہ حضرت رسول نے بخوبی اس بات کو سمجھا کہ یہ صحابیان حاضرین لوگ امر اختیار
خلافت کا اپنی ہاتھ میں لینگے اور یہ بات اس تقریر سے سمجھی جاتی ہے کہ مشرکین کو
جزیرہ عرب سی نکال دیجیو اور ایلچیوں کے ساتھ سلوک نیک کیجیو یعنی کہ اگر
ایسا ارادہ خلافت لینی کا ہے تو بنظر استحکام حکومت اسلام کی یہ بات ضرور کیجیو
ششم یہ کہ اصل منشاء اس قسم جرات اور گستاخی حضرت عمر کا یہ معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت رسول خدا کو کوئی سلطنت موروثی نہیں تھی اور فتوحات بدر وخیبر وغیرہ
کی جو کچھ ہوتی گئی سو بمدد مہاجرین اور انصار کے تھی اور طریقہ لڑنے اور فتح
حاصل ہونیکا مہاجرین اور انصار کو بخوبی تمام مشق ہو چکا تھا اور خصوصاً سرگروہ
صحابیان از روی جد وجہد وبذل ہمت اپنی ان فتوحات کو سمجھتی ہونگے اور
حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے درحقیقت ان سرامد اصحابیونکے
نظر میں کچھ وزن نہیں رکھتی تھی یعنی وہ لوگ واسطی فتوحات آیندہ کرنے کے
اپنے کو محتاج اس بات کا نہیں جانتے تھے کہ حضرت علی کو مولا اپنا بنا کر کی آگے

تحت مین کام کرین مگر اصل کارگزاری حضرت علی کی جو خصوصاً جنگ خیبر و جنگ احد مین ہوئی سو اُسکا بہول جانا تمام تر دور از انصاف تہا اور حضرت علی کے مزاج اور فقیرانہ طبیعت سے ظاہر ہو کہ اگر حضرت علی کو اپنا مولا سمجہہ کر کے خلیفہ بناتے تو بہی سر آمد صحابیان کے اُس حالت مین بہی مالک کل امورات کی رہتے اور فن تاریخ سے یہ امر بافراط تمام دیکہا جاتا ہو کہ اکثر سلطنتون مین جب وزرا اور امرا کو اقتدار رہا تو انہون اصل سلطنت کو زیر و زبر کر دیا چنانچہ یہ بات بہی اُسی قسم کی دیکہی جاتی ہو کہ زمان خلافت ثلثہ اور حکومت معاویہ اور یزید وغیرہ تا زمان خلافت عباسیہ اہلبیت اور اولاد فاطمہ کے ناپرسان ہوئے اور آخر کار قتل عام سادات کا ایک امر معمولی ہو گیا مگر یہ بات بڑے تعجب کی ہو کہ باوصف ایسے انقلاب روزگار کے کچہہ احادیث مناقب اہلبیت کے ابتک موجود ہین اور وہی اثر حکومت خلفای ثلثہ اور معاویہ وغیرہ کا ہی کہ جو ابتک سنیان خارجی مشرب تائید مین اُس انقلابات روزگار کے پائیجاتے ہین اور اب یہ اثر انتظام سلطنت انگریزی کا ہو کہ ہر شخص اپنی خیال کو آزادانہ لکہہ سکتا ہی ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑی ہوشیار اور مزاج دار حضرت رسول خدا کے تہے کہ جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو حضرت عمر نے بتقاضای مصلحت وقت اور مزاج داری اور خوشامد رسول کے بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینی بعد اُسکے جب حضرت رسول بیمار ہوئے تو اُسیوقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنے مین خلل انداز ہوے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بُلا بہیجا اور دہمکایا کہ اس مجلس سے نہین جانی پاؤگی

جب تک کہ بیعت ابو بکر کی نہین کرو گے اور حضرت علی نے جواب دیا کہ اس
دہمکی سے ہم نہین ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق ہنا کرینگے
تب حضرت ابو بکر نے بغیر بیعت لیے رخصت کیا غرض کجا وہ مبارکبادی
اور کجا یہ زبردستی پس اگر سنیان خارجی مشرب باوصف ان سب اقوال
اور افعال کے خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر بہانہ افضلیت بنظر کثرت ثواب
کے تفضیل دین تو اس کمبختی کا کیا جواب ہوگا بملاحظہ تمام حالات ان خلفای
ثلثہ کے ہمکو یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ یہ خلفای ثلثہ بے شبہ مسلمان اور اپنی
اپنے طور پر اچھے لوگ تھے اور ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت کے کچھ کچھ
بر سر ادب بہی تھے اور اسی جگہ پر ہمکو شیعون سے اختلاف ہی کہ بعض اُن
لوگون کے ان خلفای ثلثہ کو خارج از اسلام اور منافق سمجھتی ہین —

ہشتم یہ کہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکہتی ہین کہ
یہ ادعا شیعون کا ہی کہ حضرت رسول کچھ وصیت نسبت حضرت علی کے لکہا چاہتے
تھے خالی از تناقض نہین ہی اسواسطی کہ جب بقول شیعون کے خم غدیر مین حضرت
رسول وصیت نسبت حضرت علی کے کر چکے تھے تو کیا حاجت تحریر کرنے
اُس وصیت کے تھی سو اس تحریر پر شاہ صاحب کے ہمکو بہت تعجب ہوتا ہی
کہ کیا شاہ صاحب نی یہ سمجہا ہی کہ کوئی شخص بعد اُنکے معنی تناقض کو بھی
نہین سمجھیگا اور شرائط قول مشہور در تناقض ہشت وحدت شرط دان۔ کو
بہی نہین جانیگا سو یہ بات شاہ صاحب سے قابل باز پرس آخرت کی ہی
یا نہین کہ وصیت زبانی کو جو ایک شخص وصیت تحریری کیا چاہے سو اس
بات کو تناقض قرار دیکر کے کیوں مغالطہ دیا واہ واہ شاہ صاحب تو ثیق کو

یعنی مستحکم کرنے کو ایک بات کے آپ تناقض فرماتے ہین کیا خوب تناقض ہو
اور پاس تقریر سے آپ کی ایک شخص جو باقی رہنے روپیہ کا زبانی اقرار کرتا ہو
تو پھر علاوہ زبانی اقرار کے وہ شخص ایک وثیقہ تمسک تحریری اُسکا لکھ سکتا
ہے کہ یہ بات موافق آپ کے قاعدے کے داخل تناقض ہو۔

تتمہ یہ اینشاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ حضرت رسول خدا وہ وصیت
نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے لکھا چاہتے تھے سبحان اللہ کیا بات آپکے
کہ لکھ دینا وصیت بحق ابوبکر کا برخلاف وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے
آپکی نزدیک تناقض نہو مگر زبانی وصیت کو نسبت حضرت علی کی لکھدینا داخل تناقض ہو۔
گر ہمین مکتب است و این ملا ؎ کار طفلان تمام خواہد شد
اور معلوم ہوتا ہو کہ شاید شاہ صاحب کو اس بات کا خیال نہو گا کہ پوچ ولچر
تقریرون سے اور مغالطہ کے تحریر سے خود مذہب اُس لکھنے والے کا
پوچ ولچر اور ذلیل ہو جاتا ہو اور ایک نتیجہ تحریرات پوچ ولچر کا یہ ہوا
کہ ایک شخص معزز سنی مشرب کے تھے کہ تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب
دہلوی کا پڑھکر کے شیعہ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲ وعن انس قال قال ابو بکر لعمر بعد وفاۃ النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم انطلق بنا الی ام ایمن نزورھا کما کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یزورھا فلما انتھینا الیھا بکت فقال لھا ما یبکیک
اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقالت انی لا ابکی ان ما عند اللہ تعالی خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فجعل یبکیان معھا رواہ مسلم

اور روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ کہا ابوبکر نے عمر کو کہ بعد وفات حضرت
رسول کے کہ ہم لوگ چلین ام ایمن زوجۂ زید ابن حارث اور والدہ اسامہ
ابن زید کے پاس اور زیارت کرین اُسکی جیساکہ زیارت اُسکی کرتے تھے
حضرت رسول پس جب پہونچے ہم لوگ تو رونے لگی وہ ام ایمن تب پوچھا
اُن دونو ابوبکر و عمر نے اس ام ایمن سے کہ کیون روتے ہو تم کیا تم
نہین جانتے ہو کہ جو چیز کہ خدا کے پاس ہی اجر ثواب سی سو وہ چیز بہتر ہی
واسطے حضرت رسول کے پس کہا اُس ایمن نے کہ ہم اس بات پر نہین روتے
ہین کہ ہم نہین جانتے ہین اس بات کو کہ جو چیز خدا کی پاس ہی سو بہتر ہی واسطے
رسول کے اور لاکن ہم روتے ہین اس بات پر کہ وحی منقطع ہو گئے آسمان سے
پس اس بات سی برانگیختہ کیا اس ام ایمن نے اُن دونون کو اوپر رونی کے
پس رونے لگے وہ دونون ساتھ ام ایمن کے روایت کی اُسکو مسلم نے
حدیث نمبر ۳۱ و عن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ و نحن فی المسجد عاصبا راسہ بخرقتہ
حتی اھوی نحو المنبر فاستوی علیہ واتبعنا و قال والذی نفسی بیدہ
انی لانظر الی الحوض من مقامی ھذا ثم ان عبدا عرضت علیہ الدنیا و زینتھا فاختار
الآخرۃ فلم یفطن لھا احد غیر ابی بکر فذرفت عیناہ فبکی ثم قال بل نفدیک بآبائنا
وامھاتنا وانفسنا واموالنا یا رسول اللہ قال ثم ھبط فما قام علیہ حتی الساعۃ رواہ الدارمی
ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہا اُس نے کہ باہر نکلے حضرت
رسول ہم لوگون کے پاس اپنے مرض الموت مین سر مین ایک کپڑا باندھی
ہوئے اور ہم لوگ مسجد مین تھے یہانتک کہ خواہش کی پیغمبر خدا نے طرف

منبر کے اور چڑھے اوس منبر پر اور ہم لوگ پیچھے ہوئے اُس رسول کے
تب کہا آنحضرت نے کہ قسم ہے اُس شخص کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہے
بات کہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ دیکھ لیتا ہون حوض کوثر کو اسی مقام سے اپنے
تب بعد اسکے فرمایا آنحضرت نے کہ ایک بندہ پر پیش کی گئی دنیا اور زینت
اُسکی پس اختیار کیا اُس بندہ نے آخرت کو اور نہین دریافت کیا اوس
کلام کو کسی شخص نے سوائے ابوبکر کے پس دونو آنکھون سے اُسکے آنسو
نکلے اور روئے ابوبکر اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ فدا کرتے ہین آپ پر اپنے
باپون کو اور اپنی ماؤن اور اپنی جانون کو اور اپنے مالون کو ای رسول اللہ
اور راوی کہتا ہے کہ تب اُترے رسول خدا اُس منبر پر سے پس پھر نہین
کھڑے ہوئے اُس منبر پر تا روز قیامت کے روایت کی اُسکو دارمی نے

حدیث نمبر ۴ وعن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر اللہ والفتح دعا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ قال نعیت الی نفسی فبکت قال لا تبکی
فانک اول اھلی لاحق بی فضحکت فراٰھا بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقلن یا فاطمۃ رأیناک بکیت ثم ضحکت قالت انہ اخبرنی انہ نعیت الیہ نفسہ
فبکیت فقال لی لا تبکی فانک اول اھلی لاحق بی فضحکت وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اذا جاء نصر اللہ والفتح وجاء اھل الیمن ھم ارق افئدۃ والایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ رواہ الدارمی — ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہا اُس ابن عباس نے کہ جب
اوتری آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تو بلا بھیجا پیغمبر خدا نے فاطمہ کو
اور کہا خبر موت دی گئی ہمکو پس روئین فاطمہ فرمایا اُس پیغمبر خدا نے مت رو تو

اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہو کہ جو ملیگی ساتھ میرے پس ہنسین وہ فاطمہ پس دیکھا اُس فاطمہ کو بعض ازواج نبیؐ نے تب پوچھا اُس فاطمہ سے کہ ہم لوگون نے دیکھا تجکو کہ تو روئی اور بعد اُسکے تو ہنسی تب جواب دیا فاطمہ نے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی مجکو کہ خبر موت کی دیگئی اُس رسول کو تو اس بات مین روی اور پیغمبر خدا نے کہا کہ مجکو کہ تو مت رو اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہو جو کہ مجھسے جا ملیگے تو اس بات پر مین ہنسی اور فرمایا رسول خدا نے کہ جب اُتری آیت اذا جاء نصر اللہ و الفتح کی تو اے اہل یمن کہ ابو موسی اشعری وغیرہ اُن اہل یمن سے ہین و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا پڑہکے فرمایا کہ وے اہل یمن نرم دلون کے ہین اور ایمان اہل یمن مین ہو اور حکمت اہل یمن مین ہو روایت کی اُسکو دارمی نے فقط۔ سبحان اللہ اس حدیث سی کسقدر تعلق با خود با حضرت رسول اور اُنکی بیٹی فاطمہ کا ظاہر ہوتا ہو کہ بیچ باپ کے مرنے کا حضرت فاطمہ کو اپنے مرنے کی خبر سنکر کے مبدل بخوشی ہو گیا اور اگر یہ قصہ درمیان پیغمبر خدا اور حضرت عائشہ کے ہوتا تو جو تعلق کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابو بکر اپنے باپ کے خلیفہ بنانے کا تہا سو یہ بات بخوبی سمجہ مین آسکتی ہو کہ حضرت عائشہ اس بات پر روتین کہ حضرت ابو بکر کے خلیفہ بنانے کا کیا بند و بست ہوا اور جب پیغمبر خدا کہتے کہ سوای ابو بکر تمہاری باپ کے اور دوسرا کوان شخص طلب و دعوے خلافت کا کرسکیگا تو حضرت عائشہ خوش ہوتین مگر پوری خوشی کی یہ بات ہوتی کہ کچہ بند و بست کافی خلیفہ بنانے عبد الرحمن ابن ابو بکر برادر حضرت عائشہ کا بہی ہوتا چنانچہ حدیث آئندہ مین اس بات کا بہی بند و بست

کرنا حضرت عائشہ کا ظاہر ہوتا ہو مگر کہا گیا ہے کہ وہ تقدیر نہین تھی ورنہ حضرت عائشہ کیطرف سے کچھ تقصیر نہین ہوئی ؛

حدیث نمبر ۹۵ وعن عایشۃ انہا قالت وارأساہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاك لو كان وانا حی فاستغفر لك وادعو لك فقالت عایشۃ واثكلیاہ واللہ انی لاظنك تحب موتی فلو كان ذلك لظللت اخر یومك معرسا ببعض ازواجك فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل انا وارأساہ لقد هممت واردت ان ارسل الی ابی بكر وابنہ واعہد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المومنون او یدفع اللہ ویابی المومنون رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہو عائشہ سی کہ کہا اُسنی وارأساہ یعنی اوہ درد سر میرا تب فرمایا رسول خدا نے کہ اگر ایسا ہو یعنی اگر تم مرو درحالیکہ مین زندہ ہون تو طلب مغفرت کرون مین واسطے تیرے اور دعا کرون مین واسطے تیرے تب کہا عائشہ نے اوہ مرنا میرا قسم بخدا کہ میرا ظن وقیاس یہ ہو کہ تو میرا مرنا چاہتا ہو اور اگر ایسا ہو تو اُسی روز شام تک تو کسی بی بی کے ساتھہ ہم صحبت ہوتا تب کہا پیغمبر خدا نے بل انا وارأساہ یعنی بلکہ اوہ میرا درد سر اور ہر آئینہ میرا قصد یہ ہوا کہ مین بلا بھیجون ابوبکر اور بیٹا کو اُسکے یعنی عبد الرحمن ابوبکر کو اور وصیت کرون مین اُسکو یعنی ولیعہد خلافت کا کرون اُسکو بخوف اس بات کے کہ کہنی والے لوگ کچھ بات بناوین یا کہ آرزو کرین آرزو کرنیوالے لوگ تب ہمنے اپنے دل مین کہا کہ خدا اس بات سے انکار کرتا ہے اور دفع کرینگے مسلمان لوگ اس بات کو یا یہ کہ دفع کریگا خدا اس بات کو اور

انکار کرینگے مسلمان لوگ اس بات سی روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ حدیث حضرت عائشہ کی صراحتًا و یقینًا ساختہ و موضوع ہو چند وجہ سے اول یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی و صحیح ہو تو سواے اسکے کچھ چارہ نہین ہے کہ یہ بات فرض کیجائے کہ دو مہینے قبل انتقال اپنے پیغمبر خدا انے حضرت علیؑ کو حسب وصیت غدیر خم کے وصی و جانشین اپنا قرار دیا تہا سو پیغمبر خدا انے اُس راے و وصیت کو مسترد کر کے حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا چاہا بوجہ کسی قصور حضرت علی کے یا بوجہ تلون طبعی حضرت رسول یا بوجہ تخبط بیماری اُنکے اور ان تین باتون مین سے کسی بات کا ادعا از طرف سنیون کے نہین ہو اور حیف اور کمال حیف ہے او پر حال شاہ عبد الحق صاحب کے کہ وصیت زبانی خم غدیر کو تحریری کر دینا اُنکے نزدیک تناقض ہو اور خلافت ابو بکر کو بر خلاف وصیت خم غدیر کے کچھ تناقض نہین سمجھتی ہین۔

دوم یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی ہوتی تو حضرت ابو بکر یہ بات بوقت خلیفہ بنائیجانے کے کیونکر کہتی کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہو کہ خلافت حق علیؑ و عمر و ابو عبیدہ کا ہے۔

سوم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا انے الواقع حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے تو حضرت عمر وصیت تحریری کی تعمیل پانیمین کسواسطی خلل انداز ہوتے کہ یہ بات تو خود اُنکے مطلب کی تہی اسواسطے کہ وہی حضرت عمر تو باعث اول خلیفہ ہونے حضرت ابو بکر کے ہین۔

چہارم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا فی الواقع حضرت ابو بکر کو بُلا کر کے

خلیفہ بنایا چاہتے تھے تو انکا بلانا کیا دشوار تہا اور اس بات کو خدا اور مسلمانون پر چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہی اور اگر ایسا ہی تہا تو کاغذ و قلم طلب کرنیکے کیا معنی ہین ۔

پنجم یہ کہ سلسلہ تقریر اس حدیث کا کسقدر بے ربط ہی کہ حضرت عائشہ اپنے درد سر کی شکایت کرین اور حضرت رسول خدا فرماوین کہ اگر ایسا ہو تو ہم تمہاری واسطے دعاء مغفرت کرین اور اُسپر حضرت عائشہ کہین کہ اگر ہم مرین تو اُسی روز شام تک کسی بی بی کے پاس رات کاٹو گی تو اس ردوکد مین کیا موقع و مقام اس بات کا ہی کہ حضرت رسولخدا فرماوین کہ ہمکو درد سر ہی اور ہمنی ابو بکر اور اُسکے بیٹا کو واسطے ولیعہد کرنے کے بلانے کو چاہا مگر اس بات سے بوجہ خیال خدا اور مسلمانونکی باز رہی ۔

ششم یہ کہ بہ نسبت حضرت عائشہ کے البتہ بخوبی تمام قرار اس بات کا ہی کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تہین مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ خود حضرت عائشہ کو رشک و حسد ہونے سے ساتھ حضرت خدیجہ کے اقرار ہی کہ جنکے داماد حضرت علی ہین یہانتک کہ حضرت بی بی عائشہ نے حضرت رسول کو کہا کہ تم خدیجہ کو کیا اسقدر یاد کرتے ہو کہ جیسے دنیا مین کوی دوسری عورت نہو اور اُسکے جواب مین رسول خدا نے فرمایا کہ ہان وہ ایسی ہی تہی اور اُس سے ہمکو ولد ہی یعنے کہ تمکو کوئی اولاد نہین ہی پس کہا کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایسی بی بی خدیجہ صاحب ولد کی اکلوتی داماد کو چھوڑ کر کے حضرت رسول ایک بی بی عائشہ لاولد کے باپ کو خلیفہ اپنا بناتے اور اس حدیث سی تو صرف تیاری خلیفہ بنانے حضرت

ابو بکر کے نہین ہو بلکہ ایک بنیاد خلیفہ بنانی عبد الرحمن پسر ابو بکر کے بعد
ابو بکر کے بھی ہو غرض اس حدیث کی جھوٹے اور وضعی ہونےمین کچھ
شک نہین ہو اور سنیون کیطرفسی جو حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا
گیا ہو سو دوسری عام معاملات مین بے شبہ مستحق اس لقب کے ہین اور
ہر معاملہ مین یہ لقب صدیقہ کا دینا سنیان کا موافق اُس قاعدہ کی ہو
کہ کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہو کہ جسکی حمایت سنیان نہین کرتے ہون یعنی
اگر حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا تو اسیطرح معاویہ بھی تو خال المومنین
بنائے گئے اور اصل یہ ہو کہ حضرت رسولخدا نے جو فرمایا کہ اگر تم ہماری سامنے
مرو تو ہم دعای مغفرت تمہاری واسطے کرین سو اس امر مین اسیقدر لکھنا
کافی ہو کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ ضرر ابی اہلبیت کے نہین ہوتی مگر وہ کیونکر روبروی
رسولخدا کے مرتین کہ انکو مقام حوأب مین ساتھ فرقہ باغیون کے پہونچنا تہا
کہ جہان کتّی انکو دیکھہ کر کے بھونکین اور برخلاف حکم آیت حجاب عورات کے
بی پردہ ہو کر کے جنگ جمل مین لڑنے کو حاضر میدان جنگ کے ہون اور آخر کو
معاویہ کیطرفسے کہ جسکے آمین اللہ مین تہین یہ تقدیر تہی کہ ایک کوان مین کہ
جو چونا اسمین ڈالدیا گیا تہا گر کر کے مرین اور یہ بدلا اُس بات کا بخوبی ہو گیا کہ
جو حضرت امام حسن کی لاش کو قریب روضۂ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا پس اگر
ایسے ہی احتمال پر ہر بات مین صدیقہ قرار پاوین تو یہ بات صرف بوجہ تعصب
سنیان کے ہو اور بلاغت جو نام ایک کلام حسب مقتضای مقام کا ہو سو اس لقب
صدیقہ مین کمال بلاغت یہ ہو کہ اکثر روایات حضرت عائشہ نسبت حضرت
ابو بکر سے جو حد لغو و مبالغہ تک ہین سو لقب صدیقہ کا اس بندوبست سی

دیا گیا ہی کہ جب وہ صدیقہ قرار دیگئین تو اب روایتین انکی تمام و کمال

واجب التسلیم ہین –

ہفتم یہ کہ اس حدیث مین صرف اہتمام خلیفہ نبا نے ابو بکر اور عبد الرحمن

انکی صاحبزادہ کا نہین ہی بلکہ یہ بات بھی لحاظ کرنے کی ہی کہ خلیفہ نبا نمین

ابو بکر کے عبارت یہ ہی کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ہمنے ابو بکر اور

اسکے بیٹے کو بلا بھیجا این خوف کہ ایسا نہو کہ کہنی والے اور تمنا کرنیوالی

کہین کہ حق ہمارا ہی سو یہ اشارہ صاف بطرف حضرت علی کے ہی کہ سوای

انکے اور کون شخص طلب حق خلافت کی کر سکتا تھا اور قابل غور کے ہی

کہ کس تحقیر کی عبارت سی یہ اشارہ کیا گیا ہی – عوالہ نجدا

حدیث نمبر ۱۸ وعنها قالت رجع الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

ذات یوم من جنازة من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعا وانا اقول وا راساه

قال بل انا یا عایشة وا راساه قال وما ضرك لومت قبلی فغسلتك وكفنتك

وصلیت علیك ودفنتك قلت لكانی بك والله لو فعلت ذلك لرجعت الی بیتی

فعرست فیه ببعض نسائك فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم بدأ فی وجعه الذی مات

رواه الدارمی ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سی کہا اس عائشہ نی کہ رسول اللہ ایک

روز پھرے ایک جنازہ کے دفن سے جنت البقیع کے لیس پایا ہمکو کہ

درد سر تھا ہمکو اور ہم کہہ رہے تھے اوہ درد سر تب کہا حضرت رسول

نے بلکہ مجھکو درد سر ہی ای عائشہ اور فرمایا کہ تجھکو کچھ ضرر نہین ہی اگر تو

مرے قبل میرے کہ ہم غسل کرتے تجکو اور کفناتے تجکو اور نماز پڑھتے

تجہیز اور دفن کرتے تجکو تب کہا ہمنے کہ گویا ہم سے ملتی ہوئی ہین ساتھ تیری

یعنی کہ گویا ہم بہاری ہین تجہیر قسم تجدا کہ اگر تو کرتا ایسا تو تو بہر آتا میری گہر کیطرف اور مصیبت ہوتا تو اُس گہر مین ساتھ کسی بی بی اپنی کے تب مسکرای پیغمبر خدا اور شروع ہوا وہ درد کہ جسمین آپنے انتقال فرمایا روایت کی اُسکو دارمی نی فقط یہ حدیث قصہ دوسرے مین قریب قریب حدیث مذکورہ بالا کی ہے مگر اس حدیث مین وہ سب قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ کا نہین ہے کہ اس قرینہ سے بہی فضول و لغو ہونا قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ منسہ جبہ حدیث بالا کا ظاہر ہوتا ہے کہ جو تمامتر بے محل و بے ربط ہے۔

حدیث نمبر ۲ وعن جعفر بن محمد عن ابیه ان رجلا من قریش دخل علی ابیه علی بن الحسین فقال الا احدثك عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال بلی احدثنا عن ابی القاسم صلی الله علیه واله وسلم قال لما مرض رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اتاه جبرئیل فقال یا محمد ان الله ارسلنی الیك تکریما لك وتشریفا لك خاصة لك یسألك عما هو اعلم به منك یقول کیف تجدك قال اجدنی یا جبرئیل مغموما واجدنی مکروبا ثم جاءه الیوم الثانی فقال له ذلك فرد علیه النبی صلی الله علیه واله وسلم کما رد اول یوم ثم جاءه الیوم الثالث فقال له کما قال اول یوم ورد علیه کما رد علیه جاء معه ملك یقال له اسمعیل علی مائة الف ملك فاستاذن علیه فسأله عنه ثم قال جبرئیل هذا ملك الموت یستاذن علیك ما استاذن علی ادمی قبلك ولا یستاذن علی ادمی بعدك فقال ایذن له فاذن له فسلم علیه ثم قال یا محمد ان الله ارسلنی الیك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت وان امرتنی ان اترکه ترکته فقال وتفعل یا ملك الموت قال نعم بذلك امرت وامرت ان اطیعك ثم قال فنظر النبی صلی الله علیه واله وسلم الی جبرئیل علیه

علیہ السلام فقال جبرئیل یا محمد ان اللہ قد اشتاق الی القائک فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لملک الموت امض لما امرت فقبض روحہ فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاءت التعزیۃ سمعوا صوتا من ناحیۃ البیت السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل ھالک ودرکا من کل فائت فباللہ فثقوا وایاہ فارجعوا وانما المصاب من حرم الثواب فقال علی اتدرون من ھذا ھو الخضر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ

ترجمہ اور روایت ہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام محمد باقر سے انکی باپ علی یعنی حضرت امام زین العابدین سے کہ تحقیق کہ آیا ایک مرد قریش سے علی یعنی ابن الحسین حضرت زین العابدین کی پاس اور کہا کہ کیا مین حدیث نہ کرون تجسی بابت رسول اللہ کے تب کہا امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ ہان بات کر تو ابو القاسم یعنی حضرت پیغمبر خدا کی تب کہا اُس مرد نے کہ جب بیمار ہوے حضرت رسول تو آے انکے پاس جبرئیل اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بہیجا ہی مجکو تیری پاس بنظر تکریم تیرے اور تشریف تیرے خاص کرکے تیری واسطے پوچھتا ہی وہ خدا تجسے وہ بات کہ جسکو خود وہ زیادہ تر جانتا ہی تجسے کہ وہ خدا پوچھتا ہی تجسے کہ کیسا تو پاتا اپنی کو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ پاتا ہون مین اپنی کو مغموم اور پاتا ہون مین اپنے کو مکروب یعنی حالت کرب مین تب آئی جبرئیل انکی پاس دوسرے روز اور کہا اس بات کو اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ پہلی روز کہا تہا تب آئی حضرت جبرئیل تیسری روز اور کہی

وہی بات جوکہ اول روز کہا تھا اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ
اول روز کہا تھا اور آیا ساتھ اُسکی ایک فرشتہ اسمعیل نام کا کہ جو موکل ہی
سو ہزار فرشتہ پر اور ہر ایک فرشتہ موکل ہی اوپر سو ہزار فرشتہ کی تب اجازت چاہی اُس اسمعیل
فرشتہ نی اندر آنیکی اور سوال کیا حضرت رسول نی جبرئیل سی اور کہا جبرئیل نی کہ یہ ملک الموت ہی
جو اجازت چاہتا ہی آپ سی اور کسی دوسری آدمی سی قبل تیری اجازت
نہین مانگی گئی تھی اور نہ بعد تیرے کسی دوسری آدمی سے اجازت طلب ہوگی
تب کہا حضرت رسول نے حضرت جبرئیل کو کہ اجازت دو اُس فرشتہ ملک الموت کو
تب حضرت جبرئیل نے اجازت دی اُس فرشتہ کو تب اُس فرشتہ نے سلام کیا
حضرت رسول پر اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہی مجکو تیرے پاس پس اگر
حکم دی تو کہ روح تیری قبض کرون تو روح تیری مین قبض کرون اور اگر حکم کری
تو مین چھوڑ دون اُسکو تو مین چھوڑ دون اُسکو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ تم
وہ کام کروگے ای ملک الموت تب اُس فرشتہ نے کہا ہان مجکو یہی حکم ہی کہ تیری
اطاعت کرون تب نظر کی حضرت رسول نے بطرف جبرئیل علیہ السلام کے
اور کہا جبرئیل نے کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ مشتاق ہی تیری ملاقات کو پس فرمایا حضرت
رسول نے ملک الموت کو کہ جاری کر تو اُس حکم کو کہ ہی تجکو حکم ہی پس قبض روح
کیا اُس فرشتہ نے اور جب مرگئی حضرت رسول تو آئی تعزیت یعنی ماتم پرسی
اور صحابہ لوگون نے سنی ایک آواز کو ایک جانب سی گھر کے کہ سلام تم لوگون پہ
ای اہلبیت اور رحمت خدا کی اور برکات اُسکی تحقیق کہ اللہ مین ہی صبر ہر مصیبت
پہ اور خلف یعنی بدلا ہی مرنیوالی کا اور عوض ہی ہر فوت شدہ کا پس مضبوط
پکڑو خدا کو اور اُس سے امید رکھو اور درحقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہی

اگر جو تو آپ صاحب ... سے محروم ہو تب کہا حضرت علی نے کہ آیا پوچھتی ہو تم لوگ کہ یہہ
کون شخص ہو اور یہہ خبر ہو روایت کی اسکو بیہقی نے کتاب دلائل النبوہ مین

حدیث نمبر ۸ اعن عائشة قالت ماترك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دينارا ولا درهما ولا شاة ولا بعيرا ولا اوصى بشىء رواه مسلم

ترجمہ اور روایت ہو عائشہ سے کہا اوسنے کہ نہین چھوڑا حضرت رسول نے کوئی دینار طلا کا اور نہ کوئی درہم چاندی کا اور نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ اور نہین وصیت کی بہ نسبت کسی چیز کے روایت کی اسکو مسلم نے فقط۔ شاہ صاحب نے جو اس حدیث کی شرح مین ذکر باغ فدک وغیرہ کا کیا ہو سو تحقیق اس باغ فدک کی کسی فصل آیندہ مین بعد فصل تحقیق حال خلافت کی کیجاے

حدیث نمبر ۹ وعن عمرو بن الحارث اخى جويرية قال ماترك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عند موته دينارا ولا درهما ولا عبدا ولا امة ولا شيئا الا بغلة البيضاء ولا سلاحه وارضا جعلها صدقة رواه البخاري

ترجمہ اور روایت ہو عمر ابن الحارث برادر جویریہ زوجہ رسول خدا سے کہا اسنے کہ نہین چھوڑا رسول خدا نے وقت اپنی موت کے کوئی نہ دینار اور نہ کوئی درہم اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی اور نہین کوئی چیز سوای اشتر سفید اپنی موسوم بہ دلدل کے اور سوای ایک قطعہ زمین کے کہ جسکو وقف وصدقہ کیا تھا روایت کی اسکو بخاری نے۔

حدیث نمبر ۱۰ وعن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تقتسم ورثتى دينارا ما تركت بعد نفقة نسائى ومؤنة عاملى فهو صدقة متفق عليه ترجمہ اور روایت ہو ابوہریرہ سے

کہا اُسنے کہ تحقیق کہ رسولخدا نے کہا کہ وارثان میرے با خود نا تقسیم نہین کرینگے ایک دینا تک اسواسطے کہ جو کچھ ہم چھوڑ دین بعد نفقہ زوجات اپنی اور خرج اجرت عامل اپنی سو وہ باقی ایک صدقہ ہی متفق علیہ۔

حدیث نمبر ۲۱ وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابوبکر سے کہا اُسنے کہ کہا حضرت رسول نے کہ ہماری مال مین وراثت نہین ہی اسواسطے کہ جو چیز ہمنے چھوڑی وہ صدقہ ہی۔

حدیث نمبر ۲۲ وعن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیہا قبلہا فجعلہ لہا فرطا وسلفا بین یدیہا واذا اراد ھلکۃ امۃ عذبہا ونبیہا حی فاھلکہا وھو ینظر فاقر عینیہ ھلکتہا حین کذبوہ وعصوا امرہ رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہی ابوموسی اشعری سے حضرت نبی سے کہ کہا حضرت رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ جب ارادہ کرتا ہی رحمت کرنیکو کسی امت کی اپنی بندون سے تو قبض روح کرتا ہی نبی کا اُس امت کی قبل اُس امت کی اور بناتا ہی اس نبی کو پیش رو اور سلف واسطے اُس امت کی اور جب ارادہ کرتا ہی وہ اللہ ہلاکت کو کسی امت کے تو عذاب کرتا ہی اس امت پر درحالیکہ نبی اسکا زندہ رہی پس ہلاک کرتا ہی اس امت کو اور وہ ہی دیکھ رہا ہی اس بات کو اور ٹھنڈک دیتا ہی اُسکی آنکھون کو بوجہ ہلاکت اُس امت کی درحالیکہ اس امت نے جھوٹھلایا اُس نبی کو اور سرکشی کی اُسکی روایت کی اسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۲۳ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لیاتین علی احدکم یوم

ولا یراني فویعرون یراني احب الیہ من اهله وماله معهم رواه مسلم

ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہا اُسنی کہ حضرت رسول نی کہ قسم اُس شخص کی کہ جسکے ہاتھ مین جان محمد کی ہی کہ ہر آئینہ آئیگا اوپر کوئی تم لوگونکی ایک دن کہ نہین دیکھیگا وہ مجھکو اور بعد اُسکی یہ ہوگا کہ ہر آئینہ دیکھنا میرا اُسکو محبوب تر ہوگا اپنی اہل وعیال اور اپنی مال سی ساتھ اُن اہل وعیال کے روایت کی اسکو مسلم نی فقط

اس عرصہ مین ایک خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب منا شیعے مذہب و مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین کا پہونچا کہ نقل کیا جانا اُس خط کا اس جگہ پر ضرور ہوا۔

نقل خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مذکور الیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والمنہ کہ کتاب بے حد تحقیق بمشرب سنی تالیف لطیف عمدۃ الفضلاء و زبدۃ الکملاء جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر کی بنظر دقیق دیکھی سبحان اللہ باین ایجاز و سلاست کتاب حاوی مہمات عظمی کی فریدہ وحید عصر ہی نیز داہل حق باعث فرح و نیز مریض متعصب ایارج ہی حق یہ ہی کہ اگر آبحیات تصور کرین تو سزا وار ہی مردمان بیخبران و کم مایہ کے لئے کحل الجواہر ہی شعر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حقیقت اللہ عقیدہ مرضیہ سنیہ کی ثابت کرنیوالی اور مذاق صوفیہ صافیہ اہل عرفان کی سیدھا سیدھی جانتی قتہ مکرر ہی یہ قدیم طریقہ اسلامیہ کی بتلانیوالی ہی مثل ثعلبی و حاکم و سیوطی و شہرستانی و ابن العربی و خطیب خوارزمی و ابی نعیم اصبہانی و بیہقی و دارقطنی و ابن جوزی و سبکی و ذہبی و احمد حنبلی و بلاذری و شیخ شہاب وردی و محب طبری و یافعی و سید نفری و عسکری و طبرانی و دیلمی و سمعانی و احمد مالکی وغیرہم کے قدم بقدم ہمیشہ سلسلہ اسلاف ہی مگر صد افسوس کہ حق گو و اہل انصاف ہدف سہام تہمت ہی

حتی کہ امام نسائی نے شربت شہادت نوش کیا بغض و عناد شامیان محک امتحان
بنی اسرائیل و مومنین اخیار استمرار اہی مین شیعہ کو ہن بات مین کوئی مداخلت نہین
مگر بیزار شاکر کرتا ہون کہ اگرچہ ارباب تحقیق اسطرحکی جا بجا موجود ہوتی صراط مستقیم کو
ایک کر دیتی اس اطراف مین جسقدر پلہ درجہ کا نصب خروج و غضب با طمطراق ہی
ویسا ہی اس کتاب مبارک نے اسافل حضیض تک پہونچایا مجدد ہدایت تازہ
عوام کالانعام گمگشتگان مسلمین ظاہر یکو استحکام بخشا وہ کون مسلمان لایعقل و سفیہ
ہوگا کہ مواعظ حسنہ شرایع الٓہیہ پر زبان ثقیل و ناملائم کہولی جہالت کی ترقی اور
علم دین کی تنزلی ہی عام و خاص مسلمین مثل یہود و نصاری کے تابع نفس امارہ و ہوای
دنیای دنی گرفتار ہین جس سے اپنی قوم کی اصلاح نہین ہوسکتی اُنکو فخر و شکر کرنا تہا وہ نفاق
دوست و دشمن ایتلاف اُنکو سرمایہ اتحاد ایمانیہ سی کیا سروکار عز و جل سائر اہل قبلہ پر رحم کرے
اور برکت سی اس کتاب مبارک کے اسلام حقیقی کو روز بروز منور کری ۔ العبد سید احمد حسین عظیم آبادی

غزل عربی از مولف این کتاب مع ترجمہ

اذا امطر العطایا فاشکروها
جب کہ بارش کری عطاہای الٓہی پس شکر کرو اُسکا
وان نزل البلایا فاصبروها
اور اگر اوترین بلائین پس صبر کرو اُسپر

وان کنتم لایدی اللہ مشتاق
اور اگر ہو تم واسطی دستہای خدا کی مشتاق
علی یدہ فاستمسکوها
علی ہاتھ اُس خدا کا ہی پس مضبوط پکڑ اُس ہاتہ کو

علی رحمۃ اللہ علینا
علی رحمت خدا کی ہی اوپر ہم لوگون کے
الی یوم القیمۃ فاذکروها
روز قیامت تک پس یاد کرو اُس رحمت کو

عدو المرتضی فی النار لاریب
دشمن مرتضی کا ۔ نار مین ہے بیشک
عداوتہ لافۃ فاحذروها
عداوت اُسکی ہر آئینہ ایک آفت ہے

ولو كان الوصية بعد خم — بغير حاجة ان يكتبوها

اور اگر یہ ہو وصیت بعد خم غدیر کے — بغیر حاجت اس بات کی لکھیں وہی لوگ اسکو

ولكن الرسول شاء تحديدا — فكان اوجب ان يفهموها

اور لیکن رسول نے چاہا تحریر کرنا — پس تھا واجب یہ کہ سمجھیں وہی لوگ اس حدیث کو

... عبده العاصي لا زاد — وسوء حاليه فليغفروها

علی بندہ عاصی اسکا ہر آئینہ آزاد ہے — اور بدحالت کی اسکی چاہیے کہ معاف کریں اُس حالت کو

غزل دیگر عربی از مولف این کتاب

علے شافعنا اذ عصينا — به نحن اقتدينا فاهتدينا

علی شفاعت کرنیوالی ہم لوگونکی ہیں جب عصیان کرینگے ہم لوگ — ساتھ اُس علیکی ہم لوگوں نے اقتدا کی تو ہدایت پائی ہم لوگوں نے

له فضل علے كل الصحابه — كفضل الشمس اذ طلعت علينا

اُس علی کو فضیلت ہے کل صحابہ پہ — مثل فضیلت آفتاب کے جبکہ طالع ہو وہ آفتاب ہم لوگوں پہ

واعطى ربه سهم لسانی — وحق ما رمينا اذ رمينا

اور عطا کیا رب نے اُس علیکی تیر میرا زبان کو میری — اور حق ہوا قول ما رمینا اذ رمینا کا یعنی نہیں تیر لگایا ہم نے جبکہ تیر لگایا ہم نے اور یہ اشارہ ہے طرف آیت ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے

فاعداء علے كانوا مخذولا — بسهمي من لسانی قد كفينا

پس دشمنان علی کے مخذول ہوئے — ساتھ تیر اپنی زبان کی تحقیق کہ کفایت کیا ہم نے

علے شانه حلال المشكل — فحاجتنا به انا قضينا

علی شان اُسکی حلال مشکل ہے — پس بذریعہ اُسکی ہم نے اپنی حاجت کو انجام کیا

وامنا علے باب حكمت — لهذا الحكمة حقا لدينا

اور ایمان لائے ہم دروازہ حکمت کا ہے — اسواسطے حکمت ازروی حق ...

مقام کان محمود الا زاد ۔ یجب المرتضی بشری الینا

ایک مقام جو محمود تھا آزاد کی واسطی ہے ۔ جو کہ دوست رکھتا ہے مرتضیٰ کو ایک خوشخبری ہے بطرف ہمارے

غزل فارسی از مولف مذکور

مئی خمہ تشدید و جام امروز ۔ بجہت دارم ہنم با کام امروز
علی اعلم با فہمی کہ بود است ۔ بجا مولای خاص و عام امروز
چہ عمر رفتہ ات ضائع ہمہ شد ۔ بکن اصلاح نیک انجام امروز
مبادا روز فردا را نیابے ۔ بجہد خود بشو خوشنام امروز
ہزاران نامور را دفن کردند ۔ کہ ہستند در زمین گمنام امروز
امید دید را تا در رسیدم ۔ چہ باشد گر رسے تا بام امروز
تو آزادی بری از فکر فردا ۔ بشو آمادۂ پیغام امروز

غزل دیگر فارسی از مولف مذکور

علی مولاے من تقریر کردند ۔ ز عشق او مرا تخمیر کردند
درین عرصہ کہ تصویر نبیؐ را ۔ بیابی دیدش تسخیر کردند
فرستادم درودش ال را ہم ۔ کہ حب آل را توقیر کردند
علی را دوست دارم از دل و جان ۔ نجاتم را ہمین تدبیر کردند
علی اعلے کہ او عیسی صفات است ۔ چہ خوش وصفے مرا تقریر کردند
احادیثے کہ در شان صحابہ ۔ براے کسر او تزویر کردند
سراسر لغو دیدم محض موضوع ۔ چہ در نقص علے تقصیر کردند
علی داماد و ابن عم وصی ہست ۔ اگرچہ سد آن تحریر کردند
کنون آزاد بودن غیر ممکن ۔ کہ بندہ را بپا زنجیر کردند

فصل ۸۳ حال خلافت کا اس فصل مین اور چند فصلهای آینده مین بیان کیا جاتا ہے سو بطور تقریر الزامی کی یہ بات کہی جا سکتی ہو کہ حسب اصول سنیونکی خلافت یزید کی بہت اعلی درجہ کی ہو کہ اس خلافت مین تینون شرائط خلافت کی یعنی استخلاف و اجماع و غلبہ مجتمع ہین استخلاف باین اعتبار کہ حضرت معاویہ اُسکی باپنے جو کہ خلافت کو از روی مصالحہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی پایا تہا یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ اپنا بنایا اور اجماع و غلبہ تو بملاحظہ بیعت و جمعیت شامیان وغیرہم کی خود ظاہر ہو پس سنیان جو حدیث خلافت دوازدہ گانہ منہ۔ فصل ۵۰ رسالہ ہذا کو جو حضرت ابو بکر سی شروع کرکے اور معاویہ و یزید کو بہی خلیفہ قرار دیکر کی ولید ابن عبد الملک تک پہونچاتی ہین سو یہ امر بتقاضای خود انکی اصول کی ہو اور یہی وجہ ہو کہ شاہ صاحب نی بہی اس حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی شرح مین ایک سلسلہ بہی خلفای دوازدہ گانہ کا لکہا ہو کہ اس تاویل سی یزید بہی ایک خلیفہ شاہ صاحب موصوف کا ہوتا ہو اور اگر یہ تاویل درست ہو تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہی بالای طاق ہو جاتی ہو کہ یہ لڑائی کربلا کی بطور بغاوت مقابلہ مین ایک خلیفہ بر وقت کی لازم آتی ہو اور مضمون اس شعر کا بہت موافق حال سنیونکی ہو جاتا ہے شعر

محشر مین یہ صدا ہو سدا شور و شین کو ؛ ایسا نہو کہ منکر ین شہادت حسین کی

غرض خلافت ابو بکر کی اس تقریر الزامی سی بمقابلہ خلافت یزید کی بہت کم درجہ کی ثابت ہوتی ہو اسواسطی کہ تنصیص اس خلافت کی از روی استخلاف حضرت رسول کے کچھ ثابت نہین ہو اور خود شاہ صاحب بہی اس بات کو قبول کرتی ہین باقی رہا اجماع و غلبہ سو صرف ایک امر غلبہ کا بیشک ہو کہ حضرت ابو بکر کو بحمایت حضرت عمر کے البتہ غلبہ ہوا مگر اجماع تو بوضع صحیح کی کچھ ثابت نہین ہو اور ہمنی چاہا کہ حال خلافت ابو بکر کو کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ سی تحریر کرین مگر کچھ حال خلافت حضرت ابو بکر کا ان کتابون سی پایا نہین گیا اور ناچار بطرف کتب تاریخ کی رجوع کرنا پڑا سو جاننا چاہیے

اس فصل مین ہم کچھ حال کتاب روضۃ الصفا سی لکھا چاہتی ہین کہ مولف اس کتاب کا ملا محمد
ابن خاوند شاہ ایک بہت بڑا عالم اور سنی مشرب کا ہی کہ جسنی انواع تاریخ عربی و فارسی
امام محمد ابن اسحاق اول مورخ احادیثی وبہقی واصمعی وغیرہ سی یہ کتاب تاریخ کی لکھی اور بہت
راست راست طور پر سب حال لکھتا ہی اور سنی لوگ اگر اس شخص کو الزام شیعی ہونیکا دیتی ہیں تو یہ بات
موافق اسی معمولی قاعدہ کی ہی کہ جو شخص ذرا کچھ بھی بطرف حضرت علی کے بولا تو جھٹ ہی وہ
شخص شیعی قرار پاتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ سنیان تمام شاعران و اہل تصوف ورہ ورخلیفہ سے
ناراض ہین اور کوئی کتاب تاریخ حبیب السیر وغیرہ کی ایسی نہین ہی کہ جس سے سنیان راضی ہون
اور یہ ہم نہین چاہتی ہین کہ کوئی بات انکی بمیلان تاریخ کی تحریر کیجائی حالانکہ تاریخ ایک فن شریف
ایسا ہی کہ جس سے حال نیک و بد سب فرقون کا تحقیق کیا جا سکتا ہی اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتی ہین کہ ابوسفیان نی حضرت علی کو بوقت خلیفہ بنائیجانے حضرت ابوبکر کے کہا کہ اگر کہو تو
ہم وادی عرب کو سواران و پیادہ سی بھر دین اور اسکی جواب مین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام
جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھی اور اب بھی تم وہی بات فتنہ انگیزی کی کرتے ہو سو ہم ابوبکر کو
شائستہ اس خلافت کا جانتی ہین پس اس تحریر سی صاف ظاہر ہی کہ صاحب روضۃ الصفا ہرگز
شیعی نہین تھے اسواسطی کہ اگر شیعی ہوتی تو یہ قول حضرت علی کا کہ ہم حضرت ابوبکر کو شائستہ
اس امر خلافت کا جانتی ہین کسواسطی اپنی کتاب روضۃ الصفا مین نقل کرتے - اور صاحب
روضۃ الصفا سنی ہون یا شیعی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ اس امر کو خیال کرنا چاہیی کہ تحریرات
تاریخی انکی ازروی حدیث وسیر کے درست ہین یا نہین بہر حال جلد دوم روضۃ الصفا مین
خلاصہ حال خلافت حضرت ابوبکر و بیعت حضرت علی کا حسب رای اینجانب کی حسب ذیل مرقوم

روضۃ الصفا - بعد انتقال حضرت رسول خدا کے اشراف انصار مقام

سقیفہ - رہ مین مجتمع ہوکر کے چاہتی تھی کہ سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنادوین

ابوبکر و عمر یہ بات سنکر کے بطرف سقیفہ بنی ساعدہ کی گئی اور ابوعبیدہ جراح بھی اونکی
پیچھے گئے اور ایک مجلس مین ابو الھیثم بن التیھان نی چند بیت پڑھکر کے کہا کہ بہ نظر
اصلاح و استحکام دین اسلام کی ضرور ہہ کہ علی مرتضی یا ابوبکر صدیق خلیفہ ہون و
خزیمہ ابن ثابت نی اہل مدینہ کو ترغیب دی کہ خلافت کسی شخص کو انصار مین سی ہو اور
سب اہل مدینہ اوپر خلافت سعد بن عبادہ کی راضی ہوے اور اسید ابن حضیر
کی رای ہوئی کہ کوئی شخص مہاجرین مین سی خلیفہ ہو اور عویم ابن ساعدہ نی
تائید اس رای کی کی اور ابوبکر کی سوال و جواب مین ایک شخص نے انصار مین سے
کہا کہ منا امیر و منکم امیر اور ابوبکر نے کہا کہ امارت درمیان ہملوگ اہل قریش کے
اور وزارت درمیان انصار کی رہی اور معن ابن عدی نے کہا کہ تم قریش لوگ
معزز و محترم تر ہو اور حضرت عمر نی حدیث الائمۃ من قریش ولا تکون ھذا
الامر الا فیھم کو پڑہا یعنی امامت سوای قریش کی دوسری کو نہین ہو سکتی
اور بشیر ابن سعد نی کہا کہ ہمنی یہ حدیث پیغمبر خدا سی سُنی ہی ابوبکر نے کہا کہ مصلحت یہ ہی کہ
عمر ابن الخطاب یا ابوعبیدہ پر بیعت خلافت کی کیجای مگر وہ لوگ اوپر خلافت ابوبکر کے
راضی ہوی اور اول بشیر ابن سعد نی بیعت کی اور بعضون نی روایت کی کہ حضرت
عمر نے اول بیعت کی اور بعض لوگ کہتی ہین کہ اول بیعت عباد ابن بشیر کے ہوی
اور حباب ابن المنذر نی بشیر ابن سعد کو کہا کہ تو نی حسد سی حق سعد ابن عبادہ کا ضائع
کیا اور آخر حباب دست بقبضہ شمشیر ہوا اور اُسنی کہا کہ اولاد انصار کی اوپر دروازہ
مہاجرین کیواسطی پانی کے گھڑی ہوگی اور اُنکو پانی نہین ملیگا مگر آخرکار حضرت ابوبکر نے ہاتھ پکڑ کے
سی حباب چپکا رہگیا غرض خلافت حضرت ابوبکر پر قرار پائی اور اُس روز خواص نے
بیعت کی اور روز دوم اُسکی حضرت ابوبکر نے منبر پر خطبہ پڑہا اور بیعت عام ہوئے

رائی اینجانب صاحب تحفہ الصفائی تمام یہ قصہ اسطرحپر تفصیلوار بتائید خلافت ابوبکر کے لکھا ہی کہ ہرگز کوئی عالم شیعی نہین لکھتا اور ان سب حالات سی ظاہر کہ احادیث دفعمی حضرت عائشہ کی جو کچھ واسطی استحکام و استقرار خلافت حضرت ابوبکر کے مفید ہوی ہون مگر در اصل خلافت ابوبکر کی بہ بنیاد مصلحت وقت اور مزاج ملائم اور دانشمند و پیرانہ سالی حضرت ابوبکر کے قائم ہوئی ورنہ اجازت امامت نماز ابوبکر اور دیگر احادیث موضوع کو اصل انعقاد خلافت مین کچھ دخل نہین ہی اور اسی طرحپر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور دیگر بسیاری احادیث و آیات قرآنی نسبت امیر علیہ السلام بوقت انعقاد خلافت ابوبکر کے خارج از بحث تہی بلکہ دعوی انصار کا یہ تہا کہ اہل مدینہ نی حمایت و تائید و پناہ دہی حضرت رسول کی کی ہی اور یہ خلافت ابوبکر کی جسطرحپر کہ قائم ہوئی سو اسمین کچھ لحاظ افضلیت ذاتی کسی شخص کا نہین تہا بلکہ ہر شخص کو اپنی اپنی مصلحت مد نظر تہی اور یہ فکر صرف علمائی اہلسنت کی ہی کہ ترتیب اتفاقی خلافت کو دلیل ترتیب فضیلت ذاتی ہر شخص کو قرار دیتی ہین اور اسمقام مین ہمکو اہل تشیع سی یہ اختلاف ہی کہ وی لوگ حضرت ابوبکر کو ایک شخص غاصب حق خلافت کا قرار دیتی ہین سو ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ کوئی تدبیر ظاہری خلافت لینی کی از طرف حضرت ابوبکر کے نہین ہوئی بلکہ بات اسقدر ہی کہ لوگون نے اپنا گون بیگون سمجھ بوجھ کر کے انکو خلیفہ بنا دیا اور حضرت ابوبکر نے جو خلافت کو قبول کر لیا سو اُس سی دفع شر یہی ہوا کہ انصار دوسرے فکر مین تھے اور جو حال کہ مہاجرین اور انصار کا اُسوقت تہا سو اُس سی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ وی لوگ ہرگز حضرت علی ایک ہاشمی شخص اور ابن عم رسول اور زوج بتول کو خلیفہ قبول نہین کر سکتی تھے کہ اگر ایسا کرتے تو سرداری اُسی خاندان رسول مین رہتی اور نئی بات کیا ہوئی غرض کچھ شک نہین ہی کہ حضرت رسول نے جو بند و بست کیہ واسطی جانشینی حضرت علی اور بقای عزت اپنے خاندان

کی کیا تھا سو وہ بعد و بست بالکل محو و معدوم کر دیا گیا مگر اصل عزت جو خدا نی از روی
اوصاف ذاتی کے حضرت علی کو دی تھی سو وہ عزت کہان جا سکتی ہو کہ اس عزت کی
مقابلہ مین خلافت ظاہری یعنی بادشاہت کی کیا حقیقت ہو اور راقم حروف کو خلافت
حضرت ابوبکر سی کچھ ملال نہین ہو اسواسطی کہ یہ خلافت بتجویز فضائل ذاتی کی نہین تھی
بلکہ صرف مصلحت وقت مدنظر تھی اور کیا شک ہو کہ حضرت امام شافعی و مولانا جلال الدین
رومی وغیرہ کو اعتقاد نسبت حضرت امیر علیہ السلام کی یہانتک تھا کہ حضرت علی خود خدا
یا نبوت میں شریک نبی کی تھی اور ہم سمجھتی ہین کہ یہ کوئی گمان بیوجہ نہین تھا اور اصل حال
یہ ہو کہ حضرت علی کو کچھ صلاحیت ریاست ظاہری و بنیاد ارانی کی نہین تھی اور رای
مسٹر گبن مورخ دہریہ کی بہت درست معلوم ہوتی ہو کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتے
تو دین اسلام عرب کا تھوڑی روز مین عرب ہی مین ختم ہو جاتا اور ہمارا خیال یہ ہو کہ
ساتھ حضرت مسیح و حضرت علی نمونہ مسیح کی بہلے بہت اعتقاد ہو مگر ان دونون مردان خدا کے
رای کا مستر دنیا سی برکنار تھی اور حال یہ ہو کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جگہ جگہ مجلسین شورہ
خلافت کی قائم ہوئین اور بعد بہت چنان و چنین کی خلافت حضرت ابوبکر سہ دو روز
مین قائم ہوئی مگر لاش رسولخدا کی گھر مین پڑی تھی اور آخر وہی حضرت علی جو اپنی جگہ تھی کام آئے
کہ کفن و دفن تک کچھ التفات بطرف اس بات کی نہین کیا کہ زید و بکر کیا کیا بند و بست اپنا
کر رہی ہین اور یہ وفاداری و حیا و مروت حضرت علی کی تمامتر وہم و فہم سی باہر ہو اور ہم
یہ کہینگے کہ جب آپ ایسی ہین تب آپ ایسی ہین — روضۃ الصفا — بروز دوم خلافت کے
ابوبکر کی مجلس مین حضرت علی حاضر کیئے گئے اور حضرت علی نے سبب طلب ہونیکا استفسار
کیا تو حضرت عمر نی کہا کہ بیعت ابوبکر کی مثل سائر صحابہ کی کرو حضرت علی نی جواب دیا کہ تم
لوگون نی توسل قرابت رسولخدا کا پیش کرکی انصار کو تسکین دی تو اب خدا سی ڈرو کہ قرابت مین

زیب تر رسول سی کون شخص ہی اور جب انصار سی انصاف پایا تو وہی انصاف ہمکو دو عمر نے
کہا کہ جب تک تم بیعت نہین کروگی تب تک تم کو ہم نہین چھوڑینگی تب حضرت علی نی کہا کہ
ہم اس بات سی کب ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق سی اپنی ہم باز نہین رہینگے
رای انجانب حضرت علی کا طور مزاج یہ تہا کہ سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ کیطرف
واسطی استفسار حال خلافت کی بہی نہین گئی بلکہ جب خلافت ابوبکر کی قائم ہوچکی تو واسطی
بیعت کرنیکی طلب کی گئی اور حضرت علی نی جو دلیل قرابت قریبہ ہونیکی پیش کی تو اُسکا جواب کچھ
نہین دیا گیا اور نہ جواب اس بات کا ابتک بن سکتا ہی اور یہ جواب کسقدر وحشیانہ ہی کہ بغیر
بیعت کرنیکے تم نہین جانی پاؤگی سبحان اللہ کیا آپ کا اجماع ہی کہ مشورہ ندارد صرف بزدستی
اور بجای ماتم پرسی کے یہ دہمکی اور کسقدر یہ دہمکی بیہودہ تہی آنحضرت علی زور بازو مین سو
اور ہزار پر غالب اور غالب علی کل غالب تہے اور تائید ایزدی کا یہ حال تہا کہ حضرت علی کی نماز
عصر کیواسطی رجعت آفتاب کی ہوئی تو اگر فی الحقیقت انکو خواہش خلافت کی ہوتی تو تمام
مخالفین ایکبارگی زیر و زبر ہوجاتی مگر بات یہ ہی کہ طلب حق اپنا بطور ادای حق شرعی کے
کردیا اور چپکی بیٹہ رہی اور خیال کرلیا کہ ابوبکر سی انجام امور خلافت ظاہریکا بخوبی ہوگا
اور اسی بنیاد پر ابوسفیان کو جواب دیا کہ فتنہ انگیزی مت کرو اور ہم ابوبکر کو شایستہ اس
کام کا جانتی ہین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوبکر نے بخوبی تمام انجام خلافت ظاہری
اور اجرای دین اسلام کا کیا اور باغ فدک کا جو قصہ حضرت ابوبکر کے وقت مین ہوا اسوا اسکی
جگہ پر اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ بات رہجائیگی بیان وقت نکل جائیگا - روضۃ الصفا
ابوعبیدہ جراح نی حضرت علی کو کہا کہ ای ابوالحسن فضیلت اور سبقت اسلام تیری سب
لوگون پر روشن ہی اور تو البتہ مستحق اس خلافت کا ہی بلکہ اس سی بہی زیادہ تر کا ہی مگر بزرگان
اصحاب رسول نی خلافت ابوبکر پر اتفاق کیا تو اب مخالفت مت کرو حضرت علی نی جواب دیا

کہ تم امین امت ہو اور اپنی حال پر نظر کرو عداوت صدق کی مت کرو خداوند تعالی نی جو عزت
کہ خاندان نبوت کو دی سوا ایسا کام نہ کرو کہ یہ عزت دوسری خاندان مین جاوے اور قرآن ہمارے
گہر مین نازل ہوا اور ہم لوگ معدن علم دین اور سنت ہای رسول کی ہین اور اوضاع شریعت
و مصالح ملت کو ہم لوگ دوسرونسی بہتر جانتی ہین اور اپنی خواہش طبیعت پر کام مت کرو کہ
اسمین تمکو نقصان ہوگا رای راقم یہ فہمایش ابو عبیدہ کی صرف بطور تسکین تہی اور نظر
استحکام خلافت ابو بکر کے معلوم ہوتی ہی کہ اگر یہ بات صدق دل سی ہوتی تو بوقت مشورہ
بیعت خلافت ابو بکر کے کچھ انتظار مشورہ حضرت علی کا بہی کیا جاتا۔ روضۃ الصفا۔
بشیر ابن سعد نی کہا کہ قسم بخدا اگر تمہاری بات قبل عقد بیعت ابو بکر کے سنی جاتی تو یہہ
احتمال تہا کہ وہ صحابی بہی مخالفت تمسی نہین کرتے مگر جب تم گہر مین بیٹہہ رہی تو سب لوگونکو تصور
ہوا کہ تمکو میل طرف حکومت و ریاست کے نہین ہی تو بنظر توہم اختلال دین اسلام کی بیعت ابو بکر
کی ہوئی اور حضرت علی نی جواب دیا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ہم لاش حضرت رسول کو گہر مین
چہوڑ کر کے اور انکی کفن دفن کو ایک امر مختصر سمجہہ کر کے بطرف طلب ریاست و حکومت کی دوڑتے
اور حضرت ابو بکر نے کہا کہ اگر ہمکو معلوم رہتا کہ تم نا منظور کرو گی تو ہم یہ خلافت قبول نہین کرتے اور اگر
تم فی الحال بیعت نہین کرتے ہو تو تمپر کچھ تکلیف بیعت کی نہین ہی رای راقم ان سب تقریرات
ابو عبیدہ و بشیر ابن سعد و ابو بکر سے ظاہر ہی کہ خلافت مین استحقاق حضرت علی کی کچھ گفتگو کسی
شخص سے بن نہین پڑی اور اجماع تو صاف باقرار ان لوگونکی بطرف حضرت علی کی ہوا اور اجماع
بیعت حضرت ابو بکر کا تو صرف بطور الماخوچی کے معلوم ہوتا ہی۔ روضۃ الصفا۔ بعضون
نی کہا ہی کہ حضرت علی نی بعد چالیس روز کی بیعت ابو بکر کی کی اور بعضونکی رای ہی کہ بعد انتقال سیدہ
فاطمہ علیہا السلام کی بیعت کی اور بعضونکی نزدیک یہ ہی کہ بعد چہہ مہینے کے بیعت کی رای اینجانب
درحقیقت بعد انتقال حضرت فاطمہ کے بیعت حضرت ابو بکر کے حضرت علی نے تعمیل کی جو کہ

علی کے آگر کے جھنڈا گاڑ دیا اور کہا کہ ہم کسی دوسری کے ساتھ سوا انہی صاحبون کی بیعت
نہین کرسکتی ہین اور آخر سبب یہ جنگ جمل و صفین مین ساتھ حضرت علی کے تھی راقم
بریدہ بھی ایک اجلہ صحابہ مین تھی جنہ بیعت ابوبکر مین اختلاف کیا پھر جا پہونچا تو جو حضرت
علی نے بیعت حضرت ابوبکر کی کر لی تو اب ہمکو اسمین کچھ چون و چرا کرنا منظور نہین ہی اور
مورخان اہلسنت کی جو اکثر ہی ہین کہ حضرت علی نے بوجہ دلشکستگی انتقال فاطمہ اور نہین ہوتی
مہاجران و انصار کی بیعت ابوبکر کی کر لی سو یہ بات ہماری نزدیک بھی درست ہی مگر چونکہ
ہمکو تقلید حضرت علی کی ہر قول و فعل مین منظور ہی تو ہمکو بھی حضرت ابوبکر کی خلافت مین
گو کسی جہت سے ہو کچھ عذر کرنا نہین پہونچتا ہی کہ تقیہ کو نسبت حضرت علی کی ہم ایذا نہین کہتی ہین

غزل عربی از مولف این کتاب

طالب الدنیا لفی کرب الیم	آخر النعمة لما حمیم
طالب دنیا کا ہر اندیشہ کرب و ناکی مین ہے	آخر آسائش کا اسکو آب گرم ہے
انتی منتی ترحم یا علی	یا علی انت علی خلق عظیم
تجھی سی ہی میری یہ آرزو کہ رحم کر تو یا علی	ای علی تو ہی خلق عظیم پر
ما مرادی غیر حب المرتضی	دال من والی حدیث من کریم
نہین کوئی مراد میری سوای حب علی کے	دال ہین والی حدیث ہی ایک کریم سے

یہ اشارہ ہی طرف ایک حدیث حضرت رسول کریم کی جو بروز خم غدیر کی فرمایا من کنت
مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ
یعنی جسکے ہم مولا ہین سو علی اسکا مولا ہی ای بارخدایا دوست رکھ تو اسکو جو دوست
رکھی اسکو اور عداوت رکھ تو اس سے جو عداوت کھی اس علی سے

حربہ حرب الرسول فی الحدیث	کیف من عاداہ فی حال سقیم

لڑائی اس علی کی لڑائی ہی رسول کی حدیث مین کس طرح سی یہ شخص جو عداوت کری اس علی سی حال سقیم مین ہی

وارکان از سواد و بیاض آن نور ایمان و سکینه و اطمینان یافته در تشکر این هدیهٔ جمیله
و عطیهٔ جزیله کدام حرف به زبان آرم و چسان لوازم سپاس بگذارم غیر از اینکه بترانهٔ دعا
سر بیان شنوم و خود را وقف این وظیفه کنم أدام الله فیضکم و ابقاکم ـ
این نسخهٔ تشکر روحانی که حقیقة نسخهٔ شفا و نجات برای دفع اسقام و اعلال نفسانیه
ارباب ضلالات و جهالات است همه را دیدم و نوش نوش از مشروبات صافیه عذبیه
آن چشیدم و مذاق جان را بآن تازه کردم و سرمایهٔ فیض جاودانی خود شمردم و بقدر حوصلهٔ
ناقص خود اذعان کلی بهم رسانیدم که هر انچه در تحقیق و تدقیق مسئله فضیلت حضرات اهلبیت
عظام از خصائص و ذاتیات و مناقب و صفات حضرات طیبات علیهم التسلیمات از روی
آیات و احادیث و واقعات حقه تحریر فرموده و بر آن حکم و رای صواب پیرای خود افزوده اند
حق اینکه این فیصله ثالثی است که بکمال عدل و نصفت و بی شائبه روی و رعایت نموده
و زنگ شبهات اهل هوا از روی مراة عقائد بیضا زدوده اند همه صحیح و استوار و پیش
اولی الابصار ثابت و برقرار است خوشا مقبلی که دیدهٔ حسن قبول بران کشاید و بدان راه برے
گرازان رو بقفا گراید ذلک الکتاب لا ریب فیه لا یشک فیه الا معاند او سفیه
و پیش چشمی باید تا به بیند و دلی شاید تا حق گزیند ورنه حساد و معاندین و باغین و طاغین را
حسابی نیست و با ایشان خطابی نه که زکام ابوجهل دارند و بدست شیطان گرفتار اند هرگاه
در حق عم رسول اکرم صلی الله علیه و آله وسلم انک لا تهدی من احببت
وارد شده ما امتیان پیروی کی از تصدی این کار بر می آئیم بقول شخصے **بیت**

آنکس که بقرآن و خبر زو نرهی
آنست جوابش که جوابش ندهی

اگرچه در بعض مقامات ضرورت ایجاز و اختصار رفته است مگر ایجازی که غیر مخل و جامع
جمیع ضروریات این مباحث است و بقول العاقل تکفیه الاشارة ـ برای ذوی البصائر

کافی و وافی است اگر در خانہ کس است حرفی بس است المدعا وصف وشیمۂ آزادی کہ شعرا
و حکمۂ محمود افتادہ و بہرہ ولسان ما آن بصدق عدالت کشیدہ است اندرین ما قل و دل
بوجہ احسن و اجمل و مرتبۂ اتم و اکمل ز ذات مہذب الاخلاق آنجناب جلوہ شہود و نمونہ گرفتہ
و صدای تحسین و آفرین برین طرز و شیوہ گزین از ملاء اعلی مستحسن بہ خواستہ فجزاکم اللہ
خیر الجزاء و رزقکم بطول العز و البقاء و ترقب از فیض حقیقی آلہی کہ متعطشان کئوس و
مشتہیان موائد سعادت خیل خیل از فیض آن مشروب و مرزوق شوند و مذاق روحانی
خود را بحلاوت و عذوبت آن خوش کنند اللہم ادم ابن باقی ایام افاضاتکم طویل عدد کرد لیل
زیادہ بجز تمنی شرف مواصلت چہ نوشتہ آید حررہ الاثم عطا علی از پورتیہ ۱۱- اگست و شعبان
۱۸۷۴ء و ۱۲۹۱ ہجری روز یکشنبہ اس عرصہ میں جناب مرزا کمال الدین صاحب متخلص
بسنجر ایرانی نے جو ایک قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی اور بطرح غزل عربی وغیرہ لکھے
فارسی موافق کتاب ہذا مشترحہ ابتدائی صفحہ لغایت کی بھیجی ہے برائے عنایت
ہماری پاس بھیجا کہ مطلع اول قصیدہ اور ترجمہ ان کا حسب ذیل ہے مطلع اول

اذا المطر العطایا فاشکروها	وان نزل البلایا فاصبروها
می خم غدیر و جام امروز	بکف دارم منم با کام امروز
علی مولاے من تقدیر کردند	ز عشق او مرا تخمیر کردند

سو وہ قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی حسب ذیل ہی اور اسکی ملاحظہ سی معلوم ہوگا
کہ درمیان فارسی ہلوگ ہندوستانی اور صاحبان ایرانی کے کسقدر فرق ہے

قصیدہ عربی

قمر العلا فوق الکواکب لاحا	وازداد ضوءہ منکم وضاحا
ترجمہ علو کا اوپر ستاروں کی ظاہر ہوا	اور بڑھ گئی روشنی تمسی وہ ظاہر ہوا

تلقی البشاشة فی مواہبہ لہ
ملتی ہی خوشی بخشش میں اسکی

واذا تکلم فی مجالس قومہ
اور جب بات کرتی ہی وہ شخص مجلسوں میں قوم اپنی کے

ھذا الذی حاز المحاسن کلہا
یہ وہ شخص ہی جو محیط ہوا خوبیوں کو تمام اون سبھوں کو

ان الملوک تر الخوابد بیجھم
تحقیق کہ بادشاہوں نے شراب خوار کی ساتھ
تعریف کرنے والے اوسکے

انت الذی خصصت من رب العلی
تو وہ شخص ہے کہ خصوص کیا گیا تو رب علی سے

وتواضعا وتورعا وکرامۃ
اور مخصوص کیا گیا تو تواضع و پرہیزگاری
اور بزرگی کو

انت الذی صنفت حد التحقیق
تو وہ شخص ہے کہ جو تصنیف کی تو نی حد تحقیق

یبقیکم اللہ فی محبۃ حیدر
باقی رکھی تمکو واسطے محبت حیدر کی

وادرک کما لا یضام سجیکم
اور پایا تو ایک کمال کو کہ خوف دیا جاتی نہی
نیک خصلت تمہارا

استن علے نظرٍ بہ یا فیہ
سنت کہو تو مجھپر ساتھ ایک نظر اور مہربانی کے

یبدو اخطابالیناً وضاحا
ظاہر ہوتا ہی نزدیک خطاب ہمارے روشن

فکانہ مسک وعنبر فاحا
پس گویا کہ وہ بات مشک اور عنبر ہی زردی کے

یعنی وجیہ الدین بالایضاحا
یعنی وجیہ الدین بسبب واضح کرنیکی

لکنہ ازداد فاق صباحا
لاکن وہ ممدوح زیادہ ہی کہ فایق ہوا صبح پر

بسعادۃ ابدیۃ وفلاحا
ساتھ سعادت ابدی اور فلاح کی

وفصاحۃ وسکینۃ وصلاحا
اور فصاحت اور تسکین اور صلاح کو

فی غایۃ التحقیق والایضاحا
غایت تحقیق اور ایضاح مین

بالسعد طول الدھر والافراحا
ساتھ سعادتمندی کی بقدر طول زمانہ اور
فصل بہار کے

متسکرا من حضرۃ فتاحا
جسکا لہ مین تشکر گذار ہو حضرت فتاح سے
یعنی خدا یا حضرت علی سے

من لحظ سعدک تنعشا الارواحا
گوشہ چشم مبارک سے اپنی جو خوش کرتا ہی روح کو

وا [illegible] سنجر [illegible] | دمر العلا فوق الکواکب لاحا
[illegible] | ترجمہ درجہ عالی کا اوپر ستاروں کی ظاہر ہوا

[illegible] ... موصوف تخلص سنجر ایرانی حال مقیم مبئی

[illegible] امروز | مئی خوردن کنم اقدام امروز
وصی مصطفی سند شوی زہرا | علی آن کاسر اصنام امروز
امیر المومنین حیدر که باشد | امام خلق خاص و عام امروز
[illegible] | بنا کی شرع استحکام امروز
[illegible] حیدر | نبود این قیمت اسلام امروز
الا ای دلبر شیرین شمائل | بیاد بادہ گلفام امروز
مرا روز سفید از [illegible] | بود در دیدہ ہمچون شام امروز
مرا مرغ دل اندر [illegible] | ندارد بی رخش آرام امروز
بیاد اش دعا کش گاہ بیگہ | چہ خورسندم بیک دشنام امروز
چو ما در عشق جانان پا نہادیم | رہا کردیم ننگ و نام امروز
چو دیدارت نہ بینم تا بہ فردا | نہ من خورسندم از پیغام امروز
خوش آن کاندر ہوای وصل جانان | شود اندر جہان گمنام امروز
شود وارستہ از قید علائق | خلاصی جوید از ہر دام امروز
خوش آن آزادہ از اد بختے | کہ با وصل تو جوید کام امروز
چہ گردد گر نگاہے سوی سنجر | کنی با دیدۂ اکرام امروز

غزل دیگر از جناب ممدوح الیہ

[illegible] گبر کردند | مرا با زلف تو زنجیر کردند

سراپا محو دیدارم تو گوئی | مرا از عشق تو تخمیر کردند
گذشتم از بهشت جاودانی | بهشت من ترا تقدیر کردند
زدم دست توسل در ولایت | که نیکان را همین تدبیر کردند
رقیبان را نه زیبد مدح و قدحے | تبرا را همه تزویر کردند
عجب بد فطرت و ناپاک بودند | که اندر حب او تقصیر کردند
علی را کلب درگاهست سنجر | مرا این رتبه بس تخمیر کردند

اور فی الحال ایک سنی صاحب نے اوپر غزل علی مرتضی داری ازین بهتر چه میخواهی مندرجہ فصل ۴۷ صفحہ کے یہ اعتراض کیا کہ اشعار مابعد میں اس غزل کے ردیف ری کی قبل عبارت ازین بهتر چه میخواهی کے چاہیے سو بنظر رفع عذر انکے یہ شعر مابعد مطلع کا حسب فرمایش اونکے درست کر دیا گیا

علی مرتضی داری ازین بهتر چه میخواهی | وصی مصطفی داری ازین بهتر چه میخواهی
محب مرتضی هستی زجام فیض او مستی | بهی هستی زبهداری ازین بهتر چه میخواهی
دلت بر مرتضی مایل شده از خیره و غافل | گذشتی از همه خواری ازین بهتر چه میخواهی
علی باشد ترا رهبر رساند او به پیغمبر | نماید او ترا یاری ازین بهتر چه میخواهی
علی افضل و هم اولی یقین ان از همه اعلی | عدوش بالیقین ناری ازین بهتر چه میخواهی
محب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم | همیشه پیش نظر داری ازین بهتر چه میخواهی
تو آزادی چه آسانی گر گوئی تولا الاشر | علی باشد بدلداری ازین بهتر چه میخواهی

اور چونکہ در فضل خلافت حضرت ابوبکر کی ہی اور سنیون کو اوپر آیت سورہ والفتح محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود بڑا تکیہ ھی کہ اس آیت سی ترتیب خلافت

اربعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوتی ہی کہ لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشداء سی حضرت عمر اور لفظ رحماء سی حضرت عثمان مراد ہین سو واسطی بیان اس آیت کا اس جگہہ پر دوبارہ ضرور ہوا کہ یہ گمان ان لوگونکا صرف براہ مغالطہ کی ہی کہ بیان اس آیت کا فصل ۸۰ مین اس کتاب کی کیا گیا ہی اور اصل معنی آیت کی یہ ہین کہ محمد رسول خدا کی ہین اور جو لوگ کہ ساتھ اُنکی ہین سو کیفیت اُنکی یہ ہی کہ وہ لوگ سخت تر ہین کافرون پر اور رحیم ہین آپس مین اور اپنی رکوع اور سجود مین لگی ہوی ہین اور یہ معنی اُس فصل ۸۰ مین اس بات کو بیان کیا ہی کہ کسی تفسیر سی شان نزول اس آیت کی خاص بحق کسی صحابہ کے نہین ہی بلکہ یہ ایک تصویر اور بیان حال اُس وقت کے مسلمانون کا ہی اور سوای اسکے اگر لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشداء اور رحماء سی حضرت عمر اور حضرت عثمان مراد لئی جائین تو یہ سب الفاظ معہ وغیرہ کے لفظ الذین کی صلہ ہونگی تو پھر الذین مبتدا موصول کی خبر کون چیز ہوگی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تو ایک شخص فی احد تھی سو اُنکی واسطی استعمال صیغہ جمع اشداء اور رحماء کا کیا معنی رکھتا ہی اور اس جگہ پر ایک بات بہت ضروری قابل ذکر کی یہ ہی کہ ہر جگہ پر سنی لوگ محرور المزاج دیکھی جاتی ہین اور جہان ذکر خلافت کا کوئی چھیڑتی تو مارپیٹ کو مستعد ہو جاتی ہین سو ہمنی اس امر مین بہت غور کیا کہ اصل وجہ اس قسم حرارت کی کیا ہی تو ہمکو بعد غور کامل کے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ سنی لوگ دلیل مناظرہ مین بہت ضعیف و مغلوب ہین سو واسطی مکابرہ اور مجادلہ کے سوای اُنکو کیا چارہ ہی اور ظاہر ہی کہ جب بات فریق ثانی کی نہین سونیگی تو امید تمیز حق و باطل کی ایسی لوگونسی بہت کم ہی اور اس کتاب مین بہت باتین مخالف شیعونکی لکھی گئی ہین مگر کسی شیعہ کو لڑتے ہوی ہمسے ہمنے نہین دیکھا

فصل ۸۴

اس فصل مین کچھہ حال خلافت حضرت عمر کا روضۃ الصفا سی معہ رای راقم کی مرقوم

مرقوم ہوتا ہی روضۃ الصفا - ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین بعد انتقال حضرت رسولخدا کے
حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئی سو دو برس تین مہینے خلیفہ رہ کر کے چوتھے مہینے مین جمادی الثانی
سنہ ۱۳ ہجری مین انتقال کیا اور اپنی آخر وقت مین ایک نوشتہ استخلاف حضرت عمر کا لکھوا
کے مسلمانونکی پاس بھجوا دیا اور اپنی بیماری مین اجازت امامت صلوٰۃ جمعہ کی حضرت عمر کو دی اور
سب لوگون نے مان لیا مگر بعض لوگون نی کچھ چون و چرا کیا اور ان مین سی طلحہ [illegible] نی حضرت ابوبکر
کی پاس آکر کے کہا کہ عمر ایک آدمی خشونت و درشت ہے [illegible] اور تم جانتا [illegible] تیری حیات مین [illegible]
وحدت [illegible] کے لوگ کسقدر رنجیدہ تھی سو بعد تیری کیا حال ہوگا اور اگر تجھ سے یہ سوال
کیا جائیگا کہ تو نی کسی شخص کو رعایا پر حاکم کیا تب حضرت ابوبکر نے بعد تامل بسیار کی فرمایا کہ جب
ہم وطن اصلی کو پہنچینگی اور یہی سوال ہوگا تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ [illegible] بہتر [illegible] شخص کو
خلیفہ کیا اور بعد اسکی حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان سے ایک وصیت نامہ [illegible] حضرت عمر
کے استخلاف پر لکھوایا کہ اگر وہ دیانت و امانت سی کام کری تو بہتر ورنہ [illegible] وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی ظالم لوگ [illegible] کہ کس گردش کی [illegible]
جب نوشتہ حضرت علی تک پہنچا تو آپ نی فرمایا بایعت من فیہا و لو کان عمر یعنی بیعت کی
مین نے اس شخص سی کہ جو اس وصیت مین لکھا ہوا ہی اگرچہ عمر ہو اور حضرت عثمان جو وصیت بحکم
حضرت ابوبکر کے لکھنی لگی تو بعد لفظ بعد کی حضرت ابوبکر کو بیہوشی ہوئی تو حضرت عثمان نی بعد
کسیف پر توقف کے نام حضرت عمر کا لکھدیا اور جب حضرت ابوبکر کو پھر ہوش ہوا تو نام عمر کا لکھا ہوا
دیکھا اور حضرت عثمان سی پوچھا کہ یہ نام کسنی لکھا حضرت عثمان نی کہا کہ ہمنی یہ نام لکھدیا تب حضرت
ابوبکر نے حضرت عثمان کو دعای خیر رحمک اللہ وجزاک اللہ خیرا دیکر کے کہا کہ اگر تم اپنا نام بھی لکھتے
تو کچھ مضایقہ نہین تھا اور حضرت علی نے کہا کہ ہم سوای عمر کے کسی دوسریکی خلافت پر راضی
نہین ہین تب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دعای خیر دیکر کے محامد و اوصاف حضرت علی

علی کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ از قسم کار گذار و نکی ہین اور سرور اور بادشاہ اور امیر تو ہی اور ہم لوگ بجوم سپہر ملت کی ہین اور تو بدر کامل ہی اور حضرت عمر نے کہا کہ ہمکو کچھ حاجت خلافت کی نہین ہی اخلافت کو تو سزاوار ہی رائی راقم حضرت ابو بکر نے جو حضرت عمر کو استخلاف کیا یہ امر بملاحظہ ہی وتختی مزاج کے ہوگا کہ اس شخص سی انجام خلافت کا خوب ہوگا اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت عمر کے وقت مین تمام فارس شام و مصر تا اسکندریہ کی فتح ہوگیا کہ جسکی پیشین گوئی کتب عہد عتیق مین ہی اور ساتھ ملاحظہ اس لیاقت کے ہماری نزدیک در اصل شکر گذاری کی بھی تھا کہ حضرت عمر نے جو کچھ کوشش حمایت دربارۂ خلافت ابو بکر کے کی تھی سو یہ استخلاف درحقیقت ایک عوض اس احسان کا بھی تھا اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمکو خلافت سی کچھ مطلب نہین ہی اسے سزاوار خلافت کا تو ہی صرف بطور ایک امر معمولی کے ہی اسواسطی کہ ایک شخص ... کہے کہ ... سزاوار خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہین رکھتا ہی بلکہ اگر یہ عذرت سچی ... عام کہنی کا یہ تھا کہ ہمکو خلافت نہین منظور ہی سو کوئی دوسرا شخص ... ابو بکر نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سردار اپنا اور ایک مہتاب و ... ستارہ ... کیا سو تعالیٰ یہ اعتقاد ہوگا اور یہ قول براہ راست بازی کی ہوگا مگر ماہتاب قرار دیکر کے دوسری ستاری کو اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہی اور البتہ یہ استخلاف حضرت عمر کا بملاحظہ میل قومی اور استعداد طبیعی حضرت عمر کی ہوگا کہ حضرت ابو بکر اگر حضرت علی کو خلیفہ اپنا بناتی تو سب قریشی لوگ اپنی اپنی راہ لیتی اور حضرت علی کو تنہا چھوڑ دیتی الغرض الخیر فی ما وقع اور حضرت علی نے جو خلافت حضرت عمر کے کو مان لیا سو اصل وجہ اسکی معلوم ہوتی ہی کہ درحقیقت حضرت علی کو کچھ رغبت خلافت ظاہری کی نہین تھی اور نہ اس کام کی آدمی تھی روضۃ الصفا جب بیماری حضرت ابو بکر کی سخت تر ہوئی تو حضرت عائشہ کو کہا کہ جب ہم مر جائین تو ہماری نعش کو روضۂ نبوی کی پاس لیجانا اور رکھنا

کہ اجازت ہو تو اندر روضہ کی دفن کریں اسپر اگر دروازہ اُس روضہ مبارک کا خود بخود
کھل جاے تو ہماری لاش کو اندر اُس روضہ کے دفن کیجیو چنانچہ ویساہی ہوا کہ دروازہ
اُس روضہ کا خود بخود کھل گیا اور لاش حضرت ابوبکر کی ہم پہلوی حضرت رسول کی دفن ہوئے
رای راقم اگر اس روایت کیجہ صاحب روضتہ الصفا ایک شخص شیعی قرار دی جائین تو اس
بات کا کچھ جواب نہین ہی - روضتہ الصفا - مناقب حضرت ابوبکر کے زائد از حد بیان ہین مگر
چند کلمات جو حضرت علی نے بستان ابوبکر بعد انتقال اور قبل دفن اُنکی فرمایا سو اس جگہ پر
مختصر نقل کئی جاتی ہین تا طول مدت صحت کلام او از ہمہ ابلغ بود و ساحت او امنع ورأے
او از ہمہ انور و طائفہ او از ہمہ اکثر و خاطر او از دقائق امور اعرف و عمل او در تنظیم مصالح
جمہور اشرف باری کہ دیگران گران انگاشتند بر داشت و کاری کہ یار انش دران اہمال
کردند او ضائع نہ گذاشت جلیس صادق و انیس موافق موجب راحت ہا بود در حالت شدت
صحبت رسول قد اختیار کردہ ہرچہ داشت در خدمت آن سرور ایثار نمود اور صاحب
روضتہ الصفائی ان کلمات حضرت علی کو بہت طول سی لکھا ہی مگر راقم نی صرف اسیقدر پر اکتفا
کیا رای راقم تمام ارشادات حضرت علی نسبت حضرت ابوبکر کے بجا و درست ہین اور جنکو منظور
ہو اُن تمام ارشادات کو روضتہ الصفا چھاپہ لکھنو صفحہ ۲۳۴ مین دیکھ لے اور حضرت عمر کے
وقت مین دمشق و شام وغیرہ تا فارس و مصر فتح ہوی اور اسلام کو بڑی قوت ہوئی اور
خلافت انکو دس برس رہی و قصہ عقد کلثوم کا حضرت عمر کے وقت کا ہی کہ تحقیق اُسکی بعیدہ
کیجاویگی فصل ۵۔ خلافت حضرت عثمان از روضتہ الصفا - روضتہ الصفا حضرت
عمر نے اپنی آخر وقت مین کہا کہ ہم استخلاف کر سکتی ہین کہ ہمسے بہتر شخص ابوبکر نے استخلاف کیا اور
ہم نہین استخلاف کر سکتی ہین کہ حضرت رسول نی استخلاف نہین کیا - رای راقم اس تقریر سے
ظاہر کہ خلافت حضرت ابوبکر کی از روی استخلاف حضرت رسول نہین تھی اور افسوس کی بات ہے

م ۸۵

کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تمامتر جو د سعد وم کر دی گئی اور ذکر اس حدیث کا وقت
کسی خلافت کی درمیان مین نہین آیا اور ظاہر ہی کہ اس حدیث کی رو سی استخلاف حضرت نبی کا
بہ نسبت حضرت علی کے تو صراحتاً تہا مگر بات یہ ہی کہ حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا شخص تلاش
کرنا ضرور تہا اور اُنکی فضائل جو کچھ ہون مگر خیال ان فضائل کا نہین کیا جا سکتا تہا روضۃ الصفا
حضرت عمر نے چھ آدمی کا نام واسطی خلافت کے لیکر کے مشورہ پر حوالہ کیا اور وہ چھ آدمی
یہ ہین اول علی دوم عثمان سوم سعد ابن ابی وقاص چہارم طلحہ پنجم زبیر ششم عبد الرحمن بن عوف
اور حضرت عمر نے کہا کہ لوگ بعد تین روز انتقال اُنکی چھ شخصو نمین سی کسی ایک شخص کو خلیفہ
مقرر کرین اور حضرت عمر نے بذکر ان چھ شخصو نکی اوصاف جداگانہ ہر شخص کا بیان کیا اور
بہ نسبت حضرت علی کے یہ کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا کو سنا کہتی ہوی کہ ہم کسی موقف یعنی محل مین
نہونگی کہ جہان ہاتھہ میرا ہاتھہ مین علی ابن ابیطالب کی نہوگا اور اسی طرح سی بیان شرف ایک ایک
شخص کا کیا اور بہ نسبت عبد الرحمن ابن عوف کے کہا پیغمبر خدا حجرہ عائشہ مین بیٹھے ہوی تھے
کہ حضرت فاطمہ ساتھ حسن و حسین کے پہونچین اور یہ دونو صاحبزادی بہوکسی وربی تہی اور اُنکی
رونی پر حضرت فاطمہ بہی روتی تہین حضرت رسول نی فرمایا کہ بار خدایا حظ وافر اُسکو نصیب کر
کہ جو ہماری اولاد کو کہانا دی اور اس عرصہ مین عبد الرحمن ابن عوف کہانا لئی ہوی پہونچی اور حضرت
رسول نے اپنی لڑکی بالونکی ساتھ کہایا اور دعا جنت برکت دنیوی کی عبد الرحمن ابن عوف کو دی اور
لوگون نی سبب پوچھا کہ ان چھ شخصو نمین سے تخصیص کسی ایک شخص کی تو خلیفہ کسواسطی نہین
مقرر کرتا ہی حضرت عمر نے ایک شخص کا کچھ نقصان بہی بیان کیا مگر صاحب روضۃ الصفا نے
بلحاظ بی ادبکی اُن نقصانونکو ذکر نہین کیا رای راقم حضرت عمر کا نام لینا چھ آدمیونکا اور اُنمین سے
اول نام لینا حضرت علی کا صرف بطور ایک امر ادای حق کے معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ اُنکو
یہ بات خوب معلوم ہوگی کہ قریش لوگ حضرت علی ہاشمی اور ابن عم رسول کو ہرگز قبول نہین

کرنیکی اور خلافت قریش مین اور صاحب تحفۃ الصفائی اُن نقصانونکو تخصیصونکی جو بخیال نبی اور سنّی
کی نقل کئی سوا عمر نی اون نقصانکو کسی کتاب مین دیکھا ہی اور تمین سی حضرت علی اور حضرت عثمان کا
نقصان ہکلو یاد ہی کہ حضرت عمر نی نسبت حضرت علی کے کہا کہ اما علیؑ فصبیٌّ یعنی علیؑ جو ہی
سو ایک جوان آدمی ہی اور نسبت حضرت عثمان کی کہا کہ اما عثمان فضعیفُ الرّای
یعنی عثمان جو ہی سو ضعیف الرای ہی سو ان دونو نقصانونمین ہمکو کچھہ عذر نہین ہی مگر اسقدر
حضرت علی اسوقت مین بعمر چالیس برس کی پہونچ چکی تہی اور ... ... وغیرہ
اسقدر لیاقت علمی اور فہم اور اوصاف ذاتی اور حیثیت رسول کی کسیطرح مانع حق خلافت کا
نہین ہوسکتا تہا چنانچہ بعد انتقال حضرت عمر کے جو مشورہ نسبت ان تخصیصونکی جو کچہہ ہوا اسو
کسی نے یہ عذر کمسنی کا پیش نہین کیا اور بارہ تیرہ برس قبل اسکی جب کہ حضرت علی کا سن چوبیس
برس کا تہا تو حضرت رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو وصی اپنا مقرر کر چکی تہی اور کیا نسبت حضرت رسول
کی حضرت عمر زیادہ تر عاقل اور عالم مصالح خلق اللہ کی خیال کئی جا سکتی ہین غرض کچہہ شک نہین کہ
یہ عذر کمسنی کا لگانا صرف ایک ٹال ٹول کی بات ہی مگر بڑی خیریت کی بات یہ ہی کہ حضرت عمر نے
سوای کمسنی کے اور کوی دوسرا عیب نہین لگا دیا اور نسبت حضرت عثمان کی جو اقرار
ضعیف الرای ہونی کا تہا سو بڑی افسوس کی بات ہی کہ شخص ضعیف الرای کو اوپر ایک شخص
عالم اور عاقل اور خدا ترس کے ترجیح دیگئی حالانکہ امر خلافت مین عقل کے بڑی ضرورت تہی اور
اہل تاریخ سی مخفی نہین کہ بوجہ نقصان ضعیف الرای ہونے حضرت عثمان کی مروان ایک ایسا
شخص بدذات آدمی کسقدر سرفراز ہوا اور اسکی وجہ سی بوقت خلافت حضرت عثمان کے
کیا کیا فتور ہوا یہانتک کہ خود حضرت عثمان کی جان گئی اور مشورہ کیسا اور مشورہ سے
کیا علاقہ کہ یہ خلافت حضرت عثمان پہ تو صرف باخودہا کی سرگوشیونسی قائم ہوی چنانچہ اس مقام مین
یہ دو شعر حضرت علی کے بطرف حضرت عثمان کے خطاب کرکے کہا ہی بہت حسب حال ہی شعر

فان کنت بالشوریٰ ملکت امورهم　　فکیف بهذا والمشیرون غُیّبُ

ترجمہ پس اگر تو بہ سبب شورہ کی مالک ہوا ہی تو امور آنحضرتؐ کا ملکی پس کیونکر ہی یہ شورہ کہ شورہ کرنیوالی لوگ غیر حاضر تھے

وان کنت بالقربیٰ حججت خصیمهم　　فغیرک اولی بالنبی واقرب

ترجمہ اور اگر تو نی حجت پکڑی ساتھ خصیم یعنی دلیل ان لوگونکی بہ سبب قرابت کی تو غیر تیرا دیعنی کہ مین اولیٰ ہی ساتھ نبیؐ کے اور قریب تر ہی اور اس شعر دوم مین کیا بلاغت ہی کہ حضرت ولفظ اولیٰ واقرب مین اشارہ حدیث خم غدیر من کنت مولاہ اور قرابت ابن عم رسول اور زوج بتول ہونے کا سب کچھ طی کردیا اور تہذیب نفس کا یہ حال ہی کہ اپنی کو بلفظ غیرک کی تعبیر کیا اور لفظ انا کو کہ جسکی معنی ہم ہین اور اسمین ایک خودی پائی جاتی ہی نہ ذکر کیا روضۃ الصفا حضرت عمر کی وصیت بہ نسبت اون چھ آدمیونکی اسطرح پر تہی کہ حضرت عمرؓ ابوطلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی انصاری کو اوپر صاحب شورہ کی تعینات کیجیو اور اگر دو یا پانچ یا چار آدمی اختلاف کرین تو تیغ تیز کو ان لوگون پر جاری کیجیو اور اگر ایک طرف تین آدمی متفق ہون تو جانب اون تین آدمیونکی اختیار کیجائی کہ جسطرف عبدالرحمن ابن عوف ہوا اور حضرت امیر نے جب نام عبدالرحمن کا سنا تو کہا کہ خلافت ہمسی گئی اسواسطی کہ عبدالرحمن داماد عثمان کا ہی اور سعد ابن ابی وقاص چچازاد بہائی عبدالرحمن ابن عوف کا ہی تو اس قرینہ سے خلافت عثمان کو ہوگی اور ابن عباس نے حضرت علی کو کہا کہ تم مکر سی اس طائفہ کے بیخبر مت رہو کہ ہمت ان لوگونکی دفع کرنی مین ہم لوگ ہاشمیونکی مصروف ہی اور عبدالرحمن ابن عوف نے رات کی وقت مسود ابن مخرمہ اپنی بہانجی کو بطرف حضرت علی اور حضرت عثمانکی بہیجا اور یہ بات کہلا بہیجی کہ اگر تمکو خلافت ہو تو یہ شرط کرتے ہو یا نہین کہ موافق قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر کے کام کروگی علی نے کہا کہ جہانتک ہمسی ہو سکتا ہی بقدر جد و جہد طاقت و وسعت اور قوت

اپنی ہم بجالاونگی اور عثمان نے وفور رغبت سی سب بات کو قبول کر لیا اور دوسری دن کو مسجد مین عبدالرحمن آئی اور حضرت کا ہاتھ پکڑ کے رات کی بات کو اعادہ کیا اور حضرت علی نی اسّتی شرط بقدر وسع کو بیان کیا اور کہا کہ ہمکو امید تہی کہ ایسا ہی کرینگی مگر ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی یعنی ہم نہین جانتی ہین کہ کل کیا ہوگا اور حضرت عثمان خلیفہ بنائیگئی اور حضرت علی نی کہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون راقم راقم ہر گاہ عبدالرحمن ابن عوف داماد حضرت عثمان کے اور سعد ابن ابی وقاص چچیرے بہای عبدالرحمن ابن عوف کے تہی اور حضرت عمر نی یہ شرط لگائی کہ جس جانب مین تین شخص ہونگے عبدالرحمن ابن عوف ہون سو وہی جانب اختیار کیجائی پس صاف ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے اپنی جانتی درحقیقت حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تہا اور اول تا م الینا حضرت علی کا صرف براہ مصلحت ملک داری کے تہا کہ جو مصالح سلطنت مین کچھ زور دریا یعنی مصلحت وقت کا بہی لحاظ کرنا پڑتا ہی اور قابل لحاظ کے ہی کہ عبدالرحمن ابن عوف نے کس عذر نامعقول پر حضرت علی کو خلافت سی محروم کیا یعنی قصور حضرت علی کا یہ ٹہرا کہ متابعت قران اور سنت رسول اور فعل ابو بکر او رعمر مین شرط بقدر وسعت کے کیون لگائی گئی حالانکہ عقلا وانصافا اس شرط کا لگانا کہ ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی نہایت درجہ درست تہا اور اسی شرط لگانی سی ظاہر کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی تو انکا اسقدر کہنا کہ ہمکو امید ہی کہ ہم مطابق قران وغیرہ کے کام کرینگی تو ایسی با اختیار کہنی والی سے پورا یقین ہو سکتا ہی کہ وہ بزرگ تمام تر موافق قران وغیرہ کے کام کرتے بخلاف حضرت عثمان کے جو کوی شرط وسعت وغیرہ کی نہین لگای سو اسکا انجام یہ ہوا کہ مروان جو راندہ درگاہ حضرت رسول و ابو بکر او رعمر کا تہا بوقت سلطنت عثمان کے سرفراز کیا گیا اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب مین جو جواب اس الزام سد رحمہ کا پیش کیا گیا ہی سو یہ جواب کسقدر ضعیف وبیہودہ ہی اور حضرت علی نی جو بوقت محروم الخلافت ہونے کے اس آیت کو پڑہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون

سو اس قول صبر کا مزا ہماری دلسی پوچھا چاہیئے اور یہ صبر ایکا پی خلیفا اس شعر کو آپ یاد دلاتا ہے شعر

والصبر فی النائبات صعب	لکن فوت الثواب اصعب

اور صبر مصیبتو نمین ایک سخت چیز ہی مگر فوت ہونا ثواب صبر کا صبر سے بھی زیادہ سخت تر ہی سو فی الواقع جیسا کہ آپ نی ان تینوں حملا فتو نمین صبر کیا سو کسی وقت مین آپنے ثواب صبر کو اپنی ہاتھہ سی جانی نہین دیا اور حضرت عمر نے جو ابو طلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی تعینات کر کے تخم اختلاف کرنیوالی کو قتل کرنا سو مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تہا کہ اگر حضرت علی صبر نہین کرتے تو انکی مار دی جانی مین کیا دریغ ہوتا سبحان اللہ کیا خوف خدا کا آپ کو ہی کہ خود آپ مرے جاتی ہین مگر اسیر بہی تدبیر کرتے سے خون ناحق بعد اپنی مرنے کے غافل نہین ہین و اقعی غلظت و درشت خوئی آپکی بہی کمال درجہ کی ہی کہ اول سی آخر تک خوب نباہا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مشکوۃ المصابیح مین لکھتی ہین کہ درمیان حضرت علی اور خلفای ثلثہ کے کچھ میل دریغ یعنی تکدر و ملال نہین تہا سو از روی تمام واقعات کی جو اس کتاب مین لکھا گیا ہی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ خلفای ثلثہ کی طرف سی انواع نہد و بست تسکین خاطر حضرت علی کا ہوتا رہا مگر یہ بھی کہ حضرت علی کو طاقت غم کہانیکی اس قدر تہی کہ ہر خلیفہ کو بعد مرنی اسکی دعای خیر کی اور یہ بات کیونکر نہو کہ حضرت علی اس امت محمدی مین ایک نمونہ حضرت مسیح کے تہی - روضۃ الصفا عبد الرحمن ابن عوف نی لوگونسی پوچھا کہ سزاوار منصب خلافت کا کون شخص ہی عمار یاسر نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان اسلام کے کچھ اختلاف نہ پڑی تو ساتھہ علی کے بیعت کرو کہ جو سر دریغی سردار لوگونکا ہی اور حضرت مقداد نے تصدیق کلام حضرت عمار کی کی مگر عبد اللہ ابن سعد برادر رضاعی حضرت عثمان نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان قریش کے مخالفت نہ پڑی تو بیعت عثمان کی کرو اور عبد اللہ ابن ربیعہ نے تائید عبد اللہ ابن سعد کی کی اور عمار نی اس بات کو رد کیا اور درمیان بنی ہاشم اور بنی امیہ کے گفتگو پیدا ہوئی اور عمار نی کہا کہ ای معشر مسلمین خدا نی ہم لوگون کو ساتھ

دین نبی اپنی کے مخصوص کیا سو کسو سطی عنان اخلاص کا دوسری خاندان کے طرف پھیرتے ہو
اور اس بات کو خاندان نبوت سی نکال لیتی ہو تب ایک شخص نے بنی مخزوم مین سے کہا کہ تجھکو
تعین خلیفہ سی کیا علاقہ تب سعد ابن ابی وقاص نے عبدالرحمن ابن عوف کو کہا کہ قبل اسکی
کہ کوی فتنہ پیدا ہو اس امر سے فراغت حاصل کرو ۔ رای اقم ۔ ہرگاہ یہ حال سو وقت کے
مسلمانو نکا تہا اور بنی ہاشم سی اسقدر گریزان تہی تو امید انصاف کی کیا کی جا سکتی ہے ۔
روضتہ الصفا ۔ حضرت عثمان کی اوائل خلافت مین یہ قصہ پیدا ہوا کہ عبداللہ ابن عمر نے
ہرمزان ایک مسلمانکو بشبہہ مشارکت ابولولو قاتل عمر اپنی باپ کے مار ڈالا اور حضرت
عثمان نے لوگونسی رای پوچھی تب حضرت علی نے فتوی قصاص کا دیا اور چند لوگون نے یہ رای
دی کہ لوگ کہینگے کہ ایک روز عمر خلیفہ مارگئی اور دوسری عبداللہ بیٹا انکا مارا گیا اور یہ قتل
ہرمزان کا ایک روز ماقبل خلافت عثمان کا ہی غرض دیت کی تجویز ٹہری اور حضرت عثمان نے
دیت اسکی اپنی پاس سے دیکر کے عبداللہ ابن عمر کو رہا کیا اور عبداللہ نے بخوف قصاص کے
معاویہ کی پاس جا کر کے پناہ لی اور آخر از طرف معاویہ کے جنگ صفین مین حاضر میدان جنگ ہو کر
ایک ایسا زخم اسکو لگا کہ عبداللہ ابن عمر اسی زخم سی مری ۔ رای اقم ۔ یہ اپنا اپنا نصیب ہے جنگ
صفین مین عمار ابن یاسر بہ طرف حضرت علی کے اور عبداللہ ابن عمر بطرف معاویہ کی ہو کر کے
مارگئی پس اوپر روایت و حدیث عبداللہ ابن عمر ایک ایسی شخص کے کیا اعتماد ہو سکتا ہے
کہ جسکو حضرت علی سی اسطرحکا خوف و خلش ہو اور دشمن حضرت علی کیطرفسی صفین کی لڑائی مین
حاضر ہو اور ان سب حالتو مین حدیث عبداللہ ابن عمر کی کہ ہم لوگ ۔ زمانہ حیات پیغمبر خدا کے
افضل ترین مردم ابوبکر او ربعد اسکی عمر کو اور بعد اسکی عثمان کو جانتی تہی اور بعد اسکی
باقی اصحاب کو چھوڑ دیتی تہی یعنی کہ حضرت علی ایک عوام صحابی مین سے تھے کچھ بعید نہین ہر
اور ظاہر ہے کہ فتوی قصاص کا جو حضرت علی نے دیا تہا شرعا بہت حق اور

واجب تھا اور موافق قران کے اور تجویز دیت کے جو بخوف شہرت قتل پہیم خلیفہ
اور ابن خلیفہ کی ہوئی سو کیا بنیاد شرعی اسکی قایم ہوسکتی ہی اور قابل لحاظ
کے ھے کہ یہ عذر وقوع قتل ہرمیزان قبل انعقاد خلافت عثمان کا کیا عبداللہ ابن عمر
کو تعمیل قصاص مندرجہ قران سے مستثنیٰ و خارج کرسکتا ہی غرض اول بسم اللہ
غلط ہوا یعنی اول روز خلافت مین حضرت عثمان نے برخلاف وعدہ و اقرار اپنی
خلاف قران کے تعمیل کیا سبحان اللہ کیا اقرار تھا اور کیا تعمیل ہی اور عبداللہ
ابن عمر ایک ایسی شخص خونی اور غضب ناک آدمی کی رای جو بطور حدیث سے
صحیح بخاری وغیرہ مین مذکور ہی سو اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ کتابین حدیث کی بطور
ایک دوکان پنساری کے ہین کہ جو اُس دوکان مین زہر اور تریاق اور قابض
اور مسہل سب طرح کی چیزین ہوتی ہین کہ جسکو جس چیز کی رغبت ہو خرید کرے
سو اُسی طرح پر کتب حدیث مین روایتین معقول و نامعقول راویان ثقہ و غیر ثقہ
کی مندرج ہین تا اینکہ حدیثین بروایت مروان اور عمر ابن عاص و معاویہ کی بھی کتب
احادیث مین موجود ہین غرض بمجرد نام حدیث کے روایتین کل حدیث کی قابل
منظور کرنے کے نہین ہین بلکہ کمال درجہ احتیاط اور تمیز اس بات کی ضرور ہی کہ
اصل حال کیا ہی اور راوی اسکا کون شخص ہے اور یہ کہ اصل منشا اُس روایت
کرنے کا کیا ہی سو اگر بات معقول ہو اور راوی اُس کا ثقہ ہو تو وہ روایت منظور کیجا سکتی
ہی اور جیسا کہ حضرت عثمان تجویز حضرت عمر کے ایک شخص ضعیف الرای تھی سو بوجہ
نقصان عقل انکی خلاصہ کارگذاری انکی خلافت کا یہ ہی کہ اچھی لوگون نے انسے ایذا
پائی اور بدذاتون کو انکے وقت مین بہت فروغ ہوا اور بہ نسبت انکی ایک مثل
انگریزی کی یاد آتی ہے کہ تم کہو کہ تمہاری دوست کون لوگ ہین تو ہم کہین کہ تم کیسے

تشخیص ہو اور تفصیل ان سب باتونکی بعد اسکی کیجاتی ہی۔ روضۃ الصفا حضرت عثمان
نی مغیرہ ابن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد ابن ابی وقاص کو حاکم
اس علاقہ کا کیا اور بعد ایک سال کے ولید ابن عتبہ اپنی برادر مادری کو بمعزولی
سعد ابن ابی وقاص کے حاکم کوفہ کا بنایا اور آخرکار ولید شراب خواری مین مشغول
ہوکر اور عین حالت مستی مین داخل مسجد ہوکر بجای دو رکعت فرض نماز صبح کے
چار رکعت پڑہی۔ رای راقم۔ یہ ایک مثال بے استدالی حضرت عثمان کی ہے کہ مغیرہ
ابن شعبہ کو بی وجہ حکومت کوفہ سے معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص یک صحابی
عشرہ مبشرہ کو جو مقرر کیا سو ایک ہی سال مین انکو بہی معزول کر کے ولید ابن عتبہ
اپنی ماکی طرف کے سوتیلی بہائی کو حاکم کوفہ کا بنایا کہ شراب خوار نکلا۔ روضۃ الصفا۔
حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن سعد ابی سرح کو حکومت مصر کی دی کہ جو مرتد تہا
اور عمرو بن عاص ملول ہوکر مدینہ مین آیا اور ساتھ سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ بہی
عمال معزول مین سی تہے سازش کر کے سخنان ناملایم بحق عثمان کے کہنے لگا اور نوبت
یہانتک پہونچی کہ خواہر مادری عثمان کو کہ جو اسکی نکاح مین تہی طلاق دیا۔ رای راقم۔
یہ سرفرازی عبد اللہ ابن ابی سرح کی بہی ایک مثال بی اعتدالی حضرت عثمان کی ہی۔
روضۃ الصفا۔ ابوموسی اشعری حاکم بصرہ کو معزول کر کے حضرت عثمان نے عبد اللہ
ابن عامر اپنے خالہ زاد بہای کو حکومت بصرہ پر سرفراز کیا۔ رای راقم۔ تمام ترقیات
حضرت عثمان کے وقت مین گویا منحصر خاندان بنی امیہ مین تہی کہ جس خاندان بنی امیہ سے
حضرت رسول کو نفرت تہی۔ روضۃ الصفا حضرت عثمان نے مقام منای عرفات مین
نماز فرض چار رکعتی کو تمام وکمال ادا کیا یعنی حکم قصر نماز سفر کی تعمیل نہین کی کہ اس پر
صحابیون نے گفتگو کی اور عبد الرحمن ابن عوف نی کہا کہ تمنی خلاف قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کے یہ بات کی اور خلاف اقرار اپنے یہ کام کیا۔ رای راقم۔ یہ عبدالرحمن بن عوف وہ شخص ہین کہ جن نے تجویز خلافت مین حضرت علی پر حضرت عثمان کو ترجیح دی تہی۔۔ روضتہ الصفا۔ حضرت عثمان مدینہ مین ایک کنوان کہودواتی تہے کہ اسمین انگشتری پیغمبر خدا کی کہ جو انکی انگلی مین تہی گر پڑی اور باوصف تلاش بسیار کے وہ انگوٹھی پہر نہین ملی۔ رای راقم۔ امر ناگہانی پہ کچھ الزام نہین دیا جا سکتا ہی۔ روضتہ الصفا ایام خلافت مین حضرت عثمان کے درمیان سعد ابن ابی العاص حاکم کوفہ اور مالک اشتر کے اسقدر بحث و نزاع واقع ہوئی کہ مالک اشتر کو اسی مجلس مین لوگون نے اسقدر لات و گھوسہ سی مارا کہ مالک اشتر بیہوش ہو گئی اور یہ بات اشراف اور اعیان کوفہ کو گران گذری۔ رای راقم۔ مالک اشتر بہی مثل ابوذر غفاری و عمار ابن یاسر وغیرہ کے شیعیان علی یعنی فرقہ محبان علے سے تھے تو انکا مار کہانا خود موافق قیاس کے ہے اسواسطے کہ کوی محب علی کا سزای مار پیٹ اور خارج البلد وغیرہ سزا سی حضرت عثمان کے خلافت مین کم تر محفوظ رہا ہوگا۔ روضتہ الصفا۔ بسبب مار پیٹ مالک اشتر کے ثابت ابن قیس نخعی وغیرہ اشراف کوفہ کے سعد سے ناراض ہو کے مجلسونمین سعد کو ساتہ حقارت کے یاد کرتے تھے اور غیبت عثمان مین زبان کہولتے تھے اور آخر اُن لوگونکو حضرت عثمان نے بطبق اطلاع دہی سعد کے بطرف ملک شام کے نکلوا دیا اور معاویہ کی شکایت پر حضرت عثمان نے حکم دیا کہ یہ اہل کوفہ شہر حمص کو عبدالرحمن ابن ولید حاکم شہر حمص کے پاس بہیجے جائین تاکہ حاکم حمص کی خوی درشتی سی اپنی رگ گردن کو اُن اشراف کوفہ کی نرم کرے رای راقم۔ حضرت عثمان کو خود عقل کم تہی اسواسطے معاویہ وغیرہ قوم بنی امیہ کے احکام موافق خواہش اپنے کے حضرت عثمان سے حاصل کرتے تھے اور احکام بے ٹھور و بے ٹھکانے کے جو حضرت عثمان کے وقت مین صادر ہوتے گئے کہ جسمین کچھ لحاظ قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کا نہین ہوتا تہا سو بمقابلہ اُن احکام کے یہ جلا وطن کرنا اشراف کوفہ کا اور شہر شہر گہوماتا اون لوگونکو کوی بڑی بات نہین ہے۔

روضتہ الصفا۔ ابوذر غفاری جو کہ صحابۂ کبار مین سی تہی بعد انتقال حضرت عمر کے ملک شام مین رہگئی اور جب معاویہ کو کہا کہ اعمال و افعال تیرے موافق سنت رسول اور مطابق سلوک شیخین کے نہین ہین تب معاویہ نے حضرت عثمان کو لکہا کہ اگر تجکو حاجت ولایت شام کی ہے تو ابوذر کو دوسرے ملک مین بھیجدو تب حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ مین بلوالیا آخر حضرت عثمان نے ناراض ہوکر ابوذر غفاری کو مدینہ سے نکلجانیکا حکم دیا اور ابوذر غفاری زبدہ مین جاکر رہی اور وقت جانے ابوذر کے حضرت عثمان کا حکم یہ تہا کہ کوئی شخص مشایعت ابوذر کی نکرے مگر حضرت امیر علیہ السلام اور عمار ابن یاسر تہوڑی دور تک بطور مشایعت کی ساتھ ابوذر غفاری کے گئے۔ رای راقم۔ صاحب روضتہ الصفا۔ ایک شخص صاحب تہذیب ہین کہ پورا حال بے اعتدالی حضرت عثمان کا نہین لکہا مگر اصل حال تاریخ الخمیس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عثمان نے بر طبق شکایت معاویہ کے یہ حکم دیا کہ ابوذر غفاری ملک شام سی ایک شتر برہنہ اور مجنون پر بطرف مدینہ کے روانہ کئے جائین واقعی یہ ایک عجیب سزای طبع ایجاد تھی کہ اگر وہ شتر برہنہ اور مجنون ابوذر غفاری کو گرا دیتا تو تمہین ابوذر غفاری کا کام تمام تہا۔ روضتہ الصفا۔ جب ابوذر غفاری کو حکم اخراج کا بطرف زبدہ کے ہوا تب ابوذر غفاری نے کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا سی سنا ہی کہ ابوذر تنہا زندگی کریگا اور تنہا مریگا اور جو الزام کہ ابوذر پر دیا گیا تہا سو اُس سے ابوذر نے انکار کیا اور حضرت علی نے کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا سے سُنا ہی کہ ابوذر ایک صادق ترین مردم ہے مگر کچھ شنوائی ان سب باتونکی نہین ہوئی اور آخر وقت نکلنی ابوذر غفاری کے حضرت

ملے اور عمار ابن یاسر جو برخلاف حکم حضرت عثمان کے تھوڑی دور تک بطور مشایعت کے ساتھ گئے تھے مروان نے اس خلاف ورزی حکم خلیفہ پر حضرت علی سے بحث کی اور حضرت علی نے درمیان دو گوش اسکے اونٹ کے کوڑا مارا اور جب مروان نے اس بات کی شکایت حضرت عثمان سے کی تو حضرت علی نے کہا کہ میرا اونٹ حاضر ہی کہ بنظر خوشی خاطر خلایق کے اگر چاہے تو ہماری اونٹ کو بھی کوڑا لگا دی۔ راقم اس حال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی کے کسی قول و فعل مین تقیہ کو کچھ دخل نہین تھا اسواسطی کہ جب مروان وزیر اعظم خلیفہ وقت نے حضرت علے سے بہ نسبت مشایعت کرنے ابوذر غفاری کے تعرض کیا تو اگر حضرت علے کے مزاج مین کچھ تقیہ یا خوف خلاف ورزی حکم امتناعی خلافت کا ہوتا تو اسطرح بے تکلف مروان کے اونٹ کو کوڑا کیونکر لگا دیتے اور اگر مروان اس حرکت سے ساتھ حضرت علی کے بنزاع پیش آتا تو مروان کے جوتا کھانے مین کچھ کیا تکلف تھا کہ اسکا خون تک حلال تھا بہر حال مروان جو لعنت کردہ رسول خدا کا تھا سو حضرت عثمان کی وقت مین وزیر اعظم بنا مگر حضرت علی کی نظر مین اُس مردود کا کیا وزن تھا اور حضرت علی کی شان ایسی ارفع و اعلی تھی کہ حکم امتناعی حضرت عثمان کو اپنی خاطر مین کیا لا سکتی تھے اور خلاصہ یہ ہی کہ اگر تمام بے اعتدالیان حضرت عثمان کی لکھی جائین تو بہت طول ہو سو بنظر اختصار کے اسی قدر لکھنا کافی ہی کہ حکم ابن عاص اور مروان اشخاص لعنتے بوقت حضرت عثمان کے بہت سرفراز ہوئے کہ حکم ابن عباس کو ایک بار لاکھ درم دیا اور حارث پسر حکم کیواسطی دسوان حصہ زر ثمن کا ہر دو کا ندار سی مدینہ مین مقرر کرایا اور مروان کو وزیر بنا کر کے پانچ شہر ملک افریقہ مین دیا اور پچاس آدمی مہاجر انصار نے جو عمار ابن یاسر کو نامہ دیکر کے حضرت عثمان کے پاس بھیجا تھا کہ اگر حضرت عثمان

اپنی حرکتوں سے باز نہ آویں تو خلافت سے معزول کردی جاینگے سو انجام اوسکا یہ ہوا کہ عمار ابن یاسر پر اسقدر مار پڑی کہ انکو عارضہ فتق کا ہوگیا اور عبد اللہ ابن مسعود اور عبد الرحمن ابن عوف بھی مدینہ سے نکلوای گئے غرض تمام صحابی ناراض ہوگئی اور حضرت عائشہ نے کہا کہ اقتلوا النعثل یعنی مار ڈالو اس پیر فرتوت احمق کو اور انجام یہ ہوا کہ باغیوں نے ہجوم کرکے حضرت عثمان کو مار ڈالا اور تین روز تک نعش بے کفن دفن کے پڑی رہی اور وہ نعش قابل دفن ہونے اندر جنت البقیع مقبرہ مسلمانان کے نہین تجویز ہوکر قریب مقبرہ یہودیونکی دفن ہوئی اور وہ قبر بموجب حکم معاویہ کے احاطہ جنت البقیع کا بڑہا کر کے اندر اس احاطہ کے درلای گئے اور اب ہم سنی صاحبون سے یہ بات پوچھتے ہین کہ ایسا شخص جو حضرت علی پر افضل قرار دیا جای سو کیا بنیاد اس بات کی ہوسکتی ہے اور بہ نسبت معاویہ کے جو حکم کف اللسان کا ہی سو ہم بملاحظہ تمام حالات خلفای ثلثہ کے یہ بات سمجھتے ہین وہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت خلفای ثلثہ کے جاری ہونا چاہیی کہ حضرت علی نے بہ نسبت ان خلفای ثلثہ کے کچھہ زبان بد استعمال نہین کیا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ حضرت ابوبکر سے حضرت علی بے تکلف راضی تھے اور ساتھہ حضرت عمر کی یہ کیفیت تھی کہ بوجہ سختی مزاج حضرت عمر کے حضرت علی کو انسے کچھہ کراہت تھی مگر بنظر دیگر حالات کے انسے راضی بھی تھی اور ساتھہ حضرت عثمان کے یہ حال تھا کہ جو جو صلاح دفع فساد کی حضرت علی دیتے تھے اور حضرت عثمان اوپر تعمیل اس صلاح کے قسم بھی یاد کرتے تھی سو فوراً جب حضرت علی اپنے گھر کو آتے تو مروان چنان و چنین کہکر کے حضرت عثمانکی رای کو بدلوا دیتا تھا او رتعجب نہین ہی کہ خود مروان کو بھی معزول یا مقتول ہونا حضرت عثمان کا منظور ہو کہ اسنے کچھہ فکر دفع فساد بلوائیان کی نہین کی بلکہ حضرت

عثمان کو برابر اسی اصرار پر اپنی قائم رکھا کہ جو منشا فساد کا تھا اور بجز محمد ابن ابی بکر کے
نامۂ مصر مین بجای اقبلوہ کے اقتلوہ لکھدیا یعنی بجاے اسکے کہ حاکم قبول کرو اسکو
یہ بات لکھدی کہ قتل کرو اسکو اور بہ نسبت حضرت عثمان کے خلاصہ اعتقاد کا ہمارے
یہ ہی کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی تھے اور لقب عثمان غنی کا بہ نسبت اُنکی بہت درست
ہی کہ فی الواقع بہت ایک سخی آدمی تھی اور صفت کامل الحیا ہونے کی بھی سوافق حال
اُنکی ہی اور حضرت علی اور تمام اہلبیت سی کچھ منحرف نہین تھے مگر بوجہ نقصان عقل کے
اسقدر ابلہ فریبی مین معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے پھنسے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہ اور
دیگر تمام صحابیان معززتا عبد الرحمن ابن عوف و سعد ابن ابی وقاص کے روگردان
ہوگئے اور تمام زمانہ خلافت حضرت عثمان کا ایک زمانہ خلافت بنی امیہ کا سمجھنا چاہیے
کہ اُنہین بنی امیہ مین سے حضرت عثمان بھی تھے اور بہ نسبت حضرت عثمان کے
جو کامل الحیاء والایمان کہا جاتا ہی سو فقرہ عثمان ابن عفان کامل الحیاء والایمان مین
ایک جورتی الفاظ کی کان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہی مگر بملاحظہ غیر پابندی قسم اور
سزا ہای طبع زاد اور خلاف شرع کے استعمال کو لفظ کامل الایمان کے عقل قبول نھین
کرسکتی ہی اور بہ نسبت قران موجودہ کے جو کہ صحیفہ عثمانی بھی کہلاتا ہی ہماری راے
یہ ہی کہ ترتیب و جمع کرنیمین اس قران کے حضرت عثمان نے کوی تحریف و تصرف
نہین کیا اور رای ملا سید مرتضی شیعی علیہ الرحمتہ کی بھی یہی ہی کہ اس قرآن
موجودمین کچھ تحریف و تصرف نہین ہوا ہی مگر اسکی ترتیب سورتونکی کچھ موافق
اصل ترتیب نزول قرآن کے نہین ہی اسوسطی کہ یہ بات بداھۃ ظاہر ہے کہ
سورتہائی مکی قبل ھجرت کے البتہ مقدم تر تھے سورتہائے مدنی سے کہ جو بعد
ہجرت کی نزول اُن سورتونکا ہوا مگر اس قران موجود مین دیکھا جاتا ہی کہ اکثر سورتہای

مدنی اوائل قران مین اور بعد اسکے ہوتھائے گی واقع ہین غرض ترتیب اس قران
موجود کی اسقدر غیر منتظم ہے ایسا ہے ترتیب نزول سور تہائے قرانی کا نکالنا
بہت دشوار ہوگیا ہی اور کہتے ہین کہ قران حضرت علی کا موافق ترتیب زمان
نزول کے تہا سو اگر وہی قران بحال رہتا تو ترتیب زمان نزول ہر سورت کی
آسانی سے سمجھی جاتی اور ایک قران عبداللہ ابن مسعود کا تہا کہ جو بحکم حضرت
عثمان کے جلا دیا گیا بہر کیف اب جو قران جس ترتیب سی کہ موجود ہے سو اسمین
کچھ عذر نہین ہوسکتا ہی کہ چارہ کار اسکا کچھ باقی نہین ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین
کہ حضرت عثمان نے ترتیب نزول سورہ و آیات کا کیون نہین لحاظ کیا اور ممکن ہے
کہ یہ قران جو کھجور کے پتے وغیرہ پر لکہا ہوا تہا سو جس طرح کہ برآمد ہوتا گیا سو
اسی طرح پر یہ قران جمع کیا گیا ہو اور بہ نسبت قران موجود کے جو لقب سبع مثانی کا
از طرف علمای اہلسنت کے دیا گیا ہی باین ادعا کہ یہ قران اسی ترتیب موجود سے
عرش و کرسی پر تہا کہ فلک اول تک پہنچا پہر حضرت رسول تک پہونچا اور قران
موجود مین ترتیب دیا گیا سو اس بات کی کوئی بنیاد صحیح نہین پائیجاتی ہی اور ظاہر ہے
اس الٹ پلٹ اور خلط ملط کے ساتھ قران شریف کا رہنا عرش پر ایک خلاف قیاس
بات ہی اور اگر درمیان ایام خلافت حضرت عثمان اور بادشاہت معاویہ کے از روے
فن تاریخ کے مقابلہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمان خلافت عثمان مین حضرت
بنی امیہ کا شور روز و رہا جیسا کہ لکھنو کی سلطنت مین ایک زمانہ مین دور دورہ
کمبوون کا تہا اور اس وجہ سے حضرت عائشہ اور تمام صحابیان کبار اور اشراف
لوگونکو حضرت عثمان سے ملال دل تک پہونچا بخلاف معاویہ کے کہ وہ تمام تر دشمن
علی اور تمام اہلبیت کا تہا مگر چونکہ معاویہ ایک شخص نہایت ہوشیار اور بیدار مغز تہا

سو اُسکی بادشاہت کا طور یہ تھا کہ جسقدر صحابی وغیرہ اسکی پاس پہونچی سو اُن سب لوگونکو بخوشی خاطر قبول کر کے اپنی طرف ملالیا اور اُسکا بڑا اہتمام یہ تھا کہ جہانتک ہوسکی حدیثین کسر شان علی کی جھوٹی بنا بنائین اور استیصال خاندان نبوت کا کردیا جاوی اور اس امر مین معاویہ بہت کچھ سرسبز بھی ہوا کہ اسوقت تک اثر اُسکا باقی ہے کہ بہت لوگ جا بجا حضرت علی کے رتبہ گھٹانےمین کمربستہ حاضر ہین اور یہ بات صرف احمد نسائی محدث کی ہوئی کہ بعلت کہنی مناقب اور فضائل حضرت علی کے لوگون نے اُنکو خصیہ کوٹ کوٹ کر کے مار ڈالا مگر احمد نسائی نے مرتے مرتے تک بھی کچھ فضائل معاویہ کی حدیث روایت نہین کی اور بیان احادیث فضائل علی پر ثابت قدم رہی اور اصل غرض معاویہ کی استیصال خاندان نبوت سی یہ تھی کہ کسی طرحپر توجہ لوگونکی بطرف خاندان نبوت کے نہین ہونے پاوے اور حکومت اُسکی نسل مین قائم رہی اور یہ بات کمال مرتبہ دلیل ہوشیاری اور تالیف قلوب کی ہوکہ اُسکی افہام اور تفہیم اور ورغلانی پر لوگ بے تکلف حضرت علی پر بر سر منبر لعنت کرنے لگے اور آخر اُسی کے پوتے نے اس رسم ملعون کو موقوف کیا اور یہ نسبت سرفرازی مروان وغیرہ اشخاص لعنتی اور مردودشدگان رسول اور شیخین کے جواز طرف سنیان بحیلہ صلہ رحم کے معذرت کیجاتی ہے سو یہ عذر محض ناکامی ہے اسواسطی کہ عہدہای حکومت پر سرفراز کرنا کہ جن سی حقوق بندگان خدا کے متعلق ہون صرف بلحاظ استحقاق جوہر ذاتی لیاقت و دیانت کے عہدہ حکومت کا دینا چاہئی بیت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد		فدای یک تن بیگانہ کا شنا باشد

اور حضرت عثمان وغیرہ صحابیان جو جنگ اُحد مین بھاگ گئے اور وہ قصور جسکا تصریح قرآن شریف کے معاف ہوا تو یہ بات کیا فخر کی ہے کہ جسپر سنیان بہت

زور کرتے ہین اور اس معانی تصور کو فضائل مین گنتے ہین اور کیا وجہ اثبات قدمی حضرت علی کو جو بروز جنگ اُحد کے ہوئی اور لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار اُنکی ثنا مین کہا گیا سو اُس حال کے یاد کرنے مین سنی لوگ بہت سرد اور ٹھنڈے دیکھے جاتے ہین —

فصل ۸۶

اس فصل مین حال خلافت ظاہری چہارم درجہ حضرت مولا مشکلکشا علی علیہ السلام کا لکھا جاتا ہی کہ جو حقیقۃً و معنیً خلیفہ بلا فصل اور جانشین برحق اور وصی مطلق حضرت رسول کے تھے اور ہمکو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ کچھ بھی بیان فضائل ذاتی حضرت علی کا ہمسے ہو سکی مگر اس جگہ پر چند اشعار بزرگان متقدمین کے نقل کئے جاتے ہین کہ جو طریقۂ اہل سنت مین مستند اور قابل تقلید ہین اور اُنسے کسی سنی زمانۂ حال کو بھی انکار نہین ہی اور بملاحظہ اسکی معلوم ہوگا کہ اُن پیشوایان دین کا ساتھ حضرت علی کی کیا حال تھا

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب تصوف فارسی ملا کشفی

تا صورت پیوند جہان بود علی بود	تا نقش زمین بود و زمان بود علی بود
ہم آدم و ہم شیث و ہم ادریس ہم ایوب	ہم یوسف و ہم یونس و ہم ہود علی بود
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن	ہم عابد و ہم معبد و معبود علی بود
ہارون ولایت کہ پس ز موسی عمران	واللہ کہ علی بود علی بود علی بود
عیسی بوجود آمد و فی الحال سخن گفت	این نطق و فصاحت کہ بدو بود علی بود
موسی و عصا و ید بیضا و نبوت	در مصر بہ فرعون کہ بنمود علی بود
جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون	در پیش محمد شد و مقصود علی بود

آن شاہ سرافراز کہ اندر شب معراج	با احمد مختار یکے بود علی بود
آن لحمک لحمی بشنو تا کہ بدانے	آن یار کہ او نفس نبی بود علی بود
چندانکہ نظر کردم و دیدم بحقیقت	از ہر دو جہان مقصد و مقصود علی بود
آن قلعہ کشای کہ در قلعۂ خیبر	برکند بیک حملہ و بکشود علی بود
آن مرد سرافراز کہ اندر رہ اسلام	تا کار نشد راست نیاسود علی بود

شعر دیگر از مولانا روم

تو بہتاریکی علی را دیدہ	زین سبب غیرے برو بگزیدہ

اور ہر چند چند اشعار اس قصیدہ کے اسدرجہ غلو تک ہین کہ ہم اُسکو سمجھ نہین سکتے اور غرض اُسکے نقل کرنے سے صرف اظہار اس بات کا ہی کہ مولانا روم کا اعتقاد بہ نسبت حضرت علی کے اسدرجہ تک تھا۔

اشعار حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب مرتضوی قوم لصدر

لوان المرتضیٰ ابدیٰ محلہ	لکان الخلق طرًّا سجدًا لہ
کاش اگر مرتضیٰ ظاہر کرتی محل و مقام کو اپنے	تو ہوجاتی خلق عموماً سجدہ کرنیوالی اُسکو
کفے فے فضل مولاۂ تا علے	وقوع الشک فیہ انہ اللہ
کفایت کرتا ہی فضیلت مین ہماری مولا علی کے	واقع ہونا شک کا اسمین کہ وہ اللہ ہے
ومات الشافعی ولیس یدرے	علے ربہ او ربہ اللہ
اور مرگئی شافعی درحالیکہ نہین سمجھ سکی وہ	کہ علی رب اُسکا ہی یا کہ رب اُسکا اللہ ہی

اشعار دیگر از حضرت امام شافعی

علی حبه جنة — قسیم النار والجنة

علی جو ہیں سو محبت انکی ہے بہشتی — امام انس اور جن کے ہیں

وصی المصطفی حقا — امام الانس والجنة

وصی مصطفی کے ہیں برحق کے — بانٹنے والے دوزخ اور بہشت کی ہیں

اشعار شاہ قاسم انوار منقول از کتاب مذکور

نور ولایت توئی شاہ سلام علیک — شمع ہدایت توئی شاہ سلام علیک

معدن عرفان توئی مخزن الخزان توئی — کاشف قران توئی شاہ سلام علیک

حضرت حق را وجود مالک ملک شہود — قامع گروہ جحود شاہ سلام علیک

لحمک لحمی بحق گفت ترا ای ولی — سرور مردان علی شاہ سلام علیک

با ہمہ انبیا آمدہ در خفا — ظاہرا با مصطفی شاہ سلام علیک

پشت پناہ امم از ہمہ او محترم — ہادی عالم علم شاہ سلام علیک

اشعار حضرت شیخ فرید الدین عطار منقول از کتاب مذکور

گر ہزاران سال باشی در طلب — در ہزاران جام گیری تا بہ لب

در بہر روزے گذاری صد نماز — در بیداری صوم با عمرے دراز

یا تو اندر علم دین اعظم شوی — در علوم از شافعی اعلم شوی

یا چو خیل مقتدائے دین شوی — در علوم مالک رہ بین شوی

مہر حیدر گر نباشد در دولت — کے توان گفتن سلیم و مقبلت

ہر کہ در عشق علی نبود درست — رافضی دانم مرا او را از نخست

شعر دیگر از فرید الدین عطار علیہ الرحمتہ

از مشرق تا بمغرب گر امام است — علی و آل او مارا تمام است

شاه نور الدین نعمت الله ولی منقول از کتاب مذکور

دم بدم دم از ولای مرتضی باید زدن / دست دل بر دامن آل عبا باید زدن

نقش حب خاندان بر لوح دل باید نگاشت / مهر مهر حیدری بر دل چو ما باید زدن

دم مزن با هر که او بیگانه باشد با علی / ور نفس خواهی زدن با آشنا باید زدن

و بر دی دوستان مرتضی باید نهاد / مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زدن

لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار / این سخن را از سر صدق و صفا باید زدن

در دو عالم چهارده معصوم را باید گزید / پنج نوبت بر در دولت سرا باید زدن

پیشوائی بایدت جستن ز اولاد رسول / پس قدم مردانه در راه خدا باید زدن

کربلائی آید از عشق شهید کربلا / عاشقانه آن بلا را مرحبا باید زدن

هر درختی کان ندارد میوه حب علی / اصل و فرعش را قلم سر تا بپا باید زدن

دوستان خاندان را دوست باید داشتن / بعد از آن دم از وفای مرتضی باید زدن

سرخی سودای سکه نام علی است / بر رخ دنیا و دین چون پادشا باید زدن

بی ولای آن ولی لاف ولایت میزنی / لاف می باید که دانی از کجا باید زدن

بر در شهر ولایت خانه باید گرفت / خیمه در دار السلام اولیا باید زدن

از زبان نعمت الله منقبت باید شنید / بر کف نعلین سید بوسه ها باید زدن

اشعار حکیم سنائی صاحب حدیقة الافراح

مصلحت بود آنچه کرد علی / تو چرا سال و ماه در جدلی

تو زبان فضول کن کوتاه / بود بوبکر با علی همراه

عظمت از حضرت نبی و علیست / در لحاف خلافت خفتن چیست

هر که با مرتضی علی نه نکوست / هر که گو باش من ندارم دوست

گر بدہست این عقیدہ و مطلب	ہم بدین بد بدارم یارب

انتخاب اشعار خواجہ حافظ شیراز

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول و ولیعہد حیدر کرار
امام جنّی و انسی علے بود کہ علے	ز کل خلق فزون ہست از صغار و کبار
علے ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہ ہست	اگر تو مومن پاکی بکن برین اقرار
کہ نیست دین ہدی را بقول پاک رسول	امام غیر علے بعد احمد مختار
ز بعد او حسن است و حسین حجت او	مجوے جہل برین کار مومن دیندار
بد تیمنان منشین حافظا تو لا کن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

ایضاً از خواجہ حافظ شیراز

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است	گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولائے تو یا علی	فردا بروح پاک امامان گواہ باش

شعر منقول از مناقب مرتضوی ملا کشفی

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی	پس خدا و مصطفے جبرئیل باشد رافضی

مقدمہ خلافت کا ایک عجب طرح کا بھول بھولیان ہی کہ جس سی با ساسنے نکلنا بہت مشکل ہی کہ سُنی لوگ بنظر اثبات حقیت خلافت ثلثہ کے اس آفت مین مبتلا ہو گئی کہ خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دین اور حدیثون کو جو بروایت مخالفان اہلبیت کے ہون اور تعلیم و صحبت معاویہ کو اسمین اثر پذیر بطور سند کے پیش لادین اور شیعہ لوگون کا حال یہ ہوا کہ بملاحظہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور دیگر فضائل ذاتی حضرت علی علیہ السلام کی ضرورت اس بات کی ہوئی کہ اصل خلافت ثلثہ سے انکار کرین اور اسی ضرورت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلفائے

تلثہ کو غاصب ٹھہراوین اور منافق قرار دین اور چونکہ حضرت علے نے ان تینون
خلافتون کو منظور کر لیا اور قریب بچیس برس کے اُن خلفای تلثہ کے پیچھے نماز پڑہا کئے
تو شیعہ لوگونکو سوای اسکی کچھ چارہ کا رباقی نہین رہا کہ حضرت علے کے اس تسلیم خلافت
اور اقتدا بالصلوۃ کو محمول اوپر تقیہ کے کرین اور دونون طرف بڑے بڑے عالم ہین
کہ اگر بطرف سنیونکی امام غزالی اور فخر الدین رازی وغیرہ ہین تو بطرف شیعون کے
شیخ بہاؤالدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور سید مرتضی اور سید رضی وغیرہ
علیہم الرحمۃ ہین اور ہم ایک کم استعداد آدمی کو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ اس خرخشہ
و جنجہٹ مین پہنسین اور ہمکو وہ مثل ہندی کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ دو
ملا مین مرغی حرام اور غالبًا یہ ایک نقل عوام کی بہت مناسب مقام ہی کہ کسی
بوڑھیا کا ایک روپیہ راستہ مین گر پڑا اور وہ بوڑھیا روپیہ کے تلاش مین یہ بات
کہتے جاتی تھی کہ یا خدا یہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھہ نہ لگا ہو اور اتفاقًا اس روپیہ کو
کسی مولوی صاحب نے اُٹھایا تہا سو مولویصاحب نے گھبرا کر کے اُس بڑھیا سی
پوچھا کہ اس بات کے کہنے کی کیا وجہ ہی کہ یا خدا وہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھہ نہ لگا ہو
بوڑھیا نے کہا کہ جب روپیہ ہاتھہ مین اوے تب ہم وجہ اس دعا کرنے کی کہین گے
مولویصاحب جو ازبس مشتاق دریافت اُسکی وجہ کے تھے سو فورًا وہ روپیہ اُس
بوڑھیا کے ہاتھہ مین دیدیا تب بوڑھیا نے وجہ اُس دعا کی یہ کہی کہ ہمنے خیال کیا کہ
اگر کسی جاہل نے وہ روپیہ اُٹھایا ہوگا تو صرف یہ بات ہوگی کہ وہ جاہل وہ روپیہ
ہمکو دیگا یا نہین اور اگر کسی مولوی نے پایا تو اُس روپیہ کا اُٹھا لینا حلال ہی قرار دیگا
اور اُسکی جواب مین مولویصاحب نے کہا کہ بوڑھیا تو سچ کہتی ہی کہ ایک کم سو دلیل وجہ
حلت اس روپیہ کے ہم قائم کر چکے تھے اور غرض اس نقل سے یہ ہی کہ ہمارا

حال مثل اُس بوڑھیا کے ہی کہ روپیہ ہماری ہاتھ مین آگیا اور ہم بات کو سمجھ گئی اور اب ہم کسی سنی یا شیعہ کے مولوے سے نہین ڈرتے ہین اور ہم نی اس بات کو بخوبی سمجھ لیا کہ درحقیقت مستحق اس خلافت کے حضرت علے تھی اور صحابہ ثلثہ کو ضرور لازم تہا کہ حضرت علی کو بجای نبیؐ کے قبول کر کے اُنکے تحت مین کام کرتے مگر بات تو یہ تہی کہ الائمہ من قریش (یعنی امام لوگ قریش سے ہونگی) کہکر کے انصار کو ساکت کر دیا اور کچھ خیال اس بات کا نہین کیا کہ حضرت علی بھی قریش مین سے تھے بلکہ خصوصًا بوجہ ہاشمی اور برادر عموی ہونے حضرت رسول کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور اگر حضرت علی اس خلافت درجہ چہارم کو منظور نہین کرتے تو بے تکلف خلفای ثلثہ کو ہم بادشاہان ظالم اور اہل جفا مین سے سمجھتے اور لقب خلافت کو ایک لقب حقیر جانتے مگر چونکہ حدیث مین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ واقع ہی یعنی کہ خلافت بعد ہماری تیس برس ہوگی اور اندر اُس تیس برس کے حضرت علے نے اُس خلافت کو درجہ چہارم مین منظور کر لیا تو اسی وجہ سے عظمت لقب خلافت کی بہت کچھ ہماری دلمین ہی یعنی کہ اس خلافت ہونے سے حضرت علی کو کچھ شرف نہین ہوا اسواسطی کہ حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کیواسطی تعلق حکومت ظاہری کا کیا شرف ہی بلکہ خلافت کو شرف اور فخر ہے کہ یہ خلافت ایک ایسی چیز ہے کہ حضرت علی سنے منظور کیا اور جیسا کہ حضرت علی کو بلقب خلیفہ کے یاد کرنیمین ہم کچھ فخر نہین سمجھتی ہین سو اُسی طرح حضرت علی کو بھی داخل صحابہ سمجھنی مین ہم تمامتر راضی نہین ہین کہ حضرت علی اپنی بخیری بھائی اور داماد حضرت رسولؐ کے تھے اور حدیث مین ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے درمیان دو دو صحابے کے مواخات یعنے بھائی چارا

لگادیا تو حضرت علی روتے ہوے حضرت پیغمبر کے پاس آئی اور کہا کہ ہمکو آپ نی کسی
صحابی کا بھای نہین بنایا تب حضرت رسول نے کہا انت اخی فی الدنیا و الدین
یعنی تو میرا بھای ہی دنیا اور دین مین غرض لقب صحابی کا بھی واسطی حضرت علی کے
کچھ بات فخر کی نہین ہے اسواسطی کہ حضرت علی واسطی حضرت نبیؐ کے ویسی ہی
ہین جیسا کہ حضرت ہارون واسطی حضرت موسی کے مددگار اور شریک نبوت
حضرت موسی کے تھے اور بہ نسبت صحابہ کے شرط یہ ہی کہ داخل اصحاب وہ
لوگ ہین کہ جنہون نے صحبت رسول پای ہو اور حالت ایمان مین مرے ہون
اور ایمان کی حالت یہ ہی کہ بدلیل حدیث لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤمِنٌ کی یعنی کہ علی کو دوست نہین
رکھیگا مگر مومن پس صحابی لوگ محتاج خوشی اور رضامندی اور محبت علی اور اہلبیت
کے تھے اور حضرت علی کا ایمان کچھ محتاج محبت صحابی کا نہین تھا اور اسیواسطی ہم
حضرت علی کو دراصل صحابی سے خارج اور داخل نبوت سمجھتی ہین اور صحابی کے
اصل معنی اسیقدر ہین کہ جو ساتھ ایمان کے حضرت رسول کی صحبت مین تھے یعنی
حالی موالی حضرت رسول کے تھے اور حضرت علی تو برادر عمو ی و شوہر فاطمہ بنت رسول
و جزو رسول خدا کے تھے تو ہم حضرت علی کو یکی از اصحاب کیونکر سمجھ سکتی ہین اور یہ
دو شعر میر حسن دہلوی کی بہ نسبت تعریف صحابہ کے بہت درست ہین کہ اُس سے
یہ بات معلوم ہو سگے کہ صحابہ کسکو کہتے ہین

شعر

وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین علے اُنسے راضی بتول اُنسی خوش	سلام اُنپہ جو اُسکے اصحاب ہین خدا اُنسے راضی رسول اُنسی خوش

اور علی ہذا القیاس لقب قریشی کا بھی واسطی حضرت علے کے کچھ فخر نہین ہی کہ حضرت

علی البتہ قریشی تو ہین مگر اسی قریشی مین ہاشمی پوتا عبد المطلب کے بھی ہین کہ اسس
وجہ سے درجہ لقب قریشی کا بہ نسبت حضرت علے کے حسب محاورہ سر رشتہ
افیون کے بالا در بالا ہو گیا اور قریش مین سے جو حضرت ابو بکر قبیلہ بنی تیم مین سے
ہین سو چونکہ حضرت ابو بکر ایک مرد بزرگ صفات اور نیک ذات آدمی تھے
کہ عین اپنی خلافت مین حضرت علی سے اقرار کیا کہ ہم لوگ بطور کارگذاران کے
ہین اور تو سرور اور امیر و بادشاہ ہی اور کہا کہ ہملوگ مثل ستارہ ہای آسمان
ملت کے ہین اور تو بدر کامل ہے اور حضرت ابو بکر کا ایک قول یہ بھی ہی النظر
الی وجہ علیؑ لمحبتہ عبادۃ یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے از روی محبت کے
ایک عبادت ہی سو اس وجہ سے راقم حروف کو ساتھ قبیلہ بنی تیم کے اُسی مقابلہ کا
اُنس ہے کہ جلیسا قریش مین قبیلہ بنی امیہ وغیرہ تین قبیلہ سے حضرت رسول کو
نفرت تھی سو بوجہ مذکورہ بالا کے قریش مین بعد قبیلہ بنی ہاشم کے ہم قبیلہ بنی تیم کو
بھی مانتے ہین اور اصل حال شرف و منزلت صحابہ اور حضرت علی علیہ السلام کا
یہ ہی کہ اگر قران پر لحاظ کیا جای تو قران شریف تمامتر تائید حضرت علے کے ہے
جلیسا کہ حدیث مین واقع ہے القرآن مع علےؑ وعلیؑ مع القرآن یعنی قرآن ساتھ
علے کے ہی اور علی ساتھ قران کے اور اگر حدیثین سب طرح کی وضعی اور غیر وضعی یہ
روایت حضرت عایشہ اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کی منظور کر لیجائین تو کیا شک ہے
کہ فضلیت حضرت ابو بکر وغیرہ کی اوپر حضرت علی کے ثابت ہی اور اسی وجہ سے
لقب سنیون کا جو اہلسنت والجماعت ہی بہت حسب حال ہے کہ مدار اس مذہب کا
سنت یعنی حدیثون پر اور جماعت یعنی جماعت عام قریشیون پر ہے مگر جب یہ تمام
حدیثین بغور دیکھی جائین اور راویان کی حالتون پر [illegible] ریجائی اور ساتھ احادیث

عطای علم بروز خیبر اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ و انت منی بمنزلۃ ھرون
من موسی و لحمک لحمی و دمک دمی و انت منی و انا منک
اور حدیث اہلبیت متعلق آیت تطہیر و حدیث آیت مباہلہ وغیرہ احادیث کے
مقابلہ کیا جاوی تو صاف صاف یہ بات عیان اور نمایان ہے کہ احادیث افضلیت
صحابہ کی بالضرور ساختہ اور موضوع اور جعل ہین اور سنیون کو مجبوری اس بات
مین ہے کہ کچھ جعل و فریب قران مین کرکے افضلیت صحابہ کی دکھلا نہین سکتی ہین
اور شک نہین ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے عہدہ خلافت کو بہت شایستگی
سی انجام دیا اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ فی الواقع شایستہ عہدۂ خلافت کے
تھے اور بملاحظہ تاریخ واقدی کے معلوم ہوتا ہی کہ فتوحات شام و مصر وغیرہ
مین تمامتر تائید ایزدی بطرف خالد و ابوعبیدہ جراح کے تھی اور یہ بات
حضرت عمر کی خلافت مین واقع ہوئی اور حضرت علی نے جب اون دونون
خلافتون کو قبول کر لیا تو اس جہت سی یہ دونون خلافتین صحیح بھی ہوگئین مگر
ان خلفای ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ نسبت نہین ہی کہ حضرت علی ان تینون
خلیفون کے ویسی ہی مولا ہین کہ جیسی حضرت نبیؐ انکے مولا ہین اور ان تینون
خلیفونکی مقدم تر خلیفہ ہونے سے حضرت علی کے علو مرتبت مین کچھ نقصان
نہین ہے کہ خلافت یعنی حکومت ظاہری کوی بات شرف کی واسطی حضرت علیکی
نہین ہے۔ روضۃ الصفا۔ جب واقعہ عثمان سے تین روز گذر گئی تو مصریون نے
حضرت امیر علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہون حضرت علی نی فرمایا کہ
بغیر رضامندی اصحاب بدر کے منظوری اس خلافت کی نہین ہوسکتی ہی تب
مصریون نے اپنے ساتھ صحابیون کو ہم داستان اپنا کرکے پھر اس بات کو

عرض کی تب حضرت امیر نے فرمایا کہ بعد مرنے عمر کے ہمکو خواہش خلافت کی
تھی مگر اب ہمکو کچھ خواہش نہین ہے جس شخص کو چاہو خلیفہ بناؤ اور ہم اُسکی
تابعداری کرینگے اور ہماری نزدیک وزارت بہتر ہے امارت سے تب صحابی
لوگون نے پھر اصرار کیا اور حضرت امیر نے کہا کہ بغیر حاضری طلحہ و زبیر کے یہ
بات نہین ہوسکتی ہے اور آخر طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت علی نے کہا کہ تم دونون
شخصون مین سے جس کو آرزو خلافت کی ہو سو اُسکی تابعداری ہم کرینگے مگر اون لوگون
نے منظور نہین کیا غرض اوّل طلحہ نے اور بعد اُسکی زبیر وغیرہ صحابیون نے
بیعت کی اور حضرت علی نے بطرف طلحہ کے نظر کرکے کہا کہ طلحہ واسطی نقض
پیمان اور توڑنے میثاق کے سزاوارتر ہے اور کچھ لوگون نے مخالفت کی اور نعمان
ابن بشیر انصاری کٹی ہوئی اونگلی کو نائلہ زوجہ عثمان کے اور پیراہن خون آلودہ عثمان
کو معاویہ کے پاس ملک شام مین لیگیا اور کچھ بنی امیہ ساتھ ہوئے اور آخرکار
طلحہ اور زبیر ساتھ حضرت عائشہ کے ملکر کے حضرت علی سے جنگ جمل مین لڑے
اور شکست کھائی اور اسکی بعد جنگ صفین معاویہ کی ہوئے۔ رای راقم۔
اسوقت مین بہی جو حضرت علی خلیفہ بنائی گئے سو کسی نے حدیث من کنت مولاہ
فعلی مولاہ کو یاد نہین کیا اور حضرت علی کو جو ایسے وقت پُراختلال مین لوگون نے
خلیفہ بنالیا سو اس بات مین کسی کا کچھ احسان نہین ہے کہ سرداران کسان بلوائیان
مصر وغیرہ کے موجود تھے اور وہ ایسا وقت شور و شر کا تہا کہ اگر اُسوقت مین
معاویہ خلیفہ بنایا جاتا تو باحتمال غالب وہ بہی اس خلافت کو اسوقت مین اور خاص
مدینہ مین قبول نہین کرتا اور یہ صرف حضرت علی کی جرأت اور ہمت تہی کہ اس
خلافت کو منظور کرلیا اور بنی امیہ وغیرہ قریشیون کو جو حضرت علی سے گریزان تھے

درحقیقت یہ خلافت حضرت علی کے منظور نہین تھی اور انجام اس خلافت کا یہ
ہوا کہ اس زمانہ خلافت قبول کرنے سے جو ۳۵ھ سنہ ہجری مین قبول کیا تہا تا آخر وقت
جناب امیر کے جو ۴۰ھ سنہ ہجری مین شہادت آپکی ہوی تمام عمر آپکی مکدر کٹی اور شاہ
عبد الحق صاحب جو شرح مین حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہ بات لکھتے ہین
کہ اگر اس حدیث سے خلافت مراد ہو تو خلافت بلافصل کیا ضرور ہے آور
حضرت علے نے آخر کو تو خلافت پائی سو یہ بات محض ملمع اور بطور ابلہ فریبی کے
ہے اسواسطے کہ حضرت علی کو کسی نے اس حدیث کو یاد کر کے خلیفہ نہین بنایا ہی
بلکہ یہ مقتضا اسوقت کے شور و شر کا تہا کہ جو حضرت علے خلیفہ بنای گئے او جہانتک
ہوسکا سو حضرت علی خوب تنگ اور حیران کیئے گئے ۔

عجب بد فطرت و ناپاک بودند		کہ در حبّ علی تقصیر کردند

اور جس طرح پر کہ جنگ جمل عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا اور جنگ صفین معاویہ کا واقع
ہوا سو یہ سب حالات تاریخی ایسے ہین کہ انکا ذکر کرنا صرف ملال انگیز ہے اور
معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت تا وقت شہادت حسین کربلا کے ایسا پر فتنہ اور پر آشوب
تہا کہ گویا سب لوگ مخالفت اور استیصال خاندان نبوت مین مصروف و مشغول
تھے اور یہ حوصلہ صرف علمای اہلسنت کا ہی کہ دونون جنگ جمل اور جنگ صفین
کیواسطے مسئلہ خطائی الاجتہاد کا اپنی طبیعت سی ایجاد کرین اور اسمین کیا خطائے
اجتہادی ہی کہ خود حضرت عائشہ اقتلوا النعثل کہ کر کے لوگون کو برانگیختہ کرین اور
حضرت عثمان کو کافر کہین اور پہر جب قتل عثمان کا ہوا تو بوقت پہرنے بطرف
مدینہ کے حال قتل حضرت عثمان کا دریافت کر کے پوچہا کہ خلیفہ کون شخص ہوا
اور بحرد سننی امام حضرت علے کے کہا کہ اب ہمکو مدینہ جاتی اقامت نہین ہی اور

اُسی جگہ سے مکہ کو چھوڑ کر کے سامان لڑائی کا شروع کیا پس سخن بے پردہ یہ ہی کہ حضرت عائشہ کو حضرت علی سے کمال درجہ عداوت تھی آیندہ سنیون کو اختیار ہی کہ ایسی بی بی کو لقب صدیقہ کا دیکر کے اُنکی حدیثین درباره افضلیت اصحاب ثلثہ کے منظور کرین اور طلحہ اور زبیر کا حال یہ ہی کہ اول خلافت مین حضرت علی کے حکومت بصرہ و کوفہ کی حضرت علی سے طلب کی تھی اور حضرت علی نے کہا کہ تمہاری پاس رہنی سے ہمکو قوت ہی اور جب تم جدا ہو جاؤ گی تو ہم مشورہ کس سے کرینگے اور اس بات سی یہ دونون صاحب ملول ہو کر کے حضرت عائشہ سے جا ملی اور مشورہ اور بندوبست کر کے اور تہمت بے بنیاد خون عثمان کی قائم کر کے سر اُٹھایا مگر بہر حال انجام اُن دونون صاحبون کا بخیر ہوا کہ آخر کو مخالفت سی باز آکر کے بیعت از سر نو کی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمانہ تا خلافت یزید کے منافقون سے معمور تھا اور وہ حدیث پیغمبر خدا کی ہمکو برابر یاد آتی ہے کہ جو حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین فرمایا تھا انی لا اخاف علیکم ان تشرکوا من بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الی الدنیا فتقتلوا و تھلکوا یعنی نہین خوف ہی مجکو تم لوگون سی کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میری مگر مجھی خوف اس بات کا ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ بطرف دنیا کی پس جنگ و قتال کروگے آپسمین اور ہلاک ہوگے تم لوگ سو بملاحظہ حالات جنگ جمل اور جنگ صفین کی تمام تر تصدیق اس حدیث پیشین گوئی کی ہوتی ہی اور یہ شعر خواجہ حافظ شیراز کا بہت مناسب مقام ہی

شعر

میکشی بگذر	زیاده گفتن ناحق ہزار استغفار
متابعت بمنافق چہ	

اور جن صاحبون کو فن تاریخ مین مناسبت ہی سو اُنکو یہ بات بخوبی معلوم ہوگی

کہ مورد اس لفظ منافق کے ابتداسی کون کون لوگ ہین اور استعمال لفظ منافق کا بہ نسبت دشمنان علے کے بہت درست ہی ازروی حدیث لایحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق کے یعنی کہ نہین دوست رکھیگا اُس علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا اُس علے سے مگر منافق اور شک نہین ہے کہ سنیان تفضیل الشیخین کے بھی اگر خوب تنگ کرکے پکڑے جائین تو جواب یہی ہوگا کہ ہان ہمکو بھی محبت علی کی ہے مگر محبت کیواسطی آثارات اور نشانات ہوتے ہین ایک یہ کہ ہر شخص اپنے دوست کی دشمن سے علیحدگی چاہتا ہی نہ یہ کہ دوست کے دشمنونکی حمایت کرے اور ایک خاص نشانی یہ ہے کہ دوست کے ذکر مین خوش ہو نہ یہ کہ دوست کے ذکر مین رنگ چہرہ کا اوڑجای۔

شعر مولانا روم

این زمین را آسمانی دیگر است	مرد این رہ را نشانی دیگر است

اور اس عرصہ مین ایک خط جناب مرزا محمود حسن صاحب رئیس بھاگلپور محلہ محمد آباد کا بڑے جوش و تپاک کا پہونچا کہ جسمین ایک قصیدہ دعائیہ بھی بحق مولف کتاب ہذا کے لکھا ہی کہ بنظر یادگار و امید قبولیت درگاہ باریتعالی کے اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی

قصیدہ

مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردہ	باخدا و مصطفٰے خوش سازگاری کردہ
از علے و فاطمہ تا مہدی آخر زمان	حق بحق دادی و باطل را تو خواری کردہ
از حضیض دہر دون اوج بگردون رسیدی	با علے در باغ جنت تو قراری کردہ
از حدیث و آیت این تالیف تو چون شد دلیل	در رہ حق و یقین مشغل گذارے کردہ
خوش بگفتی در سفتی خوش بسر دی روزگار	در زمین و آسمان خوش یادگاری کردہ

از پی تحریر این وستت ببوسد جبرئیل	اندرین جون مدح آن دلدل سوارے کردہ
در جزای این عمل می آید از غیبت ندا	فاوخلی فی جنتی کاین عمدہ کاری کردہ
باحسن خستہ کہ داری گو ننہ خاطر لطف	میکند از دل دعا منت گذاری کردہ
یار باد آسمان حافظ خدایت جاودان	مونست معصومیان رحمت جوارے کردہ

اور فی الحال ایک دوسرا خط سید اقبال حسین صاحب ابن سید امداد علی ابن سید حسن علے ابن سید حسین متوطن موضع احسن گنج بکٹی پرگنہ بہیا ضلع شاہ آباد کا مقام جوکی کلمان ضلع سارن سے پہونچا کہ وہ بھی بملاحظہ محبت وتپاک انکی نقل کیاجاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و بہ نستعین و نصلی علی محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ الاکرمین — بیت

ای شان حیدری ز جبین تو آشکار	نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

جناب ہدایت مآب ناصر طریقہ ائمہ اطہار - حامی ملت سید ابرار محب و اثق حیدر کرار - عابد شب زندہ دار - مولانا سیدنا البری عن الشین - السید محمد وحید الدین حسین خانصاحب بہادر متخلص آزاد مدظلہ العالی اضعف العباد و محتاج بشفاعت سبطین کمترین سید اقبال حسین ابن مرحوم سید امداد علے ابن مغفور سید حسن علی بن السید حسین حشرہم اللہ مع الحسنین تسلیم بالوف تعظیم بصد تمنای قدمبوس کہ فخر خود میدانم اگر میسر آید طوطیای چشم خود سازم - میر ساند - گر قبول افتد زہی عز و شرف ×

الحمد للہ کہ درین زمانہ پر آشوب ہمچون ذات قدسی صفات را یکی از مغتنمات می پندارم چرا کہ اگر درین دار ناپائدار مثل جناب فیض اکتساب حق گو و انصاف پسند چند کس میبودند بخدا سوگند کہ تاریکی جہان و جہانیان ہرگز نمی ماند — لہ

قطعہ

ہزار شکر خداوند قادر و قیوم	کہ ہمچو ذات وحید ہست ناصر معصوم

چون بسال گذشته شهرهٔ عام کتاب (حسن آخرت نیک) تصنیفی جناب الا
شنیدم - بهزار جستجو یافتم - بغور تمام دیدم - وموزونی طبیعت حق طویت
بندگان عالی را صد آفرین ها خواندم به یقین دانستم که بی شبه آخرت نیک شد لراقمه

زانکه کردی تو مدح شاهِ شهید	آخرت نیک شد جناب وحید

امسال روزی نشسته از شفیق رفیق جناب میر ابو الحسن صاحب حرسهم الله
عن الشرور والفتن یکی از رئیس اثنا عشری مستفسر حال خیریت مآل عدالت خصال بودم
که مژده تازه تالیف کتاب ثانی (حاتحقیق مشرب سنی) مشنیدم پس مشتاق شدم
چنانچه بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب مستطاب معلی القاب مولانا مقتدانا معظم
فی الدارین السید احمد حسین صاحب قبله دام ظله از جناب عالی طلبیدم - من چه
گویم که آنجناب بمجرد تحریر این حقیر بر هگذر وفور شفقت بزرگانه وتوجهات کریمانه
اولا تا صفحه (۲۷۳) وثانیا تا صفحه (۴۰۰) عنایت فرمودند بخدا بس رهین
منت شدم - بملاحظه تمام معاینه کردم - سبحان الله چه خوب داد انصاف داده
وعدل نوشیروانی را کار فرموده اند - بالتحقیق این کتاب حد خاتمه تحقیق - بلکه چنین
فیصلهٔ بی نظیر ناطق شده که استرداد ش شدن نمی تواند عند الله ماجور وعند الناس مشکور

لراقمه

چون نباشد که این همه باعث	زانکه کردی تو وصف اسد الله

جوشش ولای حضرت مولای مشکلکشا اسد الله غالب علی کل غالب است شک
نیست که آنجناب در صالح المومنین اند وحشر حضور ائمه هدی علیهم السلام خواهد شد
چنانکه تائید تحریر من بشارت خواب است که تعبیرش از بیت ذیل هویداست لراقمه

[illegible]	نبی و علی ... دور راضی شدند

شہرۂ آفاق کتاب مستطاب جناب فیضمآب باکناف عالم عموماً و درین اطراف
خصوصاً چنین شدہ کہ جوق جوق مسلمانان حق پسند و انصاف بین برائے
معاینہ اش می آیند و بکمال جوشش دلہا می بلبنید بخدا دعا می خواہند کہ غفور الرحیم
جناب عدالت ماب وحید العصر فرید الدہر از ادا اطلہ حق پسند و منصف
مزاج را درین سپنجی سرای از شر حاسدان و کوتہ اندیشان محفوظ و انچہ کہ
باید ازآن محظوظ و بحبت ائمہ معصومین مستحکم و قایم دارد و در آن عالم با لاہم جای
صدر اعلی نصیب فرماید آمین آمین گفتم ایہا الناس محبت علی جزو ایمان است
پیغمبران راہم فخر پس کسیکہ محبت علی ندارد حیدری نیست ـ بندہ خدا نیست

چنانکہ قول شاعر

وہ بندہ خدا نہیں جو حیدری نہیں		بے مرتضے رسولوں کی پیغمبری نہیں

دیگر

تا حشر اُسکی درد کی ہرگز دوا نہیں		ای دل جسی وسیلۂ مشکلکشا نہیں

الحق ماشاء اللہ درین حد تحقیق انچہ کہ حق انصاف بود باسند لال معقول و براہین قاطع
احقاق حق فرمودہ اند ـ مرا یقین کامل است کہ ازین کتاب متبرکہ بسیاری کسان
کہ در کوچہ ضلالت افتادہ اند براہ راست خواہند آمد ـ لراقمہ

ای خضر رہنمای رہ گمرہان شدے		حقا کہ حق پسندی و حق البیان شدی

لاریب بصلۂ این داد حق پسندی و ولای مولای مشکلکشا جناب اسد اللہ غالب
علے کل غالب بر ہمہ غالب و بہر دو جہان سرخرو خواہد داشت آمین رب العالمین لراقمہ

کہ روح مرتضوی را تو کردۂ بس شاد		وحید عصر فرید دہر شدی آزاد

ما بی بضاعت و ذرہ بمقدار را چہ یارا کہ بمدح آنجناب لب کشائیم و چہ جاے

کہ خود تمامی عالم مداح آنجناب انصاف پسند ہست چونکہ من ہم یکی از بہی خواہ بندگان والا ہستم و بہر حال شکر گذاری مرا لازم بلکہ واجب بنابر مختصر سطری چند عرض پرداز شدم - برای بقیہ اجزا لبس مشتاق ام - مرا یقین است کہ ہر گاہ کل طبع خواہد شد ضرور خود حضور مرحمت خواہند فرمود - اگر حقیر را یکی از خادم درم ناخریدہ خود تصور یدہ صرف از امر جہ خیریت مزاج سامی بذریعہ سرفراز نامہ عالی مطلع و ممتاز فرمایند بعید از شفقت بزرگانہ نخواہد شد بل فخر و مباہات خود خواہم پنداشت ختم می کنم این عریضہ مختصر را باین دعای آخر کہ جل شانہ با ائمہ ہدی محشور گرداناد بالنون والصاد

لراقمہ

ندا غیبی اقبال را این رسید کہ خلد برین شد مقام وحید

رباعی تاریخ وصول کتاب لاجواب گرچہ قابل ملاحظہ جناب نیست الا این سرمایہ کم مایگان است اگر مقبول گردد زہے فخر خود دانم

رباعی

تمکو تو شہ نے بخشا	کیا وصف کروں تیرے رقم
تمکو تو علے نے ہے دیا	کیا حب ہدی باغ ارم
	۱۲ ھ ۹۵

رباعی دیگر

تم تو عادل ہو ٭ تم تو کامل ہو ٭

حق کے طالب ہو ٭ مرحبا غالب ہو ٭

غزل منقبت از سید امداد امام متخلص باثر پسر اکبر وحید الدین آزاد ۱۲۹۵ھ مولف کتاب ہذا کہ جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے ہم دونوں باپ بیٹا ایک ہی اعتقاد کے ہیں اور اندر لواسے محبت حیدری کے زندگی کرتے ہیں

غزل منقبت

سرور کون و مکان شاہ سلام علیک — قاسم نار و جنان شاہ سلام علیک
مالک ملک کرم نائب شاہ امم — بادشہ انس و جان شاہ سلام علیک
ضیغم دین خدا حیدر خیبر کشا — داغ نہ سرکشان شاہ سلام علیک
شافع روز جزا ہادی ہر دو سرا — چارۂ بیچارگان شاہ سلام علیک
حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب — فخر شہان جہان شاہ سلام علیک
دافع داغ الم داروی ہر درد و غم — مرہم خستہ دلان شاہ سلام علیک
مفتی دین خدا حاکم ملک رضا — حق ز کلامت عیان شاہ سلام علیک
زینت بزم نبی فخر نبیؐ و ولے — شمع شبستان جان شاہ سلام علیک
مقصد و مقصود ما شاہد و مشہود ما — نام تو ورد زبان شاہ سلام علیک
لحمک لحمی نبیؐ گفت ترا یا علی — ہستی ما جان جان شاہ سلام علیک
صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی — سرور ہر دو جہان شاہ سلام علیک
مظہر ذات خدا جلوہ دہ انبیا — فخر شہ مرسلان شاہ سلام علیک
خالق کون و مکان کرد ثنایت بیان — چون نشوم مدح خوان شاہ سلام علیک
بخشش عشق خدا این اثر مردہ را — زندگی جاودان شاہ سلام علیک

انتخاب اشعار از مثنوی سید امداد امام اثر مذکور

چون نہ نالم در غم عشق علی — افتخار ہر نبی و ہر ولی
الفت حیدر ہمین اسلام ما — نام پاک شاہ زیب کام ما
درد ہا دارد دل شیدای من — زین سبب این گریۂ شبہای من
عاشقی پیداست از زاری دل — نیست بیماری چو بیماری دل

عین ایمان ست عشق مرتضے
نوربخش دیدهٔ مرد خدا

دشمن مولی است کور و بے بصر
همچو اعمی میرود سوئے سقر

دشمنان را نام مولی جان گزاست
دوستان را نام مولے جانفزاست

ننگرد حاسد بسوے بوتراب
شپره بیند نه روے آفتاب

رتبهٔ حیدر برون از فهم ماست
رتبه دان او جناب کبریاست

از اهانت کم نگردد شان او
سجده گاه اولیا ایوان او

کفر بهتر از چنین دین خراب
کاندران رکن ست بغض بوتراب

توبه توهین علی پرداختی
رتبهٔ شاه نجف نشناختے

رتبهٔ حیدر چه دانی اے غبی
تو بسوے معنئے صمّ شدی

با عدو مرتضے دارے ولا
یا ندانی معنئے شرم و حیا

تو بفضل مرتضے داری سخن
مدح حیدر میکند مستر گبن

آن گبن به از هزاران شامیان
آن گبن به از چنین اسلامیان

این شقاوت شیوهٔ اسلام نیست
برچنین فهم و ذکا باید گریست

ابن ملجم شرم دارد زین گروه
پیش بے عنوانی شان پستوه

آمدم اکنون به مدح بوتراب
نور او روشن ز نور آفتاب

هل اتی وارد شده در شان او
خالق کونین مدحت خوان او

زور بازوئے جناب مصطفے
افتخار اولیاؤ انبیا

دوش پاک مصطفے معراج او
گوهر عرفان زیب تاج او

شیر نر حیدر لقب خیبر کشا
ضیغم حق شهسوار لافتے

عالم علم نبے و باب علم
مصدر جود و سخا و صبر و حلم

سرور دین شافع روز جزا / جانشین حضرت خیر الورے

ذات پاکش مظہر رب جلیل / دین حق را آمدہ روشن دلیل

بعد پیغمبر ہمہ را سرور است / از ہمہ بعد پیمبر برتر است

داخل آل عبا و پنجتن / سرور خیل ائمہ بوالحسن

ہم وصی و ہم انیس مصطفٰے / زوج پاک حضرت خیر النسا

از تو دارد یا علے کعبہ شرف / یا علے تو دُرّ سے و کعبہ صدف

بت شکن ہستی بت پندار را / جان و تن دادہ براہ ارتضا

رجعت خورشید از اعجاز تو / از ہمہ بینیم جدا انداز تو

تو ہمان نور سے کہ بودی در ازل / ایمن از مکر شیاطین و دغل

تو سراپا سر ربانی سے علے / تو سراسر جان را جانے علے

دشمن تو در دو عالم خوار شد / چون ز مدحت بر سرا انکار شد

حاسدان گویند ما را رافضے / تا ز ما باشد جواب شافعی

فصل ۸۷

اس فصل مین بعض کلمات قدسیہ حضرت امیر المومنین علے ابن ابی طالب علیہ السلام کے جلد سیوم روضۃ الصفا سے منقول ہوتے ہین کہ جس سے فضائل ذاتی آپ کے نمایان ہین اور آپ کے ارشادات کا حال یہ ہی کہ صرف قال نہین بلکہ خود حال آپ کا ہے یعنے کہ قول و فعل آپ کی ہمعنان ہین —

نمبر ۱ الدُّنیا اَوَّلُہا عِناءٌ وَ آخِرُہا فَناءٌ فی حلالہا حساب وَفی حَرامِہا عَذابٌ من صَحّ فیہا اَمِنَ وَ من مَرِضَ فیہا نَدِمَ و من استغنٰی فیہا فتن و من ساعا فاتتہ و من نظر فیہا الہتہ

ترجمہ دنیا جو ہی سو اول اُسکا رنج و تردد ہے اور آخر اُسکا فنا ہے حلال کا اُسکے حساب ہوگا اور حرام پر اُسکی عذاب جو شخص کہ صحیح رہتا ہی اُسمین سو بیفکر ہو جاتا ہی یعنی حالت صحت و تندرستی مین کچھ فکر و اندیشہ اپنی نا تندرستی کا نہین کرتا ہی اور جب بیمار پڑتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے یعنی صحت سے گویا نا امید ہو جاتا ہی شخص کہ دونون حالت صحت و مرض مین خیال آئندہ کا نہین کرتا ہے اور جو شخص کہ محتاج ہو جاتا ہی سو فتنہ مین پڑتا ہی یعنے کچھ تمیز حلال و حرام کی باقی نہین رہتی ہے اور جو شخص کہ پیچھے دوڑتا ہی اُس دنیا کے سو دنیا اُسکی فوت ہوتی ہے اور جو شخص نظر التفات کرے اُسپر وہ دنیا اُسکو غافل کر دیتی ہے

متن فرض الله تعالى الايمان تطهيرًا من الشرك والصلوة تنزيهًا عن الكبر والزكوة تسبيبًا للرزق والصيام ابتلاءً لاخلاص الخلق والحج تقوية للدين والجهاد عزًا للاسلام والامر بالمعروف مصلحة للعوام والنهي عن المنكر ردعًا للسفهاء والقصاص حقنًا للدماء وترك شرب الخمر تحصينًا للعقل وترك الزناء تحصينًا للنسب وترك اللواطة تكثيرًا للنسل وبقائه

ترجمہ فرض کیا الله تعالی نے ایمان کو بنظر پاک کرنے کے شرک سے اور نماز کو بنظر منزہ کرنے کے کبر سے یعنی نماز سے تعلیم عاجزی کی ہی اور فرض کیا الله نے زکوۃ کو بنظر زیادہ کرنے رزق کے یعنے بذریعہ زکواۃ کے محتاجون کو بھی روزی پہونچ جاتی ہے اور فرض کیا الله نے روزہ کو واسطے امتحان خلوص عمل کے یعنے روزہ رکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندہ حکم خدا کو مانتا ہی کہ بسبب تابعداری کی بھوک پیاس کو سہتا ہی اور فرض کیا حج کو بنظر قوت دینی دین کے کہ جس سے مسلمان لوگ ہر سال ایک بار مکہ مین جمع ہون اور اُنکی آپس کی ملاقات اور

اور اسی ارکان سے دین کو قوت ہو اور فرض کیا جہاد کو واسطے عزت دینی اسلام کے
اور فرض کیا امر بالمعروف کو یعنے سکھلانی کو شرعی باتو نکے بنظر مصلحت عوام کے
کہ عوام لوگ کو خود احکام شرعی پر اطلاع نہین ہی اور فرض کیا نہی عن المنکر کو یعنے
منع کرنے کو برے کاموں سے واسطے لانے بیوقو فونکے بطرف ہدایت کے یعنے
برا کام کرنا کہ جسکا انجام عذاب ہو ایک کام بیوقوفی کا ہے کہ اپنے فعل سے وہ
خود آپ مبتلای عذاب ہوتا ہی اور فرض کیا قصاص کو یعنے خون کرنے کو بدلے
مین خون کے بنظر حفاظت خونون کے یعنے بخوف مارے جانے بیبدل ایک خون کے
لوگ خون کرنے سے پرہیز کرینگے اور فرض کیا چھوڑ دینے کو شراب خواری کی واسطے
حفاظت عقل کے کسواسطے کہ خمر کی تعریف یہ ہی کہ الخمر ما تخمر به العقل یعنی خمر وہ
چیز ہے کہ جس سے خمیر یعنی جوش آتا ہی عقل مین اور فرض کیا ترک زنا کو بنظر حفاظت
نسب کے یعنی اگر زنا جائز ہو تو نسب ضایع ہی یعنے زنا سی جو پیدا ہو سو کیا معلوم
ہو سکتا ہی کہ اسکا باپ کون تہا کہ حساب نسب کا باپ کیطرف سی ہی اور فرض کیا
ترک لواطت کو بنظر زیادہ ہونے نسل اور باقی رہنے اُسکے یعنی لواطت مین جو
مادہ کہ مرد سے نکلتا ہی سو اُس سے کوئی اولاد نہین پیدا ہو سکتی حالانکہ شہوت
جو دی گئی ہی سو اُس سے مقصود یہ ہی کہ نوع انسانی بڑہے اور قایم رہے
نمبر ۳ النار من خوف الذل ف ا لذل ترجمہ آدمی لوگ
بوجہ خوف ذلت کے ذلت مین پڑتے ہین مثلاً بدن پر کپڑا نہین ہی تو واسطے دفع
کرنے اس ذلت کی ذلت سؤال کرنے کو قبول کرتے ہین حالانکہ کپڑا بہم پہونچانا
اپنی ہاتھ کی کوشش سی چاہئی **بیت**

ہر کہ نان از عمل خویش خورد		منت حاتم طائی نبرد

نمبر ۴ طوبیٰ لمن ذکر المعاد و عمل للحساب و قنع بالکفاف و رضی عن اللہ تعالیٰ
ترجمہ مبارک ہی وہ آدمی جو یاد رکھے معاد یعنے بازگشت کو اپنے اور عمل کرنے کو نیک کاموں کے اور قناعت کرے روز کے معین پر اور راضی رہے خدا سے

نمبر ۵ اغنی الغناء العقل و اکبر الفقر الحمق و اوحش الوحشۃ العجب و اکرم الحسب حسن الخلق ترجمہ سب سی بڑھ کرکے دولتمندی عقل ہے یعنے عقل بڑی دولت ہی اور سب سی بڑھ کرکے فقر حماقت ہی یعنی احمق آدمی ہر کام میں اپنے محتاج ہی اور سب سی زیادہ تر وحشت عجب یعنی خودپسندی ہی یعنی خودپسند آدمی سبھونکی رای سے وحشت کرتا ہی اور بزرگترین حسب یعنی بزرگترین صفت ذاتی حسن خلق ہی ۔

نمبر ۶ الغنی فی الغربۃ وطن والفقر فی الوطن غربۃ
ترجمہ غنی آدمی مسافرت مین وطن مین ہی اور فقیر آدمی اپنے وطن مین مسافرت مین ہی ۔ بیت

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست وان را کہ بر مراد جہان نیست دسترس	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت در زاد بوم خویش غریب است و ناشناخت

نمبر ۷ فوت الحاجۃ اھون من طلبھا الی غیر اھلھا
ترجمہ فوت یعنی حاصل نہونا حاجت کا آسان تر ہی طلب کرنے سے اُس حاجت کے ایک شخص نا اہل سے ۔

نمبر ۸ لا مال انفع من العقل و لا وحدۃ اوحش من العجب و لا عقل کالتدبیر و لا کرم کالتقوی و لا قرین کحسن الخلق و لا میراث کالادب و لا قائد کالتوفیق و لا تجارۃ کالعمل الصالح و لا ربح کالثواب و لا ورع

ولا ورع كالوقوف عند الشبهة ولا زهد كالزهد فى الحرام ولا علم كالتفكر ولا عبادة كاداء الفرائض ولا ايمان كالحياء والصبر ولا حسب كالتواضع ولا شرف كالعلم ولا عز كالحلم ولا مظاهرة اوثق من مشاورة

ترجمہ کوئی مال نافع تر عقل سے نہین ہے یعنے عقل بڑی دولت ہے اور کوئی تنہائی وحشی تر عجب یعنی خودپسندی سے نہین ہے کہ جس سبب سے عجب والا آدمی ہمیشہ حالت تنہائیمین اور لوگون سے الگ تھلگ رہتا ہے اور نہین کوئی عقل ہے مثل تدبیر یعنے دور اندیشی کے اور نہین کوئی کرم یعنی بزرگی اور کرامت ہے مثل تقوی کے اور نہین کوئی ساتھی ہے مثل حسن خلق کے کہ خوش اخلاق آدمی کا سب لوگ ساتھ دیتے ہین اور نہین کوئی میراث یعنی متروکہ ہے مثل ادب شایستگی کی

ادب تاج است از لطف الٰہی		بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہین کوئی راہبر ہے مثل توفیق کے یعنی توفیق اپنی مراد تک پہونچا دیتی ہے اور اور نہین کوئی تجارت ہے مثل عمل نیک کے یعنی عمل نیک مین کچھ خسارہ نہین ہے اور نہین کوئی نفع ہے مثل ثواب کے اور نہین کوئی پرہیزگاری ہے مثل توقف کرجانے کے وقت شبہ کے یعنے کسی چیز کے حلت مین جو شبہ واقع ہو تو اسکی قبول کرنی سی بھی باز رہے یعنی مال شبہ کا بھی قبول نہ کرے اور نہین کوئی زہد ہے مثل زہد حرام کے یعنی حرام سے بالقصد اپنی کو بچاوی اور نہین کوئی علم ہے مثل تفکر یعنے سوچ وبچار کہ سوچ وبچار سے علم قوی ہوتا ہے اور نہین کوئی عبادت ہے مثل ادائی فرائض کے اور نہین کوئی ایمان ہے مثل حیا اور صبر کے اور نہین کوئی حسب یعنی صفت ذاتی ہے مثل تواضع کے اور نہین کوئی شرافت ہے مثل علم کے یعنی آدمی کو علم سے بڑا شرف ہے اور نہین کوئی عزم یعنی استقلال طبع ہے

مثل حاکم کے اور نہین کوی مدد و پشت پناہ ہی مقصود ناصر مستور ہ سے۔

نمبر ۹ اضاعۃ الفرصۃ غصۃ ترجمہ برباد دینا فرصت و وقت کا رنج اٹھانا ہے

وقت ہر کار نگہدار کہ نافع نہ بود	نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند

نمبر ۱۰ من اعطی اربعا لم یحرم اربعا من اعطی الدعاء لم یحرم الاجابۃ ومن
اعطی التوبۃ لم یحرم القبول ومن اعطی الاستغفار لم یحرم
المغفرۃ ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادۃ ترجمہ جس شخص کو
عطا ہوئین چار چیزین نہین محروم رہیگا وہ شخص بیاچ چیزونسے جو شخص کہ عطا ہوی
اسکو توفیق دعا مانگنی کی نہین محروم ہوگا وہ شخص قبولیت سی اس دعا کی اور جو
شخص کہ عطا ہوی اسکو توفیق توبہ کرنے کی نہین محروم ہوگا وہ شخص مقبول ہونی سے
اس توبہ کے اور جس شخص کو توفیق دیگئی استغفار یعنی مغفرت مانگنی کی سو نہین
محروم ہوگا مغفرت سی اور جس شخص کو توفیق دیگئی شکر کرنیکی سو وہ نہین محروم ہوگا
زیادتی سے کہ شکر موجب مزید نعمت کا ہی۔

نمبر ۱۱ من یعط بالید القصیرۃ یعطی بالید الطویلۃ
ترجمہ جو شخص کہ بخشش کرے اپنے چھوٹے ہاتھ سے سو اسکو دیا جائیگا بڑے
ہاتھ سے یعنی جو شخص کہ تھوڑی مقدور پر خیرات کرے سو اسکو بہت کچھ دیا جائیگا
دہ در دنیا و ہفتاد در آخرت۔

نمبر ۱۲ اصدقاءک ثلثۃ واعداءک ثلثۃ فاما اصدقاءک فصدیقک
وصدیق صدیقک وعدو عدوک واما اعداءک فعدوک و
عدو صدیقک وصدیق عدوک ترجمہ دوستان تمہاری تین ہین
اور دشمنان تمہاری تین ہین لیکن تفصیل دوستونکی یہ ہی کہ دوست تمہارا اور

دوست تمہاری دوست کا اور دشمن تمہاری دشمن کا سو یہ سب لوگ داخل دوستان کے ہین اور تفصیل تمہاری دشمنون کی یہ ہیکہ دشمن تمہارا اور دشمن تمہاری دوست کا اور دوست تمہاری دشمن کا کہ یہ سب لوگ داخل دشمنان ہین فقط خدا کرے کہ بذریعہ عداوت معاویہ کے جو دشمن حضرت علی کا تھا ہم بھی داخل دوستان علی کے سمجھے جائین کہ یہ اخیر درجہ دوست کا بھی ہماری نجات کیواسطے بہت کافی ہی اور سنیان معاویہ شاہی اپنی خبر لین کہ بذریعہ دوستی معاویہ دشمن علیکی کہین داخل دشمنان کے نہ ہو جائین ـ

نمبر ۱۳ مودۃ الاباء قرابۃ بین الابناء و القرابۃ احوج الی المودۃ من المودۃ الی القرابۃ

ترجمہ محبت باپ دادون کی ایک قرابت ہی فرزندو نسے یعنے باپ دادون کو اگر تم محبت سی یاد کروگے تو تمہاری فرزند لوگ بھی [illegible] محبت سے یاد کرینگے بیت

تو بجای پدر چہ کردی خیر ــ کہ ہمان چشم از پسر داری

اور قرابت محتاج تر ہی طرف محبت کے بہ نسبت اس بات کے کہ محبت محتاج قرابت کی ہو یعنی قرابت محتاج محبت کی ہی مگر محبت محتاج قرابت کی نہین ہی ـ

نمبر ۱۴ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سی سوال کیا لو سد علی رجل باب و ترک فیہ من این کان یاتیہ رزقہ یعنی اگر بند کیا جای دروازہ اوپر ایک آدمی کے اور چھوڑ دیا جای وہ اسی مکانمین پس کہانسی آویگی روزی اسکی حضرت علی نے جواب دیا من حیث یاتیہ اجلہ یعنے اسی طرحسی روزی آویگی کہ جسطرحسے موت اسکی آویگی ـ

نمبر ۱۵ ما احسن تواضع الاغنیاء للفقراء طلبا لما عند اللہ و احسن منہ تکبر الفقراء علی الاغنیاء اتکالا علی اللہ ترجمہ کیا خوب ہی تواضع کرنا امیرونکا

غریبون سے تبلاش اُس چیز کے کہ جو خدا کے پاس ہے اور اُس سے بھی خوب تر ہے
غرور کرنا فقیرون کا امیرون سے بنظر توکل کرنے اوپر خدا کے اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتے ہین کہ بیانمین حکمتون اور خطبی اور نصیحتون کے حضرت علی بعد پیغمبر خدا کے
افصح الفصحا ہین اور کلمات آپ کے حد و شمار سے افزون ہین مگر چونکہ یہ کتاب
روضۃ الصفا کی فن تاریخ مین ہے اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور حال یہ ہے
کہ ملا محمد ابن خاوند شاہ مصنف کتاب روضۃ الصفا کا ایک بڑا عالم شخص ہے
اور ہم تمامتر ساتھ اُسکی ہم اعتقاد ہین کہ صاحب روضۃ الصفا کو اصحاب ثلثہ اور
حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر تک کچھ کاوش نہین ہے مگر اس شخص کو تمامتر گرویدگی
ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت اور دوازدہ امام کے ہے اور معاویہ سے اس
شخص کو کمال نفرت ہے غرض کچھ شک نہین کہ مصنف روضۃ الصفا کا ایک
شخص تفضیلیہ مذہب کا اور نہایت صاف و پاک مشرب کا ہے اور دیگر اقوال
حضرت امیر علیہ السلام کے جو ہماری نظر سے گذری ہین سو ہم بھی اُنمین سے
اس جگہ پر دو قول بنظر سعادت اپنی نقل کرتے ہین اور اگر بخت مساعد ہو
تو انشاء اللہ تعالی ایک شرح دیوان عربی حضرت امیر علیہ السلام کی بھی کیجائیگی

نمبر ۱ الدین والدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت من احدھما بعدت من الاخر
ترجمہ دین اور دنیا مثل پورب وپچھم کے ہے کہ اگر کسی ایک سے اُن دونوں کے
تو نزدیک ہوگا تو دور ہوگا دوسرے سے

نمبر ۲ الدنیا کالظل فاذا سعیت الیہ ھرب منک وان ھربت منہ یسعی الیک
ترجمہ دنیا مثل سایہ کے ہے کہ اگر تو دوڑے اُسکی طرف تو وہ بھاگیگا
تجھسے اور اگر تو بھاگے اُس سے تو وہ دوڑیگا تیری طرف

اب سنیان معاویہ شاہی تفضیل الشیخین کے ہمکو دیکھلا دین کہ انکی پاس کچھ کلمات خلفای ثلثہ کے ہم پلہ کلمات حضرت مولا علیکی ہین یا خیر اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین لکھتی ہین کہ حضرت عمر متصوف بہی تہی اور ایک رسالہ ہی تصوف مین انسے ہی سبحان اللہ کیا تصوف حضرت عمر کا ہوگا کہ جو حضرت علیکی گہر کے جلانے کو ہاتھہ مین آگ لیکر گئے تھے اور نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا جو حضرت ابوبکر نے لکھدیا تہا سو اسکو حضرت فاطمہ سے واپس لیکر کے چاک کرادیا اور بہر حال حضرت عمر جو کچھہ صوفی مشرب باعتقاد شاہ ولی اللہ صاحب کے ہون سو ہون مگر چودہ خانوادہ فقرا مین سے کوی سلسلہ حضرت عمر تک نہین پہونچتا ہی اور حضرت عمر کا صوفی قرار دینا ویسا ہی ہے کہ جیسے ایک شخص کہی کہ اسنی ایک گوری رنگ کا حبشی دیکہا ہی اور اسپر مزید یہ ہی کہ بعض سنیان معاویہ شاہی نے فی الحال یہاتنک ترقی کی ہی کہ تصوف مین حضرت علی کو حضرت عمر سے تعلیم تہی حالانکہ ہمنی مقامات متعددمین دکھلایا ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سی کچھہ کراہت تہی مگر شک نہین ہی کہ ان خلفای ثلثہ مین سے حضرت ابوبکر کو ایک میل طبیعی بطرف فقر کے تہا اور چاردہ خانوادہ مین سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کا حضرت ابوبکر تک پہونچتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل سے حضرت ابوبکر کی خوبی اور بزرگی پائیجاتی ہی۔

اشعار

خذ بلطفك یا الہی من لہ زاد قلیل	مفلسا بالصدق یاتی عندبابك یا جلیل
لی تو ساتھہ لطف اپنے ای بارخدا اُس شخص کو کہ جسکو ہی توشہ راہ تہوڑا	جس حالتمین کہ مفلس ہے اور آتاہی ساتھہ صدق کی تیری در پہ اے جلیل

ذنب ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم ‏ ‏ انه شخص غریب مذنب عبد ذلیل

اسکا گناہ ایک بڑا گناہ ہی پس معاف کر تو اس بڑی گناہ کو ‏ ‏ تحقیق کہ وہ ایک شخص مسافر اور گناہگار اور ایک بندہ ذلیل ہی

منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو ‏ ‏ منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل

او اس شخص سے عصیان ہی و نسیان اور سہو بعد سہو کے ‏ ‏ اور تیری طرف سے احسان ہی اور فضل ہی بعد بخشش عمدہ کے

بال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد ‏ ‏ فاعف عنی کل ذنب فی صفح الصفح الجمیل

پہونچی ای میرے رب ہاں میرے گناہ مثل بالو کی جو شمار نہیں ہوتے ہین ‏ ‏ پس معاف کر تو میرے طرف کا کل گناہ اور بنا دے تو خوب مٹانی کرکے

قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما ‏ ‏ قلت قلنا نار کونی انت فی حق الخلیل

کہہ تو آگ کو کہ ٹھنڈی ہو جا ای رب بیچ حق میں میرے جیسا کہ ‏ ‏ کہا تو نے کہ کہا ہم نے ای آگ ہو جا ٹھنڈی بیچ حق میں خلیل کے

عافنی من کل داءٍ واقض عنی حاجتی ‏ ‏ ان لی قلبا سقیما انت نشفی للعلیل

عافیت دے تو مجکو ہر بیماری سی اور بر لا تو حاجت میری ‏ ‏ تحقیق کہ مجکو ہی ایک قلب بیمار اور تو شفا دیتا ہی بیمار کو

انت شاف انت کاف فی مہمات الامور ‏ ‏ انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل

تو شفا دینے والا ہی تو کافی ہی مہمات امور میں ‏ ‏ تو رب میرا تو کافی مجکو ہی اور میری لئی بہتر وکیل ہی

رب ہب لی کنز فضل انت وہاب کریم ‏ ‏ واعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل

ای رب میرے بخش تو مجکو خزانہ فضل کو کہ تو ‏ ‏ پس عطا کر تو مجھی وہ چیز جو میری دل میں ہی اور ہدایت کر تو مجکو بہتر تری ہدایت سے

کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل ‏ ‏ سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

کیسا حال میرا ای اللہ میری کہ نہیں ہی مجکو نیکی عمل کی ‏ ‏ اور بدی اعمال کی میری بہت ہی اور توشہ عبادت کا میری تھوڑا ہی

ہب لنا ملکا کبیرا نجنا مما نخاف ‏ ‏ ربنا اذ انت قاض والمنادی جبرئیل

بخش تو مجکو ایک بڑا ملک اور نجات دے تو مجکو جس چیز سے کہ میں ڈرتا ہوں ‏ ‏ ای رب ہمارے جس وقت کہ تو قاضی ہی اور ندا کرنیوالا جبرئیل ہی

این موسیٰ این عیسیٰ این یحییٰ این نوح ‏ ‏ انت یا صدیق عاص تب الی المولی الجلیل

کہاں ہین موسیٰ کہاں ہین عیسیٰ کہاں ہین یحییٰ کہاں ہین نوح ‏ ‏ تو ای صدیق گنہگار ہی پس توبہ کر تو طرف مولی جلیل کے

اور اشعار مذکورہ بالا حضرت ابو بکر کے بہت خوب ہین مگر اس جگہ ہر چند اشعار حضرت علے علیہ السلام کے بھی نقل ہوتے ہین کہ جس سے فرق مراتب تعلق باخدا اور حالات دونون بزرگون کا ظاہر ہو

اشعار

لبیک لبیک انت مولاہ	فارحم عبیدک الیک ملجاہ
ہان حاضر ہون ہان حاضر ہون تو مولا اسکا ہی یعنے تو مولا میرا ہے	پس رحم کر تو ایک چھوٹے بندہ پر کہ جو تجھ تک جای پناہ اسکی ہے

اور بہ نسبت حدیث من کنت مولاہ کے بعض سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ مولا کے معنے غلام کے ہین اور ہمنی جواب دیا کہ مولا کے معنی جو کچھ فرض کیجی مگر ہم نسبت ہونا حضرت علی کا ساتھ پیغمبر خدا کے قایم رہیگا یعنی اگر مولا کے معنی غلام کے ہون تو معنی حدیث کا یہ ہوگا کہ جسکے غلام پیغمبر صاحب ہون سو علی بھی غلام اسکی ہین غرضکہ اسی طرح کی کو سشش معنی بنانیمین صرف ایک نشانی کم بختی کی ہی اور ان صاحب سی پوچھا جا سکتا ہی کہ اس شعر مین جو خدا کو مولا کہا ہی سو اس مولا کے کیا معنی ہین اور اصل یہ ہی کہ مولا کے معنی دونون جگہ مین یعنی اس حدیث مین اور اس شعر مین خاوند اور مالک کی ہین مگر وہ سنی صاحب یہ عذر کر سکتی ہین کہ کیا ایک لفظ کے چند معنی نہین ہوتے ہین اور جواب اسکا یہ ہی کہ اگر ایک لفظ کی کئی معنی ہون تو قرینہ مقام کو دخل ہی سو اس حدیث مین کیا قرینہ مقام اس بات کا ہو سکتا ہی کہ پیغمبر صاحب یہ بات کہین کہ جسکی ہم غلام ہون تو اسکا علی بھی غلام ہی اور یہ معنی تو محض لغو و فضول معلوم ہوتی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صاحب کسی شخص کے غلام نہین تہی کہ جو علی بھی انکے غلام ہوتے

یا ذا المعالی علیک معتمدی	طوبیٰ لمن کنت انت مولاہ
ای صاحب مذاج عالیہ کا میرا اعتماد تجھ پر ہی	مبارک ہی وہ شخص کہ جسکا تو مولا ہے
طوبیٰ لمن کان بات مرتقا	یشکو الی ذی الجلال بلواہ
مبارک ہی واسطی اُس شخص کی کہ ہی وہ نادم و بیدار	خو لہ کو بہت یا کری طرف ذوالجلال کے اپنی مصیبت کو
ما بہ علۃ ولا سقم	اکثر من حبہ لمولاہ
اور نہ ہوی اُسکو کوئی علت اور نہ کوئی بیماری	زیادہ ہی حب سے اسکی واسطے مولا اپنی کے
اذا خلا فی الظلام مبتہلا	اجابہ اللہ ثم لباہ
جب اکیلا ہو وہ اندھیرمین گریہ وزاری عاجزی	قبول کرتا ہے اوسکو خدا
کرتا ہوا سوال کرتا ہے کچھ چیز کر کے	اور لبیک لیتا ہے اُسکو
سالت عبدی وانت فی کنفی	وکل ما قلت قد سمعناہ
سوال کیا تو میری بندہ نی اور تو میرے نگاہ مین ہے	اور تمام جو کہ تو نی کہا تحقیق کہ سنا مین نی اُسکو

یہ شعر از طرف خدا کے بطور جواب شعر مذکورہ بالا کے ہے

صوتک تشتاقہ ملئکتی	فذنبک الاٰن قد غفرناہ
آواز کو تیری مشتاق ہین فرشتہ میری	پس گناہ کو تیری اب مین نے تحقیق کہ معاف کیا

یہ بھی ایک شعر بطور جواب کے خدا کیطرف سی ہے

فی جنۃ الخلد ما تمنّاہ	طوباہ طوباہ ثم طوباہ
بہشت خلد مین وہ چیز ہی جسکی تمنا کرتا ہی تو	خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز

یہ شعر بھی خدا کیطرف سی بطور جواب کے ہے

سلنی بلا حشمۃ ولا ریب	ولا تخف اننی انا اللہ
سوال کر تو مجھسی بے دباؤ و بید ہشت کی	اور مت خوف کر تو کہ تحقیق کہ مین خدا ہون

یہ سب اشعار خدا کیطرف سے بطور جواب کے ہین سبحان اللہ اس سوال وجواب سے کیا تعلق راز ونیاز کا درمیان خداوند تعالی اور حضرت علی کے پیدا ہوتا ہے

اشعار دیگر از حضرت امیر المومنین علیہ السلام

فرض علی الناس ان یتوبوا	لکن ترک الذنوب اوجب
فرض وواجب ہی اوپر آدمی کے توبہ کرنا	لیکن ترک کرنا گناہونکا واجب تر ہے
والدھر فی صرفہ عجیب	وغفلۃ الناس فیہ اعجب
اور زمانہ اپنی گردش مین عجیب ہی	مگر غفلت آدمیونکی اُس زمانہ مین عجیب تر ہے
والصبر فی النائبات صعب	لکن فوت الثواب اصعب
اور صبر کرنا مصیبتون مین سخت ہے	مگر فوت ہونا ثواب کا سخت تر ہے یعنی صبر مین ایک مصیبت ہے جو ثواب ہے سو بطر اُس ثواب کے مصیبت ایک بہتر چیز ہے
وکل ما یرتجی قریب	والموت من کل ذالک اقرب
اور تمام وہ چیز جو امید کیجای قریب ہی	مگر موت کل اُس چیز سے قریب تر ہی

ان شعرون سے بھی کسقدر رفعت شان اور بلندی خیالات حضرت علی کے ظاہر ہوتی ہین اور بالفعل ایک سنی صاحب نی ہمسے کہا کہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابھا و انا دار الحکمۃ وعلی بابھا کی ایک ضعیف حدیث ہی سو اُسکا جواب یہ ہی کہ فضیلت علمی حضرت علی کی کچھ محتاج اس حدیث کی نہین ہی کہ ایک دہریہ اور منکر اسلام بھی بملاحظہ کلمات و اشعار حضرت علی کے بی شبہ قایل انکی فضیلت علمی کا ہوگا بلکہ یہ کہیگا کہ ایسی رتبہ علمی کا آدمی برادر عموی اور داماد اور وصی ہونا پیغمبر صاحب کا خود پیغمبر صاحب کیواسطی فخر ہی اور یہ قول مولانا روم کا بہت حسب حال ہی مصرع افتخار ہر نبی و ہر ولی ٭ آیندہ حضرت عمر بھی اگر صوفی مشرب ہون تو انہین سے

سلسلہ کی فقیر لوگ جانتی ہونگی مگر ہمکو صرف اسیقدر اطلاع ہی کہ بلاحظہ کیفیت فتوحات
شام و مصر وغیرہ کے حضرت عمر ایک شخص موید من اللہ اور واسطی اجراے
دین اسلام ظاہری کے موزون و مناسب تھی اور عقل انکی ملک گیری و ملکداری مین
بہت درست تھی اور اکثر کام مشورہ حضرت علی کے کرتے تھے اور وضع خوراک
و پوشاک کی بہت سادہ طور پر تھی اور عبادت صوم و صلوۃ کی طرف بھی بہت سرگرم
تھی اور انکو حرارت ایمانی بہت تھی مگر حلاوت ایمانی کیواسطی خدا تعالی نی خاص کیے

حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کو خلق کیا بیت

میل آن اندر دلش انداختند		ہر کسی را بہر کاری ساختند

فصل ۸۸

اس فصل مین انتخاب ضروری ہی کتاب تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر سی کہ جو
مصنف اسکا حسین ابن محمد ابن حسن دیار بکری ہی کہ اسنی یہ کتاب تفسیر کبیر اور
کشاف اور صحیح بخاری وغیرہ سے انتخاب کرکے مرتب کی ہی اور ایک سخت سنی ہی

نمبر ۱ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ہجری صفحہ ۸ھ —

وفی هذه السنة طلعت الشمس بعد ما غربت لعلی رضی الله عنه علی ما اورده
الطحاوی فی مشکلات الحدیث عن اسماء بنت عمیس من طریقین ان النبی
صلی الله علیه وسلم کان یوحی الیه و راسه فی حجر علی رضی الله عنه
ولم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم
اصلیت یا علی قال لا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم انه کان فی طاعتك
وطاعة رسولك فاردد علیه الشمس قالت اسماء فرأیتها غربت ثم رأیتها طلعت
بعد ما غربت ووقعت علی الجبل والارض وذلك فی الصهباء فی خیبر وهذا حدیث

ثابت الروایۃ عن ثقاۃ وحکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لا ینبغی لمن سبیلہ العلم التخلف عن حفظ حدیث اسماء لانہ من علامات النبوۃ کذا فی المنتقی قال الجوزی فی الموضوعات حدیث رد الشمس فی قصۃ علی موضوع بلا شک

ترجمہ اور اس سنہ ہجری مین طلوع ہوا آفتاب بعد غروب ہونی کی واسطے علی رضی اللہ عنہ کے موافق روایت طحاوی کے کتاب مشکلات الحدیث مین بروایت اسماء بنت عمیس کے دونون طریقہ سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی پر وحی آئی تھی اور سر انکا گود مین حضرت علی کے تھا اور نہین نماز پڑہی تہی حضرت علی نے عصر کی تا غروب آفتاب کے پس پوچھا اُس سے حضرت رسول نے آیا نماز پڑہی تو نی ای علی کہا اُس علی نے کہ نہین پس کہا حضرت رسول نے کہ ای میری خدا تہا وہ علی طاعت مین تیری اور رسول تیرے کی پس پھیر دی تو اوپر اُسکی آفتاب کو کہا اُس اسماء نے کہ دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے پہر دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو طلوع ہوتی ہوئے بعد غروب ہونے کے اور گرا وہ آفتاب اوپر پہاڑ اور زمین کے یعنی روشنی اُسکی آئی پہاڑ اور زمین پر اور یہ بات مقام صہبا علاقہ خیبر کی ہے اور یہ حدیث ثابت الروایت ہی ثقہ لوگون سے اور نقل کی طحاوی نے کہ احمد ابن صالح کہا کرتے تھے کہ نہین سزاوار ہی اُس شخص کو کہ جسکو علم ہی خلاف ورزی کرنی حفظ حدیث سی اسماء کے بنظر اس بات کے کہ وہ علامات نبوت سی ہی اور یہ روایت کتاب منتقی مین ہی اور کہا ابن جوزے نے کتاب موضوعات مین کہ حدیث رجعت آفتاب کی قصہ علی مین ایک حدیث موضوع ہی بلا شک ـ فایدہ ـ اگرچہ ابن جوزی نے جو اعتقاد اُسکا بطور ابن خلکان اور معتزلی وغیرہ کے ہی

اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے مگر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بہجے
اس حدیث کو مقصد دوم مین اپنی کتاب ازالۃ الخفا کی بہت طول سے اس
حدیث کو منظور کیا ہے کہ جو یہ شاہ صاحب بہی ایک سخت سنیوںمین سے ہین اور
رجعت آفتاب کی کیا مشکل ہے کہ حضرت یوشع کی دعا پر بہی ٹہر جانا آفتاب کا توریت
مین مندرج ہے اور یہ بات شرف علی کی کیا کم ہے کہ حضرت رسول نے اپنا سر
حضرت علی کی گود مین رکھکر کے آرام کیا۔

نمبر ۲ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ۸ ہجری سے صفحہ ۸۶

وفی ریاض النضرۃ روی عن علی انہ قال حین اتینا الکعبۃ قال لی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ
فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای ضعفا منی تحتہ قال
اجلس فجلست فنزل عنی وجلس لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقال لی اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ فنھض لی
وانہ یخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت
البیت وفی شواھد النبوۃ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علیا حین صعد منکبیہ کیف تراک قال علی اراک
کان الحجب قد ارتفعت وتخیل الی انی لو شئت لنلت افق
السماء فقال رسول اللہ طوبی لک تعمل للحق وطوبی
لی احمل للحق او کما قال انتھی قال فصعدت البیت
وکان علیہ تمثال صفر او نحاس وھو اکبر اصنامھم
ونحی رسول اللہ فقال لی الق صنمھم الاکبر وکان موتدا

على البيت باوتاد حديد الى الارض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايه عالجه جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فجعلت ازاوله وقال اعالجه عن يمينه وعن شماله ومن بين يديه ومن خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لى رسول الله اقذف فقذفت به فتكسر كما يتكسر القوارير ثم نزلت وزاد الحاكم فما صعدت حتى الساعة ويروى انه كان من قوارير رواه الطبرانى وقال اخرجه احمد ورواه الزرندى والصالحانى ثم ان عليًا اراد ان ينزل فالقى نفسه من صوب الميزاب تادبا وشفقة على النبى صلى الله عليه وسلم ولما وقع على الارض تبسم فساله النبى صلى الله عليه وسلم عن تبسمه قال لانى القيت نفسى من هذا المكان الرفيع وما اصابنى الم قال كيف يصيبك الم وقد رفعك محمد وانزلك جبرئيل ويقال ان واحدًا من الشعراء اشار الى هذه القصة فى هذه الابيات فقال

قيل لى قل فى على مدحة	ذكره يخمد نارا موصدة
قلت لا اقدم فى مدح امرئ	ضل ذو اللب الى ان عبده
والنبى المصطفى قال لنا	ليلة المعراج لما صعده
وضع الله بظهرى يده	فاحس القلب ان قد برده
وعلى واضع اقدامه	فى محل وضع الله يده

ترجمہ ریاض النضرہ مین روایت ہی علی سے کہ کہا اُسنی کہ جب پہونچے ہم لوگ
کعبہ کو تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ تو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین طرف پہلو کعبہ کے تب
چڑہے وہ نبی اوپر میرے کاندھے کے اُٹھانے لگا مین انکو پس دیکھا اُس نبی نے
ایک ضعف مجھ مین اپنی نیچے تب کہا اُس نبی نے مجکو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین اور اوترے
وہ نبی مجھ سے اور بیٹھے وہ رسول میرے واسطی اور کہا مجکو کہ چڑہ جا تو اوپر میرے
کاندہی کے پس چڑہ گیا مین اوپر دونون کاندہون اُسکی اور اُٹھایا مجکو اُس رسول نے
اور ہمکو یہ خیال ہوتا تہا کہ اگر ہم چاہتی تو پہونچ جاتے ہم اُفق آسمان کو پس کہا
رسولخدا نی کہ مبارک ہو تجکو کہ عمل کرتا ہی تو براہ حق کے اور مبارک ہو مجکو کہ
اٹہاتا ہو مین براہ حق کے یا جیسا کہ کہا اُسنی منتہی ہوا وہ قول کہا اُس علے نے کہ چڑہی
ہم اُس خانہ کعبہ کو کہ اُسپر ایک تصویر تہی پیتل یا تانبی کی اور وہ بزرگترین اُنکے
بتون کا تہا اور جھکی رسولخدا اور کہا مجکو کہ پہینک تو اُنکی بُت کلان تر کو اور تہا
وہ بت میخ مارا ہوا اُس خانہ کعبہ پر ساتھ میخین لوہی کے زمین تک پس کہا رسولخدا نے
ہان اور ہان اور علاج کر تو اُسکا پہونچا حق اور نیست ہوا باطل اسواسطی کہ باطل
مٹا دیا گیا پس ہٹانی لگی ہم اُس بت کو یا کہ کہا دفع کرنے لگے ہم اُسکو دہنے اور
بائین اور سامنی اور پیچھی سے اُس رسول کے یہانتک کہ ہم ٹہر گئے اُس بت کے پاس
تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ پہینک دی تو اُس بت کو پس پہینک دیا ہمنے اُس بت کو
تب ٹوٹ گیا وہ بت جیسے ٹوٹتا ہی شیشہ سب تب اوترے ہم اور زیادہ کیا حاکم نے
اسقدر عبارت کو کہ پہر نہین چڑہی ہم اُس کعبہ کو قیامت تک اور ایک روایت ہے یہ
کہ وہ بت تہا شیشون کا روایت کی اسکو طبرانی نے اور کہا اُسنی کہ نکالا ہی اُس
حدیث کو احمد نے اور روایت کی اُسکو ترمذی اور صالحانی نی تب اُسکی بعد علی نے

ارادہ کیا اوتر نے کا پس گرادیا اپنی کو میزاب یعنی کعبہ کی چھت کی مہری سی بنظر
ادب او شفقت کرنے اوپر پیغمبر خدا کے اور جب گری وہ علی زمین پر تو تبسم کیا
انے پس پوچھا اُس علی سے رسولخدا نے وجہ تبسم کو تب کہا علی نے کہ تبسم کی
وجہ یہ تھی کہ ہمنی اپنے کو گرادیا ایسی مکان بلندسی اور نہ پہونچی مجکو کچہ چوٹ تب کہا رسول
خدا نے کہ کیونکر پہونچتی تجکو چوٹ کہ تجکو اُٹھایا تھا محمدؐ نے اور اُتارا تجکو جبرئیل نے
اور ایک شاعر نے اُس قصہ کو ابیات ہای مفصلہ ذیل مین اس طرح قلمبند کیا ہی
ترجمہ شعر اول مجکو کہا گیا کہ کہہ تو علی کے حق مین ایک مدح کہ جسکا ذکر سرد کرتا ہی
آتش طبق بر طبق کو دوزخ کے۔
ترجمہ شعر دوم جواب دیا ہمنی کہ نہین قدم ڈالین گے ہم مدح مین ایک آدمی کے
کہ جسمین ایک شخص صاحب عقل یہانتک پہنچا ہی کہ تحقیق کہ بندگی کی اُسکو۔
ترجمہ شعر سوم اور نبی مصطفےؐ نے کہا مجکو کہ شب معراج کو جب چڑہی وہ نبیؐ
ترجمہ شعر چہارم رکہا خدا نے میری پیٹھ پر اپنا ہاتھ پس تمیز کیا دل نے
کہ خدا نے ٹھنڈا کیا تھا اُس دل کو۔
ترجمہ شعر پنجم اور علی رکھنی والی ہین اپنی قدمونکو ایسی محل مین کہ جہان خدا نے رکہا تہا اپنا ہاتھ
تمت ۳۳ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۶۹

وتخلف عن بیعتہ علی وبنو ہاشم والزبیر بن العوام وخالد بن سعید بن
العاص وسعد بن عبادۃ الانصاری ثم ان الجمیع بایعوا
بعد موت فاطمۃ بنت رسول اللہ الا سعد بن عبادۃ فانہ
لم یبایع احداً الی ان مات وبیعتہم بعد ستۃ اشہر
من موت فاطمۃ علی القول الصحیح وقیل غیر ذلک

ترجمہ اور خلاف ورزی کی بیعت سی ابوبکر کی علی و بنی ہاشم اور زبیر بن عوام اور خالد ابن سعید بن العاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے اور بعد اُسکی اون سب لوگون نے بیعت کی بعد انتقال حضرت فاطمہ دختر رسول اللہ کے مگر سعد ابن عبادہ کہ اُسنی ہرگز بیعت نہین کی کسی شخص کی تا مرنے اپنے کے اور بیعت اون سب لوگونکی بعد چھہ مہینے کے ہی انتقال حضرت فاطمہ سے اوپر قول صحیح کے اور بعض قول خلاف اُسکے ہین۔

نمبر ۴ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۲۴۱۔

فلما کتب خلیفۃ الصحیفۃ واخرجھا الی الناس وامرھم ان یبایعوا لمن فی الصحیفۃ حتے مرت بعلے فقال بایعت لمن فیھا وان کان عمر

ترجمہ پس جب لکھا اُس ابوبکر نے صحیفہ استخلاف عمر کو تب مُہر کی اُسپر اور بھجوایا اُس صحیفہ کو آدمیون کے پاس اور حکم دیا اُس ابوبکر نے کہ بیعت کرین وی لوگ اُس شخص کی کہ جو اُس صحیفہ مین مذکور ہی یہانتک کہ پہونچا وہ صحیفہ علی کے پاس تب کہا اُس علی نے کہ بیعت کی مہنی اُس آدمی پر جو اِس صحیفہ مین مذکور ہی اگرچہ ہو وہ آدمی عمر۔ **فائدہ**۔ اس عبارت سی کہ اگرچہ وہ شخص عمر ہو یہ بات صاف مترشح ہوتی ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی کہ بنی ہاشم اور علی وغیرہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی تا حیات جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے

فصل ۸۹

اس فصل مین انتخاب ضروری تاریخ ابو الفدا بادشاہ ملک حماۃ علاقہ شام سی کیا جاتا ہی کہ جو یہ شخص بھی ایک سخت سُنی ہی۔

نمبر ۱ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ترجمہ اردو ۲۷۰ یہ بیعت حضرت ابوبکر کی

عشرہ اوسط ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین ہوئی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ ابن ابی لہب اور خالد ابن سعید ابن عاص اور مقداد ابن عمر اور سلمان فارسی اور ابوذر اور عمار ابن یاسر اور براء ابن عازب اور ابی ابن کعب یہ سب لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہوگئے اور اسی بات مین عتبہ ابن ابی لہب فی چند شعر اس مضمون کے کہے ہین کہ مین نہ جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہیگا اور اسی طرحسی ابوسفیان پدر معاویہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی پھر ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علی کے پاس باین ارادہ بھیجا کہ جو لوگ اُنکے ہمراہ اہل بیت ہین معہ اُنکے حضرت علی رض کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکالدو اور یہ کہدیا تھا کہ اگر اُنکو نکلنی سے کچھ انکار ہو تو بیشک تم اُنسے لڑنا حضرت عمر تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ مین لیکر بہ ارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثنا مین حضرت فاطمہ راہ مین اُنسے ملین اُنھون نے پوچھا کہ کہان کو جاتا ہی ای ابن الخطاب کیا ہمارا گھر پھونکنی آیا ہی حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو تم بھی ابوبکر صدیق سے بیعت کرو جسمین تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہو جاؤ رای راقم۔ اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت علی کا گھر سے فاطمہ اُنکی بی بی کے نکالدینی کا حکم کرنا اور حضرت عمر کا ہاتھ مین آگ لیکر کے جانا واسطے جلانی گھر فاطمہ کے یہ کیسا کام ہی واہ واہ سنی صاحبان یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ ایسے اعمال و افعال کے آدمیون کو حضرت علی پر تفضیل دین ہمارا حال اسوقت تو نا گفتہ بہ ہی مگر کیا کرین کہ ہماری خاوند مولا علی نے کچھ زبان بد اُن لوگون پر استعمال نہین کیا اور ابو الفدا کا حال یہ ہی کہ وہ ایک سُنی ملک شام کا ہی کہ اُسکی نزدیک حضرت علی کو کچھ بڑی عزت نہین ہی اسواسطی بے تکلف اس روایت کو جو قاضی جمال الدین ابن

واصل سی ہی اپنی کتاب تاریخ مین لکھدیا ۔

نمبر ۲ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۳۹۹ ۔

پھر حضرت عثمان نے جب اپنی اقارب اور رشتہ دارون کو ملکون پر مسلط کیا اسوقت عبدالرحمن بن عوف سی لوگون نے کہا کہ یہ سب تیرے کرتوت ہین اُسنی کہا کہ مین اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن اب مین اس سے کبھی کلام نکرونگا چنانچہ عبدالرحمن حضرت عثمان کی جدائی ہی مین مرگیا ایک دفعہ بیمار پرسی کے لئے حضرت عثمان گئے تھے وہ دیوار کیطرف چلا گیا اور اُس سے کلام نہ کیا تاکہ قسم نہ ٹوٹ جائے

نمبر ۳ تاریخ ابو الفدا ترجمہ اردو صفحہ ۴۲۹

اور عمرو ابن العاص بن وایل معاویہ کیطرف سے حکم مقرر ہوا یہ دون حکم حضرت علے کے سامنے حاضر ہوے اور اقرارنامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہوگیا عبارت اُس اقرارنامہ کی یہ ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ اقرارنامہ ہے کہ جسپر فیصلہ کیا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی عبارت لکھنے پای تھے کہ عمرو نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہین ہمارے امیر نہین ہین ۔ احنف نے کہا کہ لفظ امیرالمومنین کا محو نکرو اشعث بن قیس نے کہا کہ محو کیا جاے چنانچہ حضرت علی نے مان لیا اور کہا کہ بھای امیرالمومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہکر حضرت علے رضہ نے کہا اللہ اکبر آجکی روز متشابہ ہوا مین درمیان سنت رسول کی کیونکہ قسم ہی خدا کی مین بھی جنگ حدیبیہ کے روز رسول کیطرف سی اقرارنامہ لکھنے بیٹھا تھا مین نے محمد رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا آپ رسول اللہ نہین ہین آپ اپنا نام لکھئی اور اپنی باپ کا نام لکھدیجی اُسوقت پیغمبر خدا نی مجکو ارشاد کیا تھا کہ محو کردو مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مجکو اتنی طاقت نہین کہ مین محو کردون اپنی

ارشاد کیا کہ مجکو دکھلاؤ میں نے دکھلایا آپ نے اسکو اپنی ہاتھ سے مٹا دیا اور مجھسے فرمایا کہ تجکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بھی یہ مانیگا عمر نے کہا کہ سبحان اللہ آپ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتی ہین اور حالانکہ ہم مسلمان ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای نافرمان برادر کے بچے اب تک تو فاسقون کا سردار اور مسلمانون کا دشمن نہین ہوا عمر نے کہا کہ قسم ہی خدا کی اب سے مین آپکی مجلس مین کبھی نہ آونگا حضرت علی رض نے فرمایا کہ مین خدا سے چاہتا ہون تیری صورت پرکدورت سے اپنی مجلس مین پاک رکھون تجسی ایسے کو نہ بیٹھنے دون - راقم - یہ معاملہ جنگ صفین کا ہی جو کہ معاویہ سے پیش تھا اور اہل شام قریب مغلوب ہونے کے تھے تب معاویہ نے مشورہ عمر ابن عاص کے حکم یعنی ثالث مقرر کیا اور حضرت امیر کیطرفسے ابو موسی اشعری اور معاویہ مردود کیطرفسے عمر ابن عاص ثالث مقرر ہوی اور عمر ابن عاص نے جو کچھ فریب کیا سو فن تاریخ سے متعلق ہی مگر اس جگہ نقل کرنے سے اس قصہ کے غرض یہ ہی کہ حضرت امیر نے پیروی مین سنت رسول اللہ کی لفظ امیر المومنین کو اقرار نامہ ثالثی سے محو کر دیا جیسا کہ حضرت رسول نے لفظ رسول اللہ کو اپنی معاہدہ مین محو کر کے حضرت علی کو کہا تہا کہ یہ معاملہ تمکو بھی پیش آویگا اور دیکھا جاتا ہی کہ حضرت علی سے کوئی سنت رسول کی فوت نہین ہوئی کہ حضرت علی نے جنگ صفین مین مباہلہ بھی حسب سنت رسول خدا کے مستعد ہوے تھے مگر اہل شام اس مباہلہ سے پس پا ہو گئے -

فصل ۹

اس فصل مین بحث پنجتن پاک کی ہی کہ یہ کیا اصطلاح ہی اور کیا بنیاد اس بات کی ہی واضح ہو کہ اوصاف قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہو نمین خلفای ثلثہ شریک حضرت

امیر علیہ السلام کے تھے مگر حضرت علی جو علاوہ ازین قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہوتے کے داخل پنجتن پاک اور اہلبیت اور عترت اور لقب آل عبا اور لقب دوازدہ امام کے ہین سو یہ سب باتین خصوصیات مزید حضرت علی کی ہین کہ جس سے اصحاب ثلثہ وغیرہم کسی شخص کو کچھ علاقہ نہین ہی اور ہم نہین سمجھ سکتی ہین کہ بنیاد صیحح تفضیل الشیخین کی اوپر حضرت علی کے کیا ہوسکتی ہی جاننا چاہیے کہ پنجتن پاک اسطلاح ہی خاص پانچ آدمی سے کہ حضرت پیغمبر خدا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام صرف یہی پانچ آدمی پنجتن پاک ہین اور بنیاد اُسکی دو آیت ہی ایک آیت تطہیر اور دوسری آیت مباہلہ آیت تطہیر سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی اللہ یہی چاہتا ہی کہ دور کری تمسے گندی باتین اس گھر والونسے اور ستھرا کرے ایک ستھرائی سے اور اس آیت کی حاشیہ مین شاہ عبدالقادر صاحب نی خوب داد سنیت کا دیا ہی کہ اس آیت کو اوپر حضرت عایشہ وغیرہا ازواج کے ڈھالا ہی اور مطلق ذکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا نہین کیا مگر اس کتاب مین اندر فصل ۱۶ کے بخوبی تصریح اس بات کی ہوئی ہی کہ بروایت حضرت عایشہ کے اس لفظ اہلبیت سے حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی مراد ہین کہ جنکو حضرت پیغمبر خدا نی اپنی کمل مین لیلیا اور کہا کہ اللھم ہولاء اہل بیتی یعنے ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین اور فصل ۵ امین اس کتاب کے اندر حدیث سعد ابن ابی وقاص متعلق آیت مباہلہ کے بھی تحقیق معنی اہلبیت کی بخوبی کی گئی ہی اور یہ بنیاد اُسی آیت تطہیر اور قصہ کمل یعنی کلیم سیادت کے حضرت

امام حسین علیہ السلام خامس آل عبا یعنی پانچوین شخص اُن کملی والونکی کہلاے۔ تیرہوین آیت دوم سورہ آل عمران آیت ۴۸ حسب ذیل ہی فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ اور جو شخص کہ حجت کری ساتھ تیرے بابت اُس مسیح کے بعد اُس دانست کے جو ملگئی ہی تجکو سو کہہ تو اُن لوگونسی آؤ تم لوگ کہ ہم لوگ بلاوین اپنی بیٹون کو اور تم لوگ اپنی بیٹون کو اور ہم لوگ اپنی عورتون کو اور تم لوگ اپنی عورتون کو اور ہم لوگ خود اپنی جانون کو اور تم لوگ خود اپنی جانون کو تب ہم لوگ لعنت مانگین اور رکھین لعنت خدا کی اُن لوگون پر جو جھوٹھ بولتی ہین اور اُس فصل ۵ امین سعد ابن ابی وقاص سی حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدا نی علی اور فاطمہ اور امام حسن و حسین کو ساتھ اپنی لیکر کے مباہلہ کرنیکو مقابلہ مین عیسائی لوگ کے گئے اور کہا اللھم ھولاء اھل بیتی یعنی ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین غرض اُن لوگونکی اہلبیت ہونیمین کچھ شک نہین ہی اور یہی چار آدمی اور پیغمبر خدا ملا کر کے پنجتن پاک کہلاتی ہین اور اس مقام مین ایک عذر سنیون کیطرف سے پیش ہو سکتا ہی کہ دیکھو رتبہ محبوبیت حضرت عایشہ اور ابو بکر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اُنکی باپ بھائی کا کہ مقام مباہلہ مین واسطی واجبیت لعنت خدا کی اُن لوگون کو پیغمبر خدا ساتھ اپنی نہین لے گئے اور فاطمہ دختر اور حسن اور حسین پر اس خطرہ کو ڈالدیا سو اُسکی جواب مین یہی کہا جائیگا کہ یہ عذر اُسوقت درست ہوتا کہ جب پیغمبر خدا اپنی جان بچا کر کے علی اور فاطمہ اور حسن حسین پر یہ بلا ڈالدیتی بلکہ اس جگہ پر یہ شعر بحق حضرت علی درست ہی شعر

وگر را افضیلت یکسں ماندہ است		جانفس پیغمبرش خواندہ است

اور اس عرصہ مین ایک کتاب عربی باسم غایت المرام تصنیف سید ہاشم بحرانی کی ہماری پاس پہونچی کہ جو بوقت شاہ سلیمان صفوی کے مرتب ہوئی تھی اور اب سنہ ۱۲۷ ہجری مین بعہد شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ایران کے طہران مین چھپانے گئی ہی کہ جو باثبات امامت دوازدہ امام اور فضایل اہلبیت کے ہی اور یہ کتاب اسقدر ضخیم ہی کہ ۸۴۷ صفحہ مین چھپی ہی اور ہر صفحہ مشتمل ہی اوپر ۳۷ سطرون کی اور اسقدر لفظون کو ملا ملا کر چھپایا ہی کہ اگر یہ کتاب ہندوستان مین چھاپی جائی تو گنجایش ایک ایک سطر کی دو دو یا ڈیڑہ ڈیڑہ سطر و نمین ہو گی اور حجم اس کتاب کا غالبا دو ہزار صفحہ کچھ کم و بیش ہوگا اور ایک اہتمام خاص مصنف کا یہ ہی کہ ہر بحث مین دو فصل ہی ایک فصل بروایت احادیث اور تفاسیر اہلسنت دوسری فصل بروایت احادیث اور تفاسیر اہل تشیع کی نقل کی ہی اور اپنی طرف سی دخل و تصرف اپنی کا کچھ نہین کیا ہی اور احادیث اہلسنت کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور موطا ابن مالک اور احمد نسائی وغیرہ سے نقل کیا ہی غرضکہ یہ کتاب ایک خزانہ احادیث و تفاسیر اہلسنت و اہل تشیع کا ہی کہ جسمین ہزارون حدیثین طرفین کی موجود ہین غرض کہ راقم حروف کو تمامتر کافی و وافی ہی اور ہم جابجا احادیث اہلسنت کو اس کتاب غایۃ المرام سی اس کتاب مین ذکر کرینگے مگر ایک ایک حدیث پر جو اسناد اسکا چار چار پانچ پانچ سطرون مین ہی سو صرف بذکر نشان صفحہ اس کتاب غایت المرام کے اس کتاب مین ذکر کیا جائیگا اور سید ہاشم مصنف غایت المرام کا بذکر احادیث و تفاسیر طریقۂ عام یعنی اہلسنت اور طریقہ خاص یعنے اہل تشیع کے ایک فقرہ یہ بھی لکھا ہی واللہ جل جلالہ الشاہد علی ذلک وکفی باللہ شہیدا یعنی خدا تعالی گواہ ہی اوپر اس نقل احادیث وغیرہ کے اور اللہ شاہد کافی ہی

مگر چونکہ سنیونکی عادت ہی کہ شیعون پر الزام جہوٹہا اور فریب کا دیتی ہین سو اسواسطی
ہماری عرض بخدمت سنی صاحبان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے یہ ہی کہ اس کتاب
غایت المرام ہی جسقدر احادیث و تفاسیر کو ہم نقل کرین سو جس حدیث و تفسیر شک ہو
سو اس کتاب غایت المرام کو دیکہ کر کے اصل کتاب مروی عنہ سی مقابلہ کر لین
مگر خود ہمکو کچہہ شک نہین ہی اور یہ کتاب غایت المرام جو بعہد شاہ سلیمان صفوی کے
لکہی گئی سو اس خاندان صفوی کا یہ حال ہی کہ اول بادشاہ اس خاندانکا اسمعیل صفوی
تہا جو ۹۰۶ ہجری مین بادشاہ فارس کا ہوا اور یہ خاندان بادشاہان صفوی کا قبل
زمانہ نادر شاہ کے ختم ہو گیا تہا پس تخمیناً یہ کتاب غایت المرام تصنیف کی ہوئی دو
تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے —

نمبر ۱ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۵ باب اول مقصد اول کہ
سلسلۂ روایت اُسکا ابو ہریرۃ تک پہونچتا ہی قال لما خلق اللہ تعالی ابا البشر
ونفخ فیہ من روحہ التفت آدم یمنۃ العرش فاذا نور خمسۃ اشباح سجداً
ورکعاً قال آدم یا رب ھل خلقت احداً من طین قبلی قال لا یا آدم قال فمن ھؤلاء
الخمسۃ الذی اراھم فی ھیئتی وصورتی قال ھؤلاء خمسۃ من ولدک لولاھم
ما خلقتک ھؤلاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ اسماء من اسمائی لولاھم
ما خلقت الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض
ولا الملئکۃ ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وھذا محمد وانا العالی وھذا
علی وانا الفاطر وھذہ فاطمۃ وانا الاحسان وھذا الحسن
وانا المحسن وھذا الحسین آلیت بعزتی انہ لا یاتینی
احد بمثقال حبۃ من خردل من بغض احد ھم

الا ادخلت نار ی و لا ابالی یا ادم ھولاء صفوتی بھم انجیھم وبھم اھلکھم فاذا کان لک الیّ حاجۃ فبھولاء توسل فقال النبی نحن سفینۃ النجاۃ من تعلق بھا نجی ومن حاد عنھا ھلک فمن کان الی اللہ حاجۃ فلیسئل منّا اھل البیت

ترجمہ کہا اُس ابوہریرہ نی کہ فرمایا اُس رسولخدا نی کہ جب پیدا کیا خدا ئیتعالی نے ابو البشر آدم کو اور پہونکا اسنی اپنی روح کو تب التفات کیا آدم نے داہنی جانب کو عرش کے پس ناگاہ وہان نور تہا پانچ شخصونکا حالت سجدہ اور رکوع مین تب کہا آدم نی ای میری رب آیا پیدا کیا تو نی کسی شخص کو مٹی سے قبل میری تب جواب دیا خدا نی کہ نہین ای آدم تب پوچھا اُس آدم نے کہ کون ہین یہ پانچ آدمی کہ جنکو دیکہتا ہون مین اپنی صورت و شکل مین جواب دیا خدا نی کہ یہ لوگ پانچ شخص ہین تیری اولاد مین سے اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین تجکو اور یہ لوگ وہ پانچ ہین کہ انکا مین نے واسطے انکی پانچ ناموں کو اپنی ناموں مین سے کہ اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین جنت کو اور نہ دوزخ کو اور نہ عرش اور نہ کرسی اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ فرشتونکو اور نہ آدمی کو اور نہ جن کو سو میرا نام محمود ہی اور یہ محمدؐ ہی اور میرا نام عالی ہی اور یہ علی ہی اور میرا نام فاطر ہی اور یہ فاطمہ ہی اور میرا نام احسان ہی اور یہ حسن ہی اور میرا نام محسن ہی اور یہ حسین ہی اور قسم ہی مجکو اپنی عزت کی نہین کوی شخص آویگا میری پاس ساتھ ایک مثقال بھی رائی سے بغض رکھی ہوی کسی ایک ان پانچ کا مگر یہ ہی کہ داخل کرینگی ہم اُسکو دوزخ مین اپنی اور نہین پروا کرتا ہون مین ای آدم یہ لوگ برگزیدہ میری ہین اور ساتھ انکی ذریعہ سی نجات دونگا مین اُن آدمیون کو اور انکی وجہ سے ہلاک کرونگا اُن آدمیون کو پس جبکہ تجکو کچھ حاجت ہو میری طرف پس وسیلہ پکڑ تو

ساتھ اُن لوگوں کی پس فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ہم لوگ کشتی نجات کی ہین کہ جو شخص متعلق ہوگا اُس کشتی سے نجات پاویگا اور جو شخص کہ کنارہ رہیگا اُس کشتی سے ہلاک ہوگا پس جس شخص کو خدا کیطرف کچھ حاجت ہو پس چاہیے کہ سوال کرے وہ شخص بوسیلہ ہم لوگ اہل بیت کے

نمبر ۲ اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلۂ روایت ابن عباس تک ہی۔

قال سمعت رسول اللہ یقول لعلے خلقت انا و انت من نور اللہ تعالے

ترجمہ کہا اُس عباس نے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتی ہوئی علی کو کہ پیدا کیا گیا ہین اور تو نور سے خدا کے۔

نمبر ۳ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ روایت حضرت عثمان تک پہونچتا ہی قال قال عمر بن الخطاب ان اللہ تعالی خلق ملائکۃ من نور وجہ علی ابن ابی طالب ترجمہ کہا اُس حضرت عثمان نے کہ کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا فرشتون کو نور سے چہرۂ علے ابن ابی طالب کے۔

نمبر ۴ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۸ کہ جو حضرت عمر ابن الخطاب سے مروی ہی۔

قال سمعت ابا بکر بن ابی قحافۃ یقول سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ تعالی خلق من نور وجہ علی ابن ابی طالب ملائکۃ یسبحون و یقدسون و یکتبون ذلک لمحبیہ و محبی ولدہ

ترجمہ کہا اُس حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا نور سے چہرۂ علی ابن ابی طالب کے فرشتون کو

کہ جو تسبیح و تقدیس خدا کی کرتے ہین اور لکھتی ہین اُس عمل کو واسطے محبان حسن علے کے اور محبان اولاد اُس علے کے ۔

تتمہ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جو سلسلۂ روایت اسکا سلمان فارسی تک پہونچتا ہی قال سمعت رسول اللہ یقول خلقت انا و علی بن ابی طالب من نور عن عین العرش نسبح اللہ ونقدسہ من قبل ان یخلق اللہ عز وجل ادم باربعۃ عشر الف سنۃ فلما خلق اللہ ادم نقلنا الی اصلاب الرجال وارحام النساء الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین فجعل النصف فی صلب ابی عبد اللہ وجعل النصف فی صلب عمی ابی طالب فخلقت من ذلک النصف وخلق علی من النصف الآخر واشتق اللہ تعالی من اسمائہ اسماً فاللہ عز وجل المحمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علی واللہ فاطر وابنتی فاطمۃ وانہ حسن وابنای الحسن والحسین وکان اسمی فی الرسالۃ والنبوۃ وکان اسمہ فی الخلافۃ والشجاعۃ فانا رسول اللہ وعلی سیف اللہ

ترجمہ کہا اُس سلمان فارسی نے کہ سنا مین نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ پیدا کئے گئے ہم اور علی ابن ابی طالب ایک نور چشمۂ عرش سے کہ تسبیح پڑھتے تھے ہم لوگ خدا کو اور تقدیس کرتے تھے ہملوگ اُسکی قبل اسکی کہ پیدا کری اللہ آدم کو چودہ ہزار برس پہلے پس جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تب منتقل کیا اُس اللہ نے ہم لوگون کو طرف پشت ہای مردان اور رحم ہای عورات طاہرات کے اور اُسکی

بعد منتقل کیا اُس نے ہملوگونکو طرف پشت عبد المطلب کے اور تقسیم کیا ہم لوگ کو
دو نصف کر کے پس دیا ایک نصف کو پشت مین میرے باپ عبد اللہ کے اور
ایک پشت مین ہماری چچا ابو طالب کے پس پیدا کیا گیا مین اُس نصف سی اور پیدا
کئے گئے علی نصف آخر سے اور مشتق کیا اللہ نے اپنی ناموں مین سے ایک ایک
نام پس خدای عز وجل محمود ہی اور مین محمد ہون اور اللہ اعلی ہی اور بہائی میرا
علی ہی اور اللہ فاطر ہی اور بٹی میری فاطمہ ہی اور تحقیق کہ وہ اللہ حسن ہی اور دو
بیٹے میرے حسن و حسین ہین اور میرا نام تہا رسالت اور نبوت مین اور تہا نام
اُس علی کا خلافت اور شجاعت مین پس مین رسول اللہ ہون اور علی سیف اللہ ہی
فائدہ۔ اس کتاب غایت المرام کے باب اول مقصد اول مین ۱۹ حدیثین اہلسنت
کی مذکور ہین لیکن بخوف طول کے ہمنے صرف پانچ حدیث پر اکتفا کیا۔ اور اس عرصہ
مین ایک قصیدۂ تاریخی اس کتاب حد تحقیق کا بابت سنہ ۱۲۹۶ ہجری کے طبعزاد جناب
سید مظفر علی صاحب بلگرامی متخلص مجنون کا بذریعہ جمیلہ جناب سید احمد رضا صاحب
بلگرامی کے پہونچا کہ بنظر شکر گذاری اس مقام مین نقل کیا جاتا ہی اور یہ تاریخ ہملو بہت
پسند ہوئی کہ نام حد تحقیق بمشرب سُنی سے جیسا کہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری سال ابتدائی تالیف
اس کتاب کا ملتا ہی سو اُسی طرح اس تاریخ سے جناب سید مظفر علی صاحب کے سنہ ۱۲۹۶
ہجری سال اختتام تالیف اس کتاب کا بر آتا ہی اور امید ہی کہ انشاء اللہ تعالے
یہ کتاب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین اختتام کو پہونچے۔

قصیدہ تاریخی مذکور الصدر

ای سیدنا سے	یا د صفات علم و عمل مشتہر
... ...	محتسب ائمہ بصدق یقین

بعالم عقائد فضیلت مآب	وجودش بعالم ہدایت نصاب
زگلہای تحقیق گلدستہ بست	بخار آلم حبان اعدا انجست
بہ تشحید تحقیق تیغے کشید	جراحت بجانہای اعدا رسید
نگارید مجنون سنش منجلے	زہی ذو الفقار علی وے

اور اس عرصہ مین جناب سید محمد حسن صاحب متخلص ندرت نے بھی براہ عنایت چند قطعہ تاریخ بقید ۱۲۹۵ ہجری کے بہاگلپور سے ہماری پاس بھیجا کہ وہ قطعات بھی بنظر شکر گذاری کے اس جگہ پر نقل ہوتے ہین۔

قطعۂ اول تاریخ فارسی

وحید عصر د لامولوی وحید الدین	جناب شامخ الاداب با فرخ الالقاب
کہ ہست حاوی معقول وجامع منقول	سفر فضل بلند و کمالش ہمہ چہ شیخ وشاب
زبس کہ منصف دل سوز ہامی دین است	نمودہ است چو تالیف لاجواب کتاب
حدیث وآیت تفسیر و قول فیصل او	ہمہ بموقع وبرجا برا اولی الالباب
چونام نامی آن نسخہ حد تحقیق است	ممیز حق و باطل کتاب باد خطاب

۱۲۹۵ھ

قصیدۂ دوم اردو

جناب منبع اخلاق و مجمع حسنات	وحید دہر وحید زمان خجستہ صفات
مری شفیق وہ ہین مولوی حید الدین	خدا ہمیشہ رکھی اُنکی ذات بابرکات
مدام اُنکی عنایت ہی میری شامل حال	کتاب بھیجی ہی منجملہ اپنی تصنیفات
ادای شکر عنایت تو ہو نہین سکتا	مگر ہے عرض مری اُنسی بعد تسلیمات
کتاب آپکی میری نظر سی سب گذری	مین بہرہ مند ہوا دیکھ اُسکی سند رجات
ہی کتاب ہی فی الواقعی حد تحقیق	کہ جملہ قول صحابہ حدیث اور آیات

مفسرون نے فریقین کی جو کی تفسیر
وہ سب بغور نظر آپنے کی تالیف
بمقتضائے عدالت بہ ہمین علم و کمال
خدائے عادل و منصف سے ہے یہی امید
ہوئے جو فکر کہون اس کتاب کی تاریخ
کہ اُس وحید نے تنبیہ گمرہونکے لئے

مورخون نے سیر مین لکھی ہین جو حالات
ہوئے ہین جلسے عیان اہل بیت کی درجات
کیا ہے اُنکی حقیقت کا آپ نے اثبات
بر آئین آپ کے جملہ مطالب و حاجات
تو آکے ہاتف غیبی نے یہ سنائی بات
لکھی کتاب بلا ریب یہ سبیل نجات
۱۲۹۵ھ

قطعہ سیوم فارسے

حد تحقیق چون بحد رسید
چون بجستیم سال خاتمہ اش

از بیان شد مولفش خاموش
ختم گردید واہ گفت سروش
۱۲۹۵

اور اس عرصہ مین ایک قصیدہ تقریظیہ جناب آغا مرزا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقیم بنگلور کا پہونچا کہ جو براہ عنایت بزرگانہ کے بہت کچھ قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی فرمائی ہے کہ وہ بھی اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہے کہ اُس سے بھی ایک امید ہدایت گمراہون کی ہوتی ہے—

قصیدہ

حد تحقیق چو بگرفت علم صدق بدوش
شاد بودند رقیبان کہ بکام ما شد
پردہ برداشت ز رخ یار و بگفتا اے عقل
حیف باشد کہ کنی پیروی وہم و خیال
فتنہ کردند و بگفتند کہ این ست اجماع
جہد کردند و دو دند پسی وضع حدیث

لشکر خصم برآورد ز ہر سمت خروش
حد تحقیق ند اگر د ز حق گوش بگوش
رہ تحقیق ہمین ہست تو جانانہ بکوش
حد تحقیق بہ بین وز دگر چشم بپوش
ظن چنین ہست و قیاس ست خرد رفت ز ہوش
ظلم کردند بحدیکہ ملک شد مدہوش

بر خلاف نبی و رحمت اولاد حسنین ❊ نام اسلام و لی غاشیہ کفر بدوش
عیب خود پردہ نمودند بتاویل حدیث ❊ ہر کہ حق گفت بخشم آمدہ گفتند خموش
دین خود کردہ مبدل بہوای دنیا ❊ دیگران را صلہ دادند کہ این جرعہ بنوش
سوختند مصحف و کشتند نبی را اولاد ❊ ظلم ہا رفت کہ کونین برآورد خروش
خون ببارید فلک در ستم آل نبیؐ ❊ سر نہادند بزانو ہمگی خیل پریوش
چاروچہار ست کہ ہستیم نبیؐ را است ❊ حیف بر دعوی این سلسلہ دین فروش
ختم کردند بخود شیوہ گستاخی را ❊ بہر توہین علی روز و شب ہستند بجوش
احمد از معتقدان ست بگفتار و جید ❊ چونکہ آزاد شدہ او حسب سر و نش
یارب این گوہر یکتای تخلص آزاد ❊ غرق وحدت شود و کسوت خادمی پوش

فصل ۹۱

بیان مین اسباب و سامان مصائب اہلبیت علیہم السلام کے اور اناٹومی یعنے
تشریح مین مذہب تفضیلیا تشیعین معاویہ شاہی کے

شعر

ہائی جاتی رہی وہ زیبا کے ❊ خاک مین مل گئی وہ رعنا کے

فصل بالاسی جو فضائل اہلبیت کے عیان و نمایان ہین سو اب کچھ اسباب مصائب
انکے لکھے جاتے ہین کہ حضرت علی ابن عم و ابن خالہ حضرت رسول کے اور زوج
حضرت بتول کے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے جو درخواست شادی کی حضرت
فاطمہ سی کی اور حضرت علی نے بہ سبب شرم و حجاب کے خود درخواست نہین
کی مگر مرضی حضرت رسول کی معلوم کر کے حضرت علی نے بھی درخواست کی اور شادی
حضرت فاطمہ سی انجام پائی کہ حدیث اسکی فصل ۲۸ مین مندرج ہی سو تمام مصائب

جو اہلبیت کو پیش آنے والے تھے سو یہ امر بھی از دواج حضرت علی کا ساتھ حضرت فاطمہ کے ایک تخم اُس تمام مصائب کا قیاس ہو سکتا ہی اسواسطے کہ جب ایک شخص اسطرحسی دوسرون پر ترجیح دیا جاتا ہی تو عین مقام اور قرینہ محسود ہونیکا اُس شخص کے ہی چنانچہ فصل ۷ مین اس کتاب حاتحقیق کے ایک حدیث عبد اللہ ابن عمر کی روایت کی گئی ہی کہ عبد اللہ ابن عمر یعنی صاحبزادہ عمر نے بہ نسبت حضرت علی کے کہا کہ علی کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر اسمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی تو ہم تمام دنیا و ما فیہا سی بہتر سمجھتی ایک یہ کہ حضرت رسول نے اپنی بیٹی فاطمہ کو ساتھ حضرت علی کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسول نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سوای حضرت علی کے سیوم یہ کہ حضرت رسول نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا غرض یہ ہی کہ شادی حضرت علی کی بھی ایک منشاء حسد کا ہی اور اس حدیث سی کسقدر رذالت حوصلہ عبد اللہ ابن عمر کی نمایان ہی کہ جن باتون کہ حضرت عمر خود باپ اُنکی بمقابلہ حضرت علی کے شکست کھا چکی تھے سو حوصلہ کرنا اُن باتون کا اُنکے صاحبزادہ کے جی سے نہین گیا ہی اور حال عطای علم بروز خیبر کا یہ ہی کہ حدیث اُسکی فصل ۱۰ مین اس کتاب کی اسطرح مندرج ہی کہ حضرت رسول نے بروز خیبر کے فرمایا کہ ہم کل کے روز یہ علم ایک ایسی شخص کو دینگے کہ اللہ اُسکی ہاتھ پر فتح دیگا جو کہ خدا اور رسول خدا کو دوست کہتا ہی اور خدا اور رسول خدا اُسکو دوست رکھتی ہین پس جب رات گذری تو صبح کو سویرے سب لوگ حضرت رسول کے پاس پہونچی کہ ہر ایک انکا امیدوار عطای علم کا تھا تب پوچھا حضرت رسول نے کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب لوگون نے کہا کہ اُسکی آنکھین درد کرتی ہین تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بلا بھیجو اُسکو پس

حاضر کئے گئے حضرت علی تب تھوک لگا دیا اس پیغمبر خدا نے آنکھوں مین علے کے
اور اچھی ہوگئے علی جلسیسے کہ نہ تہا انکو کوئی درد پس عطا کیا رسول نے اُس
علے کو وہ علم فقط ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اسطرحپر سب یار لوگون کا رات بہر امیدوار
عطای علم کا رہنا اور صبح کے وقت حضرت علی کو بلوا کر کے اور اُنکی آنکھون مین
تھوک لگا کر کے انکو علم عطا کرنا صیح صریح ایک سبب محسود عام ہونے کا حضرت
علے کے ہوا اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فصل ۱۱ مین مذکور ہی
کہ جس روسے حجۃ الوداع مین دو ماہ قبل انتقال حضرت کے حضرت علی صراحۃً
مولا کل مومن و مومنات کے بنائے گئے اور حدیث مندرجہ فصل ۱۲ مین
حضرت رسول نے حضرت علی کو ساتھ اپنے مثال ہارون کے ساتھ موسی کے دی
اور حدیث فصل ۱۳ مین ہی کہ حضرت رسول نے درمیان صحابیون کے مواخات
یعنے بھائی چارا لگا دیا مگر حضرت علی کو اپنا بھائی دنیا اور دین مین قائم رکھا اور حدیث
فصل ۱۴ اسی احبّ خلق اللہ ہونا حضرت علی کا خدا کے نزدیک ثابت ہی اور
حدیث آیت مباہلہ مندرجہ فصل ۱۵ اور حدیث آیت تطہیر مندرجہ فصل ۱۶ اسی سے
خصوصیت مزید حضرت علی اور تمام اہلبیت کی پائی جاتی ہی اور حدیث فصل ۱۹
ظاہر کہ آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو امیر حاج کر کے بطرف مکہ کے روانہ کیا تہا مگر آنحضرت
نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہی اور مین علے سے ہون اور ہماری ذمہ کا حق کوئی شخص
ادا کریگا مگر خود مین یا علی اور حدیث فصل ۲۱ مین انا مدینۃ العلم و علی بابھا
مندرج ہی اور حدیث فصل ۲۲ مین ہی کہ حضرت رسول نے بروز جنگ طائف کی
حضرت علی سے مشورہ کیا اور اسپر لوگ بولے کہ رسول نے مشورہ ساتھ ابن
عم اپنے کے دیر تک کیا اور حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنے نہین مشورہ کیا مگر یہ

کہ خدا اُسی مشورہ کرتا تھا کہ اس حدیث سے معاملہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور
حضرت علی کے اور چین چہرہ کرنا یار لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہے اور حدیث فصل
۲۳ مین ہے کہ حضرت علی کا حالت جنب مین بھی مسجد نبوی ہو کر کے جانا بطور
خود حضرت نبیؐ کے جائز تھا اور حدیث فصل ۲۹ سے ظاہر کہ سب لوگون کا
دروازہ بطرف مسجد نبوی کے بند کیا گیا سوای دروازہ علے کے اور بہ نسبت
حضرت ابوبکر کے آخر مرض الموت مین اجازت روزن رکھنے کی ہوئی اور بہ
نسبت درخواست حضرت عمر کے حکم ہوا کہ اُنکی دیوار مین کوئی روزن بقدر
ایک ناکہ سوئی کے بھی نچھوڑا جای اور حدیث فصل ۲۹ مین ہے کہ حضرت عباس
شکوہ کرتے ہوی حضرت رسول کے پاس گئے کہ کیا حال ہے درمیان ہم ہاشمی لوگ
اور اہل قریش کے کہ جب وہ قریش لوگ آپسمین ملتی ہین تو خوش خوش چہرونسے
ملتی ہین اور جب ہم لوگونسے ملاقات کرتے ہین تو دوسری چہرونسی ملاقات
کرتے ہین کہ جب پیغمبر خدا کو غصہ ہوا اور حدیث فصل ۲۴ سے ظاہر کہ حضرت
عائشہ کو باقرار خود اُنکے ساتھ حضرت خدیجہ کے رشک تھا اور جنگ اُحد سے
سب صحابیون کا بھاگ جانا اور حضرت علی کا لڑائیمین قائم رہنا ایک قرینہ
قوی خار کھانے کا ہے الغرض یہانتک بسبیل اجمال یہ بات بخوبی تمام دیکھلائیگئی کہ
حضرت علی اور تمام اہلبیت اور ہاشمیون سی اہل قریش تماستر الگ تھلگ ستھے
اور خود حضرت پیغمبر خدا کو بھی اس بات سی اطلاع تھی اسواسطی کہ یہ حدیث
فصل ۸ھ مین ہے کہ پیغمبر خدانی فرمایا کہ اگر تم لوگ علی کو ہماری بعد امیر بناؤگی
اور نہین دیکھتی ہین ہم کہ تم لوگ یہ کام کروگے تو پاؤ گے اس علی کو ہادی اور
مہدی کہ جو لیجائیگا تمکو صراط مستقیم پہ اور حضرت علی نے دوستی مبارک

حضرت نبی پر چڑھ کر کے اور خانہ کعبہ پر جا کر کے بتون کو توڑا تھا بہر حال عزت
و آبرو حضرت علی اور تمام اہلبیت کی تا حیات حضرت رسول کے بخوبی تمام قائم
رہی مگر مرض الموت حضرت رسول خدا سے رنگ یارون کا بدل گیا اور پہلے
چوٹ یہ چلی کہ حضرت رسول نے جب مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے تعمیل
وصیت تحریری کے طلب کیا تو حضرت عمر نے جسکو کتاب اللہ کہکر کے ٹال دیا
اور یہ ٹال دینا انکا بہت موقع پر ہوا کہ وہ حدیث وصیت زبانی خم غدیر سے
خوب واقف تھے اور حضرت علی کو مبارکباد مولا ہونے کی دیچکی تھی اور
بعد انتقال حضرت رسول کے جب تک حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین
مشغول رہی تو حضرت ابوبکر باہتمام خاص حضرت عمر کے خلیفہ بنا دی گئے اور
دلیل یہ قائم ہوئی کہ الائمۃ من قریش اور یہ تقریر بمقابلہ انصار کے خوب غالب
آئی مگر بمقابلہ حضرت علی یہ ایک تقریر محض پوچ ولچر تھی اسواسطے کہ حضرت علی
بوجہ ہاشمی ہونے کے ایک ممتاز قریشی تھے اور حضرت ابوبکر کا حضرت علی کو
کہنا کہ ہم لوگ بطور کارگذار ان کے ہین اور تو سردار اور امیر اور بادشاہ ہی
سو یہ بات صرف براہ دفع الوقتی کے معلوم ہوتی ہی اسواسطے کہ یہ بات اگر سچے
دل سی کہتی تو قریب اپنی مرنے کے حضرت علی کو خلیفہ بنانا کیا مشکل تھا اور
حضرت عمر نے جو نام چھ شخصون کا بشمول حضرت علی کے لیا تھا سو اصل بندوبست
اُسکا یہ تھا کہ اگر حضرت علی کچھ خلاف عبد الرحمن ابن عوف سی کرتے تو حضرت علی
موافق حکم حضرت عمر کے بے تکلف مار ڈالی جائے اور بعد قتل حضرت عثمان کے جو
حضرت علی خلیفہ قرار پای تو یہ بات بتقاضای شور و فساد اُسوقت کے تھے مگر
انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہ نے مکہ سی پھرتے ہوئے بطرف مدینہ کے جب یہ بات

اور یہ سنی کہ عثمان قتل ہوئی اور علی خلیفہ ہوئے تو نام علی کا سنکر کے کہا کہ اب
مدینہ میں ہمکو جانا مناسب نہیں ہی اور وہین سے مکہ کو پھر گئین اور حضرت ام سلمہ کو
کہلا بھیجا کہ تم بھی ہماری ساتھ ہو کر کے علی سے مخالفت کرو مگر حضرت ام سلمہ نے
جواب دیا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ کسقدر مرتبہ حضرت علی کو پیغمبر کے پاس تہا تو
مخالفت ہم کرینگی اور آخر حضرت عائشہ بحمایت طلحہ اور زبیر کے میدان جنگ
جمل میں بی پردہ آکر کے خود لڑین اور حضرت عائشہ نے جو معاویہ کو برانگیختہ کیا
سو اُسکا انجام یہ ہوا کہ اُسی فساد معاویہ نے تمام باقی عمر حضرت علی کی ملد رکہی اور
ایک حدیث یہ بنائی گئی کہ نہین کوی نبی مرا مگر یہ کہ اپنی خاص موقع انتقال مین
دفن کیا گیا حالانکہ کسی نبی سابق کا دفن موقع انتقال مین نہین ہوا بلکہ توریت سے
زمین علیحدہ خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطے مقبرہ کے ثابت ہی اور انجام اُس
حدیث وضعی کا یہ ہوا کہ حضرت رسول اُسی حجرۂ عائشہ مین دفن کئے گئے اور اُس
ذریعہ سے وہان حضرت ابو بکر و حضرت عمر بہی مدفون ہوئے اور حضرت امام حسن نے
جو وصیت کی تہی کہ اُنکی لاش قریب روضۂ مبارک تک پہونچا دیجائی اور اگر ممکن ہو
تو وہین پر دفن کیجائی سو انجام یہ ہوا کہ جب لاش حضرت امام حسن کی قریب روضۂ
مبارک کے رکہی گئی تو اُس لاش پر خوب بارش تیرونکی ہوی اور حضرت عائشہ نے
بعذر ملکیت اپنی بسازش مروان کے اُس لاش کو اُس جگہ مین دفن ہونی نہین دیا
سو یہ کیا بیرحمی ہی ساتھ آل نبی کے اور تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ جب خبر فوت
امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے پاس پہونچی تو اُسنی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا یعنی تکبیر
خوشی کی پڑہی تب فاختہ زوجہ معاویہ نے تعجب کر کے کہا کہ اتبشر بفوت
ابن الفاطمة یعنی آیا خوشی کرتا ہی تو مرنے پر پسر فاطمہ کے اور معاویہ نے

جواب دیا ما کبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی یعنی ہمنی یہ تکلیہ خوشی کی از روی
شماتت کے نہین کہی لیکن دلکو میرے اس خبر سے راحت پہونچی غرض حضرت
عائشہ نے جو بنیاد مصائب اہلبیت کی ڈالی تہی سو اسکو معاویہ اور یزید نے
خوب پورا کیا اور شک نہین کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی پیغمبر خدا کی
تہین مگر ساتہ حضرت علی کے انکو ایک خاص طرحکی خصومت تہی اور ایک
بڑی آفت روزگار تہین جیسا کہ حضرت ابوبکر انکی باپ ایک نیک اور بزرگ
صفات آدمی تہی سو اسی کا پورا عکس یہ تہا کہ حضرت عمر بڑی تیز اور سرگرم تہے
مگر انکی بیٹی حضرت حفصہ بمقابلہ حضرت عائشہ کے ایک نیک بی بی تہین اور
اسی طرحسی کوی بات عداوت کی نسبت اہلبیت کے از طرف ام حبیبہ زوجہ
رسول کے جو کہ معاویہ کی بہن تہین نہین دیکہی جاتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ جیسے جہوٹی حدیثون کا بنانا ایک خاص کام حضرت عائشہ کا تہا اور علمای
اہلسنت پر حیف ہی کہ تمیز اور فرق کرنے سے احادیث اصلی اور وضعی کے
تمامتر برکنار ہین اور ان علما پر غضب علی غضب یعنی غضب پر غضب یہ ہی کہ ترتیب
خلافت کی جو اتفاقا بلا تجویز فضیلت ذاتی کے ہوتی گئی سو اہلسنت کو یہ اہتمام
ہوا کہ واسطی ترتیب اتفاقی خلافت کے ترتیب افضلیت شیخین کے بہی ثابت کرین
اور بنظر اس ضرورت کی ضرور ہوگیا کہ احادیث وضعی افضلیت اصحاب ثلثہ کو
بہی قبول کرلین اور جسقدر احادیث کہ افضلیت مین حضرت علی علیہ السلام کے
واقع ہین سو انکی معنی بنانی مین کوشش کیجاوی اور اسی وجہ سی وصیت خم غدیر
یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی معنی مولا کا ناصر اور دوست قائم کیا گیا اور
حدیث انی تارک فیکم الثقلین مین معنی بدل کر کے بمعنی عترت کے سنت یعنی

حدیث بنای گئی اوریہی حال دوسری حدیثون کا ہی غرض علمای اہلسنت کا
تمام بند چھند اس قسم کا ہی کہ جیسی حضرت علی کو بطو۔ ایک بادشاہ بازی شطرنج کے
زیچ مین کر رکھا ہی کہ کسی طرف راہ پناہ کی حضرت علی کو باقی نہین ہی مگر شطرنج والی
اس قاعدی سے واقف ہین کہ جب ایک طرف کا بادشاہ زیچ ہو جاتا ہی تو دوسرے
طرف کا مہرہ اُٹھا لیا جاتا ہی سو ہر گاہ احادیث فضائل حضرت علی مین حنی بنای گئے
او تمام دشمنان علی کی تاویل خطای اجتہادی کے حمایت کی گئی تو ہمکو اپنی بادشاہ کے
واسطی ایک مہرہ اٹھا لینی کا اختیار ہوگا سو ہم معاویہ کو اٹھا لینگی اور اُسکو نچھور رینگے
کہ اُسکی ذات سی خرابی اہلبیت کی بہت ہوئی ہی کہ اُستی لعنت بر سر منبر حضرت علی پے
جاری کروای چنانچہ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو بصفحہ ۴۷۴ اور ۴۷۵
حسب ذیل کے مذکور ہی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ احنف مذکور در میان خلافت
معاویہ کے اشراف لوگو نمین بطور ملاقات دربار معاویہ مین حاضر ہوا اسی اثنا مین
ایک شخص اہل شام کا بہی اُس محل مین آیا اور اُستی خطبہ پڑہ کرکے خطبہ مین علی ابن
ابیطالب پر لعنت کی سب لوگون نے اپنی سر نیچی جہکالئی کوئی نہ بولا مگر احنف نے
معاویہ کیطرف مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیا کو لعنت کریگی
اگر آپکی مرضی پادی تو بیشک یہ سب نبیون پر لعنت کرے خدا سی ڈرو اور تقوی
اختیار کرو حضرت علی کا پیچھا اب تو چھوڑ دو کیونکہ اُنہون نی اس جہان سے رحلت کی
اب وہ اپنی قبر مین ہونگے وہان تو چین لینی دو اب تمکو اُنکی لعنت کرنے سی کیا
حاصل ہی اور قسم ہی خدا کی کہ وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا۔
معاویہ نے کہا کہ ای احنف کیون آنکھون پر ٹھیکری رکھتا ہی مین قسم دیتا ہون تجھکو
خدا کی کہ تو بہی منبر پہ چڑہکر اگر ہماری خوشی چاہتا ہی تو علی ابن ابیطالب پر لعنت

بچوشئی یا بجبر احنف نی کہا کہ آپ مجکو معاف رکھئی اسمین آپ کی خیر ہی اُسوقت
معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت وسماجت سے پیش آیا تب احنف نے کہا کہ ای
معاویہ مین انصاف کے کلمی کہتا ہون معاویہ نے کہا فرمای ۔ احنف نے یہ کہا کہ
حمد خدا کو لائق ہی اور درود ہو جیو اوپر رسول اُسکی کے ای لوگو مجکو معاویہ نے
یہ کہا ہی کہ لعنت کر علی پر سنو علی ابن ابیطالبؑ اور معاویہ دونون جہگڑی اور آپسمین
لڑے اور ہر ایک شخص نے اُن دو مین سے یہ دعوی کیا کہ خلافت حق میرا ہے
جب مین دعا کرون تم سب آمین کہنا ۔ اب مین کہتا ہون ۔ ای خداوند لعنت
کر تو اور تیری فرشتی اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر
جو ان دونومین سے باغی ہوا اور لعنت کر تو گروہ باغی کو اور ای خدا بہت لعنت کر
اُسپر ۔ آمین کہو ای سامعین ۔ یہ کہکر معاویہ سی کہا کہ مین تو یہ کلمی کہا کرتا ہون گرچہ
مارا ہی کیون نجاؤن اب مجہسے اور کچہ بہر نہ کہلانا فقط واہ واہ علمای اہلسنت کے
یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ اس لعنت کرنے کو بہی داخل خطای اجتہادی کے
سمجہین اور آپ پر کیا مصیبت پڑی ہی کہ فعل کا فرانہ سی بہی معاویہ کے چشم پوشی
کرین ہماری نزدیک تو معاویہ بڑی بدذات تھی اور اگر خود حرامزادہ نہ ہون
تو بوجہ بہای قبول کرلینے زیاد ابن امیہ حرامزادہ کے معاویہ ایک بڑی بہائے
حرامزادہ کے ضرور تھے اور معاویہ کے کافر سمجہنے مین ہمکو کیا تکلف ہوسکتا ہی
کہ جو دس اسقراطی بہی یکی از دوازدہ حواریان حضرت مسیح کا تہا کہ جو خود حضرت مسیح کو
پکڑوا دیا اور عزازیل بہی ایک مقربان بارگاہ الٰہی مین سے تہا کہ جسکو طوق لعنت ملا
پس معاویہ بہی بی تکلف اُن ہی لوگونمین سمجہا جاسکتا ہی اور مصائب اہلبیت سے
کہانتک بیان کرین کہ ہماری امام حسین کا سر کئی دن کی بہوک و پیاس پر بوجہ

سوا خذہ یزید پسر معاویہ کے کاٹا گیا اور لاش بی سر انکی گھوڑونکی سمون سے روندی گئی اور سر انکا بطور نشان فتح کے نیزہ پر چڑھا کر کے یزید کے پاس روانہ کیا گیا اور تمام سادات واقعہ کربلا کے بچہ شیر خوارہ تک سوای ایک امام چہارم زین العابدین کے مارے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون - اور بعد اسکی سلطنت مروانیہ اور عباسیہ تک تو سادات بنی فاطمہ عموماً واجب القتل اور کشتنی اور گردن زدنی سمجھے گئے غرض تمام مصائب اہلبیت کا حال یہ ہی کہ آسمان فرشتون نے بھی گریہ کیا مگر علمای اہسنت کو کیا پروای مصائب اہلبیت کی ہی کہ اگر چاہین تو یہ نسبت یزید کے بھی مسئلہ خطای اجتہادی کا جاری کرین کہ ہرگاہ معاویہ صحابی تھے تو یزید بھی بطور ایک تابعین کی اور بدلیل حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم کے ایک شخص واجب التعظیم اور مستحق کف اللسان کا قرار پا سکتا ہی

غزل از مولف

جسکو حب نہیں امام نہیں	پیر بھی ہو تو اس سے کام نہیں
بھیجو تم آل پر درود وسلام	اسکی خوبی مین کچھ کلام نہیں
اہلبیت نبی پہ جو گذرا	وہ تو موجود ہے تمام نہیں
دشمنون کا مقام ہے دوزخ	غیر دوزخ انہین مقام نہیں
وہ حدیثین جو جعل و باطل ہین	پیش عالم کچھ انکا دام نہیں
یاد خم غدیر مین مجھکو	آرزوی شراب و جام نہیں
کربلا کو مجھے بلا لو تم	اس سے بہتر کوئی پیام نہیں
خاک در ہوتے ہم کہین یا رب	اور کچھ مقصد و مرام نہیں
مولا تیرے حسین ہین آزاد	تو کسی اور کا غلام نہیں

اور حال یہ ہی کہ دلاوران عرب کچھ سپاہیان قلم بند و مشاہرہ دار حضرت رسول کے نہین تھے اور لوٹ مار پر اُنکی اوقات تھی اور اُسی امید پر مال غنیمت کے جوق جوق وحوش عرب ملتی جاتے تھے اور طریقہ جنگ و صلح سے خوب واقف ہو گئے تھے اور حضرت رسول نے کوئی سلطنت یا ملک نہین چھوڑا تھا اور ہر شخص کو اپنی نفع و نقصان اور گون بے گون کا خیال تہا یہانتک کہ بعد انتقال حضرت رسول کے انصار لوگون نے سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا اور جب خلافت حضرت ابوبکر پہ قائم ہوئی تو حباب انصاری نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کے غل اور شور مچایا کہ اب انصار لوگ دروازہ پر قریش کے پانی مانگنی کو کھڑی ہونگے اور پانی اُنکو نہین ملیگا تب حضرت ابوبکر نی حباب کو تسلی اور دلاسا دیکر کے خاموش کیا اور جب ابوسفیان نے خلافت ابوبکر سے انکار کیا تو اُسکی بیٹے کو وعدہ دینے حکومت شام کا کرکے ابوسفیان بھی راضی کیا گیا اور اُس اجماع مین بیعت ابوبکر کی کچھ بحث فضیلت ذاتی کسی شخص کے پیش نہین ہوئی پس حضرت ابوبکر جو قریشیونمین ممتاز تر اور ملائم مزاج کے تھے سب قریشیون نے اُنکو اپنے کام کا جانکر کے خلیفہ قبول کر لیا تو یہ طور ایک ریاست جمہوری ری پبلک ملک فرانس اور امریکہ کا ہی اور اسیطرحکی ایک ریاست بلقب الکٹر یعنی شخص انتخابی کے علاقہ جات مفصلی مین ملک جرمنی کے ابتک جاری ہی اور اسی وجہ سی ہم خلفای ثلاثہ کو غاصب حقیت حضرت کا نہین سمجھتی ہین مگر یہ بات ہم ضرور کہینگی کہ اگر لوگ حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل بنا لیتی تو یہ بات نہایت درجہ مناسب تر ہوتی کہ خود ابو عبیدہ ابن جراح اور بشیر ابن سعد وغیرہ بیعت کنندگان ابوبکر کو اقرار تقدم استحقاق خلافت حضرت علی کا تھا اور ہمکو مقدمہ وصیت اور خلافت مین پندرہ ۱۵ بلکہ بیس برس تک

نہایت خلجان تھا کہ اسکا تصفیہ ضمنی اشعار مفصلہ ذیل مین کیا ہے اور
یہ تضمین اشعار میر حسن دہلوی وسعدی علیہ الرحمۃ کی لکھا ہے

[illegible] ہے ۔ مری عقل اس جا پہ حیران ہے
اگر [illegible] خلافت [illegible] کیا ۔ دگر ہے خلافت وصیت ہے کیا
[illegible] کو مانو خلافت نہین ۔ خلافت کو مانو وصیّت نہین
اور [illegible] دونو ہین خوب ۔ ہر اک ایک مصرف کا ہی بے عیوب
وصیت کا حاصل امامت کو مان ۔ امامت سے انجام خیر اپنا جان
خلافت [illegible] اسلام ظاہر ہوا ۔ امامت سے ایمان ظاہر ہوا
حکومت خلافت کی تھی تیس سال ۔ حکومت امامت کی ہے بیزوال
حرارت ہے ایمان کی اک طرف ۔ حلاوت ہے ایمان کی اک طرف
معاویہ بذات سے فرق رہ ۔ علی کی محبت مین تو غرق رہ
نہین ہے اسکا کوئی جز علے ۔ کہ بھائی کا بھائی وصے کا وصی
ہوئی جو نبوت نبیؐ پر تمام ۔ ہوئی نعمت اسکے وصی پر تمام
جہان فیض سے انکی ہے کامیاب ۔ نبیؐ آفتاب و علے ماہتاب ہے
علے دین و دنیا کا سردار ہے ۔ کہ مختار کے گھر کا مختار ہی
دیار امامت کے گلشن کا گل ۔ بہار ولایت کا باغ سنبل ہے
علے راز دار خدا و نبیؐ ۔ خبر دار سر خفی و جلے
علے بندۂ خاص درگاہ حق ۔ علے سالک رہ رو راہ حق
علے ولی ابن عم رسول ۔ لقب شاہ مردان زوج بتول
کہے یون جو چاہی کوئی بیر سے ۔ یہ نسبت علی کو نہین غیر سے

خدا نفس پیغمبرش خوانده است — دگر را فضیلت بہ کس مانده است

یہان بات کی اب سمائے نہین — نبی اور علے مین جدا ئے نہین

نبی و علے ہر دو نسبت بہم — دو تا و یکے چون زبان قلم

علے کا عدو دوزخی دوزخے — علے کا محب سب جنتے جنتے

نبی اور علے فاطمہ اور حسن — حسین ابن حیدر یہ ہین پنجتن

ہوئی انپہ دو جگ کی خوبی تمام — انہون پر درود اور انہین پر سلام

علے سے لگا تا بہ مہدے دین — یہ ہین ایک نور خدای برین

انہون سے ہی قائم امامت کا گھر — کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر

صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہین — حساب عمل سے یہ بیباک ہین

ہوا یان سے ظاہر کمال رسول — کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول

خدایا بحق سنے فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنے خاتمہ

اگر دعوتم رد کنے ور قبول — من و دست و دامان آل رسول

فصل ۹۲

اس فصل مین بیان امامت کا ہی سوہم اول اس بات کو لکھتی ہین کہ قران شریف مین استعمال لفظ امام کا کس طرح پیر واقع ہوا ہی اور وہ حسب ذیل ہی۔

نمبر ۱ سورۂ بقر ۲ - آیت ۱۱۸ واذ ابتلے ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلك للناس اماما ترجمہ اور جب آزمایا ابراہیم کو اُسکی رب نے کئی باتون مین پھر اُسنی وہ پوری کین فرمایا مین تجھکو کرونگا سب لوگونکا پیشوا

نمبر ۲ سورۂ ہود ۱۱ - آیت ۲۰ افمن کان علے بینة من ربه ویتلوه شاهد منه ومن قبله کتاب موسی اماما ورحمة ترجمہ بھلا ایک شخص جو ہی

نظر آتے راہ پر اپنے رب کے اور پہونچتی ہی اُسکو گواہی اُس سے اور پہلے اُس سے
کتاب موسی کی راہ ڈالتے اور مہربانی -

نمبر ۳ سورۃ الحجر ۱۵ - آیت ۷۹ فانتقمنا منھم وانھما لبامام مبین
ترجمہ اور یہ دونوں شہر راہ پر نظر آتی ہین حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب
مکہ سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی —

نمبر ۴ سورۃ الاسری ۱۷ - آیت ۷۱ یوم ندعوا کل اناس بامامھم
ترجمہ جسدن ہم بلائینگی ہر فرقہ کو ساتھ اُنکی سردار کے نمبر ۵ سورۃ الفرقان
۲۵ - آیت ۷۴ والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا
للمتقین اماما ترجمہ اور وہ جو کہتی ہین ای رب دی ہمکو ہماری عورتون کیطرف
سے اور اولاد کیطرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور ہمکو واسطے پرہیزگارون کے
امام حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب یعنی دھیان سے سونین —

نمبر ۶ سورہ یٰسین ۳۶ - آیت انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا واثارھم
وکل شیء احصیناہ فی امام مبین ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی ہم ہین
جو جلاتے ہین مردی اور لکھتے ہین جو آگے بھیج چکی اور اُنکے پیچھے نشان رہے
اور ہر چیز گن لی ہی ہمنے ایک کھلی اصل مین حاشیہ شاہ صاحب موصوف جو
بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم نیک یا بد

نمبر ۷ سورۃ الاحقاف ۴۶ - آیت ۱۲ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ
ترجمہ اور اُس سے پہلے کتاب موسی کی ہی راہ ڈالتی اور مہربانی - راقم —
آیات مذکورہ بالا سے معنی امام کے پیشوا کے ہین اور نمبر ۱ یعنی سورہ بقر آیت
۱۲۴ سے ظاہر حضرت ابراہیم کو لقب امام کا دیا گیا اور نمبر ۴ سورۃ الاسرے

آیت ۳۷ سے ظاہر کہ لوگ یعنی اپنی امام کے ساتھہ پکاری جائینگے غرض یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ہر فرقہ کو ایک ایک امام یعنی پیشوا ہوتا ہی اور امام اور خلیفہ مین فرق باعتبار حیثیت کے ہی کہ استعمال خلیفہ یعنی نائب کا قرآن مین بحق آدم علیہ السلام کے بمقابلہ خدا کی ہی یعنے آدم زمین پر خدا کے نائب قرار پای اور استعمال امام یعنی پیشوا کا بمقابلہ آدمیون کے ہی کہ وہ امام آدمیون کا پیشوا ہی پس حقیقتاً مفہوم خلیفہ اور امام کا قریب قریب ہی مگر کچھہ فرق بھی ہی اور وہ فرق یہ ہی کہ خلافت مین کچھہ حکومت ظاہری بھی چاہیے اور امامت مین حکومت ظاہری شرط نہین ہی بلکہ حکومت امام کی دل و جان اور اپنے اعمال و افعال سے متعلق ہی کہ جس سے نجات ہو اور حدیث مین واقع ہی انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض یعنی فرمایا رسول خدا انی چھوڑ جاتی ہین ہم درمیان تم لوگونکی دو بھاری چیزین ایک قران دوسری عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپسمین فرق نہین ہونگے کبھو یہانتک کہ وارد ہون وہ دونون اوپر حوض کوثر کے پس قران اگر بجای لفظ کے فرض کیا جای تو اولاد رسول بجای معنے اُسکے ہین

لمولفہ

چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند	قناعت شد برین توام و بر بند یدمحملہا

اور اس مقام مین شعر شاہ نعمت اللہ ولی کا بہت [illegible]

شعر

پیشوائی باید ت جستن ز اولاد رسول	پس قدم مرد انہ در راہ خدا باید زدن

غرض مسلمان پر واجب ہی کہ اولاد رسول کو اپنا امام جانے اور بیاد لقب

دوازدہ امام کی ہماری نزدیک وہی حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی ہی کہ جسمین وعدہ ہی کہ وہ بارہ خلیفہ قیامت تک ہونگے اور بیان اُسکا فصل ۵ مین اس کتاب عہد تحقیق سے ہوا ہی او شاہ عبدالحق صاحب نے جو اُن خلفای دوازدہ گانہ مین شرط حکومت ظاہری کی لگا کرکے ولید ابن عبدالملک تک حساب کیا ہی سو اس روسی معاویہ اور یزید بھی شاہ صاحب موصوف کے امام ہین اسواسطی کہ شاہ صاحب لکھتی ہین کہ خارج ہونا اُن خلفا کا عدل و احسان سے اور اُنکا اہل جور وفساد ہونا کچھ مانع نہین ہی اور ایک امر عجیب یہ ہی کہ سنیان بھی دوازدہ امام کو اسی ترتیب سی قبول کرتے ہین چنانچہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر اور روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ مین بیان حال اُن دوازدہ امام کا موجود ہی اور خواجہ حافظ شیراز بھی ان دوازدہ امام کو منظور کرکے کہتے ہین

شعر

بدشمنان ہنشین حافظا تولا کن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

اور اب اس مقام مین ایک حدیث اہلسنت کی باب دہم مقصد اول سی کتاب غایت المرام متذکرہ فصل بالا کتاب ہذا کے نقل کیجاتی ہی کہ جس سے اصل منشا اصطلاح دوازدہ امام کا معلوم ہوتا ہی **حدیث** کتاب ابن المویداالموفق ابن احمد سے بروایت سلمان محمدی کے قال دخلت علی النبی واذالحسین علی فخذہ وھو یقبل عینیہ ویلثم فاہ وھو یقول انت سید بن سید واخو سید ابوالسادات انت امام ابن الامام اخو الامام ابوالائمۃ انت حجۃ بن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم ترجمہ کہا اُس سلمان محمدی نی کہ داخل ہوی ہم حضرت کے پاس اور ناگاہ حسین تھے اوپر زانو اُس نبیؐ کے اور وہ نبی چوم رہی تھے دونون آنکھون کو اُس

حسین کے اور بوسہ دیتے تھے اُسکے منھ کو اور وہ نبی کہہ رہے تھے کہ تو سید یعنی سردار ہی اور بیٹا سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سید لوگون کا اور تو امام ہے بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ اماموں کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا باپ حجتون کا جو نو نکلینگے تیری پشت سے اور نوان شخص اُن لوگونکا قائم رہنی والا ہوگا اُن لوگون کا۔

ف ۔ یہ خطاب حضرت نبی کا بطرف امام حسین کے ہی کہ جو امام سیوم تھے اسوسطی کہ حضرت علی امام اول اور حضرت امام حسن امام دوم اور امام حسین امام سیوم ہین اور اس تیسرے امام کو ارشاد ہوا کہ تیری پشت سے نو امام نکلینگے پس تین اور نو ملا کر کے کل بارہ امام ہوے اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ فقرہ ایک کبت ہندی کا کہ جو بھاٹ لوگ جابجا سناتے پھرتے ہین گویا ترجمہ اسی حدیث کا ہی اور وہ فقرہ بشان امام حسین کے حسب ذیل ہی ۔ امام ہین آپ امام کے باپ امام کے پوت امام کے بھیا رسول کے آل بتول کے لال میری ناؤ تو ہی ہی کھویا اور یہ جو ارشاد حضرت رسول کا ہی کہ نوان امام ان باقی نو اماموں کا قائم رہیگا سو اس مضمون سے دوازدہم حضرت امام مہدی آخر الزمان کا بیٹا ہونا امام حسن عسکری امام یازدہم کا اور زندہ اور قائم رہنا اُنکا جیسا کہ شیعہ لوگ ادعا کرتے ہین قابل تسلیم کر لینے کے معلوم ہوتا ہی اور اسکی بحث آیندہ کیجائیگی۔

فصل ۹۳

ذکر امام اول از جملہ دوازدہ امام۔

فصل بالا مین دیکھلایا گیا کہ اصل بارہ ستون دین و اسلام کے دوازدہ امام ہین۔

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶

علی واولادہ اولہم علی ابن ابی طالب وقد سبق ذکرہ

ترجمہ اور وہ دوازدہ امام علی ہین اور اولاد انکی اول ان دوازدہ امام کے علی ابن ابیطالب ہین اور تحقیق کہ سابق مین ذکر اسکا ہوا۔

تاریخ جدولیہ تصنیف مولوی خادم علیصاحب سندیلوی

پیدائش آپکی ۲۳ تیئیس سال قبل ہجرت کے اور مدت خلافت آپ کی چار برس چھہ مہینہ ہی اور شہادت آپ کی سن چالیس ہجری مین ہوی آپ چچازاد بھائی پیغمبر صاحب کے ہین اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے زوج ہین اور پیغمبر صاحب کے اور خلفای ثلثہ کے وقت مین بڑی بڑی شجاعتین کین اپنی خلافت مین نوبت جہاد کفار کی بسبب فساد آپس یعنی بنی امیہ کے نہ پہونچی اور ۳۵ سنہ ہجری مین زینت بخش خلافت کے ہوے تھے آخر شہادت ہاتھ عبدالرحمن ابن ملجم شوہر قطامہ کے داخل خلد مین ہوے اور آپ اول مسلم صبیان سے اور خلیفہ بنی ہاشم سے ہین اور عمر آپ کی ۶۳ سال کی تھی اور آپ نی ایک شعر عربی اپنی اول مسلمان ہونے کا کہا ہی جسکا ترجمہ زبان اردو مین یہ ہے

مسلمان مین ہوا ہون سب سے پہلے		دران حالیکہ نابالغ تھا لڑکا

اور نام والدہ حضرت علی کا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہی پس حضرت علی مرتضیٰ ماں کی طرف سے بھی ہاشمی ہین اور اپنی داد کیطرف سے بھی اور طلحہ بن عبداللہ نے اول آنجناب امیرالمومنین سے بیعت کی اور ۳۶ سنہ ہجری مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نی اپنی طرف سے عامل و حاکم مقرر کرکے اطراف بلاد کو روانہ فرمائی اور عمال عثمانیہ کو معزول فرمایا اور شہر جمادی الآخر مین جنگ جمل کی ساتھ حضرت علی کے واقع ہوئی بمقام خیبر یہ اور فریقین سے دس ہزار مرد مقتول ہوی۔ اور ۳۷ سنہ ہجری مین جنگ صفین واقع ہوئی عرصہ ۱۱۰ روز تک

اور شام کیطرف سے ۴۵۰۰۰ ہزار آدمی مارے گئے اور اہل عراق کیطرف سے ۲۵۰۰۰
ہزار شہید ہوی اور حلیہ شریف آپ کا یہ ہی کہ گندم گون میانہ قد فراخ چشم کبیر البطن
دراز ریش سینۂ مبارک پر بہت بال تھی اور پیشانی پر کم خوب صورت کثیر التبسم
رر ایت ابن اسعد سی ظاہر ہی کہ فرمایا آپ نے کہ نہ نازل ہوئی کوئی آیت کلام اللہ مگر
مجھے شان نزول اُسکی اور مکان نزول اور شخص منزل علیہ معلوم تھا اسلئی کہ میرے
رب نے مجھے بخشا تھا قلب فہیدہ اور زبان گویا اور منجملہ کرامات آپ کی یہ بھی ہی کہ کچھ
آپ نے ارشاد کیا پس تکذیب کے اُس قول کی ایک مردی پس فرمایا کہ مین تیرے اوپر
دعا کرتا ہون اگر ہی تو کاذب اُسنی کہا بہتر دعا کرو پس دعا کی اوپر اُسکی حتی کہ نہ
حرکت کی وہان سی کہ جاتی رہی بینائی اُسکی غرض کہ فضائل و کرامات آپ کے
بہت ہین اس ذخیرہ مین بسبب طوالت کے نہین لکھی گئے اور حیدر بھی لقب
آپ کا تھا اور ذوالفقار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی اور اُنکی
پیشانی مبارک پر وقت نماز صبح کے ابن ملجم ملعون مذکور بالا کے ہاتھ سے زخم
شدید پہونچا تھا اور یہ ملعون بعد مارنے کے گرفتار ہو آیا تھا۔ فقط
اور اب اس جگہ پر چند اشعار اوائل دیوان حضرت امیر علیہ السلام سے تیمناً و تبرکاً
نقل ہوتے ہین ساتھ ترجمہ کے

نمبر ۱	الناس من جہۃ التمثال اکفاء	ابوھم آدم والام حواء

آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی ہم جنس ہین اسواسطے کہ باپ اُن
لوگون کے آدم ہین اور مان اُنکی حوّا ہین
ف آپ نے جو ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنے

ہمجنس ہین سواس بیانمین کمال بلاغت ہی کہ مشابہت صرف باعتبار شکل ظاہری کے ہی وگرنہ از روی صفات ذاتی کے آدمی لوگ نہایت درجہ اقسام مختلف کے ہین کہ ایک شخص عالم اور دوسرا جاہل اور ایک سعید دوسرا شقی ہوتا ہی اور اسی طرحسی دوسرے صفات مین بہی مختلف ہوتے ہین ٭

نمبر۲ وانما امہات الناس اوعیۃ		مستودعات وللاحساب اٰباء

اور نہین ہین مائین آدمیون کی مگر ظروف اور جاہای امانت درحالیکہ واسطے حساب حسب نسب کے باپ لوگ ہین۔

ف یعنی حساب حسب نسب فلان ابن فلان کا باپ کیطرفسے ہوتا ہی اور حسب تین کرسی تک اور نسب تین کرسی کے اوپر ہی۔

نمبر۳ فان یکن لہم من اصلہم شرف		یفاخرون بہ فالطین والماء

پس اگر ہو اُن لوگون کو انکی اپنی اصل کیطرفسی کچھ شرف کہ جس سے فخر کرتے ہون پس مٹی و پانی ہی ف یعنی جب اول و آخر آدمی کا پانی اور مٹی ہی تو کیا فخر کرنا ہی۔

نمبر۴ وان اتیت بفخر من ذوی نسب		فان نسبتنا جود وعلیاء

اور اگر کچھ پیش کرے تو ساتھ کسی فخر کے از طرف صاحبان نسب کے پس تحقیق کہ نسبت ہملوگون کی ایطرف جود اور علو مراتب کے ہی ف یعنی اگر تم لوگون کو فخر نسبت قریشی ہونیکا ہی تو نسب ہمارا جود یعنے بخشش ہاشمی ہونیکا اور علو مدارج کا ہی اسواسطی کہ قبیلہ ہاشم مین جود اور علو مدارج ہی۔

نمبر۵ لا فضل الا لاہل العلم انہم		علی الہدی لمن استہدی ادلاء

نہین کوئی فضیلت ہی مگر واسطی اہل علم کے اسواسطی کہ تحقیق کہ وہی لوگ ہا اوپر ہدایت کے ہین اور جو شخص کہ ہدایت چاہی اُسکی واسطے ہدایت ہین ف یعنی

ساتھ شرف نسب کے ہمکو شرف علم کا ہے کہ خود ہم ہدایت پر ہین اور دوسرونکو ہم ہدایت کرتے ہین یعنے کہ ہم لوگ اہلبیت ہادی و مہدی ہین۔

نمبر ۶ وقیمۃ المرء ما قد کان یحسنہ		والجاھلون لاھل العلم اعداء

اور قیمت مرد کی وہ چیز ہے کہ جو نیک بناوی اُسکو درحالیکہ جاہل لوگ واسطے اہل علم کے دشمنان ہین

نمبر ۷ فقم بعلم ولا تبغ لہ بدلا		فالناس موتی واھل العلم احیاء

پس اُٹھ تو ساتھ علم کے اور نہ ڈھونڈھ تو واسطے اُسکے کوی عوض واسطے کہ آدمی لوگ مردہ ہین اور اہل علم زندہ ہین

ف یعنی خلافت بمقابلہ فضیلت علمی کے کیا چیز ہے

غزل دیگر

نمبر ۱ تغیرت المودۃ والاخاء		وقل الصدق وانقطع الرجاء

متغیر ہوگئی دوستی اور اخوت اور کم ہوگیا صدق اور کٹ گئی امید

ف یہ غزل غالباً زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ کی معلوم ہوتی ہے

نمبر ۲ واسلمنی الزمان الی صدیق		کثیر العذر لیس لہ رعاء

اور سپرد کیا مجکو زمانہ نے ہاتھ مین ایک دوست کے جو کہ عذر معذرت بہت کرتا ہے اور نہین ہے کچھ اُس عذر کی رعایت **ف** غالباً اشارہ بطرف حضرت ابوبکر صدیق کے معلوم ہوتا ہے۔

نمبر ۳ سیغنی الذی اغناہ عنی		فلا فقر یدوم ولا ثراء

قریب ہے کہ بی نیاز کریگا مجکو وہ اللہ کہ جسنی بی نیاز کیا ہے اُس دوست کو مجھسی واسطی کہ نہین فقر ہمیشہ رہیگا اور نہ دولت۔

نمبر۴ ولیس بدائہ ابدا نعیمہُ	کذاک البؤس لیس لہ بقاء

اور ہمیشہ نہین رہیگا ابد تک آرام وآسایش ہے اور اسیطرحسی سخت حاجت ہمیشہ کہ نہین ہے اُسکو بھی بقا۔

نمبر۵ وکل مودۃ للہ یصفو	ولا یصفو من الفسق الاخاء

اور کل دوستی جو للہ ہوتی ہی صاف رہتی ہی ہے اور نہین صاف رہتی ہے فاسق لوگون کی اخوت ومحبت۔

نمبر۶ اذا انکرت عہدا من حمیم	ففی نفسی التکرم والحیاء

جب انکار کیا ہمنی کسی عہد کو ایک دوست کی طرف سے ہے بس ہماری نفس مین تہا تکرم یعنی انکا بد اشت آبرو اور حیا۔

نمبر۷ وکل جراحۃ فلہا دواء	وسوء الخلق لیس لہ دواء

اور کل زخم بس ہی واسطی اُسکے دوا ہے اور واسطی بدخلقی کے نہین کوئی دوا ہی

نمبر۸ ورب اخ وفیت لہ وفیٌّ	ولکن لا یدوم لہ الوفاء

اور تہوڑی دوست ایسی ہین کہ وفا کیا ہمنے ساتھ اُنکے وفادار ہین ہے اور لکن نہین ہمیشہ رہتی ہی اُنکو وفاداری۔

نمبر۹ یدیمون المودۃ ما راونی	ویبقی الود ما یبقی اللقاء

ہمیشہ رکھتی ہین دی لوگ دوستی کو جب تک کہ دیکھتی ہین وی لوگ مجکو ہے اور باقی رہتی ہی دوستی جب تک باقی رہتی ہی ملاقات چارچشمی۔

نمبر۱۰ اخلاء اذا استغنیت عنہم	واعداء اذا نزل البلاء

لوگ دوست ہوتے ہین جب کہ ہم نی نیاز ہوئے ہین لوگون سے ہے اور دشمن ہوجاتی ہین جب اوترتی ہی کوی بلا۔

نمبر۱۱ وان غیبت عن احد قلانی	وعاقبنی بمافیه اکتفاء

اور غایب ہوتے ہین ہم کسی سے تو وہ شخص شکوہ کرتا ہی میرا ﷺ اور انجام بد دیتا ہی مجکو ساتھ اُس چیز کے جو کافی و وافی ہی۔

نمبر۱۲ اذا مار اس اهل البیت ولی	بدا لهم من الناس الجفاء

اور جب کہ سرداران اہلبیت کے محبت کرتے ہین ظاہر ہوتا ہی اون اہل بیتون پر آدمیون کی طرف سے جفا

غزل دیگر از دیوان حضرت امیر علیہ السلام چھاپہ بمبئی صفحہ ۱۲۰ خطاب بمعاویہ

نمبر۱ محمد النبی اخی وصهری	وحمزة سید الشهداء عمی

محمد پیغمبر بھائی میرا ہی اور سسر امیرا ہی ﷺ اور حمزہ سید الشہدا چچا میرا ہی۔

وجعفر الذی یضحی ویمسی	یطیر مع الملائکة ابن امی

اور جعفر جو کہ دن اور رات کو اڑتا ہی ساتھ فرشتونکی بیٹا ہماری ماکا ہے

ف اسی رو سے لقب جعفر طیار کا

وبنت محمد سکنی وعرسی	مشوب لحمها دمی ولحمی

اور بیٹی محمد کی آرام جان ہماری ہی اور بی بی میری ﷺ اور ملا ہوا ہی گوشت اُسکا ساتھ خون میرے اور گوشت میرے

وسبطا احمد ولدای منها	فمن منکم له سهم کسهمی

اور دو فرزندان فرزند احمد کے دو بیٹے میرے ہین اُس دختر محمد سے پس کون شخص ہی تم لوگون مین کہ جسکو حصہ ہو مثل حصہ میرے کے

سبقتکم الی الاسلام طراً	غلاماً ما بلغت اوان حلمی

سابق ہوی ہم تم لوگون سے اسلام مین از رو ی رغبت کے جس حال مین کہ ہم لڑکا تھے
کہ نہین پھونچے تھے ہم زمانہ بلوغ کو اپنے

نمبر۶ واوجب لی ولایتہ علیکم رسول اللہ یوم غدیر خم
اور واجب کیا واسطی میرے ولایت یعنی ریاست کو اپنی اوپر تم لوگونکے
رسول اللہ نے بروز خم غدیر کے

نمبر۷ واوصانی النبی علی اختیار	لامتہ رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی میری واسطی نبی صلعم نے اپنی اختیار یعنی خوشی سے واسطی امت
اپنے کے رضا یعنی تابعداری کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے۔

نمبر۸ الا من شاء فلیؤمن بھذا والا فلیمت کمدا بغم
خبردار وہ جو شخص کہ چاہی پس چاہیے کہ ایمان لاوے وہ شخص ساتھ اس
قول کے وگرنہ پس چاہیے کہ مری وہ اندوہناک ساتھ غم کے

نمبر۹ انا البطل الذی لم تنکروہ لیوم کریھۃ ولیوم سلم
مین وہ بہادر ہون کہ جسکا انکار تم لوگون نے نہین کیا بروز جنگ کے اور بروز صلح کے
شعر دیگر از حضرت امیر علیہ السلام منقول از مناقب مرتضوی عربی منتخب از
تصنیف حافظ ابو عبد اللہ محمد ابن یوسف ابن محمد بلخی شافعی۔

صفحہ ۱۴۱ فویل ثم ویل ثم ویل لمن یلقی الالہ غدا بظلمی
پس افسوس ہی اور پھر افسوس ہی اور پھر افسوس ہی واسطے اُس شخص کے جو ملاقات
کریگا خدا تعالی کی کل کے روز ساتھ ظلم کرنے کے میرے اوپر

مناقب مرتضوی متذکرہ صدر

وروی الامام ابو الحسن البغوی فی تفسیرہ یرفعہ بسندہ الی ابن عباس

رضی اللہ عنہما قال لما نزل قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول من ھؤلاء الذین امرنا اللہ بمودتھم قال علیؑ و فاطمۃ و ابناھما

ترجمہ اور روایت کیا امام ابو الحسن بغوی نے بیچ قران اپنے حوالہ کرکے ساتھ سند اپنی ابن عباس تک کہ کہا اُس ابن عباس نے کہ جب اوترا قول اُس خدا تعالیٰ کا کہ کہہ تو ای محمد کہ نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اُس قران پر مزدوری مگر دوستی قرابت دارون کی تب پوچھا لوگون نے ای رسول اللہ کون ہین وی لوگ جو کہ خدا نے ہم لوگون کو حکم دیا ساتھہ دوستی اُن لوگون کے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ وی لوگ علی اور فاطمہ اور دو پسران اُن دونونکی ہین

اشعار عربی از مناقب مرتضوی مذکورہ بالا

نمبر ا ھم العروۃ الوثقیٰ لمعتصم بھا	مناقبھم جاءت بوحی و انزال

وی لوگ یعنی اہلبیت نہایت مضبوط قبضہ ہین واسطے پکڑ لینے والی اُس قبضہ کے درحالیکہ مناقب اُنکے آئے ہین ساتھہ وحی اور نزول قران کے

نمبر ۲ مناقب فی شوریٰ و سورۃ ھل اتی	و فی سورۃ الاحزاب یعرفھا التالی

مناقب اُنکے ہین سورہ شوریٰ مین اور سورۂ ہل اتی مین اور سورۃ الاحزاب مین کہ جانتا ہی اُن مناقب کو قران کا تلاوت کرنیوالا

نمبر ۳ ھم ال بیت المصطفیٰ فودادھم	علی الناس مفروض بحلّ و اسجال

اور وی لوگ اہلبیت مصطفیٰ کے ہین پس دوستی اُن لوگونکی اوپر آدمیونکے فرض کی گئی ہی ساتھہ بردباری اور افراط اچھی چیزون کے

ایضاً از شاعر دیگر

همر القول من اصفاهمر الود مخلصا	تمسك فی اخراه بالسبب الاقوی

اہلبیت لوگ وہ قوم ہین کہ جو کوی اختیار کرے اُن لوگونکی دوستی مخلص ہو کرکے تو تمسک پکڑیگا وہ شخص اپنی آخرت مین ساتھ اُس سبب قوی تر کے

هم القوم فاقوا العالمین مناقبا	محاسنها تحکی وآیاتها تروی

وہی اہلبیت لوگ وہ قوم ہین جو فوق لیگئے سب عالم پر از روی مناقب کے تو خوبیان اُنکی حکایت کیجاتی ہین اور آیات اُنکے روایت کئے جاتے ہین

موالاتهم فرض وحبهم هدی	وطاعتهم ودع وودهم تقوی

تولا یعنی دوستی اُن لوگون کی فرض ہی اور محبت اُن لوگونکی ہدایت ہی اور طاعت یعنی تابعداری اُن اہلبیت کی ورع یعنی پرہیزگاری ہی اور محبت اُن لوگونکی تقوی ہی۔ اب سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کی خدمت مین عرض یہ ہی کہ اصل مذہب قدیم اہلسنت کا یہ ہی کہ اوپر مذکور ہوا اور آپ لوگ کسواسطے مذہب سنی کو رسوا و خوار کرتے ہین اور اس توہین علی اور عداوت اہلبیت سے اب آپکو کیا فائدہ ہوگا کہ کچھ امید حکومت ملک شام و امید حکومت ملک ری کی باقی نہین ہی اور نہ معاویہ کا کچھ خوف ہی اور نہ اُسکی دسترخوان کا اچھا کھانا ملیگا پس اب ہی خدا انصاف کرکی روح رسول کو راضی کیجئے

فصل ۹۴

ذکر امام دوم تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۶

الثانی الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا محمد و یلقب بالتقی و السید امه فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ولد بالمدینة فی منتصف رمضان سنة ثلاث من الهجرة و استخلف ستة اشهر و توفی بالمدینة لخمس لیال خلون من ربیع الاول سنة خمسین و قیل سنة تسع واربعین وکان عمره سبعا واربعین سنة و دفن بالبقیع

ترجمہ دوسری اُن بارہ اماموں کے حسن ابن علی ابیطالب ہین اور کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب آپ کا تقی اور سید ہی اور ماں اُنکی فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین نصف رمضان ۳ سنہ ہجریین اور خلیفہ رہی چھہ مہینے اور وفات پای مدینہ مین بتاریخ پانچوین ربیع الاول ۵۰ ہجریین اور بعضون نے کہا سنہ ۴۹ ہجریین اور عمر آپ کی تھی سینتالیس ۴۷ برس کی اور دفن ہوئے جنت البقیع مین۔ تاریخ ابوالفدا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۳۴۴ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگونکا یہ حال ہی اسوقت حضرت امام حسن نے معاویہ کو ایک نامہ باین مضمون لکھا کہ اگر چند شرطین تم مان لو تو مجکو تمہاری اطاعت منظور ہی معاویہ نے مان لین وہ شروط یہ ہین ایک شرط امام حسن نے یہ کی تہی کہ جو روپیہ بیت المال کوفہ مین ہی مجکو دو اور دار بجرد کا خراج جو فارس سی آتا ہی وہ دیا کرو اور حضرت علی کو بُرا نہ کہا کرو اُسنے یہ شرطین مان لین الا سبّ علیؓ سے انکار کیا اور کہا علیؓ کو گالی بیشک دونگا جب امام حسن علیہ السلام نے دیکہا کہ یہ شرط نہین مانتا لاچار یہ کہا کہ جس مجلس مین مجکو یا میری سامنی حضرت علی کو گالی نہ دو اُسنی منظور کیا اور کہا اچھا تمھاری سامنی نہ کہینگے لیکن پھر اُس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتی ہین کہ چار لاکھہ درہم اُنکے پاس بھجوائے اور خراج داربجرد کا کبھی نہ بھجوایا۔

واہ واہ سنی صاحبان ذرا آپ اپنی مسئلہ خطای اجتہادی کو غور کیجیے گا کیا یہ خطای اجتہادی ہی کہ جو معاویہ کو اوپر گالی دینے حضرت علی کے اسقدر اصرار تھا اور اس فعل سے ہم تو اُسکو کافر سمجھتی ہین اور حضرت امام حسن علیہ السلام مین صفت علم و حلم اور جود و کرم کی بہت غالب تھی اور عبادت کا یہ حال تہا کہ بروایت حافظ ابو نعیم سے بیس مرتبہ اور بروایت کتاب صفوۃ الصفوۃ کے پندرہ مرتبہ حضرت

امام حسن نے مدینہ سی پیادہ پا آکرکے مکہ مین حج ادا کیا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۸۲

ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من بعدہ عھدہ واولادھم بل یکون الامر شوریٰ بین المسلمین ترجمہ اور نہین حق ہی معاویہ ابن ابی سفیان کو کہ عہدہ خلافت اپنا دی کسی کو اپنے بعد اور اولاد اُنکے بلکہ ہوگا وہ امر خلافت کا محول اوپر شور ے کے۔

ف معاویہ نے برخلاف اس شرط کے یزید اپنی بیٹیا کو خلیفہ مقرر کیا سبحان اللہ یہ کیا خطای اجتہادی ہی اور چونکہ سنیون کو صرف حمایت معاویہ تک غرض ہے اور خاص حضرت امام حسن علیہ السلام پر کچھ حرف آئی نہین ہی اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا مگر چونکہ انتقال حضرت امام حسن علیہ السلام کا بزمانہ حکومت معاویہ کے ہوا اور حمایت معاویہ تک سنیون کو اہتمام ہی سو اسواسطی چند خیالات سنیونکے اس جگہہ پر مذکور ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ کتاب کیمیای سعادت مین مذکور ہی کہ فلان شخص نے خواب مین حضرت علی کو دیکھا کہتے ہوئے قضی لی برب الکعبۃ یعنی فیصلہ خدا کا ہماری حق مین ہوا قسم ہی رب کعبہ کی اور بعد اُسکی اُسی خواب مین معاویہ کو دیکھا کہتی ہوے کہ غفرلی برب الکعبۃ یعنی مغفرت کی گئی میری قسم ہی رب کعبہ کی سو اس قسم روایت خواب سے ظاہر کہ جب تجویز اور تحقیق مین کوی بات بن نہین پڑی تو ایک خواب ایک شخص کا روایت کیا جا لانکہ خواب ہر شخص کا موافق خیال اُس شخص کے ہوتا ہی اور اسطرحکا خواب مطلقاً قابل دلیل کے نہین ہی اور البتہ خدا ہر بات پر قادر ہی مگر عادل اور منتقم حقیقی بھی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ معاویہ ایک دشمن خاص حضرت علی کا جو لعنت حضرت علی پر کرتا ہوا

مر گیا سو ایکبارگی تمام عدل اور انصاف خدا کا معطل ہو کر کے اسطرح بے تکلف مغفرت اُسکی ہوا اور ظاہر ہی کہ یہ خواب ایک سُنّی کا خواب ہی اور آیا حقیقت حضرت علی کی کچھ معرض شبہ اور بحث مین تھی کہ جو محتاج اس قسم خواب کی ہو کہ فیصلہ بحق علے کے ہوا اور اس جگہ پر قول عزیزی سید فخر الدین پسر سید فرزند علی مرحوم برادر خالزاد کا سیرے ہمکو بہت پسند ہوا کہ یہ دونون فقرے درحقیقت نقیض یکدیگر ہین سو اسطے کہ اگر فیصلہ بحق حضرت علی کے ہوا تو مغفرت معاویہ کے کیا معنی ہین اور اگر مغفرت معاویہ کی ہو تو فیصلہ بحق علے کے کیا معنی ہین غرض یہ خواب معاویہ کے دیکھنے کا مطلقاً قابل استدلال کے نہین ہی بلکہ یہ اُس قسم کا ایک خواب پریشان ہی کہ جیسا بوستان مین مذکور ہی شعر

ندانم کجا دیدہ ام در کتاب		کہ ابلیس را دید شخصے بخواب

دویم یہ کہ بملاحظہ کتاب استقصار الافحام جواب منتہی الکلام و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ کتب کلامیہ فریقین کے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مذہب شیعہ کا جسقدر کہ علم و تلاش آدمی کی بڑھتی جای سو اُسیقدر غالب تر اور مجال سنیون کا تنگ تر ہوتا جائیگا سو واسطے نجات اس مخمصہ کے سنیونکی یہ عادت اُنکے واسطے خوب محافظ ہی کہ سُنیان زمانہ کسی طرحسی تقریر اور بحث پر نہین چرہتے ہین اور شیعہ بی تکلف ہر جگہ پر تقریر اور بحث کرنے کو مستعد اور حاضر ہو جاتا ہی اور حق یہ ہی کہ ہم شیعون سے کچھ مقابلہ کسی بات مین نہین کر سکتی ہین اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ شیعہ لوگ تا امکان خلفای ثلثہ کو بادشاہان اسلام سے مان لین کہ آخر درمیان خلفای ثلثہ اور معاویہ کے کچھ فرق و تمیز رکھنا قرین انصاف ہی کہ اگرچہ کوی شخص ان خلفای ثلثہ کا اس الزام سے کہ ساتھ حضرت علی کے بے پروائیان اور کج ادائیان ان

تینون صاحبون سی ہوئین بری نہین ہوسکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ دین اسلام
کو خوب پھیلا اور واسطی جانشینی اپنے وارث کے کوی بند وبست نہین کیا
اور انکی تمام معاملات سے کچھ کچھ ادب بہی کرنا ان سبہونکا بہ نسبت اہلبیت کی
ظاہر ہوتا ہی اور باوصف اسقدر جدوجہد کرنے واسطے اشاعت اسلام کے
اگر بہی لوگ منافق اور خارج از اسلام سمجھی جائین توسوای اسکے کیا بات کہی
جائیگی کہ نیکی برباد گناہ لازم یا یہ کہ جسکے واسطی چوری کیجئی وہی کہے چور اور ایسی
شیعہ عالم کو ہم جانتے ہین کہ جو خلفای ثلثہ کو مسلمان مان لیتی ہین اور فضیلت شیخین کا کیا
ذکر ہے کہ ہم مجرد فضیلت ثابت کرنے مین بھی شیخین سکے بہت تنگ ہین
سوم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا خیال یہ دیکھا گیا کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام
کی جو کچھ کہ اقوال امام شافعی وحافظ وغیرہ سے پائی جاتی ہی سو یہ سب باتین از
قسم کلمات فقرا و تصوف کے ہین مگر تفضیل الشیخین ایک امر شرعی ہی سو یہ خیال
محض ایک مغالطہ و دکھوکا ہی اسواسطی کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کی
قرآن اور حدیث سی ثابت ہی اور حیف اور افسوس ہی اوپر ایسے خیال کے کہ
جو اعتقاد افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا بیرون از شرع سمجھا جائے
چہارم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا یہ خیال دیکھا گیا کہ ذات حضرت امیر علیہ السلام
کی ایسی نہین ہی کہ اختلافات معاویہ وغیرہ سے انکو تکدر ہو سو یہ خیال بھی
محض ایک دکھوکا ہی اسواسطی کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بمقتضای کمال صفای
طبیعت انکے تکدر ہو یا نہو مگر خدای عادل موجود ہی سو یہ لعنت کرانا معاویہ کا
بے انتقام پائے نیکے نہین رہ سکتا ہی۔
پنجم یہ کہ بعض سنیون کا خیال یہ ہی کہ معنی تولّا کے صرف اسقدر ہین کہ آدمی

محامد حضرت امیر علیہ السلام و مناقب اہلبیت کو یاد کرے اور ذکر اور خیال انکے
دشمنون کا کچھ ضرور نہین ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ تولا بے تبرا کے کیونکر درست ہو سکتا
ہی یعنی جب تک کہ معاملات دشمنون اور حریفون کا ذکر اور خیال نہ کیا جاے
تو فضیلت حلم اور علم وغیرہ صفات ذاتی حضرت علی کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہی
اور یہ فرمائش تو اس قسم کی ہی جیسا کہ ایک شخص کہی کہ برف کو سفید جانو مگر
کوئلی کی سیاہی مت خیال کرو حالانکہ خوبی سفیدی برف کی بغیر مقابلہ اور رنگون کے
کیا معلوم ہو سکتی ہی جیسا کہ ایک شخص اندہا مادرزاد اگر سو بار برف کو سفید کہی تو
اس سے کیا مقابلہ درمیان برف اور کوئلہ کی اسکی خیال مین آسکتا ہی۔
ششم یہ کہ ایک سنی صاحب کی یہ تقریر تھی کہ عیب جوئی معاویہ کی کیا ضرور ہے
کہ بجای اسکی درود پڑھنا بہتر ہی سو جواب اس خیال کے اسیقدر کہنا بس ہے
کہ اگر یہ قول درست ہو تو شیطان کو برا کہنا کیا ضرور ہی کہ خدا کو یاد کرنا کافی ہے
مگر حقیقت حال یہ ہی کہ جو شخص جیسا ہوگا ویسا سمجھا جائیگا اور اسی طرح پر اسکا
ذکر بھی کیا جائیگا۔
ہفتم یہ کہ ایک سنی صاحب نے نام معاویہ کا درمیان حضرت امیر المومنین رضی اللہ
عنہ کے لیکر کے ہمسری کہا کہ ہر گاہ خلافت معاویہ کی ازروی مصالحہ امام حسن کی ہوے
تو اب حقیقت خلافت معاویہ مین کیا گفتگو ہو سکتی ہی سو اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ تسلیم خلافت
کی ہرگز ازروی مصالحہ کے صحیح طور پر نہین ہوئی کہ اسباب کو دیکھنا چاہیی کہ کس
حالت مجبوری مین حضرت امام حسن علیہ السلام نی بوجہ نہین ہونے اعوان و انصار
کے یہ خلع خلافت کا کیا اور ہرگاہ اصل خلافت تیس برس تک اور بعد اسکی پیشین گوئی
حضرت رسول کیواسطی ایک ملک عضوض یعنی ایک بادشاہ گزندہ کے تھی تو کیا

کمال ہوا بلکہ بات یہ ہے کہ معاویہ ایک بادشاہ گزندہ ہوا اور ہرگاہ اسکو لعنت کرنی بر حضرت علیؑ کے آخر عمر تک کمال اصرار رہا تو ذکر اسکی نام کا درمیان حضرت امیر المومنین اور رضی اللہ عنہ کے کیا معنی رکھتا ہے —

اشعار مرغوب در مدح امام حسن علیہ السلام از دیوان فائی شوستری

نہ ہر کس تند مسلمان میتوان گفتنش کہ مسلمان شد — کہ از اول بدینش مسلمان شد و انکہ مسلمان شد

ولی ذو المنن یعنی حسن آن خسرو خوبان — کہ ہر چیز از عدم با قدرتش ممکن در امکان شد

نہ حبش باعث جنت نہ بغضش موجب نیران — کہ حبش محض جنت گشت و بغضش عین نیران شد

مگو انصار و یاری داشت آنمظلوم دنیا ور — کہ ہر جور و جفای شد بروز انصار و یاران شد

زناچاری بیعت داد دست او بہ دشمن لشکر — چہ یک انسان نبود شن یار و در آخر کار شن بی نیسان شد

مگو بیعت کہ از شمشیر خوردن صعب تر بودش — چہ او با زادہ سفیان قرین عہد و پیمان شد

مگوئید آب کز آتش بسی سوزندہ تر بودش — ہمان آبی کز ان سم در دلش در سینہ بریان شد

دو سبط مصطفے دادند جان از آب بی آبی — ز بی آبی حسین اما حسن از آب بی جان شد

حسین پیش از شہادت گر نشان تیر شد اما — حسن بعد از شہادت نعش پاکش تیر باران شد

حسین اگر علی اکبر شد از دست خسان کشتہ — حسن ہم قاسمش پامال از سم ستوران شد

و فائی گر ز غمہایش بگوید تا صف محشر — بیان کے میتواند ز ان یکی از صد ہزاران شد

فصل ۹۵ ذکر امام سوم

تاریخ الخمیس مذکورہ بالا صفحہ ۲۸۶ — الثالث الحسین بن علی ابن طالب یکنی ابا عبد اللہ ولقب بالشہید و السید امہ فاطمۃ الزہرا وولد بالمدینۃ یوم الثلاثا الرابع من شعبان سنۃ اربع من الہجرۃ وفی الصفوۃ استشہد یوم الجمعۃ وقیل الثلاثا یوم عاشوراء فی المحرم سنۃ احدی وستین من الہجرۃ وہو ابن ست وخمسین سنۃ وخمسۃ اشہر کما سبقی

تیسری اُن بارہ[۱۲] اماموں کے حسین ابن علی ابن ابیطالب ہین کنیت اُنکے ابو عبد اللہ لقب شہید اور سید ہی اور ماں اُنکی فاطمۃ الزہرا ہین اور پیدا ہوئے مدینہ مین بروز منگل چہارم شعبان سنہ ۴ ہجری کے اور کتاب صفوۃ مین ہی کہ شہید ہوی بروز جمعہ اور بعضون نے کہا بروز منگل تاریخ دہم محرم کے اور وہ تھی اُسوقت مین بعمر ۵۶ برس پانچ مہینے کے جیساکہ قریب ہی کہ آویگا بیان اُسکا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۹۸

اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام ہنگام واقعۂ کربلا

نمبر۱ غدر القوم وقد ما رغبوا	عن ثواب اللہ رب الثقلین

غدر کیا قوم نے اور منہ پھیرا اون لوگون نے ثواب سی خدای رب الثقلین کے قدیم سی

نمبر۲ قتلوا قدماً علیاً وابنہ	حسن الخیر کریم الابوین

قتل کیا اُن لوگون نے قبل اسکی علی کو اور اُسکی بیٹیا کو یعنی حسن کو جو نہایت نیک تھا اور جسکے ماباپ دونون کریم تھے

نمبر۳ حسداً منہم وقالوا اقتلوا	نقتل الاٰن جمعاً للحسین

بوجہ حسد کے اُن اہلبیت کیطرف سی اور کہا اُن لوگون نے مار ڈالو ہم اب قتل کرینگے ہم سبکو حسین کے مارنے سے

نمبر۴ خیرۃ اللہ من الخلق ابی	ثم امی وانا ابن الخیرین

پسندیدہ تر اللہ کا خلق مین سے باپ میرا ہی بعد اُسکے ماں میری ہی اور ہم بیٹے ہین دو نیک تر آدمیون کے

نمبر۵ فضۃ قد صغت من ذہب	وانا الفضۃ وابن الذہبین

ایک چاندی ایسی ہو کہ تحقیق کہ گلائی گئے ہو ایک سونے سے ڈھالیکہ ہم

چاندی ہین اور بیٹے دو سونا کے۔

نمبر۷ من لہ جد کجدی المصطفےٰ ۔۔۔ احمد المختار نور الظلمتین

کون شخص ہے کہ اُسکا دادا ہو مثل ہماری دادا مصطفےٰ کے جو کہ احمد مختار ہے روشنی دونون اندھیرون کے۔

نمبر۸ فاطمة الزهراء امی و ابی ۔۔۔ قاصم الکفر ببدر وحنین

فاطمہ زہرا مان میری ہین اور باپ میرے توڑنیوالی کفر کی ہین جنگ بدر اور جنگ حنین مین۔

نمبر۹ ولہ فی یوم اُحُدٍ وقعة ۔۔۔ شفت الغل بفض العسکرین

اور اُس باپ کو میرے بیچ روز جنگ احد کے ایک واقعہ ہے کہ جو کہ شفا دیا پیاس کو ساتھ دیا دینے لشکرہاے طرفین کے۔

نمبر۱۰ ثم بالاحزاب والفتح معًا ۔۔۔ کان فیها حتف اهل الوثنین

اور بعد اُسکی سورۂ احزاب اور فتح مین ایک ساتھ تھے اُسمین موت اہلی دونون بتونکی

نمبر۱۱ من لہ عم کعمی جعفر ۔۔۔ ذو الجناحین اصیل النبین

کون شخص ہے کہ جسکو چچا ہو مثل چچا جعفر طیار میرے کے صاحب دو بازون کا اور اصیل دونون نسب ما اور باپ کا۔

نمبر۱۲ والدی شمس وامی قمر ۔۔۔ وانا الکوکب وابن النیّرین

باپ میرا یعنی علی آفتاب ہین اور ما میری یعنی فاطمہ مہتاب ہین اور مین ستارہ ہون اور بیٹا دو نیر اعظم آفتاب و ماہتاب کا ہون

نمبر۱۳ نحن اصحاب العبا خمستنا ۔۔۔ قد ملکنا شرقها والمغربین

ہم لوگ سیادت کی کملی والے ہین پانچون ہم لوگونکی تحقیق کہ مالک ہوے ہم لوگ پورب کو اُن پانچ آدمیون کے اور دونون پورب اور پچھم کے۔

نمبر۱۳ نحن جبرئیل غدا ساد سنا		ولنا الکعبۃ ثم الحرمین

ہم لوگ ایسی ہین کہ جبرئیل کل کو ہوگا چھٹا ن ہملوگون کا اور ہم لوگون کا ہی کعبہ اور بعد اُسکے دونون حرم مکہ اور مدینہ کے۔

نمبر۱۴ امۃ المختار قرواعینا		فغدا یسقون من کف الحسین

امت نی رسول مختار کی ٹھنڈی کی آنکھین اپنی یعنی ہماری قتل سی پس کل کے روز پلای جائینگے وی لوگ ہاتھ سی حسین کے یعنی ہاتھ سی حسین کے سزادی جاینگے وی لوگ اور چونکہ سنیون کو حمایت یزیدی کچھ غرض نہین ہی بلکہ شرح عقائد نسفی مین یہ عبارت ہی کہ لانتوقف فی لعن یزید واعوانہ وانصادہ یعنی ہم سنی لوگ نہین توقف کرتے ہین لعنت کرنیمین اوپر یزید اور اعوان اور انصار اُسکی سوا سوا سطی ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین وگرنہ اگر کتاب عربی اسرار الشہادت کربلا ملا آقا سے دربندی اور دیگر کتب تواریخ سی کچھ حالات واقعہ کربلا کے لکھے جائین تو یہ کتاب بہت طویل ہوجای اور کسکو طاقت ہی کہ ان سب حالات کو لکھے اور اسیقدر لکھنا کافی ہی کہ حضرت عایشہ نی جو بنیاد خرابی اہلبیت کی ڈالی تہی سو وہ قصہ یزید کے ہاتھ سی پوری طرح پر ختم ہوا کہ واقعہ کربلا مین سوای امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے کوی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا اور باقی سب مارے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل ۹۷ ذکر امام چہارم

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چہاپہ مصر صفحہ ۲۸۶۔

الرابع علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وقیل ابا محمد وقیل ابا بکر ولقب بزین العابدین والسجاد ولد بالمدینۃ سنۃ ثلاث وثلاثین من الہجرۃ وقیل سنۃ ثمان وثلاثین وقیل ستۃ وثلاثین ۔۔۔

ام ولد اسمها غزالۃ کذا فی الصفوۃ وقال فی شواھد النبوۃ اسم امہ شھر بانو بنت یزدجرد من اولاد نوشیروان العادل انتھی وفی حیوۃ الحیوان قال ابن خلکان کانت امہ سلامۃ بنت یزدجرد اخر ملوك الفرس وذکر الزمخشری فی ربیع الابرار ان یزدجرد کان لہ ثلاث بنات سبین فی زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدۃ منھن لعبد اللہ بن عمر فاولدھا سالما والاخری لمحمد بن ابی بکر فاولدھا قاسما والاخری للحسین بن علی فاولدھا علیا زین العابدین فکلھم بنو خالۃ وھو علی الاصغر فاما علی الاکبر فانہ قتل مع الحسین وکان علی ھذا ایضا مع ابیہ وھو ابن ثلاث وعشرین سنۃ الا انہ کان مریضا نائما علی فراش فلم یقتل وفی حیوۃ الحیوان استبقی تصغر سنہ لانھم قتلوا کل من انبت کما یفعل بالکفار قاتل اللہ فاعل ذلك واخزاہ ولعنہ وتوفی بالمدینۃ فی الثامن عشر من المحرم سنۃ اربع وتسعین وقیل خمس وتسعین ودفن بالبقیع وھو ابن ثمان وخمسین سنۃ وضریحہ ھناك فی قبۃ معروفۃ بقبۃ العباس روی الحدیث عن ابیہ وعمہ الحسن وجابر وابن عباس والمسور بن مخرمۃ وابی ھریرۃ وصفیۃ وعایشۃ وام سلمۃ امھات المومنین

ترجمہ چوتھی امام علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت انکی ابو الحسن ہے اور بعضون نے کہا ابو محمد اور بعضون نے کہا ابو بکر اور لقب انکا زین العابدین اور سجاد ہے پیدا ہوئی مدینہ مین ۳۳ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۳۸ سنہ ہجری مین اور بعضون نی کہا ۳۶ سنہ ہجری مین اور ما انکی ام ولد ہین نام انکا غزالہ ہی جیسا کہ کتاب صفوۃ مین ہے اور صاحب شواہد النبوۃ نے کہا ہی کہ نام انکی ما کا شہر بانو بیٹی یزدجرد کی ہی اولاد

نوشیروان عادل کے منتہی ہوا قول اسکا اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کہا ابن خلکان
نے کہ ما اسکی سلامت تھی بیٹی یزدجرد آخر بادشاہان فارس کی اور ذکر کیا زمخشری
نے کتاب ربیع الابرار مین کہ تحقیق کہ یزدجرد کو تھین تین بیٹیان جو قید ہوئین زمانہ عمر
ابن الخطاب کے پس ایک انمین سی ملی عبداللہ ابن عمر کو کہ جس سے پیدا ہوی سالم اور
دوسری محمد ابن بکر کو کہ جس سے پیدا ہوی قاسم اور تیسرے حسین ابن علی کو کہ جس سے
پیدا ہوی امام علی زین العابدین پس کل وہ لوگ یعنی سالم اور قاسم اور امام زین العابدین
آپسمین خالہ زاد بھائی ہین اور وہ امام زین العابدین علی صغر ہین ہو اسطی کہ علی اکبر
قتل ہوی ساتھ حسین کے واقعہ کربلا مین اور یہ علی اصغر اپنی باپ امام حسین
علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین تھے درحالیکہ انکا سن ۲۳ برس کا تھا مگر وہ علی اصغر
بیمار تھے جو بچھاون پر پڑے رہتے تھے اور اسیو اسطی قتل نہین ہوئی اور کتاب
حیواۃ الحیوان مین کہ امام زین العابدین چھوڑ دی گئی بسبب صغیرسن انکی اسو اسطی
کہ وہ قاتلان کربلا کے قتل کرتے تھے کل اس شخص کو جو کہ کمال جوانی کو پہونچی جیسا کہ
یہ کام کیا جاتا ہی ساتھ کافرون کے اور قتل کرے اللہ فاعل کو اس فعل کے اور
رسوا کرے اسکو اور لعنت کری اسکو اور امام زین العابدین مرے مدینہ مین بتاریخ
۱۸ محرم سنہ ۹۴ ہجری کے اور بعضون نے کہا سنہ ۹۵ ہجری مین اور دفن کئے گئے جنت البقیع
مین بعمر ۵۸ برس کے اور روضہ انکا اس قبہ مین ہی کہ جو مشہور ہی ساتھ قبہ عباس کے
اور یہ امام زین العابدین روایت حدیثون کی کرتے ہین حسین اپنی باپ سے اور
حسن اپنی چچا سے اور جابر اور ابن عباس اور مسور ابن مخرمہ اور ابو ہریرہ اور صفیہ
اور عائشہ اور ام سلمہ مادران مومنین سے فقط اور چونکہ خاندان دوازدہ امام کو
خداوند تعالی نی ساتھ علم روحانی کے مخصوص کیا ہی اسو اسطی تیمناً و تبرکاً کتاب

صحیفہ کاملہ سے جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی اور یہ کتاب بالتمام دعاؤن سے معمور ہی دو چار فقری دعای اول کتاب مذکور سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہین تا کہ بلندی خیالات امام چہارم کی معلوم ہو اور تمام اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ بندہ کو کس خشوع و خضوع اور خلوص دل سے خداوند تعالی سے دعا مانگنی چاہیئے الحمد لله الاول بلا اول کان قبله والاخر بلا اخر یکون بعده الذی قصرت عن رؤیته ابصار الناظرین و عجزت عن نعته اوهام الواصفین ابتدع بقدرته الخلق ابتداعا و اخترعهم علی مشیته اختراعا ثم سلک بهم طریق ارادته و بعثهم فی سبیل محبته لا یملکون تاخیرا عما قدمهم الیه و لا یستطیعون تقدما الی ما اخرهم عنه

ترجمہ سب تعریف ہی اُس اللہ کو کہ جو سب سے اول ہی کہ جو کوئی دوسرا اول نہین ہی کہ جو قبل اُسکی ہو اور ایسا آخر ہی کہ کوئی دوسرا آخر نہین ہوگا کہ جو اُسکے بعد ہو ایسا اللہ ہی کہ دیکھنے سے اُسکی آنکھین نگاہ کرنیوالونکی قاصر ہین اور صفت کرنے سی اُسکی خیالات صفت کرنیوالونکی عاجز ہین اور اپنی قدرت سی پیدا کیا خلق کو پیدا کرنے کر کے اور اختراع کیا اُن سبھون کو موافق خواہش اپنی اختراع کرنے کر کے پس چلایا اُس خلق کو اوپر طریق ارادہ اپنی اور برانگیختہ کیا اُس خلق کو اپنی محبت کی راہ مین درحالیکہ سب لوگ نہین قادر ہین موخر کرنے پر کوی چیز کے کہ جسکو اللہ نے مقدم کیا اُنکے واسطے اور نہین قادر ہین مقدم کرنیکو اُس چیز کے کہ جسکو اللہ نے اُنسے موخر کیا ہی اور اس جگہ پر چند اشعار قصیدۂ فرزوق کے لکھے جاتے ہین کہ جسکا قصہ یہ ہی کہ ہشام ابن عبد الملک ابن مروان بایام بادشاہت اپنی باپ کے حج کعبہ کو آیا اور جس وقت طواف کے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دی تو بسبب اژدہام خلایق کے حجر اسود تک نہین پہونچ سکا اور ایک کنارۂ منبر پر سی حجر اسود کو دیکھتا تھا

اور سرداران ملک شام بھی اُسکے ساتھ تھے کہ اس حال مین حضرت امام زین العابدین طواف کو آئے اور جب حجر اسود کے پاس پہونچے تو خلقت پھٹ کر کے الگ ہو گئی اور آپنے بے مزاحمت خلق کے بوسہ دیا تب ایک شامی نے ہشام ابن عبد الملک سے پوچھا کہ یہ آدمی اسقدر جاہ و جلال کا کون ہی کہ خلقت اسقدر ہیبت اور تعظیم اُسکی کرتی ہی ہشام اس خیال فاسد سے کہ مبادا شام کی لوگ اُسکی طرف رجوع کرین تجاہل کر کے کہا کہ ہم نہین پہچانتے ہین اور اتفاقاً فرزدق شاعر بھی اُس مجمع مین تھا سو یہ گفتگو شامی و ہشام کی سنکر کے بہ تقاضای غیرت ایمانی کے یہ قصیدہ فی البدیہہ کہا کہ جو ہشام یہ قصیدہ سنکر کے غضب مین آیا اور اُس فرزدق کو قید کیا اور اس قصیدہ کی ایک شرح فارسی جناب مولوی جمیل احمد صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کی ہی اور اسمین ایک مثنوی منظوم ملا عبد الرحمان جامی کی کتاب سلسلۃ الذہب سی خوب نقل کی ہی کہ جو گویا ترجمہ فارسی تمام قصیدہ عربی فرزدق کا ہی

نمبر۱ ھذا الذی تعرف البطحاء وطأته	والبیت تعرفه والحل والحرام

یہ وہ شخص ہی کہ مکہ جای قدم کو اُسکے پہچانتا ہی اور خانہ کعبہ اُسکو پہچانتا ہی اور حل و حرم اُسکو پہچانتے ہین ــ

نمبر۲ ھذا ابن خیر عباد الله کلھم	ھذا التقی النقی الطاھر العلم

یہ بیٹا بہترین تمام بندگان خدا کا یعنی یہ بیٹا رسول اللہ کا ہی یہ پرہیزگار اور پاک اور طاہر اور سردار ہے

نمبر۳ ھذا ابن فاطمة ان کنت جاھله	بجدہ انبیاء الله قد ختموا

یہ بیٹا فاطمہ کا ہے اگر تو نہ جانتا ہو اُسکو تو ساتھ جد اُسکی پیغمبران خدا کی تحقیق کہ ختم کئی گئی

نمبر۴ الله شرفه قدما وعظمه	جری بذاک له فی لوحه القلم

اللہ نی شرف دیا اسکو قدیم سی اور عظیم کیا اسکو۔ اور ساتھ اس بات کے یعنی ساتھ شرف اور عظمت اسکے لوح محفوظ مین اسکے قلم جاری ہوا۔

نمبر فلیس قولك من هذا بضائره		العرب تعرف من انکرت والعجم

لیس نہین ہے قول تیرا کہ یہ کون شخص ہی کچھ گزند پہونچانیوالا اسکو۔ اہل عرب پہچانتی ہین کہ جس شخص سی انکار کیا تونے اور اہل عجم پہچانتے ہین۔

تشبیہ گر وصل آفتاب نخواہد		رونق بازار آفتاب نکاہد
نمبر مقدم بعد ذکر الله ذکرهم		فی کل بدء ومختوم بها الکلم

مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان اماموں کا۔ ہر ابتدا کا رمین اور کلام ختم ہوتا ہی انکی ذکر پر

نمبر من یعرف الله یعرف اولیة ذا		والدین من بیت هذا ناله الامم

جو شخص کہ پہچانتا ہی خدا کو پہچانتا ہی اولیت کو اس شخص کے اور دین کو گھر سی اس شخص کے اور یہ لوگ واسطی اسکی امت لوگ ہین

فصل ستائوی ذکر امام پنجم

تاریخ الخمیس عربی چھاپۂ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۶۔

والخامس محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امه ام عبدالله فاطمة بنت الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر ولقب بالباقر لتبقره فی العلم وهو توسعه فیه ولد بالمدینة یوم الجمعة ثالث صفر سنة سبع وخمسین من الهجرة قبل قتل الحسین بثلاث سنین واولاده جعفر وعبدالله وامهما ام فروة بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق وابراهیم وعلی وزینب وام سلمة توفی بالمدینة سنة سبع وعشرة ومائة وقیل ثمان عشرة وقیل اربع عشرة وهو ابن ثلاث وسبعین سنة وقیل ثمان وخمسین وقیل سبع وخمسین سنة وقبره بالبقیع عند ابیه فی قبة العباس کذا فی الصفوة

ترجمہ اور پانچوین امام محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہین اور ما آنکی عبداللہ کی فاطمہ ہین بیٹی حسن ابن علی ابن ابیطالب کی اور کنیت آنکی ابوجعفر ہی اور لقب اُنکا باقر ہی بسبب تبقر اُنکی بیچ علم کے اور معنی اُس تبقر کے وسعت اُنکی ہی اس علم مین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بروز جمعہ ۳ - صفر ۵۷ھ ہجری تین برس قبل شہادت حسین کربلا کے اور اولاد اُنکی جعفر یعنی امام جعفر صادق او عبداللہ ہین کہ ما اون دونونکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی ہین اور اولاد امام محمد باقر کے ابراہیم اور علی اور زینب اور ام سلمہ ہین اور امام باقر مرے مدینہ مین ۱۱۷ھ ہجری مین اور بعض نے کہا ۱۱۸ھ ہجری مین اور بعضون نی کہا ۱۱۴ھ ہجری اور اُنکی عمر تھی ۵۷ برس کی اور بعضون نی کہا ۵۸ برس کی اور بعضون نی کہا ۶۰ برس کی اور قبر اُنکے جنت البقیع مین ہی نزدیک قبر باپ اُنکی قبہ عباس مین اسطرح پر مذکور ہی کتاب صفوۃ مین فقط

اور اس عرصہ مین ہماری پاس ایک کتاب عربی باسم مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر تصنیف ملا سید ہاشم بحرانی مصنف کتاب غایت المرام کی جو طہران مین چھپی ہی بذریعہ جناب مرزا محمد شیرازی صاحب کے بمبئی سے پہونچی کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہی کہ جو مشتمل ہی اوپر ۶۲۵ صفحہ کے اور ہر صفحہ مشتمل ہی ۳۶ سطرون پر اور تمام اس کتاب مین معجزات اور کرامات دوازدہ امام کے مندرج ہین سو پہونچنا اس قسم کتاب نادر کا ایک محض فضل الٰہی ہماری حال پر ہی اور اس کتاب سی اس سالہ حد تحقیق مین کچھ حدیث بقدر ضرورت نقل کی جائینگی۔

کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر باب پنجم بذکر معجزات حضرت امام محمد باقر کہ جس مین ۱۱۸ معجزہ مذکور ہی صفحہ ۳۲۳ —

حدیث بروایت ابو علی محمد فقال ابسا علی عمک جابر فلنخرج جابر فقبل بین عینیہ ضمہ

الصدر فقال هكذا اوصانی رسول الله وقال لی یا جابر یولد لعلی بن الحسین زین العابدین ولد یقال له محمد فاذا رائیته یا جابر فاقراه منی السلام واعلم یا جابر ان مقامك بعد رویته قلیل قال فعاش جابر بعد از راه ایاما یسیرة ومات رضی الله عنه

ترجمہ پس کہا امام زین العابدین نے اُس امام محمد باقر کو کہ سلام پھونچا تو اور پوچھا اپنی جابر کے پس پکڑا اُس امام باقر کو جابر نی اور بوسہ دیا درمیان آنکھین اُس امام کے اور ملا لیا اُسکو اپنی سینہ سی پس کہا اُس جابر نے کہ اسیطرح وصیت کی مجکو رسول اللہ نی اور کہا مجکو کہ ای جابر پیدا ہوگا علی بن الحسین زین العابدین کو ایک لڑکا کہ کہا جاویگا محمد پس جب دیکھی تو اُسکو ای جابر تو پڑہنا تو اُسکی پاس میری طرفسے السلام علیک اور جان تو ای جابر کہ تحقیق کہ مقام تیرا دنیا مین بعد دیکھنی اُس لڑکے کے تھوڑا ہوگا کہا اُس راوے نے۔ زندہ رہے جابر بعد دیکھنے اُس امام باقر کے تھوڑے روز اور مر گئے وہ رضی اللہ عنہ۔

ف یہ روایت سلام پھونچانے جابر کی کتاب روضۃ الصفا مین بھی مذکور ہی اور وجہ ہونے لقب باقر کی بنظر کثرت علم کے ہی اور اس کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر مین جو ۱۸ معجزے مذکور ہین سو بخوف طوالت اس کتاب حد تحقیق کے وہ سب معجزے اس کتاب حد تحقیق مین نقل نہین کیئے گئے۔

فصل ۹۸ ذکر امام ششم

تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۷۔

السادس جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی اباعبداللہ وقیل ابا اسمعیل وله القاب اشهرها الصادق وامه ام فروة بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق وام ام فروة اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر

ولذا قال الصادق لقد ولدنی ابوبکر مرتین ولد بالمدینة سنة ثمانین من الھجرۃ وقیل سنة ثلاث وثمانین یوم الاثنین لثلاث عشرۃ لیلة بقین من ربیع الاول وتوفی بالمدینة یوم الاثنین للنصف من رجب سنة ثمان واربعین ومائة وقبرہ بالبقیع فی قبة العباس وھو القبر الذی فیه ابوہ الباقر وجدہ زین العابدین وعم جدہ الحسن بن علی وﷲ درّہ من قبر ما اکرمه واشرفه واعلی قدرہ عند ﷲ کذا فی شواھد النبوۃ وفی الملل والنحل وله خمسة اولاد محمد واسمعیل وعبد ﷲ وموسی وعلی **ترجمه** چھٹے امام جعفرؑ ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہین اور کنیت آپکی ابو عبد ﷲ ہی اور بعضون نے کہا ابو اسمعیل ہی اور انکو چند لقب ہین کہ مشہور تر انکا لقب صادق ہی اور مان انکی ام فروہ ہین بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی اور ماں ام فروہ کی اسما بیٹی عبدالرحمن ابن ابی بکر کی ہین اور اسیواسطے فرمایا امام صادق نے کہ ہر آئینہ تحقیق کہ پیدا کیا مجکو ابوبکر نے دو دفعہ کرکے اور پیدا ہوی وہ امام جعفر صادق مدینہ مین ۸۰ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۸۳ سنہ ہجری مین بروز دوشنبہ تیرہ ۱۳ رات باقی رہی ربیع الاول سے یعنی بتاریخ ۱۶ یا ۱۷ ربیع الاول کے مرے وہ امام مدینہ مین بروز دوشنبہ نصف رجب ۱۴۸ سنہ ہجری کے اور قبر انکی جنت البقیع مین اندر قبہ عباس کے ہی اور یہ وہ قبر ہی کہ جسمین باپ انکی امام باقر اور دادا انکی زین العابدین اور چچا انکی دادا کے حسن ابن علی ہین پس کیا خوب ہی ایک قبر کہ کیا مکرم اور مشرف اور اعلی ہی قبر اسکی نزدیک ﷲ کے اسطرح مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین اور

اور کتاب ملل اور نحل مین ہی کہ انکو پانچ اولاد ہوئی محمد اور اسمعیل اور عبداللہ اور موسی علی فقط

ف یہ ارشاد حضرت امام جعفر صادق کا کہ ابو بکر نے پیدا کیا ہمکو دو دفعہ کر کے اس اعتبار سی ہی کہ ماں انکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابو بکر کی یعنی ابو بکر کی پوتا کے بیٹی تھین اور دوسرا رشتہ یہ ہی کہ ام فروہ نانا امام جعفر صادق کی بیٹی اسماء دختر عبد الرحمن ابن ابو بکر یعنی ابو بکر کی پوتے کے بیٹی تھین اسطرحپر کہ بیاہ قاسم ابن محمد ابن ابو بکر کا ساتھ چچا زاد بہن اسما بنت عبد الرحمن ابن ابو بکر سے ہوا تھا اور اسطرحپر اظہار نسل دوبارہ از جانب ابو بکر کا جو حضرت امام جعفر صادق نے کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس نسل دوبارہ ابو بکر پہ ایک خاص طرحکی خوشی خاطر تھی اور اس خوشی کو سادینا صرف بذریعہ تقیہ کے ہو سکتا ہی اور البتہ اس بات کیواسطی شیعون بڑی ضرورت ہی کہ تقیہ کو جایز ٹھرادین حالانکہ تقیہ کا صحیح ثابت ہونا جس طرحپر کہ شیعہ لوگ چاہتے ہین بہت دشوار ہی فقط اور سنی لوگ جو کہتی ہین کہ مجتہد ابو حنیفہ کوفی کو شاگردی حضرت امام جعفر صادق سی تھی ہمارے پاس تمامتر صحیح ثابت نہین ہی مگر اسقدر کہ مجتہد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ زمانہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پایا تھا

فصل ۹۹ ذکر امام ہفتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ السابع موسی بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وابا ابراهیم وقیل غیر ذلك و یلقب بالكاظم لفرط حكمه وتجاوزه عن المعتدین علیه أمّه ام ولد اسمها حمیدة البربریة ولد بالابواء بین مكة والمدینة یوم الاحد لسبع لیال خلون من صفر سنة ثمان

وعشرین ومائة کذا فی شواھد النبوة وفی الصفوة ولد بالمدینة سنة ثمان وعشرین وقیل تسع وعشرین ومائة واقدم المھدی بغداد ثم ردہ الی المدینة فاقام بھا الی ایام الرشید فلما قدم الرشید المدینة حمله معه وحبسه ببغداد الی ان توفی بھا لخمس بقین من رجب سنة ثلاث وثمانین ومائة وفی شواھد النبوة مات فی حبس ھارون الرشید ببغداد یوم الخمیس لخمس خلون من رجب سنة ست وثمانین ومائة من الھجرة وقبرہ ببغداد ویقال ان یحیی بن خالد البرمکی سمه فی رطب بامر ھارون الرشید

ترجمہ ساتوین امام موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت اُنکی ابوالحسن اور ابو ابراھیم ہے اور بعضون نے کنیت اُنکی سوای اُسکے بھی کہی ہے اور لقب آپکا کاظم ہے بسبب افراط حلم اُنکی اور بسبب تجاوز کرنے اُنکے اُن لوگونسی جو زیادتی کرتے تھے اس امام پر اور کاظم کے معنی گھونٹنی والی غصہ کے ہین اور ما اُنکی ام ولد ہین کہ نام اُنکا حمیدہ بربریہ تھا اور پیدا ہوی ابوا ہین درمیان مکہ اور مدینہ کے بروز یکشنبہ سات رات گذری ہوی ماہ صفر سنہ ۱۲۸ ہجری کے اسطرحسی شواہد النبوۃ مین مذکور ہے اور کتاب صفوۃ مین ہے کہ پیدا ہوی یہ امام مدینہ مین سنہ ۱۲۸ مین اور بعضون نے کہا سنہ ۱۲۹ ہجری مین اور لی آیا اُسکو مہدی خلیفہ بغداد مین اور پہیر دیا اُسکو بطرف مدینہ کے پس رہی یہ امام مدینہ مین زمانہ خلیفہ ہارون رشید تک پس جبکہ پہونچا رشید مدینہ کو اُٹھالایا اس امام کو ساتھ اپنی اور قید کیا اس امام کو بغداد مین یہانتک کہ مرگئے یہ امام اُس بغداد مین پانچ تاریخ باقی رہتی ہوئے ماہ رجب سنہ ۱۸۳ ہجری کے اور شواہد النبوۃ مین ہے کہ مرے یہ امام قید مین ہارون رشید کے بغداد مین بروز جمعرات پانچ تاریخ گذری ماہ رجب سنہ ۱۸۶ ہجری کے اور قبر اُنکی بغداد

مین ہے اور کہتی ہین کہ یحییٰ ابن خالد برمکی نے زہر دیا اُس امام کو خرما مین ملا کر کی بسبب حکم ہارون رشید کے۔

فصل ۱۰ ذکر امام ہشتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ الثامن علی بن موسی بن جعفر بن محمد ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن ککنیة ابیه موسی الکاظم ولُقِّبَ بالرضا امه ام ولد لها اسماء منها اروی ونجمة وسمانة وام البنین واستقر اسمها علی تکتم قیل کانت امة جاریة لحمیدة ام موسی الکاظم فرأت فی المنام النبی صلی الله علیه وسلم امرها ان تهب نجمة لابنها موسی وقال سیولد له منها خیر اهل الارض ولد بالمدینة یوم الخمیس الحادی عشر من ربیع الآخر سنة ثلاث وخمسین ومائة بعد وفاة جده الصادق بخمس سنین وقیل غیر ذلك ومات ببلاد طوس فی قریة سناباد من رستاق فجاذ قبره فی قبلی قبر هارون الرشید فی قبة فی دار حمید بن قحطبة الطائی وذلك فی شهر رمضان لتسع بقین منه یوم الجمعة سنة ثمان ومائتین

ترجمہ — آٹھوین امام علی بن موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن محمد بن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہین اور کنیت اُنکی ابوالحسن ہے مثل کنیت باپ اُنکے موسیٰ کاظم کے اور لقب اُنکا رضا ہے اور ماں اُنکی ام ولد ہین کہ اُنکا چند نام ہے اور بعض اُن نامون مین اروی اور نجمہ اور ام البنین ہے اور قرار پایا نام اُس ام ولد کا اوپر تکتم کے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ ماں اُس امام کی ایک لونڈی تھی حمیدہ مادر موسیٰ کاظم کی پس دیکھا اوس حمیدہ نے خواب مین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا اُس حمیدہ کو کہ بخش دین وہ نجمہ کو بیٹے اپنے موسیٰ کاظم کے اور فرمایا اس پیغمبر خدا نے اُس خواب مین کہ قریب ہے

کہ پیدا ہوگا اُس موسیٰ کاظم کو بہترین اہل زمین کا اور پیدا ہوئے یہ امام علی رضا
بروز جمعہ ۱۱۔ ربیع الثانی ۱۹۴ھ ہجری کے پانچ برس بعد وفات اپنی دادا امام
جعفر صادق کے اور بعضون نے کہا ہی سو اسکی بھی اور مری وہ ملک طوس کے ایک
گانون سناباد مین بعلاقہ رستاقہ نوقان کے۔ اور قبر اس امام کی سامنی قبر ہارون رشید
کے ہی ایک قبہ مین بخانہ حمید ابن قحطبہ طائی کے۔ اور یہ بات واقع ہوئی ماہ رمضان
مین نو تاریخ باقی رہنی روز جمعہ ۲۰۸ھ ہجری کے فقط۔

ف یہ امام ہشتم علی موسیٰ رضا علیہ السلام ایک بڑے درجہ کے خدائی آدمی تھے
اور مزار شریف آپکا جہان پر ہی سو وہ مشہد مقدس کہلاتا ہی اور وہ اب ملک خراسان
متعلق فارس مین واقع ہی اور سفر کرنیوالون کے بازو پر روپیہ اشرفی یا پیسا امام ضامن
کے نام کا جو باندہا جاتا ہی سو وہ آپ ہی کی نام پر ہی اور آپ کا نام عموماً بلقب امام ضامن
تامن کے مشہور ہی اور اس روپیہ اور اشرفی یا پیسا کے باندھنے سے اعتقاد لوگونکا
یہ ہی کہ وہ سفر اس سفر کرنیوالی کا خیریت اور حفاظت سی طی ہوتا ہی اور جب وہ سفر طی ہوا
تو غربای سادات کو دیا جاتا ہی اور بوقت رخصت کرنے کے لوگ بطور دعا کے یہ بات
بھی وقت باندھنی روپیہ وغیرہ کے کہدیتی ہین کہ امام ضامن کی ضامنی مین سونپا اور
ہمکو اس رسم کے جواز شرعی اور عدم جواز مین کچھ گفتگو نہین ہی مگر اس رسم کے نقل کرنے
سی غرض یہ ہی کہ اللہ اکبر کیا شان عالی آپکی تھی کہ جو ہزار برس سے یہ رسم جاری ہی اور
آپ کا لقب عام شاہ خراسان بھی ہی اور گنبد طلائی آپ کے مزار کا بہت بلند ہی کہ
جو تین کوس سی نظر آتا ہی اور مزار پر آپ کی بڑی تیاری لاکھون روپیہ کی ہی اور
تمام زائرین اور غربا کو ہمیشہ کہانا اس سرکار سی ملتا ہی اور حضرت خواجہ معروف کرخی
رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑی ولی اور پیران سلسلہ مین سے ہین یکی از مریدان خاص

امام ہشتم کے تھے اور انکی قبر بقرب مزار شریف کے واقع ہے اور دو شعر مفصلہ ذیل عموماً واسطے حاجت کی بیر زادون مین پڑہا جاتا ہے اور ہم سب لوگ بھی پڑہتے ہین

بحق خواجۂ معروف کرخی		نگہداری ز آفت ہاے چرخی
کہ دربان علی موسی رضا بود		علی موسی رضا از روے رضا بود

اور اصحاب ثلثہ باعتقاد سنیان معاویہ شاہی کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے جو کچھ افضل ہون مگر تمام اولویت اور امامت نسل مین حضرت امیر علیہ السلام کی دیکھی جاتی ہے اور اس مقام مین شعر میر حسن دہلوی کا بہت حسب حال ہے

ہوا یان سے ظاہر کمال رسول		کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول

فصل ۱۰ ذکر امام نہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ التاسع محمد بن علی بن موسی بن جعفر ابن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر و ہو موافق للباقر فی الکنیۃ والاسم ولذا یقال لہ ابو جعفر الثانی ولقبہ التقی والجواد امہ ام ولد اسمہا خیزران وقیل ریحانۃ وقیل کانت من اہل ماریۃ القبطیۃ ولد بالمدینۃ یوم الجمعۃ لعشرۃ ایام خلون من رجب سنۃ خمس وتسعین ومائۃ وتوفی یوم الثلاثاء لستۃ ایام خلون من ذی الحجۃ سنۃ عشرین ومائتین فی خلافۃ المعتصم وقیل مسموماً ولکنہ ما صح وقبرہ ببغداد خلف قبر جدہ الکاظم ولکمال علمہ وادبہ وفضلہ زوجہ المامون فی صغر سنہ ابنتہ ام الفضل وارسلہا معہ الی المدینۃ وکان یرسل الی المدینۃ فی کل سنۃ الف الف درہم کذا فی شواہد النبوۃ

ترجمہ نویں امام محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو جعفر ہے اور یہ امام موافق ہین ساتھ امام باقر امام پنجم کے کنیت اور نام مین اور اسیواسطے کہی جاتی ہین ابو جعفر ثانی اور لقب اُنکا تقی اور جواد ہے اور اُنکی ماں ام ولد ہین کہ نام اُنکا خیزران ہے اور بعضون نی کہا کہ ریحانہ اور بعضون نی کہا کہ تھی وہ ام ولد ماریہ قبطیہ کے لوگون مین سے اور پیدا ہوے یہ امام مدینہ مین بروز جمعہ دس دن گذری رجب ۱۹۵ ہجری کے اور مرے وہ بروز سنگل چھ دن گذری ذیحجہ کے ۲۲۰ ہجری مین بزمان خلافت معتصم کے اور بعضون نے کہا کہ مرے وہ مسموم اور لاکن یہ قول صحیح ثابت نہین ہے اور قبر اُنکی بغداد مین ہے پیچھے قبر اُنکی دادا کاظم امام ہفتم کے اور بسبب کمال علم و ادب اور فضل اُنکی ماموں خلیفہ نی بیاہا اُنکو اُنکی صغرسنی مین اپنی بیٹی ام الفضل سے اور روانہ کر دیا اس ام الفضل کو ساتھ اس امام کے بطرف مدینہ کے اور بھیجا کرتا تھا وہ خلیفہ اُس امام کو بطرف مدینہ کے ہر برس دس لاکھ درہم اسطرحسیر مذکور ہے کتاب شواھد النبوۃ مین —

ف مزار کاظمین عبارت ہے اس مزار واقع بغداد سی کہ جسمین قبر امام ہفتم موسی کاظم اور امام نہم امام تقیؑ کی واقع ہے —

فصل ۱۰۲ ذکر امام دھم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸ العاشر علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن و یقال لہ ابو الحسن الثالث و لقبہ الھادی لکنہ یشتھر بالمتقی امہ ام ولد اسمھا سماعہ و قیل امہ ام الفضل بنت المامون ولد [illegible] سنۃ فی الثالث عشر من رجب سنۃ

اربع عشرة و مائتين و توفی فی زمان المستنصر فی سر من رأی من نواحی بغداد یوم الاثنین من اواخر جمادی الاخرہ سنة اربع وخمسین و مائتین و قبرہ فی دارہ التی فی سر من رای وقیل ان مشهد الهادی بقم ولیس بصحیح وانما الصحیح ان مشهد فاطمة بنت موسی بن جعفر بن محمد ببلدة قم وقد نقل عن الرضا انہ قال من زارها دخل الجنة کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ دسوین امام علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو الحسن ہی اور ابو الحسن سیوم کہلاتی ہین اور لقب انکا ہادی ہی لاکن وہ مشہور ہین ساتھ لقب نقی کی اور مان آنکی ام ولد ہین نام انکا سمانہ ہی اور بعضون نے کہا کہ مان آنکی ام الفضل بیٹی ماموں خلیفہ کے ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بتاریخ تیرہوین رجب ۲۱۴؁ ہجرے کے اور مرے وہ زمانہ خلافت مین مستنصر کے سر من رای نواحی بغداد مین بروز دوشنبہ اواخر جمادی الثانی ۲۵۴؁ ہجرے کے اور قبر انکی اپنی مکان مین ہی کہ جو سر من رای مین تھا اور بعضون نے کہا کہ مزار امام ہادی کا شہر قم مین ہی اور یہ بات صحیح ثابت نہین ہی اور امر صحیح یہ ہی کہ مزار فاطمہ دختر موسی ابن جعفر ابن محمد کا شہر قم مین ہی اور حضرت امام علی موسی رضا سی یہ حدیث منقول ہی کہ فرمایا اس امام نے کہ جو شخص زیارت کرے اُس مزار فاطمہ کو داخل ہوگا وہ شخص جنت مین اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین

ف اب یہ مقام سامرہ کہلاتا ہی کہ اسمین دو امام کا مزار ہی ایک امام نقی امام دہم کا اور دوسرا امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام کا ـــــ

فصل ۱۰۳ ذکر امام یازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷و۲۸۸ | الحادی عشر الحسن بن علی ابن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق ویکنی ابامحمد ویلقب بالزکی والخاص والسراج وھو ایضا مثل ابیہ مشھور بالعسکری وامہ ام ولد اسمھا سوسن وقیل غیر ذلک ولد بالمدینۃ سنۃ احدی او اثنین وثلاثین ومائتین وتوفی فی سر من رای فی سنۃ ستین ومائتین وقبرہ بجنب ابیہ

ترجمہ گیارہوین امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر صادق ہین اور کنیت اُنکی ابو محمد ہی اور لقب آپ کا زکی اور خاص اور سراج ہی اور وہ بھی مثل باپ اپنی مشہور ہین ساتھ عسکری کی اور مان اُنکی ام ولد ہین کہ نام اُنکا سوسن ہی اور بعضون نے بغیر اسکا بھی کہا ہی اور پیدا ہوی مدینہ مین ۲۳۱ یا ۲۳۲ ہجری مین اور مری سر من رای مین ۲۶۰ مین اور قبر اُنکی جنب مین اپنی باپ کے ہی۔ فقط اور خاندان دوازدہ امام کا مخصوص ساتھ علم کے ہی چنانچہ ایک تفسیر زاید از دو پارہ قران شریف کے بھی اس امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سی ہی کہ اس تفسیر سے ایک انتخاب مختصر قول امام ممدوح کا نسبت تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اس جگہ پر ذکر کیا جاتا ہی کہ پوری تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی زاید از دو ورق مین ہم اور راقم نے اوپر بیان صرف معنی اللہ کے حسب ذیل اکتفا کیا۔

قولہ عز وجل بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام علیہ السلام اللہ ھو الذی یتالہ الیہ عند الحوائج والشدائد کل مخلوق عند انقطاع الرجاء من کل من دونہ وقطع الاسباب من جمیع من سواہ یقول بسم اللہ ای استعین علی اموری کلھا اللہ الذی لا یحق العبادۃ

الا الیہ المغیث اذا استغیث والمجیب اذا دعی قال الامام علیہ السلام
وھو ما قال رجل للصادق یا ابن رسول اللہ دلنی علی اللہ ما ھو
فقد اکثر المجادلون علی وحیرونی فقال الامام یا عبد اللہ ھل رکبت
سفینۃ قط قال بلی فقال ھل کسرت بک حیث لا سفینۃ تنجیک
ولا ساحۃ تغنیک قال بلی قال فھل تعلق قلبک ھنالک ان
شیئاً من الاشیاء قادر علی ان یخلصک من ورطتک قال بلی
قال الصادق فذلک الشئ ھو اللہ القادر علی الانجاء
حین لا منجا وعلی الاغاثۃ حین لا مغیث

ترجمہ قول اس اللہ تعالیٰ کا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کہا امام حسن عسکری
علیہ السلام نے کہ اللہ وہ شئی ہی کہ وقت حاجات اور مصیبت کی کل مخلوق اسکی طرف
رجوع لاتا ہی اور وقت منقطع ہونے امید کے تمام اس سے کہ جو سوای اسکی
ہی اور قطع ہونے اسباب کی ماسوا سی اور بندہ جو کہتا ہی بسم اللہ سو اسکی معنی یہ
ہین کہ مدد مانگتا ہون مین اوپر تمام امورات اپنی ساتھ اس اللہ کے کہ نہین حق ہی عبادت
مگر اسکو اور وہ فریادرس ہی جب فریاد کیجای اس سے اور قبول کرنیوالا ہی جب دعا
کیجای اس سی اور فرمایا امام حسن عسکری نی کہ یہ وہ بات ہی کہ جو ایک شخص نے امام
جعفر صادق سی کہا کہ ای پسر رسول خدا کی بتلای ہمکو کہ اللہ کیا چیز ہی کیونکہ جدل
کرنیوالون نی بہت جھگڑا کیا مجھ سی اور حیرت مین ڈالا ہی مجکو پس جواب دیا امام
جعفر صادق نے کہ ای بندۂ خدا کبھو سوار ہوا ہی تو کشتی پر اب تک کہا اسنی کہ ہان
فرمایا امام نی کہ آیا کبھو وہ کشتی شکست ہوی اس طرح پر کہ وہان پر کوی کشتی دوسری
تھی کہ جو بچاتی تجکو اور نہ تیرنا آتا تھا تجکو کہ غرق سی وہ تجکو بچاوی کہا اس شخص نی کہ ہان

تب فرمایا امام نی کہ آیا متعلق ہوا دل تیرا اسوقت مین ساتھ کسی شئی کے جو کہ قادر ہو خلاصی دینی پر تیری اس ہلاکت سی تیری کہا اُس شخص نی کہ ہان فرمایا امام جعفر صادق نے کہ یہ شئی وہی اللہ ہی کہ جو قادر ہی نجات دینی پر جسوقت کہ کچھ جای نجات نہین ہی اور قادر ہی فریاد رسی پر کہ جب کوئی فریاد رس نہین ہے ۔

فصل ۱۰ ۔ از ذکر امام دوازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹ ۔

چونکہ تاریخ الخمیس مین بذکر امام دوازدہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چند اقوال ہین اسواسطی ہم اُسکو اس مقام مین چند حصہ کرکے مع ترجمہ کے نقل کرتی ہین اور آخر مین ہم خود رای اپنی بھی لکھینگے اول الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی ابن محمد بن علی رضا یکنی ابا القاسم ترجمہ بارہوین امام محمد ابن حسن بن علی بن محمد ابن علی رضا ہین اور کنیت آپ کی ابو القاسم ہے ۔

دوم ولقبہ الامامیۃ بالحجۃ والقائم والمھدی والمنتظر وصاحب الزمان وھو عندھم خاتم للاثنی عشر اماما ویزعمون انہ دخل السرداب الذی فی سر من رای وامّہ تنتظر الیہ ولم یخرج الیھا وذلک فی سنۃ خمس وستین ومائتین وقیل فی سنۃ ست وستین ومائتین وھو الاصح واختفی الی الآن فی زعمھم امّہ ام ولد اسمھا صقیل وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلک وُلِدَ فی سرّ من رای فی الثالث والعشرین من رمضان سنۃ ثمان وخمسین ومائتین ترجمہ اور لقب دیا ہی اُس امام دوازدہم کو امامیہ یعنی لوگون نی ساتھ حجت اور

قائم اور مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان کے اور یہ امام نزدیک شیعون کے خاتم ایمہ اثنا عشر ہین اور شیعون کا گمان یہہ ہی کہ یہ امام اندر گئی اس سرداب مین کہ جو سرمن رای مین ہی اور وہان انکی منتظر ہین اس امام کی اور نہ نکلی وہ امام وہان تک اور یہ بات ۲۶۵ھ ہجری کی ہی اور بعضون نی کہا کہ یہ بات ۲۶۶ھ ہجری کی ہی اور یہ قول صحیح تر ہی اور مخفی یعنی پوشیدہ ہین یہ امام اسوقت تک ان شیعون کے گمان مین اور وہان انکی ام ولد ہین کہ نام انکا صقیل ہی اور بعضون نی کہا کہ سوسن اور بعضون نی کہا کہ نرگس اور بعضون نی سوای اسکی بھی کہا ہی اور پیدا ہوی یہ امام سرمن رای مین تاریخ ۲۳ رمضان ۲۵۸ھ ہجری کے سوم وفی جامع الاصول فی اشراط الساعة وعلاماتها عن ابن مسعود ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول الله ذلك الیوم حتے یبعث الله فیه رجلا منی او من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا وفی روایة اخری لا تنقضی الساعة حتی یملك العرب من اهل بیتی رجل یواطی اسمه اسمی اخرجه ابوداؤد ترجمہ اور کتاب جامع الاصول مین اندر بیان شرائط قیامت اور علامات انکی ابن مسعود سی یہ روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر نہ باقی رہی دنیا سی مگر ایک روز تو اللہ طول دیگا اس روز کو یہانتک کہ اٹھاوی وہ اللہ اس روز مین ایک مرد کو ہمسی یا میری اہلبیت سی کہ برابر ہوگا نام اسکا ساتھ نام میری اور نام انکی باپ کا ساتھ نام میری باپ کے اور بھر دیگا وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھر گئی ہوگی وہ زمین ساتھ ظلم و جور کے اور ایک دوسری روایت مین ہی

کہ نہین ختم ہوگی قیامت یہانتک کہ مالک ہوگا ملک عرب کو ایک مرد اہلبیت سے
میرے کہ برابر ہوگا نام اُسکا ساتھ نام میرے روایت کی اُسکو ابو داؤد نے

چہارم و قال صاحب الفتوحات المکیة فی ذکر المهدی انه
یکون معه ثلثمائة وستون رجلاً من رجال الله الکاملین
و هذا الخلیفة یکون من عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم
من ولد فاطمة اسمه اسم رسول الله صلی الله علیه وسلم
وکنیته کنیة جده حسن بن علی یبایع بین الرکنین والمقام
یبایعه العارفون بالله من اهل الحقائق عن شهود وکشف
بتعریف الٰہی رجال الٰهیون یقیمون دعوته وینصرونه هم
الوزراء یحملون اثقال المملکة ویعینون علی ما قلده الله تعالی
ثم قال فان الله یستوزر طائفة خباهم فی مکنون غیبه اطلعهم الله
کشفا وشهودا علی الحقائق و هذا الخلیفة یفهم منطق الحیوان و یسری عدله فی الانس والجان

ترجمہ اور کہا صاحب فتوحات مکی نے ذکر مین مہدی علیہ السلام کی کہ ہونگی ساتھ
اُسکی تین سو ساٹھ آدمی مردان خدا سے جو کامل لوگ ہونگی اور یہ خلیفہ ہوگا عترت
رسول سے اور اولاد سے فاطمہ کے اور نام اُسکا ہوگا نام رسول خدا کا کنیت اُسکی
مثل کنیت دادا اُسکی حسن ابن علی کے اور بیعت اُسکی لوگ کرینگی درمیان رکنین
اور مقام کے اور بیعت اُسکی کرینگی عارفان باللہ اور اہل حقائق کے کہ جو پہچانینگے
اُسکو از روی مشاہدہ کشف کی ساتھ تعریف الٰہی کے اور مردان خدای لوگ
قائم کرینگی دعوت کو اُسکی اور مدد کرینگی اُسکی اور وہ لوگ وزیران ہونگی کہ جو اُٹھاوینگے
بار مملکت کو اور اعانت کرینگی اُس بات کی کہ تقلید کی اُسکی خدائی اور بعد اسکے

کہا صاحب فتوحات نے کہ خدا تعالی لوجھا اُٹھا دیگا اس ایک گروہ سی کہ راز پوشیدہ انکا پردہ غیب مین اُس خدا کی ہی اور اطلاع دیگا انکا اعضا از روی کشف و مشاہدہ حقائق کے اور یہ خلیفہ سمجھیگا بولی کو حیوانات کی اور جاری ہوگا عدل اُسکا انس جن میں۔

نجم وفی ذخائر العقبیٰ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس منک المہدی فی اخر الزمان و بسینتشر الھدی و یہ نطفاء نیران الضلالات ان اللہ عز وجل فتح بنا ہذا الامر و بذریتک یختمہ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ابشرک یا ابا الفضل قال بلی یا رسول اللہ قال ان اللہ فتح بی ہذا الامر و بذریتک یختمہ اخرجہ الحافظ ابو القاسم السلمی وعن عثمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد العباس وعن عبد الصمد ابن علی عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عباس قال لبیک یا رسول اللہ قال ان اللہ عز وجل ابتدء الاسلام بی و سیختمہ بغلام من ولدک وھو الذی یتقدم عیسی ابن مریم **ترجمہ**

اور کتاب ذخائر العقبی مین ہی ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا نے عباس کو کہ تجھسے ہوگا مہدی آخر زمانہ مین اور اُس سی پھیلی گی ہدایت اور بذریعہ اُسکی آگ گمراہون کی بجھایجائیگی تحقیق کہ خدای عزوجل نے مجھسے شروع کیا اس امر کو اور ساتھ نسل تیرے ختم کریگا اُسکو۔

اور روایت ہی ابوہریرہ سی کہ کہا اُسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آیا خوشخبری نہین دون مین تجھکو ای ابو الفضل کہا اُس عباس نے کہ ہان ای رسول خدا تب کہا اُس رسول نے

کہ خدا نی شروع کیا اس امر کو مجھسے اور ختم کریگا اسکو ساتھ تیرے نسل کے۔ اس روایت کو نکالا حافظ ابوالقاسم سہمی نے اور روایت ہے عثمان سی کہ کہا اُسنے کہ سنا مین نی رسولخدا کو کہتی ہوی کہ مہدی اولاد عباس سی ہوگا اور روایت ہے عبد الصمد ابن علی سے بروایت باپ اسکی دادا سے اُسکی کہ کہا اُس راوی نے کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ ای عباس اور عباس نے کہا کہ ہان ای رسول خدا کی تب کہا اُس رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ نے ابتدا کیا اسلام کو مجھسے اور قریب ہے کہ ختم کریگا اسکو بذریعہ ایک لڑکا کی تیری اولاد مین سی اور یہ لڑکا وہ ہے جو کہ پہلی آویگا عیسی ابن مریم سے

شش وعن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق حتی ینزل عیسی ابن مریم عند طلوع الفجر فی بیت المقدس ینزل الی المهدی فیقال تقدم یا نبی الله صل بنا فیقول هذا الامة امراء بعضهم علی بعض اخرجه الامام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقری فی سنته

ترجمہ اور روایت ہے جابر ابن عبد اللہ سی کہ کہا اُسنے کہ کہا رسول اللہ نی کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ میری امت کا کہ لڑتا رہیگا حق پر یہانتک کہ اتر ینگے عیسی ابن مریم وقت طلوع فجر کے بیت المقدس مین کہ اتر ینگی اوپر یعنی بعد مہدی کے تب کہا جائیگا کہ آگی ہو تم ای نبی خدا کے اور نماز پڑھاؤ ہملوگون کو پس کہینگی وہ عیسی کہ یہ امت امیر لوگ ہین بعض انکی اوپر بعض دوسرون کے۔ نکالا اس روایت کو امام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقری نے بیچ کتاب سنت اپنی کے ؂۔

ہفتم وعن کعب الاحبار قال یحاصر الدجال المومنین بیت المقدس فیصیبهم فیها جوع شدید حتی یاکلوا اوتار قسیهم من الجوع فبیناهم

علی ذلک اذ سمعوا صوتا فی الغلس فیقولون ان هذا الصوت صوت
رجل شبعان قال فینظرون فاذا عیسی ابن مریم علیه السلام قال فتقام
فیرجع امام المسلمین المهدی فیقول عیسی علیه السلام
تقدم فلک اقیمت الصلوة فیصلی بهم تلک قال ثم یکون عیسی
اماما اخر اخرجه الحافظ ابو عبد الله نعیم بن حماد فی کتاب الفتن

ترجمہ اور روایت ہے کعب الاحبار سے کہا اسنی کہ تنگ پکڑیگا دجال مسلمانوں کو
بیت المقدس میں پس لگی ایک سخت بھوک ان لوگوں کو یہاں تک کہ کھا لینگے
وہ لوگ رودوں کو اپنی کمانوں کے بسبب بھوک کی پس ہونگے وہ لوگ اس
حال میں کہ ناگاہ سنینگے وہ لوگ ایک آواز کو تاریکی میں رات کے تو کہینگے کہ
ایک آواز ہے آسودہ آدمی کی کہا اس راوی نے کہ پس ناگاہ عیسی بن مریم علیہ السلام
ہونگے کہا راوی نے کہ اٹھ جاتینگے عیسی اور لوٹ آوینگے امام مسلمانوں کے مہدی
علیہ السلام پس کہینگے عیسی علیہ السلام کہ آگے ہو تو اسواسطے کہ تیرے واسطے نماز قائم
ہوئی ہے پس امام مہدی نماز پڑھاوینگے کہا راوی نے کہ بعد اسکے ہونگے عیسی ایک
دوسرے امام نکالا اس روایت کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم ابن حماد نے بیچ کتاب الفتن کے

ہشتم وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج
المهدی وعلی راسه غمامة فیها ملک ینادی هذا المهدی خلیفة الله
فاتبعوه اخرجه ابو نعیم فی مناقب المهدی وعن عوف بن شیبه قال
کنا نتحدث انما یکون فی هذه الامة خلیفة لا یفضل علیه ابو بکر
وعمر اخرجه الدانی فی سننه وعن محمد بن سیرین قال قیل المهدی
خیر ام ابو بکر وعمر قال هو خیر منهما وفی روایة وذکر فتنه فقال

اذا کان ذلک فاجلسوا فی بیوتکم حتی تسمعوا علی الناس بخیر من ابی بکر و عمر اخرجهما الحافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد قال و فی زمن المہدی ترعی الشاۃ و الذئب و یلعب الصبیان بالحیات و العقارب

ترجمہ اور روایت ہی عبد اللہ ابن عمر سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول خدا نی کہ نکلیگا مہدی درحالیکہ اوپر سر اُسکی ہوگا ایک ابر کہ اُسمین ہی ایک فرشتہ ندا کریگا کہ یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہی پس تابعداری کرو تم لوگ اُسکی نکالا اس روایت کو ابو نعیم نی بیچ کتاب مناقب مہدی کے —

اور روایت ہی عون ابن منذر سی کہ کہا اُسنی کہ بھاگ باخوریا چرچا کرتے تھے کہ اس امت مین ایک خلیفہ ہوگا کہ نہین فضیلت ہوگی ابو بکر اور عمر کو اُسپر نکالا اس روایت کو امام و دانی نی بیچ کتاب سنن اپنی کی اور روایت ہی محمد ابن سیرین سے کہ کہا اُسنی کہ پوچھا گیا اُس سی کہ مہدی بہتر ہین یا ابو بکر و عمر اور اُسنی جواب دیا کہ وہ مہدی بہتر ہی ان دونون سے اور ایک روایت مین ہی کہ ذکر کیا اُس محمد ابن سیرین نی حال فتنہ کا اور کہا اُسنی کہ جب ایسا ہو تو بیٹھے رہو تم لوگ اپنے گھرونمین یہانتک کہ سنو تم لوگ ایک آدمی کا حال کہ جو بہتر ہوا ابو بکر و عمر سی نکالا ان دونون روایتون کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد نی اور کہا محمد ابن سیرین نے کہ زمانہ مین مہدی کی ایک ساتھ چرینگی بکری اور بھیڑیا اور کھیل کرینگی لڑکی ساتھ سانپون اور بچھوونکی انتہی قال الشیخ علاء الدولۃ احمد بن محمد السمنانی قدس سرہ فی ذکر الابدال و الاقطاب و فہ وصل الی الرتبۃ القطبیۃ محمد بن الحسن العسکری و ھو انہ اذا اختفی دخل فی دائرۃ الابدال

وترقی مدرجا طبقة طبقة الی ان صار سید الاقطاب وکان القطب حینئذ علی بن الحسین البغدادی فلما جاد بنفسه ودفن فی الشونیزیة فصلی علیه محمد بن الحسن العسکری وجلس مجلسه وبقی فی الرتبة القطبیة تسع عشر سنة ثم توفاه الله بروح وریحان واقام مقامه عثمان بن یعقوب الجوینی الخراسانی وصلی علیه هو وجمیع اصحابه ودفنوه فی مدینة الرسول فلما جاد الجوینی بنفسه جلس احمد کوچك من ابناء عبد الرحمن بن صوف مجلسه وکان توفی فی العجم وصلی علیه وقبورهم لاصقة بالارض غیر مشرقة ولا مبنیة لا یعرفها غیرهم وهم یزورونها کل سنة کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ کہا شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ نی بیچ ذکر ابدال و اقطاب کے اور تحقیق کہ پہونچا محمد ابن حسن عسکری درجہ قطبیت تک اور جب کہ پوشیدہ ہوا وہ تو داخل ہوا وہ دائرہ ابدال مین اور ترقی کی آہستہ آہستہ ایک ایک طبقہ کرکے یہانتک کہ ہوگیا وہ سید الافذاذ یعنی افذاذ ایک درجہ ہو کہ جسمین آدمی تمام عالم مین یکہ و تنہا ہوتا ہی اور اسوقت مین علی ابن الحسین بغدادی قطب تھی پس جب کہ مرگئی وہ قطب اور دفن ہوی شونیزیہ مین تو نماز پڑہی اوپر اُسکی محمد ابن حسن عسکری نی اور بیٹھی اُنکی مقام مین اور قائم رہی رتبہ قطبیت مین اونیس برس تک اور بعد اُسکی انتقال کیا اُس محمد ابن عسکری نی ساتھ روح و ریحان کے اور اپنی جگہ مین قائم کیا عثمان ابن یعقوب جوینی خراسانی کو اور اُسنی و جمیع اصحاب نی اُسکی نماز پڑہی اُسپر اور دفن کیا اُسکو مدینۃ الرسول مین پس جب کہ مرگئی جوینی تو احمد

کوچک فرزندان سی عبد الرحمن بن عوف کی اُسکی جگہ مین ہوی اور مرگئی وہ جو بیچ ملک عجم مین اور نماز پڑھی گئی اُنپر اور قبرین اُن لوگونکی ملصق ہین زمین سے اور نامعلوم ہین اور نہ اُن قبرون پر کچھ عمارت ہی کہ نہین پہچانتا ہی اُن قبرون کو کوئی شخص سوای اُن لوگون کی اور وی لوگ زیارت کرتے ہین اُن قبرون کی ہر سال اسطرحپر مذکور ہے شواہد النبوۃ مین ——

وھم و فی زبدۃ الاعمال قال سراج الحرم ابو بکر الکتانی قدس سرہ النقباء ثلثمائۃ و النجباء سبعون و الابدال اربعون و الاخیار سبعۃ و العمد اربعۃ و الغوث واحد ثم مسکن النقباء المغرب و مسکن النجباء مصر و مسکن الابدال الشام و الاخیار سیاحون فی الارض و العمد فی زوایا الارض و مسکن الغوث مکۃ فاذا عرضت الحاجۃ من امر العامۃ ابتہل فیہا النقباء ثم النجباء ثم الاخیار ثم العمد فان اجیبوا فیہا و الا ابتہل فیہا الغوث فلا تتم مسئلتہ حتی یستجاب دعوتہ

ترجمہ اور زبدۃ الاعمال مین کہا سراج الحرم ابوبکر الکتانی قدس سرہ نی کہ نقیب لوگ تین سو ہین اور نجیب لوگ ستر اور ابدال لوگ چالیس اور اخیار سات اور عمد یعنی ستون چار ہین اور غوث ایک شخص ہی اور مسکن نقیبون کا ملک مغرب اور مسکن نجیبونکا مصر اور مسکن ابدال کا شام ہی اور اخیار لوگ سیّاح ہین زمین مین اور عمد چار گوشہ زمین کی ہین اور مسکن غوث کا مکہ ہی پس جب کہ پیش آوے کوئی حاجت عامہ خلائق کی تو وہ حاجت رجوع کیجای بطرف نقبا کی بعد اُسکے بطرف نجبا کی اور بعد اسکے بطرف اخیار کی اور بعد اُسکی بطرف عمد کے پس اگر دعا قبول کرین وی لوگ تو بہتر ور نہ حاجت پیش کیجای غوث سی پس نہین پورا

ہوگا مسئلہ اُسکا یہانتک کہ قبول کیجاے دُعا اُسکی ـــ رای راقم ـــ
اسقدر روایات پریشان جو مذکور ہوی سوا امر صحیح واقرب الی الذہن ایک بہی
امر ہی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام بی شبہ پسر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
کی ہین کہ جو سرداب سرمن رای مین مختفی ہوی اور بلا خلہ انواع قدرت خدا وندی اور
مثال زندہ رہنی حضرت مسیح وغیرہ کے زندہ باقی رہنا حضرت امام مہدی کا کوی
امر محال وبعید از قیاس نہین ہی اور اس رای کو قوت ایک اس امر سی بہی ہی کہ
خود مصنف کتاب تاریخ الخمیس نی جو کہ ایک سُنی مذہب کا آدمی ہی ابتدای حال مین حضرات
تمام نام حضرت امام مہدی امام دوازدہم کا بقید ابن حسن عسکری ابن امام نقی ابن امام تقی
ابن امام علی رضا کی ذکر کیا ہی اور علاء الدولہ احمد ابن محمد ایک شخص سنی مذہب نی ہوتا
ایک شخص محمد ابن امام حسن عسکری کا اقرار کر کی مختفی یعنی پوشیدہ ہوجانا انکا قبول
کیا ہی اور اصل بات یہ ہی کہ درحقیقت پیدائش حضرت امام مہدی کی ہوچکی ہو یا نہین
سو یہ دونون امر تا ظہور امام مہدی کی برابر ہی اور زیادہ گفتگو کرنی اسمین کچھ ضرور
نہین ہی اور غنیمت ہی کہ حضرت امام مہدی کا چند روایتون مین افضل ہونا حضرت ابوبکر
وعمر سی قبول کیا گیا ہی کہ جو بی شبہ اولاد حضرت علی مشکلکشا سی ہین اور اگر بالفرض
اولاد عباس سی بہی ہون تو افضل البشر بعد النبی ہونا حضرت ابوبکر وعمر کا باقی نہین رہا
اور حدیث مندرجہ فصل ۲ ۹ سی ظاہر کہ حضرت رسول خدا نی حضرت امام حسین امام
سیوم کو اپنی گود مین لیکر کے انکی آنکھون اور منھ پر بوسہ دیکر کے فرمایا کہ تو سید ہی بیٹا
سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سادات کا اور تو امام ہی بیٹا امام کا اور بھائی
امام کا اور باپ اماموں کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا اور باپ حجتون کا
کہ جو نو نکلینگے تیری پشت سی اور نوان انکا قائم رہنی والا ہوگا ان نو شخصون سی

سوال، حدیث ہی بھی بنظر لفظ قائم کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زندہ قائم رہنا عین قرین قیاس ہے۔

فصل ۱۰۵ ذکر چہاردہ معصوم

ہمنے قبل اسکے ایک فصل میں حساب چہاردہ معصوم کا اس طرح پر لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا اور حضرت سیدہ فاطمہ اور دوازدہ امام ملاکر کے چاردہ معصوم ہیں اور یہ حساب اپنی طور پر درست ہے مگر باب لطیفہ پناہ وسوم لطائف اشرفی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ سے کہ مزار شریف اُنکا بمقام کچھوچھہ شریف ملک اودہ کی واقع ہے ظاہر ہوتا ہے کہ لقب چہاردہ معصوم کا عبارت ہے چہاردہ امام زادوں سے کہ جو کم سنی میں انتقال فرمائی ہیں حسب ذیل

۱	محمد اکبر بن علی مرتضیٰ کہ بعمر دو سال کے انتقال کیا	
۲	عبداللہ ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۳	قاسم ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۴	قاسم ابن امام حسن بعمر	ایضاً
۵	حسین ابن زین العابدین امام چہارم بعمر	شش سال
۶	قاسم ابن ایضاً بعمر	ایضاً
۷	علی ابن امام محمد باقر امام پنجم بعمر	ایضاً
۸	عبداللہ ابن جعفر صادق امام ششم بعمر	سہ سال
۹	یحییٰ ابن ہادی ابن امام جعفر صادق بعمر	ایضاً
۱۰	صالح ابن محمود ابن موسیٰ کاظم امام ہفتم بعمر	ہفت سال
۱۱	طیب ابن امام موسیٰ کاظم بعمر	ایضاً

۱۲	جعفر ابن امام تقی امام نہم بعمر	چار سال
۱۳	جعفر ابن حسن عسکری امام یازدہم بعمر	یک سال
۱۴	قاسم ابن ایضاً بعمر	سہ سال

صلواۃ اللہ علیہم اجمعین

فصل ۷۰ ابذکر ولایت اولیاء اللہ

اولیاء اللہ عبارت ہی دوستان خدا سی کہ جو یاد و محبت خدا مین تا مرہ کر کے مردانہ دنیا سی گئی اور بطرف دنیا کی کچھ التفات نہین کیا اور حقیقت مین خوب سمجھا کہ دنیا درحقیقت کچھ قابل التفات کی نہین ہی ھم الفلاسفۃ حقا یعنی یہی لوگ درحقیقت فلسفی ہین اور شیعی لوگ ولایت کو منحصر دوازدہ امام مین جانتی ہین مگر ہم سمجھتی ہین کہ نبی لوگ نبی و امام و ولی سب کچھ ہین اور یہ دوازدہ امام ساتھہ درجہ امامت کی ولی بھی ہین مگر نبی نہین اور ولی لوگ نہ نبی ہین نہ امام مگر بعد دوازدہ امام کی یہ لوگ بھی ہماری پیشوا ہین اور آیت ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون کی مصداق ہین غرض یہ درجہ ولایت کا ایک درجہ خاص ہی کہ جو درجہ نبی و امام کے بعد ہی اور بمقتضای آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین کی دیکھا جاتا ہی کہ خدا کیطرفسی اُن لوگون کو انعام خوب ملا کہ وہ لوگ درحقیقت مری نہین ہین بل احیاء ولکن لا تعلمون یعنی کہ وی لوگ زندہ ہین مگر تم لوگ نہین جانتے ہو اور ہم ان لوگون کو کیونکر مردہ کہہ سکتے ہین کہ حل مشکلات و رفع حاجات ان لوگون سے برابر جاری ہے اور اکثر لوگون کی تعلیم باطنی و فیض روحانی مزارات شریف سے اونکی ہوی ہی اور کیونکر نہو کہ یہ لوگ پیرد اور نام لیوا حضرت شاہ ولایت یعنی

شاہ مردان مولی مشکلکشا علی علیہ السلام کے ہیں اور دوازدہ امام اور سیدۂ
معصومہ کو جان و دل سے مانتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ ہم بھی اُن اولیاء اللہ کو
تماستر مانتے ہین اور تمام اقوال کو اُن لوگونکی حق جانتے ہین اور اگر مسئلہ وحدت
وجود وغیرہ کا ہماری سمجھ مین نہ آوے تو اُس سے بطلان اُس مسئلہ کا نہین ہو سکتا ہے
کہ وہ مسائل متصوفین کی از قسم حال کے ہین نہ از قسم مقال کے اور ہم خوب سمجھتے ہین
کہ جب ہم اس حال مین پہونچین تو البتہ وہی میرا بھی حال ہوگا اور جب کمال انسانی
یہ ہے کہ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ کے اوصاف خدائی مثل حلم و ستر عیوب وغیرہ کی آدمی
مین آوین تو البتہ اُس آدمی کے قول و فعل مین قدرت خداوندی بھی جلوہ گر ہوگی جیسا
کہ اگر لوہا آگ مین ڈال دیا جاوے تو وہ لوہا سرخ ہو جائیگا اور کام بھی آگ کا مثل جلانے
وغیرہ کے دیگا مگر خود آگ نہین ہو جائیگا اور خوب ہے قول المرء مرء ولو تنزل
والعبد عبد و لو ترقی کا یعنی خدا خدا ہے اگرچہ تنزل کرے اور بندہ بندہ ہے
اگرچہ ترقی کرے اور اہل دل لوگون نے جو کچھ کہ سمجھا اور بوجھا ہے سو اہل علم ظاہری کے
وہم و خیال سے تماستر باہر ہے مگر علم باطن ایک امانت خدائی ہے کہ آنرا کہ میدہند میدہند و آنرا کہ
نمی دہند از دمی ستانند

علم ظاہر سربسر قیل است و قال — نہ از و کیفیتی حاصل نہ حال
پای استدلالیان چوبین بود — پای چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بُدے — فخر رازی راز دار دین بدے

اور یہ شعر مولانا روم کا دربارۂ اقتدار اُن لوگون کے بہت درست ہے

اولیاء را ہست قدرت از اله — تیر جستہ باز گردانند زراه
از بروں طعنہ زنی بر بایزید — و ز درونت ننگ میدارد یزید

اور اولیاء اللہ بنا ہدایت خداوندی کی ظاہر ہوتی ہو سو اس مقام مین یہ شعر سہ لانا روم کا بہت درست ہو

چون پری غالب شود بر آدمے	گم شود از وے صفات مردمے
چون پری را این چنین تا نون بود	خالق خود آن پری را چون بود

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس امت محمدی مین ایسا ہو کہ اس سے حقیت دین اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہو کہ جب اس دین محمدی مین ایسے ایسے مردان خدا ہین تو البتہ یہ دین حق ہو اور حق یہ ہو کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمدیمین نہین ہوتا تو ایک عالم اس دین سی باہر ہو جاتا شعر

اولیاء ہست قدرت از اله | تیر جستہ باز گرداند ز راه

اور معنی ولی کے یہ سمجھہ مین آتے ہین کہ ولی لوگ بعد دوازدہ امام کے ایک خاص لوگ ہین آئیندہ کتب صوفیہ مین جو کہ درجات اقطاب و اوتاد و اخیار و افراد و مجد وغوث وغیرہ کا ہو سو اس بات کو وہی لوگ جانتی ہونگی اور ہم اسمین زیادہ گفتگو نہین کر سکتی ہین تا درستائی ندانی مگر اسقدر بات سمجھہ مین آتی ہو کہ جب سلسلہ اولیا کا حق ہو تو انکا اقرار اقطاب وغیرہ کا بھی درست ہوگا اور اس جگہ پہ ذکر بعض اولیاؤنکا کتاب تذکرۃ الاولیاء فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب ذیل کیا جاتا ہو۔

اول حضرت معروف کرخی مادر و پدرش ترسا بودند چون بمعلم فرستادندش استاد بگفت ثالث ثلاثہ گفت نہ بل ہو اللہ الواحد ہر چند معلم میگفت میگوی ثالث ثلاثہ او میگفت یکی ہر چند استادش میزد سود نداشت یکبار سخت بزدش معروف بگریخت و اورا باز نمی یافتند مادر و پدرش گفتند کاشکی باز آمدی بہر دین کہ او خواستی تا موافقت کردمی وی بر دست علی ابن موسی رضا مسلمان شد **دوم** جنید بغدادی کہ یہ ایک ولی

بڑی درجہ کے تھے مدام منصور حلاج کہ غرق وحدت انا الحق کے تھے اور خود راقم حروف کو جو کچھ کہ تجربہ تعدد کرامات اولیاء اللہ کا حضرت مخدوم الملک شرف الدین علیہ الرحمۃ بہار و حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ کچھوچھہ شریف سے ہوا ہے سوا اس کتاب میں کچھ تفصیل انکی بسبب مقام نہین ہے اور اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ زبان ہماری بیان مین قدرت و تصرف ان لوگوں کی قاصر ہے اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری علیہ الرحمۃ کا انتقال ۷۸۲ ہجری مین ہوا کہ جو مادہ تاریخ اسکا پر شرف ہے اور انتقال حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ ۸۰۸ ہجری مین ہوا اور درباره لقب ولی کے درمیان سنی و شیعی کے صرف ایک اختلاف لفظی ہے اسواسطے کہ جس معنی سے کہ ہم سنی لوگ ولی کو قبول کرتے ہین اسکو شیعی لوگ بلقب عارف کی قبول کرتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ جناب ملا سید مرتضی و سید رضی علیہما الرحمۃ دو برادران کو بنظر خوبی اور زہد و تقوی انکی ہم حسب اصطلاح اپنی داخل اولیاء اللہ سمجھتی ہین ولا مشاجرۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ جھگڑا نہین ہے۔

فصل ۱۰۷ وحدت وجود

سورۃ الکہف آیت ۱۰۹ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ترجمہ سورہ کہف آیت ۱۰۹ تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھی میری رب کی باتین بیشک دریا نبڑ چکے ابھی نہ نبڑین میری رب کی باتین اور اگر دوسرا بھی لادین ہم ویسا اسکی مدد کو۔ سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا

ترجمہ تو کہہ مین بھی ایک آدمی ہون جیسی تم حکم آتا ہے مجکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب

پھر جسکو امید ہو ملنی کی اپنی رب سی سو کرے کچھ کام نیک و سا جہانہ رکھے اپنی رب کی بندگی مین کسیکا اور تفسیر محی الدین عربی مین بعد عبارت قبل ان تنفد کلمات ربی کے کیا خوب وجہ اسکی لکھی ہی یکونہا غیر متناهیة لاستناع ونا المتناهی بغیر المتناهی یعنی کلمات رب کے غیر متناہی ہین اور غیر متناہی ہی اور یہ بات ممتنع ہی کہ متناہی پورا ہو ساتھ غیر متناہی کے

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

بشنو از نے چون حکایت می کند ∴ وز جداییہا شکایت می کند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ∴ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ∴ باز جوید روزگار وصل خویش

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست ∴ لیک کس را دید جان دستور نیست

سر پنہان است اندر زیر و بم ∴ فاش اگر گویم جہان برہم زنم

اشعار سعدی علیہ الرحمۃ

جہان متفق بر الہیتش ∴ فرو ماندہ در کنہ ماہیتش ∴

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار ∴ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار ∴

توان در بلاغت بسحبان رسید ∴ نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند ∴ بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست ∴ بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

توان گفتن این با حقایق شناس ∴ ولی خوردہ گیرند اہل قیاس

کسی آسمان و زمین چیستند ∴ بنی آدم و دام و دد کیستند ∴

پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند ∴ بگویم گر آید جوابت پسند ∴

کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک	پری آدمی زاد و دیو و ملک
ہمہ ہرچہ ہستند ازان کمتر اند	کہ باہستیش نام ہستی برند
چو سلطان عزت علم بر کشد	جہان سر بجیب عدم در کشد

میر حسن شاعر دہلوی

وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر	اُسی کے یہ ذرہ ہین شمس و قمر
نہین اُس سے خالی غرض کوی شی	وہ کچھ شی نہین اور ہر اک شی مین ہی
نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین	ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
تامل سے گر کیجیے غور کچھ	تو سب کچھ وہی ہی نہین اور کچھ
اُسی گل کی بو سی ہی خوشبو گلاب	بھرے ہی لیئے ساتھ دریا حباب
پر اُس جوش مین آ کے بہنا نہین	سمجھنے کی ہی بات کہنا نہین

ذات خداوند تعالی کی عجب طرحسی عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہی کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہی اور ہر فرقہ مین ہزارون عالم و کامل جست و جو مین مسئلہ توحید کے گذر گئے مگر سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہین لگا اور ظاہر ہی کہ آدمی ایک شی حادث اور محدود علم کا اُس ذات قدیم اور غیر ملتا ہی کو کیونکر سمجھ سکتا ہی جیسا کہ کیڑا جو اندر گولر یا کسی دوسری پھل کے پیدا ہوا اور سوای اُسکے کچھ نہین جانتا ہی سو اسیطرحسی آدمی بذریعہ اسباب ظاہری سمع و بصر وغیرہ کے اشیای ماورای اسباب ظاہری کو نہین سمجھ سکتا ہی مگر یہ قول فلاسفہ کا بہت درست ہی کہ ہر آدمی ذیہوش کے دل مین ایک میل طبیعی واسطی رجوع الی اللہ کے دیا گیا ہی اور یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ تمام کائنات زمین و آسمان کا جو سراسر حکمت و بند و بست و ارادہ و انتظام اور قدرت و شفقت عام سی معمور ہی وجود سی ایک شی قادر مطلق و صاحب ارادہ و ذی شعور

وہمو از رحم وکرم کی خبر دیتا ہی یعنی کہ یہ سب دنیا و ما فیہا بخودی خود نہین ہی بلکہ صاف
معلوم ہوتا ہی کہ وجود ان سب چیزون کا جو ہمکو معلوم ہی اور جو ماورای ہماری علم کے
ہی بالضرور بذریعہ ایک موجد اکبر کے ہی اور آدمی کو جو عقل دیگئی سو اُسی عقل سے
یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آدمی مثل حیوانات وغیرہ کے نہین ہی بلکہ صاف ظاہر کہ آدمی کو
جو تصرف وقدرت افعال نیک وبد کی دیگئی ہی سو ہر آدمی اپنی افعال کا جوابدہ
وذمہ دار ہی اسواسطی کہ تمیز نیک وبد کی اُسکو دیگئی ہی یہ سب کرشمہ عقل کا ہی
اگر عقل نہین ہوتی تو کیا پروا تھی مگر بات یہ ہی کہ اگر عقل نہوتی تو یہ سب تصرفات
جہازرانی وغیرہ کی کہان سی کرتے اور عقل یہانتک ہدایت کرتی ہی کہ جب عالم حادث ہے
تو بمقابلہ اُسکی ایک ذات قدیم تراس سے ہوگی کہ جو اُسکی ساتھ کوی دوسری چیز
نہین ہوگی اور صرف ایک ذات اُسکی ہوگی اور ایک بات عجیب یہ ہی کہ فلاسفہ
دہریہ وغیرہم جو اپنی کو مثل گھاس پھوس کے سمجھتے رہی سو وہ درحقیقت بطور گھاس
پھوس کے گذر گئے اور اُنسے کوئی خرق عادت اور تصرف وقوع مین نہ آیا اور خلاف
اُنکی انبیا و دیگر خاصان حق جو خدا کو مانتی رہی سو اُنسے بیشمار خرق عادت مثل عبور
دریای نیل ورسزای فرعون وفرعونیان واحیای اموات وغیرہ کے ہوتی رہی اور
ابتک انواع خرق عادات مردان خدا سے ہوتے ہین **بیت**

خم وخمخانہ بامہر ونشان است — ہنوز آن ابر رحمت درفشان است

پس ہملوگون کو اسیقدر کافی ووافی ہی کہ ہملوگ بھی وجود خداوند تعالی کو حسب ہدایت
وتعلیمات اُنکی قبول کرلین اور جملہ کتب سماوی اس بات مین متفق ہین کہ خلقت تمام
زمین وآسمان کی ایک لفظ کن سے ہوئی یعنی کہ مرضی خدا کی ہوئی کہ ہوجا اور ہوگیا
سورۃ البقر آیت ۱۱۱ بدیع السموات والارض واذا قضی

اسرا فانما یقول له کن فیکون ۔ اللہ پیدا
کرنیوالا آسمان و زمین کا ہی اور جب کرنا چاہا کسی امر کو تو کہدیا کہ ہوجا
اور ویسا ہی ہوجاتا ہی اور جب تمام موجودات ایک وقت مین کچھ نہین تہا اور انکا کچھ
اسباب مادہ کسی دوسری جگہ مین رکھا ہوا نہین تہا تو البتہ صرف اُسی الملک ذات سی
یہ سب ظہور ہی تو اسیواسطی وجود غیر اللہ کا باطل ہی اور ہرگاہ صفات الٰہی عین
ذات الٰہی کے ہین تو یہ لفظ کن کی بہی عین ذات الٰہی ہی الغرض مسئلہ و اعتقاد وحدت
وجود کا بہت حق و درست ہی اور فقرۂ اول صحیفۂ کاملہ امام چہارم زین العابدین علیہ السلام
سے بہی تائید اس مسئلہ وحدت وجود کی ہوتی ہی اور وہ فقرہ حسب ذیل ہے
الحمد لله الاول بلا اول کان قبله والاخر بلا اخر یکون بعده
یعنے سب تعریف ہی اُس اللہ کو جو کہ ایسا اول ہی کہ اُس سی اول کوئی چیز نہین تہی اور
اس اللہ آخر کو کہ اُس سے آخر کوئی چیز نہین ہوگی اور یہی شعر مفصلہ ذیل سے حضرت
امیر علیہ السلام کے جو کہ انکی دیوان مین ہی تائید الٰہی اسی رای کی ہوتی ہی و فی الاحد
البناء لان فیه تبدی الله فی خلق السماء ترجمہ اور روز اتوار مین بنا دنیا کی ہوئے
اسواسطی کہ اُس روز اتوار مین خدا ظاہر ہوا پیدا کرنے سے آسمان کے یعنی کہ سوا
خدا کے اور دیگر موجودات کچھ نہین ہی بلکہ صرف ایک ذریعہ ظہور خداوند تعالی کا ہی
مگر بات یہ ہی کہ جب خدا تعالی عالم شہود مین جلوہ گر ہوا اور تفرقہ خالق و مخلوق اور
افعال نیک و بد و عذاب و ثواب کا قائم کیا تو ہمکو اُسی اعتبار سی فرق ہر نیک و بد کا
سمجھنا چاہیئی اور اصل مسئلہ وحدت وجود کو دل سی تمامتر محو و سہو کر دینا ضرور ہی
اور جب تک ہمکو حواس باقی ہی تب تک کچھ ہی خیال اس مسئلہ وحدت وجود کا نہین
کرنا چاہیی ہان درجہ فنا فی اللہ مین بسبب کمال یاد و استغراق کے پہونچکر کے

اگر لفظ انا الحق کی بھی بطور رمز و حالت کے عالت بید اسی مین زبان سے نکلی تو وہ دوسری بات ہوگی یہ اسی قابل ذکر اعتقاد کے ہی کہ بات ازروی اسی درجہ فنا فی اللہ کے ہی جو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا انا احمد بلا میم یعنی مین احمد ہون بلا میم کے یعنی احد ہون اور جو کہ حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ شقشقیہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرزاق ۔ الا ۔ ہمام یعنی مین نہایت رحیم اور مین نہایت احسان کنندہ اور مین روزی رسان ہون ۔ جمونین ماوراں کے پس اگر مسئلہ وحدت وجود کا قبول کر لیا جای تو صاف بات یہ ہی کہ یہ سب اقوال بحالت کمال استغراق و اتصال مع اللہ کے سرزد ہوئے اور فی الواقع ذات حضرت مسیح وحضرت علی علیہ السلام کی ایسی ہوئی کہ جس سے بہت لوگون کو ان دونون بزرگوارون پر اعتقاد و گمان خود خدا ہونیکا ہوا ۔ اور یہ شعر امام شافعی کا بہت حق و درست ہی

کفی فی فضل مولانا علی ۔ وقوع الشک فیہ انہ اللہ

یعنی فضیلت مولی علی مین صرف یہ امر کافی ہی کہ نسبت اس علی کے یہ شک پیدا ہوا کہ وہ علی خود خدا ہی اور وقوع اس شک کا دراصل بے وجہ نہین ہی کہ ہرگاہ ازروی حقیقت مسئلہ وحدت وجود کے سب کچھ وہی ایک ذات خدا کی ہی اور تمام وجود ما سوی اللہ کا صرف ایک شان ظہور اس خدا کی ہی تو اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہین ہوگا کہ یہ حضرت علی ایک مظہر کامل ذات الٰہی کے ہوے بیت

یہان بات کی اب سمائی نہین	خدا کو علی مین جدا سے نہین
ہم علی کو خدا نہین جانا	پر خدا سے جدا نہین جانا

اور اشعار عربی مفصلہ ذیل کتاب ریاض النضرۃ کے بہت حسب حال ہین ۔

قیل لی قل فی علی مدحۃ ۔ ذکرہ یخمد نارا موصدۃ

اور بعض جگہ سے معلوم ہوا کہ یہ عبارت خطبہ بیان مین موجود ہے

ترجمہ مجھسے کہا گیا کہ کہہ تو ایک مدح بشان علی کے کہ جسکا ذکر سرد اور ٹھنڈا کرتا ہے
آتش طبق بہ طبق کو دوزخ کے

ذکر بغمد نارا موصدة		قلت لا اقدم في مدح امرئ

مین نے جواب دیا کہ نہین اقدام کرونگا مین مدح مین ایک شخص کے جو کہ صاحب عقل لوگ
بھٹک گئے یہانتک کہ عبادت کی اسکی ف اس جگہ مین صرف دو شعر پر اکتفا
کیا گیا کہ تمام پانچ اشعار اس قطعہ کے اندر فصل ۸ کتاب ہذا کی صفحہ ۵۰۵ سے
صفحہ ۵۰۸ تک چھپے ہین مگر اتفاق سے یہ شعر جو قلت لا اقدم کا اصل معہ ترجمہ
وہان پر غلط چھپا اور یہ بیان جاویگا ہی اس بیان سے خوش نہون کہ جب سب کچھ
وہی ایک ذات اللہ کی ہے تو انکی معاویہ کو عذاب و عقاب آخرت سے نجات ہوئی اسواسطے
کہ ہمارا اعتقاد وحدت وجود کا بطور دہریت مادہ فرقہ دہریہ کے نہین ہے کہ جو معاویہ بعد
مرنے اپنے تماستر فنا ہو جاتا کیونکہ معاویہ نے اس عالم شہود مین آکر کے بغاوت
ناحق اختیار کی اور عمر ابن عاص کو براہ فریب ایک ثالث مقرر کرایا اور حضرت امام
حسن سے خلافت بجبر چھین کر کے انکی مرنے پر خوش ہوا اور یزید ایک اپنی نالائق بیٹا
کو برخلاف شرط کے خلیفہ بنایا اور حضرت علی پر عرصہ تک لعنت کراتا ہوا مر گیا تو
اس عالم شہود کا مقتضی یہی ہے کہ خوب سزا اپنی اعمال کی پاوی مصرع گر فرق مراتب
نکنی زندیقی۔ شرح معنی قل ہو اللہ اور فقرہ اول سورۂ اخلاص کے حسب تفسیر
محی الدین عربی معہ ترجمہ کے حسب ذیل ہے۔

قران شریف قل ہو اللہ احد۔ کہہ تو وہ اللہ ایک ہے۔ تفسیر قُلْ اَمْرٌ مِنْ
عَيْنِ الْجَمْعِ وَارِدٌ عَلٰى مَظْهَرِ التَّفْصِيلِ لفظ قل کی ایک صیغہ امر ہے ذات جمع سے
کہ جو وارد ہوتی اوپر ذات مظہر تفصیل کے یعنی قل بجائی قولوا کے ہے یعنی کہو تم سب

لوگ اور وارد ہونا صیغۂ مفرد کا خطاب کرکے بطرف حضرت رسول کے باین اعتبار ہی
کہ ذات حضرت رسول کی ایک شان ظہور تفصیل کلی کی ہی — هو عبارة عن الحقیقة
الاحدیة الصرفة ای الذات من حیث هی بلا اعتبار صفتة لا یعرفها الا هو
لفظ ہو کی عبارت ہی حقیقت احدیت محضہ یعنی ذات مجردہ من حیث ہی سی بغیر اعتبار
کسی صفت کے کہ نہین جانتا ہو اُسکی صفت کو کوئی شخص مگر خود وہی الله جانتا ہی
والله بدل منه و هو اسم الذات مع جمیع الصفات دل الابدال
علی ان صفاته تعالی لیست بزائدة علی ذاته بل هی عین الذات
لا فرق الا بالاعتبار العقلی ولهذا سمیت سورة الاخلاص لان
الاخلاص تمحیص الحقیقة الاحدیة عن شائبة الکثرة کما قال
امیر المؤمنین علیه السلام کمال الاخلاص لنفی الصفات
عنه لشهادة کل صفته انها غیر الموصوف وشهادة کل موصوف انه غیر الصفة
اور لفظ الله کی بدل ہی اس لفظ ہو سی اور وہ الله اسم ذات ہی ساتھ جمیع صفات کے
جو کہ بسبب ترکیب بدل کے دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ صفات اُس الله تعالی کے
کچھ ذات خدا پر ایک صفت زائد نہین ہی بلکہ وہ صفات عین ذات اُسکی ہین اور نہین
کوئی فرق ہی مگر از روی اعتبار عقلی کے اور اسیواسطی نام اس سورت کا سورۂ اخلاص ہوا
اسواسطی کہ معنی اخلاص کے خالص کرنا حقیقت احدیت کا ہی شائبہ کثرت سی جیسا کہ
کہا حضرت امیر المومنین علی علیه السلام نے کہ کمال اخلاص کا واسطی اُس خدا کی نفی کرنی ہی
صفات کی اس خدا سی اسواسطی کہ ہر ایک صفت دلالت کرتی ہی اوپر اس بات کے
کہ وہ صفت غیر ہی موصوف سی اور ہر ایک موصوف دلالت کرتا ہی اس بات پر
کہ وہ موصوف غیر ہی صفت سی و ایاه من عنی من قال صفاته تعالی

لا ھو و لا غیرہ ای لا ھو باعتبار العقل و لا غیرہ بحسب الحقیقۃ اور اسی قول حضرت علی کو مراد لیا اس شخص نے جو کہ یہ بات کہی کہ صفات اس اللہ تعالی کے نہیں۔ ھُوَ یعنی وہ ہی اور نہیں غیر اسکا ہی یعنی لا ھُوَ ہی باعتبار عقل کے نہیں غیر اسکا ہی بحسب حقیقت کے۔ واحد خبر المبتدء اور لفظ احد کی ترکیب مین خبر ہی ھُوَ اللہ مبتدا کی۔

والفرق بین الاحد و الواحد ان الاحد ھو الذات وحدھا بلا اعتبار کثرۃ فیہا ان الحقیقۃ المحضۃ التی ھی منبع العین الکافوری بل العین الکافوری نفسہ وھو الوجود من حیث ھو وجود بلا قید عموم وخصوص و شرط عروض ولا عروض والواحد ھو الذات مع اعتبار کثرۃ الصفات وھی الحضرۃ الاسمائیۃ لکون الاسم ھو الذات مع الصفۃ فعبر عن الحقیقۃ المحضۃ الغیر المعلومۃ الا لہ بھو وابدل عنھا الذات مع جمیع الصفات دلالۃ علی انھا عین الذات وحدھا فی الحقیقۃ و اخبر عنہا بالاحدیۃ لیدل علی ان الکثرۃ الاعتباریۃ لیست بشیء فی الحقیقۃ و ما ابطلت احدیتہ وما اثرت فی وحدتہ بل الحضرۃ الواحدیۃ ھی بعینہا الحضرۃ الاحدیۃ بحسب الحقیقۃ کتوھم القطرات فی البحر مثلا

اور فرق درمیان احد و واحد کی یہ ہی کہ احد وہی ایک ذات ہی بلا اعتبار کثرت کی اس ذات مین اسی حقیقت محضیہ سے جو کہ وہ چشمہ منبع ہی چشمہ کافوری کا بلکہ وہ خود ایک چشمہ کافوری ہی یعنی وہ ایک وجود ہی۔ من حیث وجود بلا قید عموم و خصوص اور بلا شرط عروض و لا عروض کے اور واحد ایک ذات ہی ساتھ اعتبار کثرت صفات کے اور وہ کثرت صفات کے ایک صفت اسمائیہ ہی بسبب ہونے اسم کی ایک ذات ساتھ حقیقت کے پس تعبیر کیگئی اس ذات کی ایک ایسی حقیقت محضیہ سی کہ جو غیر معلوم ہی مگر خود اسکو ساتھ خود اپنی او

کہ بڑا ہوگا وہ بوجھا اُٹھانا ہم سورۃ انعام آیت ۵۵ ا ثم آتینا موسی الکتاب تماما علی الذین احسن و تفصیلا لکل شیء و ھدی و رحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون ترجمہ اور بعد اسکی دی ہمنی موسی کو وہ کتاب کہ جو پوری ہی واسطے اس شخص کے جو کہ نیک کام کرے اور تفصیل ہی واسطی ہر شی کے اور ہدایت و رحمت ہی کا شکی وی لوگ ساتھ ملاقات اپنی رب کی ایمان لاوین ۵ سورہ یونس آخر آیت ۴۴ قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ وما کانوا مھتدین ترجمہ تحقیق کہ خسارہ پایا اُن لوگون نی جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو اپنی رب کی اور نہ ہوئے وی لوگ راہ پانیوالی فقط اس جگہ مین باستدلال ثبوت رویت باریتعالی کی صرف اوپر نقل پانچ آیتون کی اکتفا کیا گیا اسواسطی کہ مضمون ان سب آیتون کا ایک ہی ہی کہ ملاقات اُس خدا سی ہوگی اور کتاب نجوم الفرقان مین جو نشان دیگر اٹھارہ آیات کا ہی سو بخوف طول کے وہ سب آیات نقل نہین کئی گئے اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ البتہ مضمون خدا کی دیدار اور محمد مصطفے کی شفاعت کا بہت درست ہی کہ واسطی دیدار خدا کی بسیاری آیات قران مین موجود ہین اور جو علما کہ دیدار خدا سی منکر ہین سو یہ انکار انکا بنظر عدم قابلیت بصر انسانی اور آیت لن ترانی کے ہوگا اور ہم سمجھتی ہین کہ فی الواقع چشم انسان کو کچھ قابلیت دیدار الہی کی نہین ہی مگر بمحوای وعد اللہ حق کی یعنی کہ وعدہ خدا کا حق ہی اور بملاحظہ آیات صریح قرانی کے ہمکو تمام تر ایمان اوپر لقائے رب کی ہی اور ہمکو کیا معلوم ہی کہ بعد مرنے کے روز قیامت مین ہمکو کسطرح پر قابلیت دیدار خدا تعالی کی ہوگی مگر اس بات پر پورا یقین ہی کہ خدا سب بات پر قادر ہی اور وعدہ اُسکا سچا ہی اور اصل یہ ہی کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا [illegible]

کچھ دشوار نہین ہی بلکہ اس دیدار کی امید پر تو خود ہماری زندگی ہی کہ آخر اپنی اصل تک پہونچینگی ؎

ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش ٭ باز جوید روزگار وصل خویش ٭

فصل ۱۰۹ دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ

سورۂ بقر وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين وبشر الذين امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنات تجري من تحتها الانهار كلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذي رزقنا من قبل واتوا به متشابها ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها خالدون ان الله لا يستحيي ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها

ترجمہ اور اگر ہو تم لوگ کچھ شک مین نسبت اُس چیز کی جو کہ اُتاری ہین نی اوپر بندہ اپنی کی پس لاؤ تم ایک سورۃ مثل اُسکی اور بلاؤ اپنی شہادت دینی والون کو سوای خدا کے اگر ہو تم سچی سو اگر یہ کام نہ کرسکو اور ہرگز نہین کرسکوگی تو ڈرو اُس آگ سی کہ جسکی چھپٹیان آدمی اور پتھر ہین کہ جو تیار کی گئین ہین واسطی کافرون کے اور خوشخبری دی تو ای رسول اُن لوگون کو کہ جو ایمان لای اور کئی نیک کام ساتھ اسلات کی کہ اُنکی واسطی ہین جنتین کے جنکے نیچی بہتی ہین نہرین اور جبکہ روزی دیجای اُنکو اُن باغون سی ایک روزی تو کہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ روزی دی گئی ہم لوگ ساتھ اُسکی قبل اسکی اور روزی دیجائیگی اُنکو متشابہ یعنی ایک دوسری سی ملتا ہوا اور اُنکو جوروان پاک ہین اور وے لوگ رہینگی اُن جنتون یعنی باغون مین ہمیشہ تحقیق کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل دینی سی مچھر کے یا اس سے بھی زیادہ —

فاتقوا النار التی ـــ والمراد بالنار احتراقهم بسورة نفوسهم وشر طباعهم المصروفة عن الروح القدسی الروحانی والتسم الذوقی الرحمانی المحرومة عن لذة برد الیقین وسلامة دار القرار المقطوعة بالمالوفات الحسیة واللذات البدنیة الممنوعة بما ضریت به والفت مع بقاء حنینها الیه وولهها ورسوخ هیأت التعلق بالامور السفلیة ومحبة الاجساد الارضیة فیها التی هی سبب استیقاد نیرانها

ترجمہ پس ڈرو تم آگ اُس سے جو کہ اور مراد ساتھ آگ کے جلنا اُن لوگون کا ہی ساتھ تیزی نفوس انکی کی اور شراری طبیعتون انکی کے جو پھر گئی ہین روح قدسی روحانی اور نسیم ذوقی رحمانی سی کہ جو محروم ہین لذت ٹھنڈک سی یقین کے اور سلامتی دار القرار سی کہ جو کٹ گئی ہین بسبب مرغوبات حسیہ اور لذات بدنیہ کے جو کہ ممنوع ہین اُس چیز سے کہ جسکی عادت تھی اور الفت کی تھی ساتھ اُسکی ساتھ باقی رہنی حزن اور شوق اُسکے اور نقش کر جانی ہیئت تعلق ساتھ امور سفلیہ و محبت اجساد ارضیہ کے کہ جو سبب اشتعال اُسکی آگ کا ہی ـــ ۳ وقودها الناس والحجارة ـــ ای الامور الجاسیة السفلیة الصامتة التی تعلقوا بها بالمحبة فرسخت صورها فی انفسهم وسجنت نفوسهم بمیلهم الیها کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المرء یحشر مع من احب حتی لو احب احد حجرا حشر معه وکیف لا وقد رکزت صورته فی نفسه بالمحبة بحیث صار صورة قلبه صورته

ترجمہ جسکا ایندھن اُسکی آدمی اور پتھر ہین ای الامور جاسیہ سفلیہ یعنی سخت نازیبا دنیای دون کے جو کہ صامت یعنی اتنی ہین کہ جنکے ساتھ وہی لوگ متعلق ہوئے تھے ساتھ

محبت کی پس جو کہ تعین صورتہا ان چیزوں کی انکی نفوس مین اور انکی نفوس مقید ہو گئی
ایطرف رغبت انکی بطرف ان چیزون کی جیسا کہ فرمایا رسولخدا نے کہ حشر آدمی کا ہوگا ساتھ
شی محبوب اپنی یہانتک کہ اگر کوئی تم مین دوست رکھی پتھر کو تو حشر اسکا ہوگا ساتھ
اس پتھر کی اور یہ تو جب ہو کہ گویا صورت اس شی محبوب کی اسکے نفس مین اسطرح جم کر
ہو گئی صورت دلکی اسلی عین صورت اس محبوب کی — ۳ وبشر الذین
امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار بالصانع
وعملوا ما یصلحهم للجنة بمقتضی عملهم بتوحید الافعال
ان لهم مرادا تهم ومشتهیاتهم فوق ما تصوروا وتمنوا التنکیر
الجنات والجنات الجاریة من تحتها الانهار ابهی واطیب ما یکون
من مقام والذ واحلی ما یکون من مرام لاهل الدنیا فهی لنفوسهم
من جنس جنات الدنیا واصفی منها بحسب المعاد الجسمانی فانه حق کما ستعلم ترجمہ اور بشارت دے
تو ای رسول ان لوگونکو کہ جو ایمان لائے نیک کام کئی ساتھ ... انکی واسطی جنتین یعنے
باغ سب ہین کہ جنکی نیچی بہتی ہین نہرین یعنی ایمان لائی وہ لوگ ساتھ صانع کی اور
کام کئی نیک بقدر ... کہ مستحق ہون جنت کی موافق اعمال اپنی ساتھ توحید فعال
کی ... اس بات کی کہ انکو مرادات اور مرغوبات انکی ملینگے بالاتر اس سی کہ جو تصور
و تمنا کرنے تھے بوجہ نکرہ لانے جنات کی درحالیکہ وہ جنتین کہ جنکے نیچے بہتین ہین
نہرین روشن تر و خوب تر ہی اس سے کہ جو کسی مقام مین ہو اور لذیذ تر و شیرین تر ہو
اس سی کہ جو مقصود ہو اہل دنیا کا پس وہ جنتین واسطی نفوس انکی از قسم جنات دنیا
کی ہین اور اس صاف ہین بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہی جیسا کہ آیندہ تو جانیگا —
۳ — کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا ... زیادہ — رزقنا من قبل فی الدنیا

فانها مالوفهم وانوا با الرزق متشابها و بقلوبهم هی مقاماتهم کالتوکل مثلا و روضات عالم القدوس التی تنشاء من کل مرتبة منها انهار علوم تنفع السالکین علیہ تنفع المتعطشین المشتاقین والثمرات هی الحکم والمعارف

ترجمہ جب جبکہ روزی دی جائین اُن باغون سی ایک پھل سی ساتھ ایک روزی کے توکہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ جو روزی دیے گئے ہملوگ قبل اسکی دنیا مین کسواسطی کہ وہ دنیا ایک شی مالوف و مرغوب آنکی ہی اور دیے جائین وی لوگ ساتھ اوس روزی کے متشابہ یعنی ایک دوسری سی مماثل اور واسطی قلوب ان لوگون کے وہ باغات آنکی مقامات ہین مثل توکل کے مثلا اور مثل باغات عالم قدوسیت کی کہ جسکی ہر مرتبہ سی پیدا ہوتی ہین نہرین علوم کی کہ جو نفع دی سالکین کو اور نفع دی بیماری کو پیاس والون اور مشتاق لوگونکی اور ثمرات یعنی پھل سب وہ حکمتین اور معرفتین ہین

ف اگرچہ تاویلات صوفیہ کے ایام طالب العلمی مین بلقب شطحیات صوفیہ یعنی کلمات خلاف شرع کے بولیجاتی ہین مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوتا گیا کہ یہ صوفی لوگ اکثر بڑی بڑی عالم ہوتے ہین اور فلسفہ وغیرہ سی خوب واقف ہین اور تمامتر ہمت آنکی اس بات مین مصروف ہی کہ تمام اعتراضات و توہمات غیر لوگونکی سندفع ہون چنانچہ استاویل سی دوزخ و بہشت وغیرہ کی وہ اعتراض غیر لوگونکا کہ دین اسلام مین بیان دوزخ و بہشت کا از روی الم ولذت کیفیات جسمانی کے ہی تمامتر دفع ہوگیا کہ ملا محی الدین عربی تعبیر دوزخ و بہشت کی حسب تصریح بالا کی الم ولذت کیفیات روحانی سی کرتے ہین اور یہ تعبیر قریب قریب خیال فلاسفہ کے ہی کہ جو وہ لوگ یہ سمجھتی ہین کہ بعد مفارقت بدن کے اگر روح متعلق اور معتاد بلذات دنیا کی ہو تو اسکی نہین پانی سے روح کو الم ہوگا اور خلاف اسکی اگر روح دنیا سی فارغ و آزاد گئی تو اسکو آرام رہیگا اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ ذکر دوزخ و بہشت کا

جسقدر چیزکہ قرآن مین ہے وہ باعتبار کیفیات جسمانی ہملوگون کے ہے کہ مثلاً آگ سے ہملوگ ڈرتے ہین اور باغ وغیرہ سے مسرور و محظوظ ہوتے ہین سو باعتبار اُسی عادت کے بنظر سمجھانے ہملوگون کے یہ عذاب و ثواب لفظ آگ و باغ وغیرہ سے تعبیر کئے گئے اور اسی طور پر توریت وغیرہ مین بھی تعبیر عذاب دوزخ کی بلفظ ھیل فائر یعنی آگ دوزخ کی ہے اور اصل یہ ہے کہ ہرگاہ ہملوگ بعد چھوڑنے اس دنیا کی جوابدہ نیک و بد اپنے افعال کے ہین تو البتہ کسی طرح جزا و سزا اپنے افعال نیک و بد کی پاوینگے پس اگر تعبیر اُس عذاب و ثواب کی الفاظ آگ باغ وغیرہ سے نہ ہو تو کیا طور امید و بیم ہملوگو نکا ہوگا اور دیکھا جاتا ہے کہ خود قران شریف مین بذکر جنت و نار کی جابجا لفظ مثل کی بسیاری ایات مین ہے چنانچہ اس جا پر دو آیتین مفصلہ ذیل بتائید اسبات کی نقل ہوتی ہین۔

سورۃ الرعد آیت ۳۵ مثل الجنۃ التی وعد المتقون تجری من تحتہا الانہار اکلہا دائم وظلہا تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار

ترجمہ مثل اُس جنت کے کہ جسکا وعدہ پرہیزگارون کو کیا گیا یہ ہے کہ بہتی ہین نیچے سے انکی نہرین اور خوراک و سایہ اُنکا دایمی ہے اور یہ عاقبت ہے اُن لوگونکی کہ جو پرہیزگاری کی ان لوگون نے اور عاقبت کافرون کی آگ ہے۔ **۲ سورۃ محمد آیت ۱۶**

مثل الجنۃ التی وُعد المتقون فیہا انہار من ماء غیر اٰسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشاربین

ترجمہ مثل اُس جنت کی کہ وعدہ دی گئی پرہیزگار لوگ یہ ہے کہ ہین اُسمین نہرین آب غیر بوسیدہ سے اور نہرین دودہ سے ہین کہ نہین متغیر ہوا ہو مزا اُسکا اور نہرین شراب سے ہین کہ جسمین لذت ہے پینے والون کو۔

اور واضح ہو کہ استعمال لفظ مثل کا دہی عام طور پر حسب محاورہ ہملوگون کے قرائین

جابجا دیکھا جاتا ہی یہانتک کہ آیت ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا کی واقع ہی یعنی کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل مارنی سی مچھر وغیرہ کی اور آیت مفصلۂ ذیل سے بھی معنی مثل کے وہی معمولی معنی مثل کے ہین۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴۱ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت

ترجمہ مثل اُن لوگون کی کہ جو بنالیا سوای اللہ کے ولی اپنا مانند مثل مکڑی کے ہی کہ جو بنالی ایک گھر اور تحقیق کہ کمزورترین گھرونکا ہر آئینہ گھر مکڑی کا گھر ہی فقط اور توریت وغیرہ مین جو مذکور ہی کہ خدا آگی آگی بنی اسرائیل کے چلا اور بارۂ ابر مین نیچی اوترا اور اسی قسم سی بہت حالات نسبت خدا کی مثل بیان ہاتھ وغیرہ کے مذکور ہین سو یہ نسبت اُسکی رای علمای مفسرین توریت وغیرہ کے بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ یہ سب بیان بنظر فہمایش ہملوگون کے حسب عادات ہم سبھون کی ہی اور ہمین نظر مسلمانان انگریزی دان سی امید ہی کہ بملاحظۂ بیانات دوزخ و بہشت وغیرہ مندرجہ قران کی کچھ وحشت کرنے کی حاجت نہین ہی غزل حافظ

امروز شاہ انجمن دلبران یکی است	دلبر اگر ہزار بود دلبر آن یکی است
من بہر آن یکی دل و دین دادہ ام بباد	عیبم مکن کہ حاصل ہر دو جہان یکی است
سودائیان عالم پندار را بگوے	سرمایہ کم کنید کہ سود و زیان یکی است
خلقی زبان بدعوی عشقش کشادہ اند	ای من غلام آنکہ دلش با زبان یکی است
حافظ بر آستانۂ دولت نہادہ سر	دولت دران سرست کہ با آستان یکی است

فصل ۱۰ معراج باصطلاح صوفیہ

سورۃ بنی اسرائیل سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام

الی المسجد الاقصے الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا اپنی بندہ کو ایک رات مین مسجد حرام سی مسجد اقصیٰ تک کہ جو سبارک کیا ہمنی گرداگرد کو اُسکی تاد کھلائین ہم اُسکو اپنی نشانیان تحقیق کہ وہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت مقام

سبحان الذی اسری ای انبہ عن اللواحق المادیۃ والنقائص التشبیہیۃ بلسان حال التجرد والکمال فی مقام العبودیۃ الذی لا تصرف فیہ اصلا لیلا ای فی ظلمۃ الغواشی البدنیۃ والتعلقات الطبیعیۃ لان العروج والترقی لا یکون الا بواسطۃ البدن

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا یعنی پاک کیا اوسکو لواحق مادیہ اور نقصانات تشبیہیہ سے ساتھ زبان حال تجرد و کمال کے مقام عبودیت مین کہ جسمین کچھ تصرف و تحویل نہین ہے ہرگز ایک رات مین ای بیچ تاریکی پردہ ہای بدنیہ اور تعلقات طبیعیہ کے اسواسطے کہ عروج و ترقی نہین ہوتی ہے مگر بواسطہ بدن کے من المسجد الحرام ای من مقام القلب المحرم عن ان یطوف بہ مشرک القوی البدنیۃ ویرتکب فیہ فواحشھا وخطایاہا ویحج عنہ القوی الحیوانیۃ من البھیمیۃ والسبعیۃ والمنکشفۃ سواء نا افراطھا و تفریطھا یعرزھا عن لباس الفضیلۃ

ترجمہ مسجد حرام سے یعنی مقام قلب سی کہ جو محروم ہو طواف کرنے سی مشرک قوی بدنی کا اور مرتکب ہو اُسمین فواحش اور خطایا کو اُس قوای بدنی کی اور بہت کری اُس دل سی کہی قوای حیوانیہ بہیمیہ اور سبعیہ سی کہ جو منکشف ہون بدیان افراط و تفریط

کی اسکی بسبب ننگے ہونے اسکی لباس فضیلت سے ان المسجد الاقصی الذی ھو
مقام الروح الابعد من العالم الجسمانی بشھود تجلیات الذات
وسبحات الوجہ و تذکر ما ذکرنا ان تصحیح کل مقام لایکون الا بعد الترقی الی ما فوقہ
ترجمہ مسجد قصیٰ تک جو کہ وہ مقام روح کا ہی جو کہ دور تر ہی عالم جسمانی سے ساتھ شہود
تجلیات ذات اور عظمت ہای وجہ اللہ اور یاد کرنے اس بات کے کہ جو ہمنی ذکر کیا کہ تصیح ہر
مقام کی نہین ہوگی مگر بعد ترقی الی ما فوق کے فقط

غرض کہ حسب تفسیر محی الدین عربی کی معنی معراج صرف نسبت ترقیات روحانی کے ہی
اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ یہ معراج بخواب ہوا تہا اور معاویہ کی روایت ہی کہ یہ
معراج بخیال ہوا تہا غرضکہ درمیان حضرت عائشہ اور معاویہ کی نزدیک یکدیگر ہونا انکی
خیالات کا ظاہر ہی ہر چند کہ معاویہ بہائی حضرت ام حبیبہ ایک سوتن حضرت عائشہ کا تہا پس
کیا خوب ہوتا کہ جو حضرت عائشہ کو بوجہ ہونی معاویہ کی برادر ام حبیبہ ایک سوتن کے اس معاویہ کے ساتھ بھی ہی
عداوت ہوتی کہ جو ساتھ حضرت علی ایک دادا حضرت خدیجہ انکی سوتن کے تھی اور ہماری رای یہ ہی کہ
یہ معراج جو بجسم یا بخواب یا بخیال ہو سو یہ ایک مسئلہ فروعات کا ہی اور کچھ زیادہ تحقیق و تفتیش
اس بات کی ضرور نہین ہی کہ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
اس بات پر شاہد و ناطق ہی کہ اصل مدعا حکم الٰہی صرف اسقدر ہی کہ عبادت اللہ کی کیجای
خالص کر کے دین کو واسطی اسکی یعنی بلا شرک کی پس انگریزی دان مسلمانان پر کچھ فرمایش
اس بات کی نہین ہو سکتی ہی کہ وہ لوگ بھی جو کہ فلسفہ پڑہی ہوتی ہین فرمایش قبول کر لینے
معراج کی از روی جسم کی بھی کیجائے فقط

فصل ۱۱۱ انشق قمر

سورۃ القمر پارہ ۲۷ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ترجمہ

قریب ہوئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔ تفسیر بیضاوی روی ان الکفار سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ فانشق القمر و قیل معناہ سینشق القمر یوم القیامۃ ویؤید الاول انہ قرئ و قد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ و قد حصل من آیات اقترابہا انشقاق القمر

ترجمہ روایت ہے کہ کفار نے سوال کیا حضرت پیغمبر خدا سے واسطے ایک نشانی کے پس پھٹ گیا چاند اور بعضوں نے کہا کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قریب ہے کہ شق ہو جائیگا قمر بروز قیامت کے اور بتائید قول اول کے یہ بات ہے کہ قرات میں آیا ہے وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ یعنی تحقیق کہ پھٹ گیا قمر ای قریب ہوئی قیامت اور تحقیق کہ حاصل ہوا علامات سے قریب ہونے قیامت کے پھٹ جانا قمر کا فقط

غرضکہ شق قمر ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ واقعی شق قمر باظہار معجزہ کے ہوا یا یہ کہ انشقاق قمر کا منجملہ علامات قرب قیامت کی ہے اور چونکہ یہ معاملہ شق قمر کا بھی مسائل فروعات سے ہے اسواسطے زیادہ تفتیش اس مسئلہ میں بھی ضرور نہیں ہے

فصل ۱۱۲ شق صدر

سورۃ الانشراح الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک۔ ترجمہ آیا نہیں کھولا ہمنے واسطے تیری سینہ کو تیری اور اتار لیا ہمنے تجھسے تیری بوجھے کو جسنے کہ توڑا تھا تیری پیٹھ کو اور رفیع و بلند کیا ہمنے تیرے ذکر کو

تفسیر بیضاوی معہ ترجمہ

الم نشرح لک صدرک آیا نہیں کھولا ہمنے واسطے تیری سینہ کو تیرے الم نفسحہ حتی وسع مناجاۃ الحق و دعوۃ الخلق و کان غائبا حاضرا آیا نہیں کھولا ہمنے اُس سینہ کو یہانتک کہ اُس سینہ کو وسعت مناجات حق اور دعوت

خلق کرنیکی دی درحالیکہ تو خلق سے غائب تہا یعنی کہ لوگ تیری طرف کچھ متوجہ نہین تھی
اور تو خود اُن لوگونکی پاس حاضر تہا او الم نفتحہ بما اودعنا فیہ من الحکم وازلنا عنہ
ضیق الجہول او بما یسرنا لک تلقی الوحی بعد ما کان یشق علیک
یا کیا نہین کہولا ہمنی اُس سینہ کو ساتھ اُس بات کی کہ ودیعت کی ہمنی اُس سینہ مین حکمت
کی باتون سی اور دور کیا ہمنی اُس سینہ سی تنگی وضیق جہالت کو یا ساتھ اُس بات کی کہ ہمنی
آسان کیا تجہکو قبول کرنا وحی کا بعد اسکی کہ یہ قبول وحی کرنا تجہپر شاق تھا وقیل
انہ اشارۃ الی ما روی ان جبرئیل اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی صباہ او یوم المیثاق فاستخرج قلبہ فغسلہ ثم ملاہ ایمانا وعلما
لعلہ اشارۃ الی نحو ما سبق اور بعضون نے کہا کہ یہ انشراح صدر کا ایک اشارہ ہے
طرف اُس روایت کے کہ آئی جبرئیل حضرت سرور کی پاس ایام طفولیت مین انکی یا بروز میثاق
معراج یا الست پر بجر کے اور نکالا اُنکی دل کو پس دہویا اُس دل کو تب بہرا اُسکو
ایمان اور علم سی اور شاید کہ یہ قول ایک اشارہ ہی بطرف اُس بات کے جو گذرا بیان اُسکا
یعنی کہ دل کو وسعت قبول کرنے وحی کی دی گئی فقط
غرضکہ یہ مسئلہ شق صدر کا بہی بطور شق قمر اور معراج جسمانی کے ایک مسئلہ اختلافی ہی اور
ہر شخص کو تکلیف قبول کر لینی ان باتون کی نہین دیجا سکتی ہی اور واسطی ثبوت رسالت کے
پیشین گوئیہای سابق واخلاق نبوت آپ کے کافی ہین —

فصل ۱۱۳ اصل مسلک صوفیہ

بیان طریقہ صوفیہ کا ہمسے کیا ہوسکتا ہی کہ تصوف ایک بہت بڑا علم ہی اور اُسمین باتین
بہت بہت نازک ہین کہ درمیان کفر و اسلام کے صرف ا[illegible] تھا ایک رہجاتا ہی مگر
تمام خلاصہ اس طریقہ کا یہ ہی کہ [illegible] [illegible] ہی اور سی

طریقہ سے کے لوگونکی دیکھنی سے یہ قول صادق آتا ہی کہ مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور اور عشق توحید و یاد الہی کی اسقدر ہی کہ خود فراموشی یعنی اپنی ذات کا کچھ خیال نہین رہتا ہی بیت

قرب اور اوصال سے گویند تو در و گم شو دوصال این ست بس	وصل اور امحال سے گویند خود مباش اصلا کمال این ست بس

مسئلہ وحدت وجود ان لوگونکا بہت حق ہی مگر ہم عوام لوگ اگر وحدت شہود پر اکتفا کرکے تابعدار مین اُس خدا کی رہین تو ہم لوگونکی واسطی اسیقدر بہت غنیمت ہی اور تمام کمالات انسانی گویا اسی دو فقرونین منحصر ہین اول حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی محبت دنیا کی اصل تمام خطئیات کی ہی کہ اگر محبت دنیا کی دل مین مرتسخ ہوا اور اُس عالم باقی سے غفلت آدمی تو پہر کیا بدی نہین ہوسکتی ہی بیت

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست ✧ لیک اور را عون مارا عون نیست

فقرہ دوم ترک الدنیا راس کل حسنۃ یعنی چھوڑنا دنیا کا اصل کل حسنات کی ہی کہ جب آدمی نے دنیا سی اپنی کو علیحدہ کر لیا تو پہر کیا بدی اُس سے ہوسکتی ہی اور اور دنیا کی تعلقات مین سے تعلق زر و مال و زن فرزند کا ایسا قوی نہین ہی کہ جیسا تعلق اپنی خودی کا اور تعلق گمان علم و عقل وغیرہ کا ہی یعنی ترک دنیا کی معنی یہ ہین کہ اپنا خیال کسی طرحکا باقی نہین رہی اور کیا خوب ہی وہ فقرہ انجیل کا کہ ہم ٹھیک طرحسی کہتے ہین کہ پیار کرو اپنی دشمنون کو جیسا کہ پیار کرتے ہو اپنی کو اسواسطی کہ جب تم اپنی دشمنون کو مثل اپنی کے پیار نہین کروگی تب تک کامل نہین ہوگی کہ دوستون کو تو حیوانات بھی پیار کرتے ہین پس کیا کمال ہوا اگر تمنی اپنی دوستون کو پیار کیا فقط سو یہ درجہ پیار کرنے کا دشمنون کے بغیر کمال خود فراموشی کے حاصل نہین ہوسکتا ہی الغرض ہم

فیض علیسوی آخر کو ایک خاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کو اور باقی دوازدہ امام کو پہونچا اور انکی طفیل سے اولیاء اللہ بہی اس کاسہ شراب روحانی سے سیراب ہوئے حسب قول وللارض من کاس الکرام نصیب یعنی کریمون کی پیالہ سی زمین کو بہی کچھہ حصہ آخرین شراب کا ملتا ہی بیت

گر خوری جرعہ ز ساغر غم ‌ ‌ جام جمشید را ز سفی بر ہم

فصل ۱۴۷ مسالک شیعہ

الدین والملک توامان یعنی دین و بادشاہت دونون ہمزاد ہین پس جسطرح کہ خلافت ثلثہ اور خلافتہای بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ وغیرہ کے ہوتی گئی اور استیصال خاندان نبوت کا ہوتا گیا اور انواع حدیثین بسبیل خوشامد و تعصب کے موضوع ہوئین سو اصل مقتضا اس حکومتہای مخالفین علی و اولاد فاطمہ کا یہ تہا کہ سوای مذہب اہلسنت تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے اس دین اسلام مین اور کوئی دوسرا مذہب نہین ہوتا اور اس اسلام مین مذہب اس قسم سنیونکا دیسا ہی ہو جیسا کہ مذہب عیسائیانمین مذہب رومن کاتھولیک کا ہی مگر الحق یعلو ولا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس وجہ سی اعتقاد افضلیت اہل بیت و ائمہ دوازدہ گانہ نی دو جگہ سی سر نکالا ایک فرقہ متصوفین کا ہوا کہ جو ببرکت تعلیمات و فیوضات باطنی کے اہل باطن لوگ اس عظمت و جلالت خاندان نبوی سی واقف ہوئی دوم فرقہ شیعونکا کہ شیعہ لوگ بزور قوت علمی و راست بازی کی بطرف خاندان نبوی کے ہو گئی اور یہ فرقہ شیعہ کا کوئی کوئی امر حادث و نو ایجاد نہین ہی کہ حضرت سلمان فارسی و عمار ابن یاسر و ابوذر غفاری و حضرت اویس قرنی و مقداد و ابن عباس وغیرہ اصحاب بطرف حضرت امیر علیہ السلام کے تھے اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نی اس فرقہ کو بلفظ شیعتنا

یعنی بلفظ ہماری شیعون کی یاد فرمایا ہی اور علی بن المنذر تابعی و ابو الصلت ہروی
تابعی راویان حدیث کا شاہ عبد الحق صاحب نے اپنی شرح مین مشکوۃ المصابیح کے
شیعی ہونا قبول کیا ہی اور شک نہین ہی کہ ابتدای حال مین درمیان شیعہ و سنی کے
کچھ تعصب نہین تھا اور ایک دوسری کے پیچھے نماز پڑھتا تھا غرضکہ یہ فرقہ شیعہ کا دین
اسلام مین ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائی مین پراٹسٹنٹ نکلا ہی غرض
تمام بنیاد مذہب شیعہ کی ادعای علم و راست بازی کے ہی کہ اصل حالات خلافت وغیرہ کو معلوم
کر کے بطرف امر حق کے ہو گئی اور تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ مین جو کچھ جواب مطاعن وغیرہ کا
لکھا ہی سو کوئی جواب نہین دے سکین ایک شخص ثالث کے نہین ہی اور اس فرقہ شیعہ کا
اصل مرکز ملک فارس عراق عجم و عراق عرب وغیرہ ہی اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ امام لوگ
اپنی اصل وطن مدینہ سی نکلکر کے انہین ملکون مین شہید و مسموم ہوئی یا بمرگ طبعی انتقال
کیا چنانچہ مزارات شریف انکی نجف اشرف و کربلای معلی و بغداد و سامرہ و مشہد
مقدس مین واقع ہوئی اور قوت از طرف سلطنت کے یہ ملی کہ اسمعیل صفوی وغیرہ
بادشاہان فارس کے اس فرقہ کے ہوئے اور یہ ملک فارس حملہ تاخت و تاراج سی قوم
ترک کی محفوظ ہو گیا چنانچہ مورخان انگریزی اسی جدائی مذہب بادشاہ و رعایای
فارس کو منشاء حفاظت فارس کا صدمہ اتراک و رومی سی جانتی ہین اور چونکہ یہ مذہب
شیعہ کا ایک نکلا ہوا مذہب ہی سو اسیواسطی کتابین شرائع الاسلام و استبصار وغیرہ
مذہب شیعہ کی زمانہ تالیف مین شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب سنیان سی موخر تر ہین اور
یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بقوت سلطنت کی نہین پہونچا کہ لودی و غوری و غزنوی
و تیموری وغیرہ تمام بادشاہان دہلی کے سنیان تھے مگر بات یہ ہی کہ یہ مذہب شیعہ کا
ہندوستان مین بذریعہ متوسلان دربار شاہی کے پہونچا اور عرب و شام و مصر و روم

وغیرہ ممالک مغربی مین وہی مذہب سنی کا جو کہ بقوت سلطنت ہای بنی امیہ وغیرہ کی
جاری ہوا تہا سو اسیطرح بلا تجویز و غور ثانی کے قائم رہگیا اور ایک خاصہ مذہب
شیعہ کا یہ ہی کہ اس مذہب مین تمامتر تبعیت الفاظ ظاہری کی ہی یعنی مثلاً اگر حکم
ظاہری بنسبت امتناع سماع و راگ رنگ کی پایا تو پہر کوئی فکر تاویل اس بات کی نہین ہی
کہ کسی طرح بہی گانا سننا حلال بنایا جاوی مگر شیعون کا اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجہنا
اور انکو برا بہلا کہنا ہماری نزدیک براہ تعصب معلوم ہوتا ہی چنانچہ چند شیعیان
عالم وغیرہ کو اس تبرا وغیرہ سی کچہ علاقہ نہین ہی اور بلا تکلف ان اصحاب ثلثہ کو بادشاہان
اسلام سی قبول کر لیتی ہین اور ہم سمجہتی ہین کہ یہ تعصب منافق و کافر سمجہنے کا بہی اسی
وجہ سی ہی کہ اس فرقہ مین تاویل و رعایت اور اغماض و رلحاظ ہر جانب چندان درست کا
کچہ نہین ہی یعنی جو فی اعتدال ان اصحاب ثلثہ کی نسبت اہلبیت کے دیکہین گئین سو
اسیطرح یہ یکبار گی حکم قطعی و قسم نا ان رہ دست ہونیکا لگا دیا اور بطرف احادیث مناقب
صحابہ و دیگر حالات و تقوی انکی لحاظ نہین کیا حالانکہ احادیث مناقب کا
ہونا بشان خلفای ثلثہ وغیرہم کے ضرور ہی اسواسطی کہ یہ بات سمجہ مین آتی ہی کہ اگر کچہ
احادیث وعدہ جنت وغیرہ کی انکی شان مین نہین ہوئی تو کس امید پر یہ سب فاقت
ان لوگونکی تہی اور خود کوئی قول صحیح جناب حضرت امیر علیہ السلام کا دربارہ سب و
طعن ان اصحاب کی دیکہا نہین جاتا ہی اور یہ قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا
کہ ہمکو ابوبکر نے دوبارہ پیدا کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ اس نسل دوبارہ ہونے کو
بسبیل خوشی خاطر و ابتہاج کی بیان کیا ہی اور حضرت امیر علیہ السلام کا یہ امر معاویہ کو
لکہنا کہ ابوبکر و عمر جیسے تہے اور عثمان اگر اچہا آدمی تہا تو ان الابرار لفی نعیم
و اگر برا آدمی تہا تو ان الفجار لفی جحیم دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امیر علیہ السلام کو

ان اصحاب ثلثہ سے کچھ زیادہ ترسبر نہین تھا اور اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ سواے
معدودے سلمان فارسی وغیرہ چند اشخاص معدودہ کے باقی ہزاران اصحاب ایک مرتبہ
محروم از احترام واکرام ہو داخل منافق وکافر کے ہوگئے اور اسیواسطے سلسلہ حدیث کا
مذہب شیعہ مین کچھ درست نہین رہتا خود حضرت رسول کے کمتر پہونچتا ہے کہ منتہای سلسلہ اکثر احادیث
کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہے اور ایک نقصان عظیم مذہب شیعہ مین یہ ہے کہ زہد و تقوی
کے لوگ مثل جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ وغیرہ کے بہت آدمی دیکھی جاتی ہین مگر مذاق فقر و
تعلیمات باطنی کا کچھ ذکر و مذکور مذہب شیعہ مین نہین ہے اور اسیواسطے سلسلہ فقر و تصوف کا
خوب مرغوب معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ اہلبیت دوازدہ امام کے تمامتر گرویدہ ہین اور اپنی
کسب و ریاضت باطنی مین مصروف ہین —

شعبہ ۱ — اقسام سنیان

چونکہ زیادہ تر سنیان ... کی حدیثین ... ہے اور حدیثون کا حال یہ ہے کہ بہت احادیث
بروایت مروان ... وغیرہ ابن عاص عبداللہ ابن عمر و حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہ
ایسی لوگونکی کتب صحاح ستہ مین موجود ہین کہ جو قطعًا حضرت علی و تمام اہل بیت و اولاد
سیدہ فاطمہ سے علیحدہ و فرقہ رہکے بانی مبانی خلافت ثلثہ وغیرہا کے ہوئی اسواسطے
عدد و احصا فرقہ ہای سنیان کی بہت دشوار ہے اور ہم صرف ذکر چند فرقہ ہای نامی
سنیان کے اکتفا کرتے ہین اول فرقہ سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا ہے کہ
حضرات ابوبکر و عمر کو قطعًا اور حضرت عثمان کو ظنًا حضرت علی سے افضل جانکر کے
قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی کا قائم کیا ہے اور فضیلت حضرت
علی کی انکی خیال مین باعتبار تمام قسم کے اخیر درجہ مین ہے اور چونکہ فضیلت اصحاب
ثلثہ کے بغیر توہین و تنقیص شان علی کے نہین ہوسکتی ہے اسواسطے طرح طرح سی

اس نوعین مین اہتمام کیا گیا اور حدیث وصیت خم غدیر اور اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ
وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ اور آیت لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی
اور دیگر احادیث وآیات سی چشم پوشی واجب ہو گئی اور جب حضرت علی کی عزت کچھ
باقی نہین رہی تو صرف عداوت معاویہ اور اُسکا اجرای سب ولعن کا نسبت حضرت
علی کے کوئی ایسا امر سنگین نہین ہی کہ جسکے واسطی یہ سنیان معاویہ سی برہم ہون اور
بھمین نظر صرف اوپر مسئلہ خطای اجتہادی کے اکتفا کیا گیا اور طرفہ تر یہ ہی کہ معاویہ
ویزید بھی ایک حساب سی داخل خلفای دوازدہ گانہ کے ہو کر کے یہ سلسلہ خلافت
دوازدہ گانہ کا ولید ابن عبد الملک مروانی تک پہونچایا جاتا ہی اور اس حساب سے
سلسلہ دوازدہ امام کا بھی خورد برد ہو گیا اور اگرچہ ظاہرا خلافت حضرت ابوبکر
کی اجماع پر قائم کیجاتی ہی مگر حدیثون سی اصل باہتمام اس بات کا بھی ہی کہ جس سے
خلافت حضرت ابوبکر کی ازروی نص احادیث قرآن کے بھی ثابت ہو جای غرض
یہ فرقہ تابع قول ذیل کا ہی۔ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ یعنی جسطرح جسکی کہ
ترتیب حکومت ظاہری کی ہوتی گئی سو اُسی ترتیب سی یہ سب حکام بزرگواران
وپیشوایان اس فرقہ سنی کے ہین اور کمال یہ ہی کہ معنی مولی وآل وعترت وآل عبا و
اہلبیت وغیرہ کی اسطرح پر بنائی گئی کہ جس سے کچھ خصوصیت مزید پنجتن پاک و دوازدہ امام
باقی نہین رہی غرضکہ یہ لوگ بی شبہہ داخل خوارج ونواصب دشمنان دوازدہ امام
کے ہین۔ دوم فرقہ وہابیان آمین بالجہر ورفع یدین وغیرہ کا ہی کہ عوام لوگ مثل شطرنجی بات
وغیرہ کی اسمین زیادہ تر دیکھی جاتی ہین اور پیر وپیغمبر انکی نگاہ مین کچھ زیادہ تر وزن نہین
رکھتی ہین اور ہر بات مین شرک وکفر آنکی منھ مین رکھا ہوا ہی مگر چونکہ یہ فرقہ قرآن وحدیث
کیطرف متوجہ ہی سو اس وجہ سی ہمکو امید ہوتی ہی کہ رفتہ رفتہ قرآن وحدیث وسیر

وتواریخ دیکھتی دیکھتی یہ فرقہ قائل عظمت وجلالت خاندان نبوی کا ہوجاتا ہی یعنی اس
فرقہ کا راہ راست پہ آنا بمقابلہ فرقہ اول کے کچھ سہل تر معلوم ہوتا ہی اور اسیواسطی
اس فرقہ سے ہمکو کچھ تکرار وبحث نہین ہی سوم ایک فرقہ سنیون کا ہی کہ جو فرقہ اول سی
نکلا ہی اور یہ لوگ وہ ہین کہ جو اور اعمال صواب سنیان معاویہ شاہی کے بوجہ استعداد
علمی وانصاف طبیعی کے قائل وشامل نہین ہین اور اس قسم کی لوگ بہت مختلف طبقات
کی اور مختلف اقوال کے ہین ایک یہ کہ قاعدہ تفضیل شیخین کا اگرچہ درست ہو مگر
تفضیل شیخین کی من کل الوجوہ نہین ہی کہ چند امور مین حضرت علی افضل ہین دوم
یہ کہ افضل ومفضول قرار دینا کچھ ضرور نہین ہے حسب شعر نظامی

گہر چہار اند وگوہر چہار — فروشندہ را با فضولی چہ کار

سوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان چاہئی یعنی برا بھلا کچھ مت کہو چہارم یہ کہ سلسلہ
دوازدہ امام کا بھی درست ہی اور اسی طرح پر بہت لوگ انواع خیالات کی دیکھی گئی
اور یہ لوگ مختلف خیالات کی اکثر اہل تمیز لوگ اور کچھ لیاقت دار بھی ہین چہارم یک
عقیدہ تفضیلیہ راقم حروف کا ہی کہ حضرت علی ازروی حدیث غدیرخم کے اوسی
طرح پر مولی خلفای ثلثہ کے ہین کہ جس طرح پر خود حضرت رسول مولی خلفای ثلثہ کے
ہین اور خلفای ثلثہ کو کچھ مقابلہ ونسبت ساتھ حضرت علی کی نہین ہی اور یہ کہ درحقیقت خلیفہ
بلافصل اور اصل جانشین اور وصی برحق حضرت رسول کے حضرت علی ہین اور
خلافت ثلثہ جو برخلاف وصیت غدیرخم کے قائم ہوئی سو اس بات کیطرف کچھ التفات
کرنا ضرور نہین ہی کہ خود حضرت علی نے طوعًا وکرہًا قبول کرلیا اور انکی پیچھے نماز پڑھا کئی
اور ان تینون خلافتومین مشورہ دیا کئی اور فصل قضایا کرتے رہی الغرض مسئلہ
کف اللسان کا جو بہ نسبت معاویہ کے بڑی حکمت سی قائم کیا ہی کہ اگر معاویہ پر

زبان بند ہو تو آیندہ خلفای ثلثہ تک کوئی خراش تراش نہین پہونچی گی وراس حکمت سی معاویہ ایک چوبر پہراسفیون کا قائم ہوا ہی سو ہم یہ بات سمجھتے ہین کہ یہ مسئلہ کف اللسان نسبت معاویہ کا دراصل نسبت خلفای ثلثہ کے قابل استعمال کرنے کے ہی اور ہم دیکھتے ہین کہ فی الواقع حضرت علی نمونہ حضرت مسیح کو درحقیقت کچھہ قابلیت خلافت ظاہری کی اور اصلا پابندی مصالح ملک داری کے نہین تھی جیسا کہ بزمان خلافت حضرت عثمان کے جسطرح کہ عمالان جفاپیشہ بنی امیہ کی تمام ملک مین بھر گئی تھے سو حضرت علی نے ایکبارگی حکم معزولی اُن عمال کا جاری کرنا چاہا اور کہا کہ ہم واسطی ایک ساعت کی بھی ان عمالان جفاپیشہ کو بحال نہین کہ سکتی ہین پس تحاسترظاہر کہ صرف بوجہ خوف خدا کی تحمل جفاپیشہ لوگونکا نہین ہوسکا غرضکہ تمام معاملہ حضرت علی کا صرف بقاعدہ الحب للہ و البغض للہ کے تہا اور زمانہ سازی کے سی انکو کچھہ علاقہ نہین تہا غرضکہ خلافت ثلثہ جسطرح کہ قائم ہوئی سو اس بات مین بڑی حکمت الٰہی تھی کہ اس ذریعہ سی اسلام خوب پھیلا اور یہ بات بھی قابل لحاظ کی ہی کہ توست ان خلفای ثلثہ کے کوئی بندوبست جانشینی اُنکی پسران کا نہین ہوا اور ان خلفای ثلثہ کو ساتھہ حضرت علی کے کچھہ کچھہ ادب بھی تہا کہ حضرت ابوبکر کا یہ قول ہی کہ النظر الی وجہ علی لمحبتہ عبادۃٌ ہی یعنی کہ محبت سی نظر کرنا طرف چہرہ علی کے ایک عبادت ہی اور بہ نسبت حضرت عمر کے یہ روایت ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہِ من زمانٍ لیس فیہ عَلیٌ یعنی عمر پناہ مانگتی تھے ایسے زمانہ سی کہ جسمین علی نہوں اور یہ بھی ایک قول عمر کا ہی ھُوَ مَولَایَ وَ مَولیٰ کُلِّ مؤمِن یعنی وہ علی مولی میری ہین اور مولی کل مومن کے غرضکہ یہ مسئلہ کف اللسان کا نہ نسبت اصحاب ثلثہ کے چاہئی نہ نسبت معاویہ کے کہ جو حضرت علی پر برسر منبر لعنت کرتا ہوا مر گیا پس ہم اُسکو کیونکر چہوڑ دینگی اور یہ تم مسئلہ

خطای اجتہادی کو بھی صرف بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے ہماری کہ سکتی ہین کہ غالباً یہ خلافت یعنی یہ خلاف وصیت خم غدیر کے براہ نیک نیتی اجرای دین اسلام کے ہو گی اور تفضیل حضرت علی کا حال یہ ہی کہ اگر کسی شخص کو تفضیلیہ کہا جای تو یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ یہ شخص حضرت علی کی تفضیل کا قائل ہی نہ یہ کہ شیخین کی تفضیل کا قائل ہی اور ہر چند خطاب امیر المومنین کا ایک ایجاد حضرت عمر کی ہی مگر جب حضرت امیر یا جناب امیر کہی تو حضرت علی سمجھی جاتی ہین اور جب کہی کہ فلان شخص مناقب پڑہتا ہی تو یہی بات سمجھی جاتی ہی کہ وہ شخص مناقب حضرت امیر کے پڑہتا ہی اور وجہ اس اطلاق عام اور مراد شخص خاص کی بموجب اُس قاعدہ کے ہے کہ جب عام بولا جائے تو فرد کامل مراد لیا جائے

فصل ۱۶ اعدم جواز سب ولعن بر صحابہ

سب ولعن صحابہ کا ایک مسئلہ مذہب شیعہ کا ہی کہ اُسکی جوابدہی بذمہ خود اُن لوگونکی ہی اور ایک عالم شیعی نے ایک تحریر چار ورق رو و پشت کی بذکر انواع روایات کی ہماری پاس بھیجی ہی کہ جسمے وسی وہ عالم شیعی سب و تبرا کرنے کو ناجائز قرار دیتی ہین مگر چونکہ یہ کتاب حد تحقیق صرف باثبات افضلیت عام تمام دوازدہ امام کی ہی اور شیعون سی کچھ بحث نہین ہی اسواسطی کچھ ضرورت نقل روایات عدم جواز تبرا کی اس کتاب مین معلوم نہین ہوئی اور شیعون کی خدمت مین ہم صرف یہ بات کہسکتی ہین کہ البتہ حرب با علی حرب با پیغمبر خدا ہی سو خلفای ثلثہ نے کچھ حرب ساتھ حضرت علی کے نہین کیا اور طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ نے اپنی مخالفت سی آخر کو توبہ کی پس اگر آپ کو شوق تبرا اور لعن کہنی کا ہو تو واسطی اس صرف کے معاویہ حاضر ہی کہ یہ شخص ساتھ حضرت علی کے خوب لڑا اور لعنت کرتا ہوا مر گیا اور اگر مجملاً سردشمنان اہلبیت لعنت باد کہا جای تو ہم خود شریک اسبات کی ہین کہ البتہ جو شخص دشمن

اہلبیت کا ہو تو وہ شخص عند اللہ بالضرور مستحق لعنت کا ہے

فصل ۱۷ کیفیت استعمال لقب امام

ایک معنی سی امامت بطور نبوت کے ایک خاص عہدہ ہی کہ جس وجہ سی لقب امام کا درحقیقت مخصوص دوازدہ امام کا ہی ہان اگر امام صرف بمعنی پیشوا کے لیا جای تو وہ دوسری بات ہی جیساکہ تسبیح کے دانون مین سی ایک دانہ کو سری پر کے اور ہر نماز کے پیش نماز کو بہی امام کہتی ہین اور آیت ۷۱ سورۃ الاسرے یوم ندعو کلّ اناس بامامھم سے یعنی خداوند تعالی کہتا ہی کہ جسدن کہ ہم بلاوینگی ہر ادمی کو ساتھ پیشوا یعنی سردار اسکی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ اس آیت مین معنی امام کے صرف پیشوا کی ہین اور کچھ تخصیص نیک بد ہونے امام کی بہی نہین ہے پس اہلسنت مین جو کہ استعمال لقب امام کا اوپر امام اعظم ابوحنیفہ کوفی و امام شافعی و امام احمد حنبل و امام مالک و امام محمد غزالی وغیرہ کے ایک ارنہ بازار ہی سو استعمال مین اس لقب امام بمعنی پیشوا کی بہ نسبت ان لوگونکی کچھ جای تعرض نہین ہی مگر کمال ادب یہ تہا کہ بنسبت ان مجتہدان اور علمای اہلسنت کی صرف اوپر لقب مجتہد کی اکتفا کیا جاتا کہ یہ لوگ درحقیقت صرف بطور علمای مجتہد کے ہین اور مجتہد کا حال یہ ہی کہ المجتھد قد یخطی و قد یصیب یعنی مجتہد کبھو خطا کرتا ہی اور کبھو برسر ثواب ہوتا ہی اور لقب امام کا بہ نسبت دوازدہ امام کے ایک دوسری بات ہی کہ اسکی مخالفت داخل بغاوت ہے

فصل ۱۸ نصب امام

اصول خمسہ مذہب شیعہ کی پانچ چیزین ہین یعنی توحید و عدالت و نبوت و امامت و معاد اور ملا عبد الرزاق بن علی بن حسین لاہجی نے باب سوم مقالہ سوم مین اپنی

کتاب گوہر مراد کی بحث امامت کی خوب لکھی ہی اور اُسمین جو کچھ رای صاحب شرح المقاصد
کی لکھی ہی کہ ہر کہ متصدی امامت بقہر وغلبہ شود بدون بیعت اگرچہ فاسق باشد علی الاظہر
منعقد شود خلافت برای او سو یہ امامت اُس شرح المقاصد کی عبارت خلافت
سی ہو گی کہ معاویہ ویزید اور تمام بنی امیہ ومروانیہ وعباسیہ بھی بی تکلف خلیفہ بنی اور
اجتک بلقب خلفای مروانیہ وغیرہ کی بولیجاتی ہین مگر ہماری امامت ائمہ اثنا عشر کی ایک
دوسری چیز ہی کہ یہ لوگ بعد حضرت رسول خدا کی یکی بعد دیگری امام ہوتی آئی اور یہ سلسلہ
امامت کا تا زمان امام صاحب العصر مہدی علیہ السلام کے قائم وبحال ہیگا اور بحث خاص
اُس فصل کتاب حاتحقیق کی یہ ہی کہ آیا نصب امام کا خدا تعالی پر واجب ہی یا نہین اور شیعہ
لوگ نصب امام کا خود خداوند تعالی پر واجب قرار دیتی ہین باین دلیل کہ لطف اوس
خدا پر واجب ہی اور نصب امام کا ایک لطف ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ غائت وغرض نصب امام
کی یہ ہی کہ لوگ ہدایت پاوین سو خدا پر نصب کرنا خود بنی کا بھی واجب نہین ہے
اور خلق کرنا دنیا کا بھی کچھ اُسپر واجب نہین تھا یعنی ذات اُس خدا کی کسی طرح سے
اور کسی بات مین مجبور نہین ہی بیت

بری ذاتش از تہمت ضد وجنس
غنی ملکش از طاعت جن وانس

فصل ۱۹ ا عصمت ائمہ اثنا عشر

شیعہ لوگ ائمہ اثنا عشر کو معصوم قرار دیتی ہین اور سُنی لوگ محفوظ مانتی ہین سو اصل
بات یہ ہی کہ عصمت من حیث الذات کسی فرد بشر کو انبیا تک نہین ہی مگر ہر گاہ فریقین سنی
وشیعہ گے اس بات کی قائل ہین کہ یہ ائمہ اثنا عشر گناہان صغیرہ وکبیرہ سے پاک ہین اور بی شبہ
پاک تھی تو انکی معصوم کہنی مین ہمکو کیا عذر ہو سکتا ہی اور ائمہ اثنا عشر کو بلقب ائمہ
معصومین علیہم السلام کی یاد کرنا ایک عمل عبادت کا واسطی ہم لوگون کے ہے

اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اپنی کتب مین لایا ہے اَنَّ عثمان صَلّٰی بِالنَّاس بِمِنًی اَربعًا فانکر الناسُ علیہ فقال ایُّھا الناسُ انی تَاَھَّلْتُ بمکّۃ مُنْذُ قَدِمتُ وَاِنی سَمِعتُ رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ واٰلِہٖ وسلم یقول مَن تاھل ببلدۃٍ فلیصلِّ صلوۃ المُقِیم فیھا اخرجہ احمد عن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی ذباب عن ابیہ وغیرہ عن غیرہ پس اصلا اشکال نرہا اس صورت مین باجماع علما وچہار رگانہ واجب ہے۔ **آٹھوان طعن** عثمان بن عفان نے بیت المال سے بہت سی زمین کے قطعے اور جاگیرین اپنے یارون اور مصاحبون کو دین اور مسلمانون کے حقوق تلف کئے **جواب** حضرت عثمان نے اپنے یارون اور رفیقون کو اجازت دی تھی کہ جہان افتادہ زمین پاوین اسمین زراعت کرین اور جو زمین کہ آباد اور مزروعہ تھی کسی کو نہ دی چنانچہ تاریخ کی کتابین موجود ہین ویران زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور محصول کی زیادتی اور عوام الناس کے کشایش روزی کا سبب ہے۔ زمین کے ہزارون جریب افتادہ رہنے مین کیا فایدہ نہ اس سے سرکار مین محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فایدہ پاوے۔ جب ملک آباد ہووے اور جا بجا کشت وکار ہوا کرے چور اور رہزن اور فسادی لوگ معطل اور بیکار رہا کرتے ہین۔ اور اہل سیر نے ذکر کیا ہی کہ شرفائے یمن سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑ کے آئی اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور زراعتین چھوڑ کے آئے ہین ہمکو اس نواح مین زمین دیجئے تاہم جہاد کفار کے لئے حاضر رہین اور نوبت بنوبت غزا کے لئے نکلین تب حضرت عثمان نے انکو فارس کے مقابلے مین جو صوبہ کہ زور وقوت طلب کرتا تھا اور اس مین بڑے سرکش زمیندار تھے جگہہ دی اور اس زمین کو آباد کیا اور وے اپنی زمین ومزرعت جو چھوڑ کے آئے تھے اسکے عوض مین حدود اور قطعات بتلائے اور بعضے صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کروایا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضر موت مین تھی انسے لیکے اسکے بدلے مین ان لوگون کی زمین دلوائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ مین تھی لیکر اس کے عوض مین انکو دوسری زمین دی جب یہہ امور باہم تراضی کی طور پر واقع ہوئے طعن وملامت کی جگہہ نہین **نوان طعن** سب صحابہ انکی قتل پر راضی تھے اور انکی مذمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نکر کے چھوڑ دیا **جواب** یہہ سب کذب صریح اور بہتان ظاہر ہے یہہ بات لڑکون پر بھی پوشیدہ نہین کہ طلحہ وزبیر وبی بی عایشہ صدیقہ ومعاویہ وعمرو بن العاص نے جو طلب قصاص مین جنگ وپیکار کیا وہ قصاص اسی عثمان مظلوم کی۔ یا دوسرے عثمان متخیل وموہوم کی ہے سنی وشیعہ ہردو کی تاریخین تو موجود ہین اور صحابہ نے تو ان سے دفع کرنے مین مقدور بھر قصور نہ کیا اور جہان تک امکان تھا کلمے اور کلام سے انکو سمجھایا جب صحابہ کا سمجھانا ان ظالمون کے عقل مین نہ آیا صحابہ نے حضرت

عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت نہ دی اور بڑے جد و جہد سے منع فرمایا تب
صحابہ نے لاعلاج ہوکے خاموش رہے - اور باوجود اسکے حضرت عثمان کی خدمت مین پانی پہنچانے اور اُنسے تنگی دور
کرنے آخر تک حیلے اور تدبیرین کرتے تھے اور زید بن ثابت سب انصار کرام کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہوے سب
انصارون نے حضرت عثمان سے کہا اِنْ شِئْتَ كُنَّا اَنْصَارَ اللهِ مَرَّتَيْنِ اور عبداللہ بن عمر سب مہاجرین کو اپنے ہمراہ
لیکے آئے اور سب کے سب کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین جنہون نے آپ پر بلوہ کیا ہے یہہ وہی لوگ ہین جو ہمارے ضرب
شمشیر سے مسلمان ہوے اور ہماری تلوار کا خوف ابھی ان کے دل مین باقی ہے انکی یہہ سب گستاخی اور بلند پروازی
اس سبب سے ہی کہ وے کلمہ پڑہتے ہین اور آپ کلمہ کی حُرمت نگاہ رکھتے ہو اگر آپ اجازت دین ہم انکو حقیقت حال
پر آگاہ کر دیتے ہین اور انکی بھولی ہوی حالت پھر انکو یاد دلاتے ہین حضرت عثمان نے کہا کہ از براے خدا یہہ بات مت کہو
اور فقط میری جان بچانیکے لئے اسلام مین کشاکشی نہ ڈالو - اور حسنین کریمین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور
بن ربیعہ اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ انکے گھر مین حاضر تھے جب بلوائیون نے ہجوم کرتے ان بزرگون
نے پتھر اور لکڑی سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوے کو دفع کر دیتے تھے - اور حضرت عثمان کے غلامون
کی ایک فوج کثیر حاضر تھی یہان تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت مین بلوایون کو زیر و زبر کر دیتے انہی غلامون نے سب
با ہتھیار ہوکے حاضر ہوے اور بکمال آہ و زاری اور بیقراری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے آفریقہ تک
کسی نے ہمارے تروار کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرما دین اس جماعت مغرور کو انکی سرکشی کا تھوڑا ذایقہ ہم چکا دیتے ہین کیونکہ
اُن شریرون نے باتون سے رستی پر نہین آتے ہین اور انکو اسبات کی استغنائی اگی ہے کہ کلمہ کی حرمت کے سبب سے
کوئی ہمارا متعرض نہین ہوتا ہے اسیواسطے وہ راہ پر نہین آتے ہین اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جو برابر نہین
گنتے ہین حضرت عثمان نے یہہ سنکے فرمایا اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپسے یہہ ہتھیار
دور کرو اور اپنے گھرون مین بیٹھ جاو تمہارے بیسے جسنے ہتھیار دور کرے اسکو مین آزاد کیا ہون وَاللهِ لَاَنْ اُقْتَلَ قَبْلَ الدِّمَاءِ
اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدِّمَاءِ یعنے میری شہادت تو مقدر ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مجھے اس کی بشارت دی ہی اگر تم بلوائیون کے ساتھ قتال کروگے مین تو یقیناً مارا جاؤنگا پس اس مین کیا حاصل کہ
قتل و خون بھی واقع ہووے اور مدعا بھی کرسی نشین نہووے اور تواریخ فریقین مین ثابت ہی کہ حضرت امیر بھی اپنے لڑکون
کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیلہ خاص قنبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر متعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی اپنے
لڑکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوائیون کے مزاحم ہون - جب اہل بلوا ہجوم لاتے تھے یہہ اولاد صحابہ سنگ

رہو ہے اسنے ساتھ جنگ کرکے دفع فرماتے تھے یہان تک کہ حضرت امام حسن خون آلودہ ہوے اور محمد بن طلحہ اور قنبر
اسنے صدمہ زخم اٹھایا جب بلوائیون کو دروازے سے آنا ممکن نہوا انکے گھر کے پیچھے سے بعضے انصار کے گھرونکو معدوم اوٹکے
... ہے اور حضرت عثمان کو شہید کیا رضی اللہ تعالی عنہ کتاب نہج البلاغت جو شیعہ کے اصح الکتب سے ہے اوس مین
... اسی کتاب مین حضرت امیر سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا واللہ قَدْ دَفَعْتُ عَنْهُ اور نہج البلاغت کے
شارحون سنے قاطبۃ حضرت امیر کا اہتمام بیان کیا ہے کہ اُن دنون جب حضرت امیر سنے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف
تشریف لے آتے بلوائیون کو چابک سے مار کے دور کرتے اور ان پر لعن وستم بھی فرماتے تھے پس اہل ایمان کا کام نہین
کہ حضرت امیر کے ان معاملات کو نفاق اور ظاہر و باطن کے مخالفت پر حمل کرین اسی جگہ کوی منافق ہی چاہئے تا کلُّ
اَلْمَرْءُ يَقِيْسُ عَلٰى نَفْسِهٖ کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جناب پاک کے ساتھ کرے نعوذ باللہ منہا ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؟ اور اگر بالفرض والمحال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت
مین کوفے مین جو خطبے پڑہے ہین ان خطبون مین قاتلان عثمان کو دفع کرنے کے باب مین کس لئے قسم کہاتے ہوتے اور حضرت
عثمان کی شہادت کے بعد کس لئے آواز بلند سے فرماتے ہوتے کہ اِنَّمَا مَثَلِيْ مَثَلُ عُثْمَانَ كَمَثَلِ اَثْوَارٍ ثَلَاثٍ
كُنَّ فِيْ اَجَمَةٍ اَبْيَضَ وَاَسْوَدَ وَاَحْمَرَ وَمَعَهُنَّ فِيْهَا اَسَدٌ وَكَانَ لَا يَقْدِرُ فِيْهِنَّ بِشَيْءٍ لِاجْتِمَاعِهِنَّ
عَلَيْهِ فَقَالَ لِلثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَالثَّوْرِ الْاَحْمَرِ لَا يَدُلُّ عَلَيْنَا فِيْ اَجَمَتِنَا هٰذِهٖ اِلَّا الثَّوْرُ الْاَبْيَضُ
فَاِنَّ لَوْنَهٗ مَشْهُوْرٌ وَلَوْنِيْ عَلٰى لَوْنِكُمَا فَلَوْ تَرَكْتُمَانِيْ اَكَلْتُهٗ وَصَفَتْ لَكُمَا الْاَجَمَةُ فَقَالَا
دُوْنَكَ فَكُلْهُ فَاَكَلَهٗ فَلَمَّا مَضَتْ اَيَّامٌ قَالَ لِلْاَحْمَرِ لَوْنِيْ عَلٰى لَوْنِكَ فَاتْرُكْنِيْ اٰكُلِ الْاَسْوَدَ
فَقَالَ دُوْنَكَ فَكُلْهُ ثُمَّ قَالَ لِلْاَحْمَرِ اِلَّا اَنْ اٰكُلَكَ فَقَالَ دَعْنِيْ اُنَادِيْ ثَلَاثًا فَقَالَ اِفْعَلْ فَنَادٰى ثَلَاثًا اَلَا اِنِّيْ
اُكِلْتُ يَوْمَ اُكِلَ الْاَبْيَضُ ثُمَّ رَفَعَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ صَوْتَهٗ فَقَالَ اَلَا اِنِّيْ هُنْتُ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ
اور یہہ قصہ شہرت اور تواتر مین اس حد کو پہنچا ہے کہ فریقین کی تواریخ مین مذکور مسطور ہے کسیکو انکار کی جگہہ نہین - اور عبداللہ بن
سلام نے ہر دن علی الصباح بلوائیون کے پاس جاکے کہتے تھے کہ لَا تَقْتُلُوْهُ یعنے مت قتل کرو اس کو کیونکہ انکے قتل کے بعد

بہت سے فتنے وفساد برپا ہو نگے - اور حذیفہ بن الیمان جو حضرت کے صاحب راز اور انکو منافقوں کا علم حاصل تھا یعنے منافقوں کو جانتے تھے اور جناب امیر بھی اسکے حق میں اس علم کی گواہی دی ہے سو حذیفہ بہت حضرت عثمان کے قتل سے تحذیر کرتے اور فرماتے تھے کہ انکا قتل فتنے کا موجب ہوگا لاکن اسکے وقوع میں جو تاخیر ہوئی وہ فساد عظیم کا سبب تھا جو انکے قتل کے بعد مدینہ منورہ میں رو دیا تھا انہی اوباشوں اور بلوائیوں نے سر پر بجائی ڈراتے تھے اسلئے لوگ اپنے حال میں گرفتار تھے - آخر شب کے وقت جب اہل بلوا سو گئے زبیر بن العوام وحکیم بن حزام ومسور بن مخرمہ وجبیر بن مطعم وابوجہم بن حذیفہ بدری ولیسار بن مکرم وعمرو بن عثمان نے جناب ذوالنورین کو شہیدوں کے مانند انہیں کے خون آلودہ کپڑوں سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا - جبیر بن مطعم نے انکے جنازے کی امامت کی - اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی از انجملہ حسن بصری اور مالک جو امام مالک کا جد ہے - اور ملائکہ بھی آدمیوں کے عوض میں ان کے جنازے پر حاضر ہوئے چنانچہ حافظ دمشقی نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے

يَوْمَ يَمُوْتُ عُثْمَانُ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلٰئِكَةُ السَّمَاءِ راوی کہتا ہے کہ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عُثْمَانُ خَاصَّةً وَالنَّاسُ عَامَّةً قَالَ عُثْمَانُ خَاصَّةً اور اس روایت کی موید ابن ضحاک کی روایت ہے جو سہم بن خنیس سے لائی ہے وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ قَالَ فَلَمَّا اَمْسَيْنَا قُلْتُ لَئِنْ تَرَكْتُمْ صَاحِبَكُمْ حَتّٰى يُصْبِحَ مَثَلُوْا بِهٖ فَانْطَلَقْنَا بِهٖ اِلٰى بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَمْكَنَّا لَهٗ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ حَمَلْنَاهُ فَغَشِيَنَا سَوَادٌ مِنْ خَلْفِنَا فَهِبْنَاهُمْ حَتّٰى كِدْنَا نَتَفَرَّقُ فَاِذَا مُنَادٍ يُنَادِيْ لَا رَوْعَ عَلَيْكُمْ اُثْبُتُوْا فَاِنَّا جِئْنَاهُ لِنَشْهَدَهٗ وَكَانَ ابْنُ خُنَيْسٍ يَقُوْلُ هُمُ الْمَلٰئِكَةُ

اور حضرت عثمان کی ہجو اور مذمت کی نسبت صحابہ کی طرف کرنی محض افترا اور بہتان ہے اب اہل سنت کی روایتیں سننا چاہئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ عَلٰى بِرْذَوْنٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مِنْ نُوْرٍ تَعَمَّمَ بِهَا وَبِيَدِهٖ قَضِيْبٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اِلٰى رُؤْيَاكَ بِالْاَشْوَاقِ وَاَرَاكَ مُبَادِرًا فَالْتَفَتَ اِلَيَّ وَتَبَسَّمَ وَقَالَ اِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

أشجعنا في الحمية ... وقد دعينا الى الوليمة فانا نبادر لذلك رواه حسين ...

اور ابو شجاع ... محدثین سے ہے اور ... معتبر جانتے ہیں کتاب

... ہے اور ... حضرت امام حسن کا واسطہ بھی مشہور اور صحیح الروایت

ہے اور دیلمی ... عن حسن بن علی قال ما كنت لا قاتل بعد رؤيا رأيتها

رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واضعا يده على العرش ورأيت

ابا بكر واضعا يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورأيت عمر واضعا

يده على منكب ابي بكر ورأيت عثمان واضعا يده على منكب عمر ورأيت مادونه

فقلت ما هذا فقالوا دم عثمان يطلب الله به وروى ابن السمان عن قيس بن عباد

قال سمعت عليا يوم الجمل يقول اللهم اني ابرء اليك من دم عثمان ولقد طاش

عقلي يوم قتل عثمان وانكرت نفسي وجاؤني البيعة فقلت الا اني استحيي من الله

ان ابايع قوما قتلوا رجلا قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم الا استحيي من رجل تستحيي منه

الملائكة واني استحيي من الله ان ابايع وعثمان قتيل في الارض لم يدفن بعد فانصرفوا

فلما دفن رجع الناس يسئلون البيعة فقلت اللهم اني مشفق مما اقدم عليه ثم جاءت

عزيمة فبايعت قال فقال امير المؤمنين فكانما صدع قلبي وروى هو ايضا عن محمد بن الحنفية

ان عليا قال الجمل لعن الله قتلة عثمان في السهل والجبل وعنه ايضا ان عليا بلغه ان عائشة

تلعن قتلة عثمان فرفع يديه حتى بلغ بهما وجهه فقال انا العن قتلة عثمان لعنهم الله في

السهل والجبل مرتين او ثلثا وروى هو عن عبد الله بن الحسن عليهم السلام قد ذكر

عنده قتل عثمان فبكى حتى بل لحيته وعن جندب قال دخلت على حذيفة فقال لي ما فعل

الرجل يعني عثمان فقلت اراهم قاتليه فمه قال ان قتلوه كان في الجنة وكانوا في النار

سید اہلبیت کرام سے اقوال حضرت عثمان کے قتل اور قاتلوں کے بارے میں ۔ اور حذیفہ کی حسب حدیث نبوی شیعہ کے پاس معارف الحدیث سے ہے کہ ان کی کتب میں موجود ہے ماحدثک حذیفہ فصدقوہ اور اگر تمام صحابہ و تابعین جو حضرت عثمان کے قتل سے مغموم ہوئے اور ان کے جنتی ہونے پر اور ان کے قاتلوں کے دوزخی ہونے پر جو گواہی دی اور یہ مقدمہ جو نقل صحیح سے ثابت ہے اگر ہم ذکر کریں کئی دفتر مبسوط چاہئے ۔ اور ان روایات مشہورہ متعددہ سے ثابت ہوا کہ تین روز تک بلادفن ان کی نعش پڑی رہنا محض دروغ و افترا ہے اور سب تواریخ میں اس کی تکذیب موجود ہے کیونکہ اجماع مورخین ہے ان کی شہادت جمعہ کے دن عصر کے بعد ذیحجہ کی اٹھارویں کو واقع ہوئی اور بلا شبہ ان کا دفن بقیع میں شنبہ کی شب میں ہوا اور جب پیغمبر برحق و رسول الصدق کسی کے حق میں بلا حصول دخول جنت کی قطعی بشارت دی ہو اور وہ حدیث ہم کو تواتر کے ساتھ پہنچی ہو پھر کسے تتمہ کی کیا حاجت رہی مناسب یہی ہے کہ ہم اسباب کو مختصر کریں ۔ وَفِيمَا ذَكَرَ كِفَايَةٌ وَ لِأَهْلِ بَصِيرَةٍ هِدَايَةٌ وَالْهَادِيْ هُوَ اللهُ تَعَالَىٰ۔

تیسری اور چوتھی جورو تک پہونچین

فصل ۱۲۲ الواطت باز وجہ

سورۃ البقر آیت ۲۲۳- نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المؤمنین

ترجمہ اردو مطابق ترجمہ انگریزی مسٹر جارج سیل تمہاری جوروان ہین کھیتی اسلئے تم جاو اپنی کھیتی کو جسطرح جیسے کہ تم چاہو اور کرو پہلی کچھ کام کہ فائدہ مند ہو تمہاری جانون کو اور ڈرو خدا سے اور جانو کہ تم ضرور ملاقات کروگے اُس سے اور خوشخبری دو مسلمانون کو فقط اور دیکھا جاتا ہی کہ مسٹر جارج سیل نے ترجمہ انی شئتم کا جو اسطرح کیا ہی کہ جسطرح چاہو سو اُسکی حاشیہ مین یہ بات لکھی ہی کہ جسطرح چاہو گے معنی یہ ہین کہ اپنی جورون کے پاس جاو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کر اور آگے سے یا پیچھے سے سو اس ترجمہ اور حاشیہ سے ظاہر کہ مترجم مذکور نے انی شئتم کو بمعنی کیفما شئتم کے لیا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس معنی پر مترجم موصوف کو بخوبی تمام اطمینان ہی اور بروایت مسٹر جارج سیل از روی تفاسیر جلال الدین و یحیٰی زمخشر کی یہی معنی معلوم ہوتے ہین اور صاحب تفسیر بیضاوی نے بھی یہی معنی مراد لیا ہی مگر فرقہ شیعہ نے جو تمامتر تابع الفاظ ظاہری کا ہی یہ معنی مراد لیا ہی کہ انی ظرف مکانی ہی پس معنی یہ ہونگی کہ جہان پر چاہو یعنی آگے سے یا پیچھے سے اور اسی انی ظرف مکانی کے رو سے مسئلہ جواز وطی فی الدبر کا ساتھ زوجہ کے نکلتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ جب عورت کی تشبیہ ساتھ کھیتی کے دیگئی تو کھیت مین کھیتی کیجائیگی نہ کہ گڑہا گوڑہی مین اور یہ شعر بہت حسب حال اس جواب کے ہوگا۔

زمین شور سنبل بر نیارد ٭ درو تخم عمل ضائع مگردان

اوراس سے زیادہ گفتگو کرنی اس مسئلہ مین کچھ ضرور نہین ہی اسواسطی کہ صاحب جامع عباسی بست بابی نے باب یازدہم مین بذیل بست وہفت مکروہات جماع کی سترہوان مکروہ عبارت ذیل سی لکہا ہی نہم دخول کردن در پس زنان ومالک کنیز کی از علمای سنیان است بہ این رفتہ وبعضی از مجتہدین این دخول کردن را حرام میدانند پس اس روسی کوئی تکرار ساتھہ شیعہ کے باقی نہین رہی اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ رای بعض مجتہدین شیعہ کی جو بہ نسبت حرمت وطی فی الدبر کے ہی سو یہ رای اقرب الی الصواب ہی اور صرف مکروہ جاننا ایک مکروہ بات ہی اور شک نہین ہی کہ خصوصًا انہین مسائل یعنے تقیہ اور لعن بر خلفائی ثلثہ اور متعہ اور وطی فی الدبر نی مذہب شیعہ کو بہت بدنما کر رکھا ہی

فصل ۲۳ باغ فدک

باب بست وششم مجمع البحرین مین جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کے انواع روایات نہایہ ابن اثیر اور صحیح بخاری وقسطلانی اور شرح ابن ابی الحدید وشمائل ترمذی وغیرہ کی بصراحت تمام مندرج ہی کہ کچھہ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اس کتاب مین صرف ایک خلاصہ مختصر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نی دعوی باغ فدک کا ازروے ہبہ کے کیا اور حضرت علی اور دایہ ام ایمن نی شہادت دی اور حضرت ابو بکر نے ایک نوشتہ واگذاشت کا لکھدیا اور حضرت عمر کی رای یہ ہوئی کہ گواہی حضرت علی کی بوجہ شوہر ہونیکی مقبول نہین ہو اور گواہی ایک عورت کی کافی نہین ہی اور آخر وہ نوشتہ حضرت فاطمہ سے واپس ہوکر کے چاک کیا گیا اور حضرت فاطمہ نے ازروے غضب کے عہد کیا کہ پھر وہ حضرت ابو بکر سے بات نہین کرینگی اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ نے تاحیات اپنی پھر کوئی بات حضرت ابو بکر سی نہین کی اور سیدہ علیہا السلام نے یہ وصیت کی کہ حضرت ابو بکر انکی جنازہ پر نہ آوین چنانچہ لاش مبارک حضرت سیدہ کی رات کی وقت

بعد شش ماہ انتقال حضرت پیغمبر خدا کے دفن ہوئی اصل حال اسیقدر تہا جو کہ لکہا گیا اور اب اسیقدر امر قابل لحاظ کے ہی کہ اس دعوی مین کوی شکل دو فریق کی نہین ہی کہ اُسمین حاجت گواہان فریقین کی ہو بلکہ یہ دعوی حضرت ابو بکر ایک خلیفۂ وقت کے پاس پیش ہوا کہ جو بجای پیغمبر خدا کے خلافت پر بیٹھی تھی تو صرف اسیقدر امر کافی تھا یا نہین کہ حضرت ابو بکر بطور خود از روی تحقیقات سرزمین بیقدر وجمیع اپنے اس دعوی ہبہ کو تحقیق کرتے اور یہ امر بہی قابل لحاظ کے ہی کہ حضرت فاطمہ سے کوی دعوی دروغ اور حضرت علی سے گواہی دروغ ہو سکتی تہی یا نہین اور اسطرحکا سلوک جو عام لوگونسے ہوتا ہی ساتھ حضرت فاطمہ وحضرت علی کے بیجا تہا یا نہین اور الزام غضب دلانے حضرت فاطمہ کا اوپر حضرت ابو بکر کے عاید ہوتا ہی یا نہین — بات رہجائیگی اور وقت نکل جائیگا — اور یہ کیا عجیب بات ہی کہ حضرت فاطمہ تو اس باغ فدک سی محروم ہون مگر بزمان خلافت حضرت عثمان کے مروان مستحق اس باغ فدک کا قرار پاوی مگر امر حق کو کسقدر زور ہوتا ہی کہ آخر عمر ابن عبد العزیز وغیرہ اور مامون خلیفہ نے اس باغ فدک کو ساتھ اولاد فاطمہ کے واگذاشت کیا اور معذرت مین بحق ابو بکر وعمر کے صرف یہ بات کہی جا سکتی ہی کہ ان لوگون نے خود کوی تصرف نہین کیا بلکہ درمیان بنی ہاشم وازواج وغیرہ کے محاصل باغ فدک کا تقسیم ہوتا رہا اور حضرت علی نے جو اپنی خلافت مین بطرف اس باغ فدک کے التفات نہین کیا سو وجہ اسکی ظاہر ہی کہ جب ایک بار شہادت اونکی نامقبول ہو چکی تھی تو کیا ہمت اُنکی پھر اوسطرف متوجہ ہو سکتی تہی بلکہ یہ التفات نہین کرنا حضرت علی کا ایک دلیل کمال درجہ نارضامندی ودل خستگی کی اُنکے ہے

فصل ۲۴ عقد ام کلثوم

باب پنجاہ وہفتم مین کتاب مجمع البحرین تصنیف جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کی

یہ قصہ عقد ام کلثوم کا بھی بجزا روایات اہلسنت کی بصراحت تمام مندرج ہی اور کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اصل یہ ہی کہ یہ دو قصہ باغ فدک و عقد ام کلثوم کا ہم پر اسقدر شاق و گران ہی کہ تمامتر تفصیل کا ہمکو تحمل نہین ہی بہر حال خلاصہ عقد ام کلثوم کا اسقدر ہی کہ حضرت ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ کی بعمر شش سال کے تہین کہ خلیفہ دوم نے بحیلہ حدیث کل نسب و سبب منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وصہرے کے اُس دختر شش سالہ سی بایام پیری اپنی نکاح کرنا چاہا اور مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا نے کہ کل نسب سبب و صہر کٹ جائیگا بروز قیامت کے مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا و صہر یعنی توسل ہمارا بذریعہ شادی ساتھ ہمارے کے اور حضرت عمر نے یہ تمہید بھی کی کہ مین بڈہا ہوا سو یہ خواہش نکاح کی از روی شہوت کی نہین ہی بلکہ برعایت اُس حدیث کی ہی اور جب حضرت علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیر سن ہی تو یہ بند و بست کیا گیا کہ حضرت ابن عباس چچیرے چچا اُس لڑکی کے باوصف موجود رہنی باپ کے ولی بنکر کے نکاح اُس لڑکی کا پڑہا دین اور اُس دختر شش سالہ کو خلیفہ دوم نی اپنی زانو پر بٹھا کر کے بوسہ اُسکا لیا اور اُس لڑکی کو یہ بات بھی سکھلائی کہ وہ اپنی گھر جا کر کے کھے کہ وہ واسطی نکاح ساتھ حضرت عمر کے راضی ہی غرضکہ یہ دونون قصے باغ فدک و عقد کلثوم کے پُر از غم و الم ہین اور بقول اللہ یعلم ما فی الصدور کے یعنی کہ دل کی بات کو خدا جانتا ہی ہم نہین کہہ سکتی ہین کہ اصل نیت دلی حضرت عمر کے کیا تھی یعنی در اصل واسطی نجات اپنی یہہ نکاح ساتھ ام کلثوم کے چاہتی تھے یا بوجہ شدت مزاج و درشت خوئی اپنی کے اس دختر بے مادر پر یہ ستم کرنا چاہا تھا اور یہ استعمال لفظ ستم کا ہمنی اس وجہ سی کیا ہی کہ کیا حضرت عمر یہ نسبت اپنی اس بات کو پسند کرتے کہ کوئی لڑکی شش سالہ انکی ایک شخص بوڑہی سی بولایت چچیری بھای

انکی بیاہی جاتی پس تم اسی بات کو کہتی ہین کہ ایک وہ بات بہ نسبت ایک شخص غیر
کے روا رکھی کہ جو بہ نسبت اپنی پسند نہین کرے اور یہ ایک اتنا بڑا مسئلہ فن اخلاق
کا ہے کہ ایک آئینہ ہے تمام اخلاق نیک و بد کا اور ظاہر ایہ ارادہ نکاح ام کلثوم کا درحقیقت
ایک بدلا ہے اس بات کا کہ جو حضرت حفصہ بیٹی انکی زوجہ حضرت پیغمبر خدا کی ہوئین تہین
اور یہ ارادہ بخوبی تمام بدلا اُس بات کا ہے کہ حضرت عمر رضی نے درخواست اپنی شادی
کی ساتھ حضرت فاطمہ رض کے کی تہی اور اُسی امر مین حضرت علی ترجیح پا کر گئے انکی مقابلہ مین
حضرت عمر نے شکست کہائی تہی سو اسکی عوض مین اب خود حضرت علی و حضرت فاطمہ
کی بیٹی کے زوجہ بنانی کا حوصلہ ہوا باقی رہا ایک امر کہ فی الواقع کسی طرح پر شادی حضرت
عمر کی ساتھ بیچاری ام کلثوم کے ہوئی یا نہین سو تمامتر تصفیہ اس امر کا دشوار معلوم
ہوتا ہے اسواسطے کہ تاریخ الخمیس عربی مین ہے کہ شادی حضرت عمر کی ساتھ حضرت ام کلثوم
کے ہوئی اور یہ کہ زید پسر و زینب دختر دو اولاد بہی ہوئی جو کہ یہ دونون ایک ہی روز
مین مر گئے۔ اور جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب مجمع البحرین سے
جو ہمنی زبانی پوچہا کہ انکی رای مین شادی حضرت عمر کی ساتھ ام کلثوم کے حقیقت مین ہوئے
یا نہین تو مولوی صاحب نے ہمکو جواب یہ دیا کہ انکی رای مین شادی ہوئی مگر حضرت ام کلثوم سے
وصال نہین ہوا اور صاحب سائلہ الہامیہ کی رای یہ ہے کہ درحقیقت نکاح خلیفہ ثانی کا
ساتھ حضرت ام کلثوم دختر فاطمہ علیہا السلام کے ہرگز نہین ہوا تہا بلکہ بات یہ ہے کہ حضرت علی
کے پاس دو بیٹیان تہین ایک ام کلثوم دختر حقیقے انکی از بطن جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام
کے اور دوسری ام کلثوم دختر حقیقے حضرت ابوبکر کی اور دختر ربیبہ حضرت علی کی بطن سے
اسما بنت عمیس کے کہ جو اسما بعد انتقال حضرت ابوبکر کے زوجہ حضرت علی کی ہوئی تہی اور
اپنی بیٹی ام کلثوم کو ساتھ اپنی حضرت علی کے گہر مین لائے تہے سو درخواست شادی

حضرت عمر کی در اصل ساتھ اُس اُم کلثوم دختر ابو بکر کے ہوئی تھی اور صاحب رسالۃ الہامیہ
نے منجملہ وجوہات اپنی رای کے ایک بات یہ خوب لکھی ہی کہ ہر گاہ حضرت عمر کا استدعا ے
شادی کرنا بعمر شصت سال کے حسب تصریح کتب سُنیہ کے تہا تو بیشک یہ استدعا
سنہ ۱۷ ہجریہ مین ہوی کہ حضرت عمر نے بعمر شصت و سہ سالگی کے سنہ ۲۳ ہجریہ مین انتقال کیا تہا
اور انتقال حضرت فاطمہ رض کا سنہ ۱۱ ہجریہ مین ہوا تہا پس ضرور ہی کہ سنہ بیس ہجری مین
بوقت استدعای نکاح حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا دس گیارہ برس کا ہوگا
کہ حمل محسن کا جو ساقط ہوا تہا سو حضرت ام کلثوم اُس سے پیشتر پیدا ہوئی تہین اور
کتب سُنیہ مین ہی کہ بوقت استدعای حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا بقدر شش
سال کے تہا پس صاف ظاہر کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے استدعا خلیفہ دوم نے کی تھی وہ دوسرے
ام کلثوم بنت ربیبہ حضرت علی کی مادر دختر حقیقے حضرت ابو بکر کی تہی در ہم نہین سمجھ سکتی ہین
کہ جب انتقال حضرت فاطمہ کا سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا اور انتقال خلیفہ دوم کا سنہ ۲۳ ہجریہ مین ہوا
تو اتنی زمانہ قلیل مین متولد ہونا ایک پسر زید اور ایک دختر زینب کا ام کلثوم دختر
حضرت علی سے کیا معنی رکہتا ہی الغرض ای ہماری اسبات پر قرار پکڑتی ہو کہ ہرگز شادی
خلیفہ دوم کی ساتھ ام کلثوم دختر از بطن سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے نہین ہوئی تہی

فصل ۱۲۵ شرائط امامت و وجوب قرات

امامت نماز سے غرض یہ ہی کہ نماز جماعت سی ہو و فی الجماعۃ رحمۃ یعنی جماعت
مین رحمت ہی اور فائدہ خاص جماعت کا ایک یہ ہی کہ ایک مسجد اور ایک وقت خاص
مین جو دس بیس آدمی جمع ہوتے ہین تو اُس سے ایک شوکت جمعیت اسلام کی ہوتی
ہے اور آپس کی بات چیت سے ایک کو دوسرے سے قوت دینی حاصل ہوتی
ہی اور ایک دوسرے کا حال دریافت کرکے کچھ سلوک نقدی اور صلاح نیک

وبد تعلیم اطفال و بیماری وغیرہ کی دی سکتا ہی اور ایک بڑا فائدہ یہ ہی کہ اس ذریعہ
سی غریب و امیر و جاہل و عالم و دیگر اشخاص مختلف طبقات کے ایک جگہ مین باسانی
تمام جمع ہو جاتے ہین اور اہل حاجت کو اکثر موقع عرض و معروض کا ملتا ہی اور
کچھ غرور و تفاخر بھی اہل غرور و تفاخر کا اور نفرت امرا و علما وغیرہ کی اشخاص فرو تر
سی انکی کچھ کم ہو جاتی ہی کہ سب لوگ ایک ایسی جگہ مین جمع ہوتے ہین کہ جہان سب
لوگ ایک طور پر حاضر ہوے ہین اور سب لوگون کو ایک قسم کی محتاجی عام بحضور
خداوند عالم کے ہی اور اس رواج عام جمعہ وجماعت سی آبادی مسجد کی ہوتی ہی مگر
مذہب شیعہ مین اسقدر شرائط امام کے کثرت سی ہین کہ کوئی آدمی امامت نماز کی نہین
کرسکتا ہی جب تک کہ اسکو ایک لائسنس یعنی اجازت نامہ امامت کا از طرف مجتہد
صاحب کے حاصل نہو اور ایک آدمی گو بذات خود ہزار درجہ لائق و پرہیزگار ہو مگر بغیر
اُس لائسنس کی امامت نماز کی کسی موقع مین نہین کرسکتا ہی سو نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی لوگ
کہ جنکو یہ امامت کا ملا ہی بہت کم ہین اور سوای مساجد امرای شیعہ کے اور کسی
دوسری جگہ مین کمتر دیکھے جاتے ہین اور اسی وجہ سی مسجدین امرای شیعہ کی حسب
دلخواہ آباد نہین ہین اور اس امر امامت نماز مین مسئلہ سنیان کا بہت آسان تر
معلوم ہوتا ہی کہ جہان پر موقع ادای نماز بجماعت کا ہو تو اسیقدر بس ہی کہ ان اشخاص
حاضرین مین سے جو شخص باعتبار تقوی و علم وغیرہ کے مقدم تر معلوم ہو سو وہ شخص
نماز پڑہاوی سو اس وجہ سی مسجد سنیون کی اور خصوصًا مسجد وہابیون کی خوب آباد
رہتی ہی مگر ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ سید رہتی ہوی ایک شخص غیر سید کا امام ہونا نامناسب ہے
اور جاننا قرأت کا عقلًا بہت ضرور ہی تا کہ الفاظ عربی آیات قرآنی وغیرہ کے صحت سے
ادا ہون مگر یہ وجوب اس سختی سے نازیبا معلوم ہوتا ہی کہ بغیر صحت قرأت کی اصل نماز

اذان سنت نماز کی نہ ہو حالانکہ حضرت بلال بجای اشہد کے اسہد پڑھتے تھے اور وہی اسہد انکا پسندیدہ تر تھا

فصل ۱۲۶ عہدۂ مجتہد

ہرگاہ قران و حدیث و تفاسیر اور کتب فقہ و اصول کے موجود ہیں تو تخصیص نامزد کرنے ایک شخص کے بلقب مجتہد کے کس مطلب سے ہی اور اگر کوئی رای مجتہد کی کسی شخص عالم غیر مجتہد کی نظر میں بر سر خطا معلوم ہو تو کیا وجہ کہ وہ شخص عالم خلاف تدین اپنی اُس رای پر بر سر خطا کا پابند ہو اور کیا معنے ہین اس قول کے کہ مات المجتہد مات الفتوی یعنی مر المجتہد تو مر گیا فتوی اُسکا حالانکہ مرجانا مجتہد کا عقلاً کوئی چیز باعث مرجانے فتوی کی نہین ہی اسوا اسکے یہ بات بخوبی تمام ممکن ہی کہ ایک رای مجتہد مردہ کی صائب تر ہو رای سے مجتہد زندہ کے اور کیا ہوگا جب اختلاف درمیان مجتہدان زندہ مقامات لکھنو کربلا وغیرہ کے ہان درجہ مجتہدان لکھنو وغیرہ کا صرف بدرجہ مجتہد ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کے سمجھا جائے تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ اگر شخص حنفی ہو کر کسی مسئلہ کو حسب رای امام شافعی کے عمل کرے تو یہ بات بخوبی ممکن ہی اور کچھ حکومت ابو حنیفہ کو نہین پہونچتی ہی مگر ہم سنتے ہین کہ حکومت مجتہدان زندہ کی حکومت اجتہاد ابو حنیفہ وغیرہ سی بہت زائد تر ہی سو اس بات کی بھی کوی وجہ ہمارے خیال مین نہین آتی ہی

فصل ۱۲۷ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بنظر سیادت پرستی کے کچھ ذکر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا بھی ضرور معلوم ہوتا ہی سو از روی مقامات دستگیری تصنیف ملا محمد عبد الرحیم ساکن حیدرآباد دکھن کے معلوم ہوتا ہی کہ شیخ عبد القادر جیلانی علاوہ نسب سیادت کی ایک بڑی ولی ہین

اور بلقب غوث اعظم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی کی مشہور ہین

رباعی

آن شاہ سر افراز کہ غوث الثقلین است	در اصل سیادت چہ صحیح النسبین است
از سوی پدر تا بحسن سلسلۂ اوست	از جانب ما در دُر دریای حسین است

اور اس مقامات دستگیر مین نسب نامہ انکا حسب ذیل ہی شیخ عبد القادر جیلانی پسر سید نور الدین ابو صالح ابن ابو عبد اللہ عبد الکریم ابن یحیی الزاہد ابن محمد ابن داؤد ابن موسی ابن عبد اللہ ابن موسی الجون ابن عبد اللہ محض ابن حسن مثنی ابن حسن مجتبی ابن علی مرتضی غرضکہ اس وسی درمیان پیر دستگیر حضرت مولی مشکلکشا علیہ السلام کی واسطہ گیارہ پشت کا ہے

قطعہ ولادت و تعداد عمر و سال وصال

محی الدین کہ انوار جمالش	ز عرش و کرسی از سہ تا بہ ماہی است
تولد عاشق و کامل سنینش	وصالش دان ز معشوق الہی است

اور ہمکو معلوم ہی کہ سادات قصبۂ مجہر ضلع گیا کی اولاد سی انہین سید عبد القادر جیلانی کے ہین۔ اور نفحات الانس مین تصنیفے ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بہی حال نسب حسنی الحسینی ہونیکا حضرت پیر دستگیر کے ساتھ تصریح انواع کرامات و خرق عادات کی مندرج ہین اور ہمکو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بلقب شیخ کے بوجہ د. جہ شیخ وقت ہونیکے مشتہر ہوئے ہین اور کیا وجہ ہی کہ شیعون کو کچہ سو ر اس بزرگ سی ہی مگر افواہا سنا گیا ہی کہ شاید قول قتل الحسین بسیف جداہ کا یعنی کہ حسین مارے گئی ساتھ تلوار اپنی دادا یعنی پیغمبر خدا کے اندر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف غوث اعظم کے مندرج ہی مگر یہ بات بہی سنی جاتی ہی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین درحقیقت تصنیف اس بزرگ

کی نہین ہی اور ہمنی کسی کتاب مین نشان غنیۃ الطالبین کا تصنیفات سی اس بزرگ کے نہین دیکھا ہی اور اگر یہ فقرہ قتل الحسین بسیف جدہ کا کتاب غنیۃ الطالبین مین ہو تو ہم یہی حکم لگا دینگی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین ہرگز تصنیف اس بزرگ کی نہوگے اسواسطی کہ سید ہوکر ایسا فقرہ انکی منہ سی کیونکر نکل سکتا ہی کہ اس فقرہ سے تو خود ظالم ہونا حضرت پیغمبر خدا کا ظاہر ہوتا ہی یعنی امام حسین علیہ السلام جو یزید کی وجہ سے مارگئی سو یہ امر کہنا کہ اپنی دادا کی تلوار سی مارگئی تو صاف مطلب اسکا یہ ہوا کہ جیسا دادا نی کیا تہا سو اسکا بدلا پایا۔ اور ہم سنتی ہین کہ غنیۃ الطالبین مین شاید یہ ذکر بہی ہی کہ بروز عاشورہ محرم کے بجای غم کرنیکی خوشی حصول شہادت کی کرنی چاہئی سو یہ فقرہ بہی ایک عجیب فقرہ ہی اور اتفاق کی بات یہ ہی کہ ہمنی اس کتاب غنیۃ الطالبین کو اتبک نہین دیکھا ہی اور اسیواسطی ہم کچھ لا و نعم نہین کہہ سکتی ہین اور شاید علاوہ مراتب مذکورہ بالا کے اور بہی کچھ وجوہات سو کی شیعون کو ہون کہ جس سے ہمکو اطلاع نہین ہی اور شعر مفصلہ ذیل سے بہی شیعون کا سو رساتھ اس بزرگ کی ظاہر ہوتا ہی شعر

دسئوین نہ کبہی حضرت شبیر کی سوجہی ۔ گیارہوین سو ہی تو بڑی پیر کی سوجہی

فصل ۲۸ از زیارت کربلا وغیرہ

بہت سنی صاحبان موسم حج مین حج حرمین کو جاتے ہین مگر زیارت کربلائی معلی و نجف اشرف وغیرہ سے محروم رہتے ہین اور شاید قول انکا یہ ہی کہ سولہا فرسخ یعنی تین منزل سے زیادہ تر واسطی زیارت قبور کے جانا ازروی حدیث کے منع ہی مگر یہ عذر محض ناقابل ہی اسواسطی کہ اس صوبہ بہار سی مقامات اجمیر و پاک پٹن وغیرہ بہی تین منزل سی بڑہکر کے ہین پس یہ سنی لوگ ان مقامات اجمیر وغیرہ کو کیونکر جاتے ہین اور حدیث مین جو تین منزل سے زیادہ جانا واسطی زیارت قبور کے منع ہوگا سو مجہ نام حدیث کا

قابل دلیل کے نہین ہی اسواسطے کہ طرق روایت کو دیکھنا چاہئے کہ متواتر یا حسن یا غریب منقطع یا مرسل ہی اور یہ کہ اصل مطلب اس حدیث کا کیا ہی اور ہم یہ پوچھتے ہین کہ آیا کربلا جاکر کے موقع ظلم شامیان شامتیان کو اور درجہ صبر حضرت شہید کربلا کو ملاحظہ وغور کرنا اور شریک اس غم کا ہونا کسی حال مین خلاف مرضی جناب حضرت نبوی کے ہوسکتا ہی اور کیا یہ بات ممکن نہین ہی جسطرح کہ بمبئی وعدن وغیرہ ہوکر کے حج حرمین کو لوگ جاتے ہین سو اسیطرح سی کربلا وغیرہ بہی ہوکر کے مکہ کو جائین تو اس حال مین وہ عذر بالای تین منزل زیارت قبور کا بہی طی ہوجاتا ہی اور ہمارا اعتقاد تو یہ ہی کہ زیارت کربلا ونجف اشرف وغیرہ کی بمثال تقدم وضو علی الصلوٰۃ کے اصل حج کرنے سے اول ومقدم کرنا چاہئے اور اصل یہ ہی کہ یہ نہین جانا سنیان کا زیارات کربلا وغیرہ کو بوجہ غفلت وبی اعتنائی نسبت اہل بیت وعترت نبیؐ کی ہی اور کیا معنی اسکے ہین کہ بعد حج کے سو دلینا جائز ہو مگر زیارات کربلا وغیرہ کی جائز نہین سمجھی جاوے اور اگر یہ عذر ہو کہ کربلا ومعلی ونجف اشرف وغیرہ مین شیعہ لوگ رہتے ہین سو یہ عذر بہی فضول ہی اسواسطے کہ سوای مشہد مقدس امام ہشتم کے باقی تمام مزارات دس امام کے اندر عملداری بادشاہ روم کے ہین اور کسیطرح پر وہان تبرا نہین ہوسکتا ہے

فصل ۱۹ مرثیہ خوانی وتعزیہ داری

مرثیہ عبارت ہی نقل حالات مصائب سید الشہدا خامس آل عبا امام حسین کربلا علیہ السلام سی کہ ان حالات کو یاد کرکے غم کرنا اور تباہی اہلبیت پر رونا عین ایمان ہی اور اتنی بڑے مصائب کا ذکر محو وسہو کرنا ویسا ہی ہی کہ جلیسے فرضاً عیسائی لوگ ذکر مصائب حضرت مسیح وبد سلوکیہای یہود ان کو متروک کرین اور خود حضرت فاطمہ سے اشعار مرثیہ انتقال حضرت رسول کے مروی ہین پس مرثیہ خوانی سے بہاگنا دلیل اس بات کی ہی کہ

آن پر منتز کنیوا [illegible] نہین یہ مصائب کربلا کچھہ وزن نہین کہتی ہین یا یہ کہ معاویہ و یزید
اور اُنکی توابع کی [illegible] بیان سوزنی خلاف مصلحت مذہب سُنی کی ہی کہ مرثیہ خوانی سُنّی سے
شیعون کا ساتھ [illegible] الزام آتا ہی اور فعل شیعون کا کسی قدر معقول ہو مگر تقلید اونکی
[illegible] حدیث مین سُنی صاحبون کے عرض یہ ہی کہ یہ واقعہ کربلا کا ایک
امر [illegible] درمیان شیعی و سنی کا ہی کہ شہید کربلا نواسہ رسول خدا کے آخر مقبول فریقین
ہین اور اس سید مظلوم نی معاویہ سی کچھہ مخالفت بہی نہین کی ہی پس اُنکی حالات سنی
مین کیا پیچ و تاب کہانی کی ضرورت ہی اور اگر یہ احتیاط ہو کہ مرثیہ مین مضامین لغو اکثر
مندرج رہتی ہین سو اسقدر احتیاط بس ہی کہ صرف مرثیہ ہای مضامین راست گوئین
اور دیکھی کہ جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب ساکن پہلواری ایک سُنی مذہب کے
آدمی ہین مگر کس تپاک و جوش سی کتاب عمدۃ المجالس حالات کربلا کی لکھی ہی اور البتہ یہ
کتاب اس قابل ہی کہ عموماً عشرہ محرم مین پڑہی جای اور اس جگہ یہ ایک رباعی اُس
کتاب کی تیمناً و تبرکاً نقل ہوتی ہی رباعی

مسلم ہی وہی جو ہو فدای شبیر	جان اپنی کرے نذر برای شبیر
مسلم کی پیروی کرینگے مسلم	کافر ہی جسی نہین ولاے شبیر

اور تعزیہ داری کا حال یہ ہی کہ تعزیہ یعنی نقل روضہ مبارک اور دیگر سامانہای وجہہ
کی ہم کچھہ تائید نہین کرسکتی ہین کہ البتہ کچھہ بنیاد ان سب رسومات کی شرع مین نہین ہی
اور اگر کوئی شخص بجوش محبت یہ سب کام کرے تو اُسپر کچھہ سرزنش بہی ہم نہین
کرسکتی ہین۔ حافظ

سخن درست بگویم نمی توانم دید	که می خورند حریفان و من نظاره کنم
گدای میکده ام لیک وقت مستی بین	که ناز بر فلک و حکم بر ستاره کنم

چو غنچہ بالب خندان بیا بمجلس شاہ	پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ	مرا چہ کار کہ منع شراب خوارہ کنم

فصل ۱۳۰ نماز تراویح

اگرچہ قول مشہور یہ ہے کہ رمضان نمی کشد تراویح می کشد اور وہ مثل درست ہے کہ گئے روزہ بخشانی کو گلی پڑی نماز بیچ یہ ہے کہ دن بھر روزہ رکھکر کے تراویح کا گلی پڑنا خالی از سختی نہیں ہے مگر یہ التزام مالا یلزم کرنا حضرت عمرؓ کا بہت قابل پسند ہے کہ اس سے رواج کثرت حفاظ قران کا ستیون مین ہو گیا اور تاریخ واقدی سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ ملک شام مین مجاہدین عرب دن کو روزہ رکھے ہوئے جہاد کرتے تھے اور رات کو رات بھر نماز و تلاوت قران مین مصروف تھے سبحان اللہ کیا باہمت یہ لوگ تھے

فصل ۱۳۱ کلمہ توحید

ہمارے نزدیک اصل کلمہ توحید دین اسلام کا حسب ذیل ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اور اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور جب حدیث مین بنسبت حضرت علی کے ہو ولی کل مؤمن ہے اور حدیث وصیت غدیر خم کی موجود ہے تو اس بات کی کہنے مین ہمکو کیا عذر ہے شعر سنید سنی شیعہ ملا جا ئین ہم سانچ بات بتاوینگے ٭ گو رسی اٹھکی بن پوچھے علی علی دوہرا وینگے

فصل ۱۳۲ بعض مسائل متفرقہ کہ جسمین سنی و شیعہ مختلف ہین

اول مسئلہ روزہ افطار کرنیکا ہے کہ شیعہ لوگ دن تمام ہونے پر کچھ رات گئے ہوئے روزہ افطار کرتے ہین اور سنی لوگ بمجرد غروب آفتاب بلا شمول در آنے کچھ رات کی روزہ افطار کرتے ہین اور یہ اختلاف صرف دو چار منٹون کا ہے اور دونون فریق کے

پاس اصل آیت قرانی وہی ایک آیت ہی اتموا الصیام الی اللیل کے یعنی روزہ تمام کرو
رات تک اور اس ترجمہ مین بہی کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ بحث صرف اسقدر ہی کہ اصول
سنیان کا یہ ہی کہ اگر غائت جنس ماقبل یعنی مغیا سی نہو تو مابعد حرف غائت کا ماقبل سے
خارج سمجہا جاتا ہی اور چونکہ رات جنس روزہ سی نہین ہی اسواسطی روزہ سی رات
خارج ہی اور اصل بات اسقدر رہی کہ روزہ در اصل نام ہی دن بہر کے فاقہ رہنی کا
مگر شیعون نے جو کہ شمول کچہ رات کا داخل کر لیا تو اسمین کیا مضائقہ شرعی ہی بلکہ یہ فعل
ایک احتیاط کا ہی مسئلہ دوم مرافق دہونیکا ہی کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی کہنی چہوڑ کر کے
وضو مین ہاتہ دہوتے ہین اور سنی لوگ مرافق دہو لیتی ہین اور یہ اختلاف بہی فضول
ورائگان ہی کہ اس مسئلہ مین فریقین خلاف مسئلہ روزہ کی تعمیل کرتے ہین حالانکہ آیت
اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق کے مقبولہ طرفین ہی یعنی جب
ارادہ نماز پڑہنے کا کرو تو دہوؤ تم اپنی منہون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور
ہم تو یہ سمجہتی ہین کہ مرافق یعنی کہنیون کو بہی داخل دہونے ہاتھ کے لینا چاہیے جیسا
کہ افطار روزہ مین کچہ توقف شیعہ لوگ کرتے ہین مسئلہ سوم غسل ومسح پاون کا
سو اصل آیت قرانی اسطرح پر ہی اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم
الی المرافق وامسحوا بروسکم وارجلکم الی الکعبین یعنی جب ارادہ نماز پڑہنی کا
کرو تو دہوؤ تم لوگ منہون کو اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو
اور اپنی پانوون کو ٹخنیون تک اور یہ ترجمہ موافق شیعون کے ہی اور ترجمہ سنیون کا اسطرح
ہی کہ دہوؤ تم اپنی منہون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرون کو
اور دہوؤ تم اپنی پانوون کو ٹخنیون تک سو یہ ترجمہ سنیون کا محض بے سیاق ہی اسواسطی
کہ جب منہ اور ہاتھ دہونے کے بعد حکم مسح کا سر سی شروع ہوا تو بے شبہہ سیاق عبارت کا

یہ چاہتا ہی کہ پانوون کا حکم عطف ہو اوپر مسح سر کے اور لطف یہ ہی کہ سنیان ارجلکم
کے لام کو کسرہ بہی دیتی ہین مگر تاویل یہ ہی کہ یہ کسرہ از قسم جر جوار کے ہی اور قرءت
سنیان مین ارجلکم کا لام مفتوح بہی پڑہا جاتا ہی تو اس حالت مین بہی کلام فی سیاق
رہتا ہی اسواسطی کہ اگر پانون دہونا منظور تہا تو یہ عبارت کیا دشوار تہی فاغسلوا
وجوھکم وایدیکم الی المرافق وارجلکم الی الکعبین وامسحوا برؤسکم یعنی دہو ڈالو منہکو
اپنی اور ہاتہون کو اپنی کہنیون تک اور اپنی پانون کو ٹخنون تک اور مسح کیا اپنی سرونکو
اور البتہ یہ عذر سنیون کا مقبول ہوسکتا ہی کہ وضو مین دہونا پانون کا ابتدائی بانی
اسلام سی حرمین مین ایک طرح پر جاری ہی سو جواب اسکی شیعہ لوگ بہی کہہ سکتی ہین
کہ طریقہ انکی وضو کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وغیرہ سی منقول ہی بہرحال ایک
شیعی صاحب کی یہ وضع ہمکو بہت پسند ہوئی کہ وہ اول پانون دہوکر کے وضو کرتے تہے
اور آخر وضو مین مسح پا کرتے تہے **مسئلہ چہارم** نجاست مردہ کہ شیعون کی نزدیک
مردہ نجس ہی اور چہونا اسکا محض ناجائز ہی اور یہی فلسفہ ایجاد مردہ شوئی کا ہی اور ہمکو
معلوم ہوتا ہی کہ جب روح نے بدن سی مفارقت کی تو اصل جسم خاکی بلا روح کو ہم کہانتک
پاک کہہ سکتی ہین مگر شک نہین ہی کہ اسقدر سختی شیعون کی کچھ نازیبا معلوم ہوتی ہی اور
ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ہم اپنی ہاتہہ سی دہونا ایک مردہ قوم رذیل کا بہی ایک خدمت
باسعادت اپنی سمجہتی ہین کہ انجام کار اپنا معلوم نہین ہی۔ **مسئلہ پنجم** حرمت خرگوش
کا سو جب خرگوش کو شیعہ لوگ حرام جانتی ہین اور سنی لوگ حلال جانتی ہین تو اس
اختلاف حلال و حرام مین احتیاط اس بات کو مقتضی ہی کہ جانب حرمت کی اختیار کیجاوے
اور خصی وغیرہ کا گوشت کیا کم ہی کہ خرگوش کو بالضرور حلال بناوین خصوصاً اس حال
مین کہ طرز منہہ اور لڑ لڑا گوشت ہونا اسکا ایسا ہی کہ اسکو مشابہت ساتہہ بلی وغیرہ

کی بہت ہی اور ہم نہین سمجھتے ہین کہ کیونکر گوشت خرگوش کا کہایا جاتا ہوگا مسئلہ ششم علم فرائض مین مسئلہ عصبہ کا ایک خاص ایجاد سنیون کی ہی کہ جسکا نتیجہ یہ ہی کہ اگر ایک متوفی ایک دختر اور ایک برادر زادہ چھوڑ کر مرجای تو آدھا بیٹی کو اور آدھا برادر زادہ کو پہونچیگا اور کچھ وجوہ وراثت عصبہ کا قرآن سے پیدا نہیں ہی مگر شک نہین ہی کہ یہ مسئلہ عصبہ کا بڑی دور اندیشی سے نکالا گیا ہی کہ اگر حضرت رسول خدا کی وراثت حضرت فاطمہ ایک دختر کو بہ نسبت باغ فدک کی پہونچی تو اسمین نصف حق حسبہ ابن عباسؓ وغیرہ بنی اعمام کا تھا یعنی دعوی کل باغ فدک کا حضرت فاطمہ کا کرنا جائز نہین ہوسکتا ہی اور ہم کیا بیان کرین کہ اس مسئلہ عصوبت نے کسقدر پریشانی ڈال رکھی ہی کہ بھتیجا آدھا حق عصوبت کا لیکر کے اُس ایک بیٹی صلبی شخص متوفی کو کس کس طرح سے دبایا چاہتا ہے اور اگر وہ بیٹی بیوہ اور لاولد ہوئی تو اس بھتیجے کو گویا تمام منہ کہ بے تکلف خود زندگی مین اُس دختر کے ہاتھ لگ جاتا ہی اور علاوہ اسکی بسیاری مسائل فقہیہ و مسائل فرائض وغیرہ مین فریقین مختلف ہین کہ حد و احصا اُسکا حیثیت اس کتاب سے باہر ہی اور بہین نظر صرف اوپر ذکر چند مسائل مذکورہ بالا کے اکتفا کیا گیا اور یہ قول شیعون کا کثیر الوقوع ہی کہ الحق دائر بین الاربع یعنی حق دائر ہی درمیان ائمہ اربعہ سنیان کے سواکثر مسئلہ شیعہ لوگون کا ایسا ہی کہ کسی نہ کسی امام ابوحنیفہ وغیرہ سے مطابق ہو جاتا ہے

فصل ۱۳۳ صلوٰۃ و سلام بر علی علیہ السلام

ہمارے نزدیک بقول صلوا علیہ و آلہ کی سلام و درود بھیجنا حضرت علیؑ و تمام دوازدہ امام پر واجب لازم ہی اور کچھ عذر سنیان کا قابل سماعت نہین ہی

بے صل علی نام علی بے ادبی ہے	گر کچک لکھی یہ حدیث نبوی سے

فصل ۱۳۴ چند امورات متعلق خاتمہ کتاب

اول یہ کہ ذکر چند قولوں کا کتاب تذکرۃ الاولیاء فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سے حسب
ذیل نقل کیا جانا مناسب اس جگہ پر معلوم ہوتا ہے۔ اول اس کتاب کا باب اول بذکر
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتخاباً اسطرح پر ہے۔ آن سلطان ملت مصطفوی
آن برہان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوۂ دل اولیا جگر گوشہ سید انبیا
آن ناقد علی آن وارث نبی آن عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق چون از اہلبیت بود
وسخن طریقت بیشتر او گفتہ است و روایت بیشتر از و آمدہ است کلمہ چند از آن او بیاورم
کہ ایشان ہمہ یکی اند یعنی کہ قومی مذہب او دارند مذہب دوازدہ امام دارند یعنی یکے
دوازدہ است و دوازدہ یکی در جملہ علوم و اشارات بی تکلف بہ کمال بود و قدوہ جملہ
مشایخ بود و اعتماد ہمہ بروی بود و مقتدای مطلق بود و ہم الٰہیان را شیخ بود و ہم محمدیان را
امام و ہم اہل ذوق را پیشرو بود و ہم اہل عشق را پیشوا و ہم عباد را مقدم بود و ہم زہاد را مکرم
ہم صاحب تصنیف حقائق بود و در لطائف تفسیر و اسرار تنزیل بی نظیر بود و از باقر رضی اللہ
عنہ بسیار سخن نقل کردہ است۔ عرض راقم حروف۔ سنی صاحبان ملاحظہ کرین
کہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ کو وجود دوازدہ امام و اہلبیت سے ساتھ کس جوش و تپاک کے
اقرار ہے اور شاہ عبد الحق صاحب وغیرہ کا معنی بنانا اہلبیت کا کیا رائگان ہے۔ دوم
عجب میدارم از آن قوم کہ ایشان را خیال بندد کہ اہلسنت وجماعت را با اہلبیت چیزے
در راہ است۔ راقم حروف۔ اہلسنت مین اکثر ایسے لوگ بھی ہین کہ انکو ساتھ
اہلبیت کی کچھ خلش نہین ہے۔ سوم در خیال باطل ماندہ است آن کہ بمحمد صلی اللہ علیہ
وسلم ایمان دارد و بفرزندان او ندارد۔ راقم حروف۔ ہمکو نہایت عجب ہے اس بات پہ
کہ پیغمبر خدا کو قبول کرکے قران وعترت حدیث الثقلین سے علیحدہ و فرق رہنا کیا معنی
رکھتا ہے اور یہ کیسا ایمان ہے۔

بیعت کردند و او بیعت نکرد انتہی — راقم حروف — امام شافعی پر کچھ موقوف نہین بہتیرے اہل سنت کی مثل احمد نسائی وغیرہ کی بیعت ابو بکر کی انواع عقوبت سی بیعت لوگوں سی لی گئی ہو اور ابھی تک سلطان معجود ہی مگر بقول لارڈ بیگن کے کہ رگ وہی ہی مگر خون وہ نہین ہی اب یہ اثر سلطنت انگریزی کا ہی کہ ہر شخص اپنی آزادانہ رائی دی سکتا ہی تا اینکہ اگر ایک شخص لامذہب خود خدا و حضرت مسیح روح خدا کو بھی برا بھلا لکہی تو اُس سے کچھ تعرض حکام کو نہین ہی بلکہ یہ ایک حق عام دیا گیا ہی کہ جو شخص چاہی سو تردید قول اُس دہریہ کی کرے

پنجم انصاف آنست کہ چون بادشاہ دنیا و آخرت محمد را میدانی وزرای او را بجای خود باید شناخت وصی او را بجای خود باید دانست و فرزندان او را بجای خود باید شناخت و اہل بیتین نا سمجھی پاک باشی —

راقم حروف — عجب و زر اہین کہ سلطنت سی خود وصی و ابن عم و داماد بادشاہ کو خارج کر دیا مگر کیا کیجئی کہ اس وصی و جانشین برحق نے اس سلطنت وزرا کو بمجبوری قبول کر کے جائز رکھا الراقم

خلافت کو نہین گر مان لیتی ہ تو کیا کرتی	کہ انکا ظلم سہنی کو بنا سارا گھرانا ہے
اُسی ہیبت سے تو ہم بہی مان لیتی ہین خلافت کو	ہوا اسلام شائع واقف اس سی کہ زمانہ ہے

ششم ابو حنیفہ را سوال کردند از پیوستگان پیغمبر کہ کدام فاضلتر است گفت از پیران صدیق و فاروق و از جوانان عثمان و علی و از زنان عائشہ و از دختران فاطمہ —

راقم حروف — یہ قول ابو حنیفہ کا محض خبط و لغو ہی اسواسطی کہ حضرت عثمان کو بذیل جوانان کے شامل حضرت علی کے کر دینا کچھ معنی نہین رکھتا ہی اسواسطی کہ حضرت عثمان باعتبار سن کے تو حضرت عمر سے بہی بڑی تھے اور بذکر زنان کے ذکر حضرت عائشہ کا بی معنی ہی اسواسطی کہ آسیہ زوجہ فرعون و مریم مادر مسیح و خدیجہ زوجہ اولی اور فاطمہ دختر چار عورتون کو سیدۃ النسا کا لقب دیا گیا ہی اور اسمین کچھ ذکر حضرت عائشہ کا

نہین ہے۔ دوم یہ کہ سبب تالیف اس کتاب حد تحقیق کا یہ ہوا کہ ہم لوگ بقانیون مین دونون مذہب کے لوگ سنی و شیعہ ایک ساتھ رہتی چلی آتے ہین اور آپسمین شادی بیاہ بھی جاری ہے اور محبت و تعظیم اہلبیت ورد زبان ہے اور دہ امام مین فریقین ہمداستان ہین تا اینکہ مولانا احمدی صاحب مرحوم پھلواری محشی میرزاہد ملا جلال وغیرہ کے خود اپنی سر پر گھڑا شربت کا لیکر کے عشرہ محرم مین امام باڑہ تک لاتے تھے اور انکی مرثیہ کا ایک شعر مفصلہ ذیل ہے کہ جو ایک آیت قرآنی کو نظم کیا ہے ثم اقررتم وانتم تشھدون ثم انتم ھؤلاء تقتلون یعنی تس پیچھے تم لوگون نے اقرار کیا اور تم لوگ گواہ ہو تب پھر تم لوگ انہین لوگون کو قتل کرتے ہو اور حضرت شاہ ابو الحسن صاحب فرد سجادہ نشین پھلواری کی ایک مرثیہ بھی انکی کتاب کلیات فرد مین موجود ہے اور شعر مفصلہ ذیل بھی انکا ہے

یا علی لیست کہ او بندہ احسان تو نیست	بندہ نسبت کہ اندر خط فرمان تو نیست

اور جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب پھلواری مصنف کتاب عمدۃ المجالس و اقعات کربلا کی بفضلہ تعالی اسوقت تک اسی اعتقاد قدیم پر حی و قائم ہین مگر بالفعل گل دیگر شگفت کا مضمون پیدا ہوا کہ بزور خیالی علم کے روایات ابن تیمیہ وغیرہ کو استدلال کر کے توہین و تنقیص شان علی مین اہتمام تام کیا گیا اور اشعار مفصلہ ذیل سے جناب مولوی سید نور الحسن خانصاحب بہادر صدر الصدور شاہ آباد کے اس خرخشہ تازہ کا حال کچھ کچھ ظاہر ہوتا ہے۔

الٰہی این چہ غوغا صبح و شام است	سواد پٹنہ گویا ارض شام است
یکی را در بیان فضل شیخین	بتوہین علی صد اہتمام است
معاذ اللہ ازین بے راہ رفتن	علی مرتضے آخر امام است

اور آخر یہ نوبت پہونچی کہ بحث تفضیل الشیخین من کل الوجوہ و من بعض الوجوہ کی شروع
ہوگئی اور فصل صفدری و مصابیح الظلام وغیرہ انواع تحریرات از طرف جناب
سید نجم الدین حسن صاحب قبلہ یادر ہے کہ جاری و از طرف فریق ثانی انکی تحریر یا ی اور ایک کتاب
بڑی شور و زور سی باسم اسوۂ حسنہ کی مخالفت علی مین مرتب ہوئی اور بدست مخالفان
علی کے دست بدست پہونچی اور یہ بات زبان زد ہوئی کہ اسوۂ حسنہ تمام احادیث
سی معمور ہی اور لوگونکی اعتقاد مین بہت فساد شروع ہوا تو ہمکو ضرور معلوم ہوا کہ
اصل تحقیق مذہب سنی کی خود قران و حدیث و تواریخ سی کیجای اور احادیث
موضوعہ وغیر موضوعہ کا فرق دکھلایا جای اور ہمنی اس کتاب اسوۂ حسنہ وغیرہ کو
ابتک قصداً نہین دیکھا ہی تاکہ اس ہماری تحریر مین غصہ و نفسانیت کو کچھ شمول نہو اور
ہماری تحقیق مین تفضیل الشیخین ایک جعلی و بی بنیاد بات ہی کہ کسی صحابہ کو ساتھ حضرت علی کے
کچھ مقابلہ نہین ہی کہ حدیث مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہی اور ہم کیا بیان کرین
کہ اس فساد عقیدہ سی کیا کیا آفات و بی برکتی پٹنہ و قصبہ پھلواری کو خوار و خارستان
کر رہی ہی خدا کرے کہ وہان کے لوگ بدستور سابق براہ راست پر آجائین مصرعہ
بہار آئی الٰہی چمن پری ہو جای ۔ سوم یہ کہ یہ کتاب ہماری اگرچہ مخالف سنیان
معاویہ شاہی کے ہی تو اسی طرح کچھ مخالف شیعہ کے بھی ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ یہ
سنیان اس کتاب سی بنظر جنگ احد کے تمامتر فرار کرتے ہین اور شیعہ لوگ بفحوای
خذ ما صفا و دع ما کدر کے بڑی رغبت سی اس کتاب کو ملاحظہ کرتے ہین
اور ہمکو امید ہی کہ علمای شیعہ کی جہان جہان کہ ہمکو انسی اختلاف ہوا ہی تردید ہمارے
رای کی لکھینگے مگر سنیان معاویہ شاہی سے کچھ امید اس بات کی نہین ہوتی ہے
اسواسطی کہ سنیون کو عموماً کتاب پڑھنے سے نفرت ہی اور ایکبارگی جاہل لٹھ

ہوگئی ہین چہارم یہ کہ اگر مباحث مذہبی فریقین کی ہزار حصہ کی فرض ہون تو یقینا اسمین سے معلومات ہماری دس حصہ تک بھی نہین ہونگی اور سمین سے ایک حصہ بھی ہم لکھ نہین سکی ورہمنی صرف بقدر ضرورت پر اکتفا کیا اگر در خانہ کس است یک حرف بس است پنجم یہ کہ مذہب و مسلک طریقہ صوفیہ صافیہ کا بہت پاک صاف ہی کہ یہ لوگ یاد الٰہی و محبت رسول و خاندان رسول مین مصروف ہین اور تمام جھگڑا و فساد کو متکلمین پر چھوڑ دیا جای حافظ

حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو ٭ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا

ششم یہ کہ چند تاریخین اس کتاب کی قابل ذکر کے ہین

	مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۱	حامد تحقیق مبشر سبستی ۱۲۹۴	سال ابتدای تالیف	خود مولف کتاب ہذا
۲	افضال صفدری ۱۲۹۶	سال اختتام کتاب	خود مولف
۳	ہدایت الطریق و باب الانصاف و التحقیق ۱۲۹۵ھ	سال وصول کتاب	جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب حسینی بھاگلپوری

اور واضح ہو کہ ہدایت کی حرف تا کا تاریخ لیا گیا ہی اسواسطی کہ یہ حرف تا بجائے ہای ہوز کی ہی اور یہ تاریخ جناب موصوف کی تقریظ عربی مندرجۂ فصل ۸ مین مندرج ہی

	مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۴	کیا خوب ہی ابا شیخ ارم ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب اور یہ تاریخ فصل ۸ مین مندرج ہے
۵	مرحبا غالب ہو ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب یہ تاریخ فصل ۸ مین مندرج ہی
۶	منقبت حیدر کرار کی ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید مہدی حسین صاحب
۷	زہی ذو الفقار علی ولی ۱۲۹۵	سال اختتام کتاب	جناب سید مظفر علی صاحب بلگرامی متخلص بمجنون یہ تاریخ فصل ۹ مین ہی
۸	ممیز حق و باطل کتاب با دخطاب ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید محمد حسین صاحب متخلص بندرت فصل ۹ مین ہی

۹ لکھا کتاب بلا ریب سبیل نجات ۱۰ ختم گردید واہ گفت سروش	سال وصول کتاب سال وصول کتاب	ایضا فصل ۹ مین ہر ایضا

اور علاوہ تاریخہای مذکور الصدر مندرجہ کتاب ہذا کی جو قصائد و اشعار تاریخیہ کہ حاصل مین وصول ہوی ہین حسب ذیل ہین — اول

از جناب مولوی سید نثار حسین صاحب ساکن موضع پالی ضلع گیا کہ جو ہماری قرابت مین ہین اور ممتاز و عالم و طبیب بہی ہین

یہ آل عبا کی مناقب مین ہر	فضائل مین ہر اور مصائب مین ہر
جناب وحید زمان نے لکھا	رسالہ یہ حال مذاہب مین ہر
سراپا ہر انصاف طبع وحید	وہ مقبول درگاہ واہب مین ہر
بنزد جہان علم و دین وحید	نہین ریب اُنکی مراتب مین ہر
نہ کیونکر پسند جہان ہو کتاب	ائمہ کے فضل و مناقب مین ہر
لکھی مین نے تاریخ ختم کتاب	یہ تحقیق باب مشارب مین ہر

۱۲ ۹۵

دوم از جناب ایضا

واہ وا باب اصول دین مین	مولوی صاحب نے کی تدقیق خوب
از سپے تاریخ اغاز کتاب	شور ہر لکھا حد تحقیق خوب

۱۲ ۹۴

سوم از جناب ایضا

چکایا دین کا صدر الصدور نے جھگڑا	تو منصفان زمان کو بہت پسند آیا
لکھی ہر مین نے یہ ختم کتاب کی تاریخ	عجیب فیصلۂ شرع صدر اعلی کا

۱۲ ۹۵

چہارم از جناب ایضا

ایمان کی دی ہر داد جواز اونی دلا	جن و بشر ملک نے انہین مرحبا کہا

تاریخ ابتدای رسالہ کی فکر تھی	آئی ندای غیب کہ مرغوب دل ہوا
	۱۲ ۹۴

پنجم از جناب ایضاً

بتحقیق مذہب مین انشا ہوا	رسالہ بلاغت مین یکتا ہوا
تواریخ مین یہ رسالہ ہی خوب	نہایت باعجاز انشا ہوا
ہوئی خوب تلخیص علم کلام	خلاصہ حدیثون کا اچھا ہوا
کہا مین نے تاریخ کا مادہ	یہ لب تواریخ زیبا ہوا
	۱۲ ۹۴

ششم از جناب ایضاً

جناب سید لوی صاحب نے وکھلائی رہ دین ہی	ہر اک بات ہی فیض انسی وہ دین مین جو کہ بین ہی
نہی ہادی نہی عالم نہی منصف نہ ہی جواد	عجب وہ ذات بابرکات وبا انصاف تمکین ہی
رسالہ یہ ہی تحقیق وبستان بلاغت ہی	گلستان فصاحت ہی کہ سحبان اس سی گلچین ہی
ہوا ختم رسالہ جب تو مین نی مادہ ڈھونڈھا	صدا ہاتف سی یہ آئی چراغ جادہ دین ہی

ہفتم یہ کہ شکر و ہزاران شکر خداوند تعالی کو ہی کہ بتصدق و برکت روح پاک نبی و علی اوصی کے یہ کتاب مجھہ ایسی قلیل البضاعت آدمی سی انجام کو پہونچی اور امید ہی کہ ہمنی اس کتاب مین اپنی جانتی کوئی تجاوز و تفاوت نہین کیا ہوگا ہان اسقدر قصور البتہ کہ بہت حالات سی نسبت حضرت عائشہ و خلفای ثلثہ و طلحہ و زبیر وغیرہ کے بالقصد اکثر جگہ چشم پوشی کی کہ بلاحظہ تمام حالات و کیفیات نیک و بد اُن لوگونکی اور از روی آیت ان الحسنات یذھبن السیات کے سب نیک و بد کو مجرا مجرائی کر کے یہ لوگ بھی اپنی اپنی طور پر اچھے لوگ معلوم ہوے اور شیخین کا اندر قبہ مزار نبی صلعم کے دفن ہونا گو کسی ذریعہ سی ہو خصوصاً باعث ادب کا ہی اور بال کی کھال شرم سی ہم کھینچ نہین سکے اور خطوط مین جناب مولوی سید محمد صاحب اگرہ و جناب سید عطا علی صاحب بریلی رئیس

اور اشعار و اقوال مین جناب مولوی سید نثار حسین صاحب وغیرہ کی جو کچھ شکایت ایجاز
و اختصار کی نسبت ہماری ہی سو یہ شکایت اُن لوگونکی بیوجہ نہین ہی بہ حال یار خدایا
جو کچھ تجاوز و تفاوت یا کوتاہی قلم تیری نظر مین ناپسندیدہ ہو تو اسکو اپنی خداوندی سے
معاف کر اور اصلاح ہماری قصورونکی بذریعہ کسی اپنی بندہ کے کرادی ہشتم یہ کہ

المنت منّد کہ نیازم بہ نسب نیست ؛ اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را

ہمارا کچھ قصد نہین تہا کہ اس کتاب مذہبی مین کچھ حسب و نسب اپنا جتاوین کہ ہم بہت
پشتون سی اس اضلاع پٹنہ و گیا کی رہنی والی ہین اور کچھ حاجت نام لینی فلان ابن
فلان کی نہین ہی اور علاوہ اسکی سعادت یا شقاوت ہر شخص کی جدا جدا ہی اور
نسب کو کچھ دخل نہین ہی شعر

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ؛ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

مگر ہمنی دیکہا کہ یہ کتاب دور دور تک پہونچی اور یہ نصیب ہمارا ہوا کہ فرمائش دو نسخونکی
اس کتاب کی کربلای معلی سے آئی مصرعہ بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس است
پس قیاس چاہتا ہی کہ صوبجات دور دور کے خوانندگان اس کتاب کو ایک
تجسس اسبات کا بہی پیدا ہوگا کہ مولف اس کتاب کا کون شخص ہی سو رفع انتظار
کرنا اس امر کا بہی مناسب معلوم ہوا اور علاوہ اسکی ہر شخص کو شوق اس بات کا ایک
امر طبیعی ہی کہ نام و نشان اسکا بذریعہ اولاد و احفاد اسکی جاری ہی اور بلند نامی سے
ایک شخص کے سربلندی اسکی قرابت داران کی بہی ہوتی ہی غرض ضرور ہوا کہ کچھ کچھ حال
ہمارے آبا و اجداد و قرابت داران کا لکہا جای کہ اس ذریعہ سی ایک امید اشاعت عام
اس کتاب کی درمیان قرابت داران کے بہی ہوتی ہی سو حال ہماری خاندان کا یہ ہی
کہ ہمارا خاندان کوئی خاندان نامی گرامی نواب رئیس وغیرہ کا نہین ہی بلکہ ہم سب صرف

دہاتی لوگ ہین اور ہمنی اپنی باپ کو فخر نسب مین کہتی ہوئی سُنا ہی کہ علم و فقر و عدم
اسباب پردہ پوشی نسب کے ہین سو ہماری نسب آبائی مین کوئی شخص عالم یا مخدوم
و پیر فقیر نہین ہوا ہی مگر اسی حالت ظاہری توسط یا غربت مین ابتدا سی سید کہلاتے
آئے ہین سو حسب فرمودہ اپنی باپ کی یہ بات ہم دیکھتے ہین کہ ہماری نسب آبائی مین
فی الواقع کوئی شخص عالم نہین گذرا ہی اور جسقدر مزارات اولیاء اللہ مقامات اجمیر
دیکھو چھپرہ و بہار و منیر وغیرہ کے ہندوستان مین ہین سو ہمکو کسی صاحب مزار سی دعوی
سلسلۂ نسبی کا نہین ہی مگر یہ دعوی البتہ کہ تمام قرابت داران ہمارے سادات
کہلاتی ہین - خلاصہ یہ ہی کہ جد اعلیٰ ہماری سید فیروز نسل سے سید ابو الفرح واسطے
کی اس ملک مین آئے کہ اس وسی ہم اپنی باپ کیطرف سی زیدیہ ہین اور ہماری باپ
سید امداد علی ابن سید امام علی ابن سید بقیت اللہ ابن سید احمد اللہ ساکن کراے
پرسرای چار کوس ہی جانب جنوب فتوحہ اسٹیشن ضلع پٹنہ کے تھے اور پیدایش
انکی سنہ ۱۲۰۴ ہجری کے تھے کہ کسی شاعر نے اسوقت کی ایک قصیدۂ مبارکباد پیدایش کا
انکی بحضور سید مردان علی نانا انکی جو کہ عامل پرگنات بھوجپور وغیرہ ضلع شاہ اباد
کی تھے پیش کرکے مادہ پیدایش ہماری باپ کا لفظ چراغ کو قرار دیا تھا کہ جس سے
بارہ سو چار نکلتا ہی اور انتقال ہماری باپ کا بتاریخ چہارم شوال سنہ ۱۲۸۰ ہجری سے
مطابق ۱۳ - مارچ سنہ ۱۸۶۴ء کے ہوا کہ برعایت اسی لفظ چراغ مادہ پیدایش کے
ایک شاعر نے مادہ انتقال کا چراغ دین بود کو قرار دیکر کے نظم کیا ہی اور منجملہ مادہ ہای
تاریخ انتقال ایک لفظی تا ہفت لفظی کے جو کہ ۱۲ھ اوپر سنگ مزار انکی کندہ ہین یہہ
یہ ایک مادہ چار لفظی کا ہمکو بہت پسند ہی دخل الجنۃ بامداد علی
اور کل عمر ہماری باپ کی پچہتر ۷۵ برس کی ہوگی اور ہماری باپ سید امداد علی ۱۲

بعہدہ صدر اعلی ضلع سارن کے مقرر تھے کہ بعد ۳۳ تینتیس برس خدمت سرکاری کے یکم مارچ ۱۸۴۵ء سی پنشن لیکے ۱۹ انیس برس تیرہ روز تک زندہ رہی اور ہماری باپ نے اپنی فیصلجات وغیرہ مین کبھو خطاب خان بہادر کو استعمال نہین کیا اور اعتقاد تولاے اہلبیت وو آزدہ امام مین راقم حروف سی بھی زیادہ تر راسخ تھے اور ہماری دادا سید امداد علی اور پر دادا سید بقیت اللہ صراحۃً اور بی تاویل شیعی تھے مگر تبرا وغیرہ کا کچھ ذکر ان لوگونکی پاس نہین تھا اور ہماری تمام قرابت دادھیالی سُنی و شیعہ سے معمور ہی اور دونون فریق سنی و شیعہ ہماری قرابت کے آپس مین ملی جُلی ہوئی ہین اور تعزیہ داری وغیرہ مین باخود ہا کچھ فرق و امتیاز نہین ہی اور ہماری پر دادا سید بقیۃ اللہ تحصیلدار مقام باڑہ ضلع پٹنہ کے تھے اور اُسی عہدہ مین انتقال کیا اور سال انتقال اُنکا ہمکو معلوم نہین ہی اور ہماری دادا سید امام علی عہدہ تحصیلداری مین مقام کوئلور ضلع شاہ آباد کے مقرر ہوے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ ایک ہندو زمیندار نی کہ جسکے ذمہ کچھ مالگذاری سرکار باقی تھی ہماری دادا سی یہ کہا کہ فلان عرصہ تک وہ زمیندار مالگذاری کو بیباق کر دیگا اور اُس مدت تک حضرت مولی مشکلکشا علی کو ضامن دیتا ہی سو ہماری دادا نے اس نام کے سنتے ہی اُسی وقت اُس زمیندار کو رہائی دیدی اور جب وہ وقت موعود قریب پہونچا تو وہ زمیندار اطراف ڈہری گھاٹ سی دریائے سون مین کشتی پر سوار ہو کر کے بطرف کلکتہ کے چلا اور اتفاق یہ ہوا کہ عین وز وعدہ کو وہ کشتی مقابل کوئلور کے پہونچی اور اُس زمیندار نے چاہا کہ وہ کشتی پورب کنارہ ہو کر کے آگے کو بڑھے مگر ایک باد مخالف ایسی چلی کہ وہ کشتی چار ناچار پچھم کنارہ نیچی کوئلور کے آگئی اور ایک ہندو پیادہ نے تحصیلداری کے جو اُسوقت اتفاقاً کنارہ پر تھا اُس زمیندار کو پہچانا اور فوراً تحصیلدار مین اطلاع کی اور تحصیلداری سے

لوگ آئی اور اُس زمیندار کو پکڑ کے لیگئے اور تمام مالگذاری وصول و بیباق ہو گئی
مگر حاکم وقت نی یہ حکم لکھوا کر کے عہدہ سی ہماری دادا کو معزول کر دیا کہ یہ تحصیلدار
ایک بیوقوف آدمی معلوم ہوتا ہی کہ ایک شخص مردہ کی ضامنی پر باقیدار سرکار کو چھوڑ دیا
اور ہمنی اس قصہ کو بدین نظر قلم بند کیا ہی کہ اس قصہ سی اعتقاد و یقین کا درجہ ہمارے
دادا کا ساتھہ حضرت مولی علی علیہ السلام کے ظاہر ہوتا ہی اور ہمارے دادا کا یہ ایک
امر التزامی تہا کہ بغیر مہمان کے اکیلے کبھو نہین کہاتی تھے۔ اور منگرا و سہراب دو
چھوکرے گھر کے تھے کہ اگر کوئی مہمان نہین رہا تو گانون سی باہر جاکر کے اور راستہ پر سے
یہ بات کہکر کے کہ میان واسطی مہمان کی بلاتے ہین مہمان لی آتے تھے اور جب کوئی مہمان
نہین ملا تو ہماری دادا ہماری باپ یا ہماری منجھلے چچا سید اشہد علی کو بلا کر کے
اور انکو مہمان بناکر کے کہانا کھاتے تھے اور نام مولی علے کا ہر وقت ورد زبان انکا
تہا اور انکی ایک دعا دائمی یہ تھی کہ یا اللہ یا مولی علی ہم کو اور ہماری آل اولاد کو کبھو
محتاج مت کر سو یہ ایک عجیب بات ہی کہ خدا کی فضل سے اسوقت تک کوئی آل یا اولاد
انکی محتاج نہین ہی اور انتقال ہماری دادا کا سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین ہوا اور سید علی احمد و سید
علی قاسم پسران اشہد علی ہماری منجھلی چچا کی اور سید عبد الکریم و سید اصغر حسین پسران
سید ارشاد علی ہماری سنجھلے چچا کی موجود ہین اور سید افتخار علی ہماری چھوٹے چچا کو
بیٹیونکی طرف سی کچھہ اولاد ہین مگر انکو بیٹا کوئی نہین ہوا اور ہماری چھوٹی چچا باسم
بودھو میان کی اور بڑی آدمی سخی مرد اور دلیر تھے اور مادہ انکی انتقال کا غازی مرد
ہی کہ جس سے ۱۲۶۱ ہجری نکلتا ہی اور ہمنی او پر بیان کیا کہ ہماری باپ کی جانب کوئی شخص عالم
یا فقیر صاحب مزار نہین گذرا ہی مگر ہماری مانکی طرف نشان دو عالم کا ملتا ہی ایک شاہ سید محمد دایم
رحمۃ اللہ علیہ ہماری مان کے دادا کہ دہلی مین تحصیل علم ظاہری سے فرصت کر کی اور

حضرت شاہ مظہر جان جانان یا حضرت شاہ [illegible] یا کسی دوسری بزرگ سے استفاضہ
باطنی کرکے تارک الدنیا ہوئی اور [illegible] سنہ ہجری کی [illegible] انتقال کیا اور ان سے [illegible] علاوہ
وکرامات بہت ظاہر ہوئی دوم ملا سید محمد سعد ابن ملا سید [illegible] کی [illegible] ایک موضع
سرہیدہ ضلع گیا مین سکونت پذیر ہوئی اور سید [illegible] باد شاہ دہلی کی طرف سی
ملی اور یہ ملا سعد استاد شاہ جہان دہلی کے اور انکا [illegible] بھائی سید محمد [illegible] سعد خان
وزیر السلطنت تھی اور دہلی کی طرف سی وکیل مطلق ہوکرکے روم کی باد شاہ کے
پاس گئی تھے اور دہلی مین انتقال کرکے لاش انکی آٹھ روز مین سرہیدہ مین آکرکے دفن
ہوئی اور ایک مسجد بھی انکی سرہیدہ مین انکی قریب [illegible] کہ دریای پھلگون مین واقع
ہوگئی ہی اور ابتک قائم ہی اور [illegible] خان پسر میر محمد زمخ ابن ملا سعد یعنی
بھتیجی حاجی [illegible] سید [illegible] خان کی ہمو [illegible] دار [illegible] کے تھے کہ اولاد انکی بذریعہ میر نصیر الدین
وغیرہ کے ابتک مقام نوشہرہ قریب [illegible] شکوہ آباد کے ضلع مین پوری اور خاص
مقام اٹاوا مین [illegible] راقم [illegible] وقت کو بعض ان قرابت داران سی ملاقات ہی
اور مقام اٹاوا مین سید عظمت علی صاحب [illegible] دار و مختار کار معززہ اٹاوا انی ہماری
دعوت بڑی تکلف سی کی تھی اور یہ سب لوگ شیعی مذہب ہین اور اس ملا سعد کے
ایک بیٹا محمد فرخ اور انکا بیٹا محمد فاضل ساکن تھیانوان ضلع گیا کی تھے اور محمد فاضل
کی بیٹا سید ابو الـ [illegible] عالی اور انکی بیٹا سید فضل المصطفے اور انکی بیٹی مسماۃ اقلیمہ اور
انکی بیٹی مسماۃ حیاتن ہماری ماں تھین کہ اس روسے ہماری ماں کی نانا سید فضل المصطفے
کی دادا سید فرخ اور انکی دادا ملا سعد تھی اور جناب حاجی سید اسماعیل علی صاحب
[illegible] اعظم پٹنہ محلہ کو [illegible] کے اولاد سے ملا سید پیر محمد ایک پسر ملا سعد کی ہین
اور ہماری ماں کے آبائی جد اعلی سید محمد عرب خنگ سوار تھی کہ جو اس ملک مین آکرکے

اور قطعہ تاریخ انتقال انکا جناب مستطاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی سے
عربی مین حسب ذیل ہے

اذ فرید الدین لاقی ربہ	من خیار الناس ال الفاطمہ
رمت تاریخا لتلک الواقعہ	قال قلبی نیل حسن الخاتمہ

اور خدا کی فضل سے سید لطف الرحمن اکلوتا بیٹا ہماری منجھلی بہائی موصوف کا خیریت
سے موجود ہے اور اپنی زمینداری کا کام کرتا ہے اور سید نجم الدین صاحب برادر کلان
اور راقم حروف کو متعدد پسران و دختران موجود ہین اور سید قطب الدین پسر
اکبر بڑی بہائی کا جو ایک داماد ہمارا ہے بعہدۂ سب ڈپوٹی کلکٹر کے مقرر ہے اور سید
محی الدین پسر دوم انکا سررشتہ انگریزی محکمہ فوجداری مین نوکر ہے اور سید امداد امام
پسر اکبر ہمارا مدرس عربی پٹنہ کالج کا ہے اور اشعار اسکی مناقب علی مرتضی مین اندر فصل
۸۷ کتاب ہذا کی منقول ہین اور سید فضل امام پسر دوم ہمارا ایک کمشنر منجملہ کمشنران مینوسپل
کمیٹی شہر پٹنہ کے مقرر ہوا ہے اور ہماری ماں کو تین برادران تھے سید لطف علی و سید رحمت علی
و سید شجاعت علی اور منجملہ انکی سید راحت علی منجھلے ماموں ہماری ایک بڑی نامور و سخی مرد
اور فیاض آدمی تھے اور انکی قبر پر مادہ انتقال انکا حسب ذیل کندہ ہے۔
بود سید جنتی راحت علی ۞ اور پسر اکبر انکی سید محمد کاظم تھی کہ سنہ ۱۲۸۵ھ مین بایام
نوجوانی اپنی اندر عمر پچیس برس کے غازیپور مین لاولد انتقال کیا اور پسر دوم سید
راحت علی کے سید عبدالحی منیجر کورٹ آف وارڈس ضلع شاہ آباد کے اور رئیس وقت کا م
نیورہ کے بفضلہ تعالی حی و قائم ہین اور انکا بیٹا سید عبدالحمید ایک لائق لڑکا نکلا ہے
اور حال مین شادی اسکی ساتھ دختر سید امداد امام پسر کلان ہماری یعنی ساتھ پوتی
ہماری کے ہوئی ہے اور سید لطف علی و سید شجاعت علی بڑی اور چھوٹی ماموں ہمارے

لاولد گذر گئی اور سید فرزند علی پسر سید کرامت علی از بطن مسماۃ واسعن ایک خالہ ہمارے ایک شخص ازبس لائق وذی شعور تھے اور بعد انجام عہدہ سررشتہ داری عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد بعہدۂ وکالت درجہ اعلی ضلع سارن کے بہت نام ونشان و عزت وآبرو سی سفر تھی کہ بتاریخ ۲۷ جمادی الاول ۱۲۹۰؁ہجری مطابق ۲۳ جولائی ۱۸۷۳؁ع کی بعمر اندر پچاس برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انتقال انکا جناب سید مہدی حسین صاحب خنا ہماری قرابت دار سے حسب ذیل کیا خوب ہی۔ بفرزند علی جنت عطا شد۔ ۱۲۹۰ھ اور سید فخر الدین پسر اکبر سید فرزند علی مرحوم کا عربی و فارسی و انگریزی مین ازبس لائق ہی کہ ذکر اُسکا اس کتاب مین اندر فصل ۴۸۹ کے ہو چکا ہی اور سید فخر الدین کا ایک خواب بہت عجیب ہی کہ اُسنی محرم گذشتہ کی نوین تاریخ کو رات کی وقت خواب مین دیکھا کہ جیسی ایک شخص نے اس فخر الدین کو کہا کہ ایک شخص غریب بہت جاڑا کہاتا ہی سو اپنی کمل کو جو برف لانے کے واسطی ہی سو اگر وہ کمل اُسکو دوگے تو تمکو بہت ہی زیادہ آرام ملیگا غرض جب فخر الدین اُسوقت جاگا تو ایک آواز سُنی گئی کہ جیسے باہر مین کوئی شخص کچھ کہہ رہا ہی آخر فخر الدین اپنی خلوت کی مکان سی صدر زنانہ مین اور وہانسے دروازہ کھول کر باہر کمرہ کے صحن مین آیا اور صدر دروازہ کہولا کر کے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک ہندو فقیر صرف ایک لنگوٹی پہنے ہوئے جاڑی سے ٹھٹھرا رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ امام صاحب کمل دو تب فخر الدین جلدی سے پھر آیا اور توشک خانہ سی اُس کمل کو نکلوایا کہ جو گرمی کے دن مین واسطی برف لانے کے مقرر تھی اور اُس کمل کو لیکے اُس ہندو فقیر کو اوڑھا دیا اور وہ ہندو فقیر وہانسے اُٹھ کر کے وہ کمل اوڑھی ہوئے امام باڑہ کے چبوترہ کی پاس آکر کے اور اُس چبوترہ سی بطور سجدہ شکر کے سر اپنا

[illegible] رہا اور آخر جب دن ہوا تو فخر الدین نے
کہا [illegible] کہ دلوا دی غرض کیا شان ہے حضرت امام حسین علیہ السلام
[illegible] ایک ہندو فقیر کے سوال کو بھی رد نہیں کیا اور اب حال عقیدت فخر الدین کا یہ ہے
[illegible] خاص امام باڑہ کو کچھ اینٹ وغیرہ سے باہتمام خاص اپنی درست کرا رہا ہے خدا مبارک
کرے آمین - اور سید نصیر الدین پسر دوم برادر مرحوم کا عہدہ سب ڈپٹی کلکٹری کے
منتظر [illegible] ہے اور سید شرف الدین پسر خورد انکا شہر لندن ملک انگلینڈ میں واسطے
حاصل کرنے درجہ بارسٹری یعنی وکالت کی قانون روم وغیرہ پڑھتا ہے اور سید عبد الوہاب
برادر دوم سید فرزند علی مرحوم اور سررشتہ دار محکمہ صدر الصدور شاہ آباد کی ایک بڑے
سخی و فیاض آدمی تھے کہ بتاریخ نہم جمادی الاول ۱۲۷۹ھ ہجری مطابق ۴ نومبر ۱۸۶۲ء
بعمر اندر ۵۳ برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انکا حسب ذیل ہے -
یا الہی داخل جنت بود عبد الوہاب - اور سید ظہیر الدین پسر سید عبد الوہاب مرحوم
کا انگریزی و عربی و فارسی میں بہت لائق ہے اور امتحان وکالت درجہ اعلی ضلع کا
ہائی کورٹ الہ آباد میں طے کر کے داخل وکلای عدالت ضلع غازی پور کا ہوا ہے اور
سید عبد الکریم برادر سوم سید فرزند علی کا جو بجای سید عبد الوہاب بھائی اپنی کے
سررشتہ دار صدر الصدوری شاہ آباد کا مقرر ہوا تھا اندر عمر تیس برس کی بتاریخ
۱۰ صفر ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۲۷ جولائی ۱۸۶۳ء کی لاولد انتقال کیا اور سید محمد اسمعیل
برادر چہارم سید فرزند علی مرحوم کا سررشتہ دار منصفی شہر پٹنہ کا ہے اور داماد ہمارے
بڑے بھائی سید محمد نجم الدین صاحب کا ہے اور سید محمد حسین صاحب پسر اکبر سید
کبیر حسین مرحوم ایک مختار کار نامی مقام کلکتہ کا بیاہ جو ساتھ دختر کلان سید رحمت علی
چھوٹے ماموں ہمارے کے ہوا ہے سو یہ ایک بہت لائق ہیں اور مسلک تصوف انکا

اور نسبت اہلبیت ایک خاندانی بات انکی ہے اور انکی باپ سید کبیر حسین صاحب جو ایک
مختار کار مقرب سرکار مہاراجہ ستر جیت سنگہ بہادر راجہ مقام ٹکاری ضلع گیا کی تھے
سو شعر مفصلہ ذیل مہاراجہ موصوف بعد عمر ہشتاد سال کا قابل نقل کرنیکی معلوم ہوا

زنسیان خودم خورسندمی باشم کہ در پیری ؛ بیادم میدہد کمتر ز ایام جوانیہا

اور ایک خالہ ہماری مسماۃ فصیحن زوجہ سید بضاعت علی کی ۱۲۷۹ھ ہجری مین وقت نماز
صبح کے عین سجدہ مین جانماز پہ انتقال کیا اور اس جانماز پر سے مردہ اُٹھائی گئین
اور انکو تین پسران تھے ایک سید محمد صدیق مرحوم محافظ دفتر عدالت دیوانی شہر
پٹنہ کے تھے کہ جو ۱۲۷۴ھ ہجری مین لاولد انتقال کیا اور بہت نیک و ممدوح عام تھے
دوم سید محمد یحییٰ منصف مقام بہار ضلع گیا کی تھے اور انکی جان کثرت عبادت و ریاضت
سے گئی کہ رات دن مین صرف ایک ٹکرہ جو کی روٹی کا کچھ ساگ کی ساتھ کہاتی تھے اور
سرکاری کام سے فراغت کرکے روزہ داری و شب بیداری مین رہتی تھے اور ۱۲۷۴ھ
ہجری مین لاولد انتقال کیا اور مادۂ انتقال نکار اقم حروف سے حسب ذیل ہے۔ داوغم و درد داد
سوم سید محمد عمر کہ اپنی زمینداری کا کام کرتے ہین اور افسوس یہ ہے کہ انکو بھی کوئی اولاد ۱۲۷۴ ہجری
اسوقت تک نہین ہے اور پیدایش راقم حروف کی بتاریخ ۱۳۔ صفر ۱۲۳۴ھ ہجری مطابق
۱۲۔ دسمبر ۱۸۱۸ء عرکی ہوئی تھی کہ اس وجہ سے نام تاریخی ہمارا اظہر حسین ہے شعر

وای نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا ؛ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا
۱۲۳۴ ہجری

نہم یہ کہ اندنون بسبب کثرت تقریبات شادی وغیرہ کی رقعجات نوید مختلف طور کی دیکھی
گئی سو اب تعصب کا حال یہ ہے کہ ایک رقعہ مین ذکر نکاح امّ المومنین کا حمد مین اور ذکر
نکاح سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بعد اسکی نعت مین تھا اور عبارت نکاح ام المومنین
کی اسطرح پر تھی کہ ام المومنین را در مجلس ملائک علی رؤس الاشہاد در عقد داد

سو اگر اس ام المومنین سی حضرت عائشہ مراد ہوان تو نکاح انکا معمولی طور پر ہوا تہا
کہ یہ نکاح مجلس ملائک کا حضرت زینب سی متعلق ہی نہ حضرت عائشہ سی اور چونکہ حضرت
عائشہ سی کوئی اولاد نہین ہوئی اسی واسطے ذکر انکی نکاح کا رقعجات شادی مین دستور نہین
ہی اور اسی واسطے ذی القعدہ مین جو نکاح حضرت عائشہ کا ہوا تہا سو اس مہینہ کو
خالی کا مہینہ کہتے ہین اور اس مہینہ مین نکاح سی پرہیز کرتے ہین اور قریب
اس رقعہ کے بعض دیگر رقعجات اہل تسنن مین بہی کچہ کچہ بوی تعصب سنیت کی
بطرز جدید دیکہی گئی شعر

نہ ہر تخم نوع شکن و لب بشکایت مکشا ∴ کہ شکایت ز فلک شیوۂ عام است اینجا

مگر چند رقعجات منجملہ دیگر رقعجات اہل تشیع کی ہمکو نہایت درجہ پسند اور قابل نقل کے
معلوم ہوئی ایک رقعہ نوید سید ولایت علی خانصاحب سی آئی ای کا کہ نظم اسکا جناب
مولوی سید نور الحسن صاحب استاد نوشہ سی بہت لطیف و بلیغ طور پر مرتب ہوا ہی
اور اون اشعار پر جو نہایت درجہ انتخابی مضمون کے ہین نشان حرف ص کا دیا گیا
دوم رقعہ نوید سید واعظ حسین ساکن موضع پالی ضلع گیا کا کہ حمد و نعت اسکا بذکر
آیت تطہیر اور فقرہ اما بعد اخف الکونین المتمسک بالثقلین السید واعظ حسین کا
ہمکو پسند ہوا اور ذکر رسم کدوری کا بہت پسند ہوا کہ قدیم طریقہ عام ہلوگون کا یہی ہی
اور سید واعظ حسین ہماری قرابت کی آدمی ہین سوم رقعہ نوید جناب راجہ سید
غضنفر حسین ورا سید باقر حسین تعلقداران اکبرپور علاقہ اودہ کا کہ بہت سادہ
طور پر بعبارت الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین
وعلی آلہ وعترتہ الطاہرین کے ہی اور ایمان وحب اہلبیت سے خبر دیتا ہے

نقل رقعہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زهی حمد آن پادشاه مجید | که نه حجلهٔ آسمان آفرید
صدف را گهر بحر را موج داد | بهر فرد از فضل خود زوج داد
رسولم گل بوستان خلیل | جلیل و جمیل و شکیل و عقیل
بر آن خسرو نه محل صد درود | که در پرده حق راز با او کشود
سرور دلش حضرت فاطمه | خدا کرد عصمت برو خاتمه
وصیش بتوقیر از جمله بیش | که بنهاد بر پشت او پای خویش
خوشا رفعت و شان آن شهسوار | نبیؐ داد دختر خدا ذوالفقار
علی راز دار خدا و رسل | علی کاشف سر هر جزو و کل
حسن رنگ افزای باغ جهان | ازو گشت سرسبز کون و مکان
وحید زمان سرور مشرقین | شهنشاه عالم امام حسین
به نسلش همه مهر تابان شدند | عیان نه امامان ذیشان شدند
پس از حمد و نعت خدا و نبیؐ | دهد مژدهٔ نو ولایت علی
بگلشن نسیم بهاری وزید | گل و لاله در بوستان بر دمید
درینوقت از فرط عیش و سرور | رسانم نویدی به نزدیک و دور
گل گلشنم سرو بستان من | سرور دلم راحت جان من
چو شد لفظ الطاف ضم با حسین | شده منجلی نام آن نور عین
بسان خضر باد عمرش دراز | معین شده عقد آن سرفراز
ز افراط افضال رب غفور | نمودم بنا بزمهای سرور
بتاریخهای سعید و نکو | که در ذیل ثبت است تصریح او

چو صاحبان مسرت ببخند	بآن رقعه ها عزت افزا شوند
همراه نوشته رقعه از کرم	بشان و شکوه و جاه زنشم
ز اشفاق یاران نوازند	کنم شادمانی شوم سرفراز

نقل رقعه دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله العلي الكبير والصلوة على رسوله البشير واهل بيته الذين نزل فيهم آية التطهير اما بعد اخفض الكونين المتمسك بالثقلين السيد اعظم حسين نوبی یا

اعطاه الله سعادة الدارين بخدمت عالی درجت بزرگان ذیشان ومحبان خجالت نشان چنین ملتمس است که درین زمان مسعود و آوان محمود که دل و جان به قسمه سنجیها مشغول لیل ونهار و بیک صبا مژده رسان آمدها است بصلاح بزرگان والا تبار وبرادران عالی وقار چنان رو تعیین آورده که بتاریخ دوم روز جمعه شهر جمادی الاول رسم سایه بندی و بتاریخ سوم روز شنبه نیاز کندوری و سامان ارباب نشاط و بتاریخ چهارم روز یکشنبه روانگی بارات قوت افزای بصر سعید دو سرا سید حیدر رضا طال الله حیاته و ضاعف درجاته بمقام پالی قرار یافته امید که گرمی هنگامهٔ نشاط را از قدوم میمنت لزوم نور علی نور ساخته رونق دو بالا بخشند و السلام بالاکرام

زیاده ناطقه آرزومند گفتار است و باصره متمنی دیدار

امید کرم هست بخورشید ستمهارا ۞ شاهان چه عجب گر بنوازند گدارا

العاقبة بالعافية

نقل رقعه سوم جانب راجه سید غضنفر حسین و راجه سید باقر حسین صاحبان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد سيد المرسلين وعلى آله وعترته الطاهرين

اما بعد دریں ایام میمنت انجام کہ الطاف حضرت آفریدگار شامل حال و کافل امانی و آمال است غلغلۂ آمد فصل بہاری در گنبد دوار پیچیدہ و زمزمۂ عیش و طرب از فرش زمین تا عرش بریں رسیدہ ترانۂ مسرت و انبساط از کام و زبانہا در جوش و مرغان چمن ہر سو محو الحان و بیہ خروش

گلہا و بہار فوج در فوج	مرغان و ترانہ موج در موج
روی سمن و بہار شمشاد	از شام و سحر نمیدہد یاد
نظارۂ آب و رنگ گلہا	بے جام و سبو نشاط افزا

بتقریب تسمیہ و مکتب نشینی و نیز غسل صحت از رسم مسنون اختتان نونہال چمن اقبال تازہ سرو حدیقۂ آمال برخوردار کامگار قرۃ العین سید ابوجعفر صانہ اللہ عن کل شین بمقام ۔۔۔تو پور انعقاد بزم نشاط قرار گرفتہ و تاریخ پنجم و ششم شہر ربیع الثانی یوم شنبہ و یکشنبہ زیب تعین پذیرفتہ چشمداشت از حضرت روسار عالیشان و اعزہ و الا دودمان و احباب خلت نشان چنان است کہ بتاریخ معینہ یا قبل ازان بقدوم بہار لزوم خود بزم نشاط را زیب و بہار بخشند و محفل انبساط را رنگین فرمودہ گل منت و افتخار بر فرق نیاز گذار گذارند

فقط و ہم یہ کہ ایک تشبیہ مذہب اہلسنت معاویہ شاہی اور مذہب شیعہ اور مسلک تصوف کی ہماری خیال مین یہ ہی کہ مذہب سنی تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا مثل ایک بت سنگین دل کی ہی کہ جو ہاتھ پانون اور آنکھ ناک اور منھ اسکا خوب حدیث وغیرہ سی خراش تراش کرکے ایک خوبصورت آدمی کا نقشہ بنالیا ہی مگر اسمین بسبب نہونے محبت اہلبیت کی کچھ جان نہین ہی اور جیسا کہ مسلمان بادشاہون کی وقت کا کسی کی ناک کسیکا منھ کسیکا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہی سو اسطرحسی مسئلہ سنیون کا کمتر صحیح ثابت ہوگا اور آیت سورۂ مریم اذ قال لابیہ یا ابت لم تعبد ما لا یسمع

ولا یغنی عنک شیئا کی یاد آتی ہی یعنی ابراہیم نی کہا اپنی باپ کو کہ
ای باپ میری تو کسواسطی عبادت کرتا ہی اسکو کہ جو نہ سنتا ہی اور نہ دیکھتا ہی
اور نہیں دفع کریگا تجہکو کسی شی سی ۔ ان سنیونکی حضور مین ہماری عرض یہ ہی کہ
معاویہ وغیرہ لیا کا آلودگی مناسب ہی کہ قبل مرنیکی اندر لوائی محبت حیدری کی چلی آی
کہ خدا و پیغمبر آپ سی راضی ہون اور شفاعت مولی علی اور آب حوض کوثر کا آپکو
نصیب ہو اور مذہب شیعہ کا بہی ایک پتھر ہی مگر وہ پتھر ایک ہیرا کوہ نور کوہ طور
کا ہی کہ جو خزانہ پادشاہی کی چیز ہی یعنی کہ مذہب شیعہ کا تمام تر تابع قرآن و حدیث
ثقلین کا ہی اور ارکان نماز وغیرہ کی خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
مروی ہین مگر بسبب تبرا وغیرہ کی یہ ہیرا کسیقدر گرد آلودہ ہوگیا ہی اور مسلک تصوف
کا بہی ایک ہیرا ہی کہ جو کوہ نور کوہ طور کے برابر تو نہین ہی مگر بوجہ استغراق یاد
الہی و محبت اہلبیت کی یہ چہوٹا ہیرا وہ ہی کہ جو خلعت شاہی مین سر کی کلغی مین جڑا
ہوا ملتا ہی **یازدہم** یہ کہ اگر ہمکو سنی کہا جای تو ہم سنی بی تعصب ہین یعنی فضائل
وولای اہلبیت مین شیعہ سی کچہہ کم نہین ہین اور اگر ہمکو شیعہ کہا جای تو ہم شیعہ بی تقیہ
و بی تبرا ہین اور محبت دوازدہ امام کی ہم خدا سی چاہتی ہین کہ آخر وقت تک اور
قبر مین اور حشر مین ہماری ساتھ رہی **دوازدہم** یہ کہ بوقت دعوی باغ فدک کے
حضرت ابوبکر و حضرت عائشہ نی یہ حدیث بیان کی کہ الانبیاء لم یرث ولم یورث
یعنی کہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوئی اور نہ کوئی انکا وارث ہوا اور حضرت عمر خوب
آمین اللہ مین اس حدیث کی ہمداستان ہوئی اور حضرت فاطمہ اس بہانہ سی محروم
کی گئین سو یہ حدیث صراحۃ ساختہ و موضوع ہی اسواسطی کہ یہ حدیث صریح خلاف
آیت قرآنی وورث سلیمان داؤد کی ہی اور علاوہ اسکی حضرت پیغمبر جو

کم سنی مین یتیم ہوئی تھے سو چند شتر انکی حصہ کے حوالہ ابوطالب انکی چچا اور ولی کی گئی
اور ہر گاہ حضرت رسول کو پیغمبری بعمر چالیس سال کے ہوئی تو بوقت مرنے عبداللہ
انکی باپ کی لوگون کو کیا اطلاع ہو سکتی تھی کہ یہ لڑکا آخر کو نبی ہوگا کہ بقصور احتمال نبی ہو نیکے
حضرت رسول اپنی حصہ داری متروکہ پدری سے محروم کیئے جاتی سو مضمون فقرہ اول
نہین وارث ہونیکا محض بی بنیاد ثابت ہی اور اسی واسطی اگر اس حدیث مین صرف
اوپر فقرہ دوم کے اکتفا کیا جاتا تو انکو اختیار و قابو تھا کہ اس حیلہ سی حضرت فاطمہ کو
محروم کرتے اور ہم پوچھتی ہین کہ کیا حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب و سلیمان و داؤد
وغیرہ انبیا اپنی وراثت آبائی سے بعذر انبیا ہونیکے محروم کیئے گئے تھے اور یہ بات
نہین ہی بلکہ توریت و دیگر کتب عہد عتیق سی ثابت ہی کہ ان سب انبیا نی اپنی جائداد
موروثی پر قبضہ پایا تھا اور انھی انبیا دیر حکومت بیت المقدس و فلسطین و کنعان
وغیرہ کی حسب وعدہ الہی کے یکے بعد دیگرے انکی نسل بنی اسرائیل مین ہوتی چلی آئی
اور کیا قصور انبیا کا ہی کہ ہم عوام لوگ وراثت پاوین اور وارثان انبیا کی محروم
رہین یہان صفات ذاتی انبیا اور تمام عوام و خواص کے البتہ ایسی ہوتے ہین کہ انمین
وراثت کو کچھ دخل نہین ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ حضرت علی کو اصل وراثت صفات
نبوت کی بھی ملی تھی اور اسیواسطی اب آرزو یہ ہی کہ ایک شرح اردو اشعار عربی
دیوان مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب غالب علی کل غالب کی بھی لکھی جای تاکہ
رفعت و جلالت شان انکی ظاہر ہو اور تمام سلوکات خلفای ثلثہ تا عباسیہ کے اور
انکی نسل کی اسطرح پر ہوی کہ جیسے پیغمبر خدا کلالہ یعنی محض لاوارث مرے ہون مگر عجیب
قدرت خدا کی ہی کہ دوازدہ امام سی یہ گھر ہمیشہ کو آباد رہا اور معاویہ و یزید کلالہ ہوگئی
حسب آیت ان شانئک ھو الابتر کے کہ کوئی شخص ہونا اپنا نسل معاویہ و یزید سی

قبول نہین کرتا ہی اور چند صاحبان معزز کی ہی ایک فرمایش خاص یہ تھی کہ ہم کو بھی
کتاب بطور یادگار ... تحریر کیجئے ... اتفاقاً تعمیل اس فرمایش کی بوجہ تحریر ہمین رسالہ
جات تحقیق کے ہوگئی مگر غرض یہ ہی کہ البتہ یہ کتاب داخل طبع انکی نہو گی اور نہ بانی حال
انکی یہ بات کہہ سکتی ہی کہ صلاح زمانہ ... باشد بہرحال واسطی تسکین خاطر ہماری اسیقدر بس
ہی کہ بسیاری صاحبان علم و شعور نی فریق شیعہ کے قدردانی اس کتاب کی ہماری
حوصلہ سی بھی زیادہ تر کی —

نقل خط جناب راجہ سید غضنفر حسین صاحب تعلقہ دار اکبرپور ملک اودھ

جناب السید السند و الجید المستند البحر القمقام و الحبر الہمام علامۃ الزمان فہامۃ الدوران
صدر الصدور محاکم الدینیہ و الشرعیہ آمر الامور معالم الاصلیۃ و الفرعیۃ اللوذعی الالمعی
و المولوی اللیلمعی منطقہ کرہ تدقیق نقطہ دائرہ تحقیق فاصل بین الحق و الباطل فاضل
عین الصدق و الکامل وحید الدہر فرید العصر ادام اللہ العالمین جلالہ و مد علی اہل العلوم ظلالہ
مدحتی کہ نفحات سوابق نیاز و اخلاص مشام جان اخوان الصفا را معطر و خدمتی کہ نفوحات
روائق خلوص و اختصاص دماغ دل ارباب صدق و وفا را متضرر دار و بجناب ... فیع
و صدر رفیع کہ مجمع مقبلان روزگار و مرجع صاحبدلان اخیار ست ہدیہ می فرستد و بامید
استجابت در منظر تصور کرامت منظر خادمانہ می الیتدع گر قبول افتد زہی عز و شرف
آثار متقاطر اقلام گوہربار و انوار جواہر کلام درر نثار طلیعۂ جنود سعود حجۃ الزمانی ذریعہ
وفود سعود دولت جاودانی غیوم ماطرہ برنظر قحط سالی و غمام متقاطرہ مانا بہمت عالی
اعنی کتابات عطریۃ الرقوم و خطابات مسکیۃ الرسوم اعذب من الفرات و الکوثر
و اطیب من المسک و العنبر محتوی بفتوحات فائحات کریمۂ ذلک الکتاب

لاریب فیہ ہدی للمتقین و منطوی بفیوضات لائحات منطوق ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق
والیقین محلی بزیور اعجاز وارث عالم علم لدنی مسمی بجد تحقیق مشرب حسنی مرۃ بعد اولی
وکرۃ بعد اخری مانند معصرات مستنزلہ باستبشار دورۂ شمس و راسد و سنبلہ و کسیح سحب
ممطرۃ و صحف مطہرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ در اوقات سعیدہ و ساعات حمیدہ نزول
اجلال جاودانی و حلول آمال و امانی مرحمت و ارزانی فرمودہ غرف سرور و سرور
موفورہ ابواب فرح و حبور نامحصور بر روی ارباب عقل و شعور سیما بدیدہ مخلص مہجور
کشودہ ملکہ سواد ہر حرفش گلوی حور را از غرفات قصور بسایر بیوت و دور اہل جنان و
فرادیس معمورۃ النور کالنور من شوامخ الطور بہر نز دیک و دور می نمود یا دامن آمن
اکواب یاقوت و بلور پر از شراب طہور مرکب بمزاج زنجبیل و کافور بر راحات ایادی
حور روشن تر از وجنات حور جلوہ شہود و ظہور می افزود رباعی

اتانی کتاب من المستطاب	کطوبی تطل علی کل باب
فافدی بنفسی لانسانہ	کموسی فداء لفصل الخطاب

الحق حق و لاسے امام بحق وصی مطلق ہمین است کہ از ان سید جلیل جزبیل سلیل
ہمان امام نبیل و حبیب و خلیل و صنو جلیل و صہر جمیل قدوۂ آل ابراہیم الخلیل صلوات
اللہ المقیل النبیل علیہما و علی آبائہما و ابنائہما بر روی کار آمد جزاکم اللہ فی الدنیا
والاخرۃ خیر الجزاء بمحمد و آلہ الی محمد و لو خشن اللہ کہ آن ساعی
شعائر لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی و داعی مشاعر سیجعل لہم
الرحمن ودا مجاری اوقات عمر عزیز شریف را در رفع اختلاف دین ملیف
و ازالہ افتراق سخیف کہ باجماع خفیف اہل سقیف رو دادہ بسر کردند و این دولت
عظمی و نعمت کبری بسعی مشکور و جہد موفور بدست آوردند ہمانا از باقیات صالحات

ونافیات حالحات از زمان ظهور موفور السرور آیہ جلال اللہ و قائم آل اللہ یادگار آن
مدرس حقائق التنزیل بدقائق البیان و موسس مبانی التاویل بمعانی التبیان
خواہد ماند و گم گشتگان تیہ ضلالت و غوایت را باندک غور و فکر بصراط المستقیم ولایت
و منہاج قویم ہدایت خواہد رسانید ع

مرحبا مرحبا جزاک اللہ آفرین آفرین بقاک اللہ

درحقیقت ملا زمان آن کاشف براقع استار اتفاق و اختلاف عارف مواقع
اسرار وفاق و خلاف درطلب حق آل رسول از دلائل و براہین معقول و منقول
کاری نمایان کردہ اند بلکہ حقا ثم حقا کہ برخدا و رسول و زوج بتول احسان فراوان کردہ اند
کہ در کنج ہر فقرہ و گوشہ ہر کلمہ حق نہفتہ را نشان دادہ مانند ید بیضای موسی برکف دست
آوردہ اند گویا در چنین تنہائی و بی نوائی و بی کوسی و بی لوائی رستمانہ و مردانہ
بہ ذوالفقار زبان و نیزہ خامہ مقطوع اللسان بلشکر حق پوشان و سپاہ ناحق کوشان
شکست آوردہ اند ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند ہان پیروان خیبرشکن ہم چنین کنند

الحاصل راقم آثم زبانی ندارد کہ شمہ از مدحت آن بمعرض بیان آرد امید دارد الطاف
کریمانہ و منت گذار اعطاف قدیمانہ آنکہ از عطای بقیہ این عطیہ رضیہ و تحفہ ہنیہ
و ہدیہ مرضیہ بہرہ اندوز سعادت کونین و کامیاب رشادت دارین فرمایند و جرم
تاخیر ارسال رسیدش کہ بوجہ ہجوم افکار سرزدہ بہ کزلک عفو حک نمایند

منظومہ ساقی نامہ لراقمہ

ساقیا سالکین دلکش کو	شاہد نازنین مہوش کو
آن خم عہد خم کجاست بیار	قمقم رشک قم کجاست بیار

لیک چون وعدهٔ خداست چنین | که نیاید زوال دین مبین
بسر صد سن از قضا و قدر | حجت حق پدید ماند اکثر
باز غیبت چنان بخلق آشفت | که رخ حق ز دیدها بنهفت
سال نهصد گذشت در تکرار | خلق با همه گر سر پیکار
سن هجری که حال در کار است | یک هزار و دو صد نود و چار است
تا جناب وحید دین آزاد | حد تحقیق را نمایشش داد
بس این مدت مدید و مزید | سعی مشکور او بخیر رسید
۲۰ اختلاف و خلاف را برداشت | صاف بگرفت و دُرد در انگذاشت
خط بطلان کشید بر بطلان | حق گرفت و نمود و داد نشان
داشت در دل چو حب آل رسول | گشت همدوش با نوال رسول
شد نزول کمک بعزت و جاه | از حضور جناب ظل الله
حجت حق خلیفة الرحمان | قائم و منتظر امام زمان
۲۱ یافت حق را بجیب سینهٔ خویش | یک بیک جلوه اش نمود از پیش
در دلش ماند هیچ شک و نه ریب | بنوشت آنچه یافت از سر غیب
حق همین است آنچه او بنوشت | نیک دریافت و نکو بنوشت
حق و لی دوے بحق باشد | در عدد هم علی بحق باشد
حبذا عالم نکو کردار | که بحق علی کند اقرار
حق بفرمود احمد مختار | نتواند نهفت حق زنهار
باز تعریف حق نمود ادا | کان یعلو و کان لا یعلی
هیچنان اکثرے ز اهل خرد | حق گرفتند و قول باطل رد

مثل اکثر ائمہ سنّی
امر حق را پدید می کردند
می بود در تمام ماہ روان
چون بہر صد شہود اشہاد ست
تاعیان گشت حق بدولت او
بہر تاریخ سال این تصنیف
سعی مشکور باصواب افتاد

۱۲۹۴ھ

شافعی تفتزانی و نسائی
سبّ قوم یزید می کردند
معلن حق محب در ایمان ہٗ
سیزدہ صد بدست آزاد است
بادو ایم بخلق حشمت او
عقل چون کرد فکر در توصیف
حق بکرسی نشستہ زین آزاد

۱۲۹۵ ہجری

بدوحید الدینخان بہادر و آزاد نیور وے

ملتمسہ بست و پنجم شہر ربیع الاخر ۱۲۹۶ ہجری سے مقام اکبرپور ضلع فیض اباد ۱۲۹۵ ہجری

المتمسك بذیل الثقلین الراقم ا لاثم غضنفر حسین

نقل خط جناب سید ریاض الحسن صاحب لکہنوی مدرّس مدرسہ ایمانیہ

جناب مولویصاحب فخر الاواخر والاوائل المتحلی بالفضائل والمتخلی عن الرزائل
محی السنۃ ماحی البدعۃ دامت معالیکم و بورکت ایامکم ولیالیکم۔
بعد اہدای ہدیہ بہیہ سنت سنیہ حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ الاف التحیۃ گذارش ما کہ
ضروریہ اینکہ درین زمانہ کہ کساد بازار علم و انصاف از چار سو ہویدا و فساد آزار
اہل جہل و اعتساف کوبکو پیداست رسالہ شریفہ حد تحقیق کہ از مغتنمات این زمانہ
بلکہ در مراعات سجیہ رغیبہ انصاف و ترک طریقہ نامرضیہ معاندت بخلاف بسان
مولف خود وحید و یگانہ است بنظر قاصر گذشت و تحقیق انیق و تجدید عہد عتیق
موجب انشراح خاطر گشت زہی مولف و خہی مولف کہ قول لی اللہ المتعال
انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال در نظر تحقیق برخوبی و خوش اسلوبی

بارائهم واهوائهم وان کثر وا واما اهل الجماعة فانا ومن اتبعنی وا قلوا واما اهل الفرقة فالمخالفون لی ومن اتبعنی وان کثر وا انتهی

پس باید که سفیان معاویہ شاہی بر کثرت خود مغرور نشوند وبرہمین جادہ ممدوح وسنیت مخبر ممدوح کہ جناب مولف دران وحید اند ایشان ہم بروند خلاصہ چنین کتاب لاجواب در مذہب اہلسنت تا این زمان بنظر فقیر نرسیدہ بلکہ بچشمی ندیدہ و بگوشی نشنیدہ

س

کلا یدرک الواصف المطری خصائصہ   وان یک سابقا فی کل ماوصفا

پس بشرط امکان دو سہ جلد آن بمقداریکہ تا این زمان چھاپ زدہ باشند باین مشتاق نیز حسب نشان خاتمہ لطف فرمایند تا نہما خط نبریم بلکہ بعض مخلص احباب خصوصًا قاری فضل حق صاحب را نیز کہ زیادہ تر از مخلص فریفتہ این اعجوبۂ روزگار وشیفتہ این باغ نوبہار اند درین نعمت شریک خود کنیم و در حالت تعسر یک جلد ہم کافی است و آیندہ ہر قدر کہ مطبوع شدہ باشد بعنایت آن مذاق قند مکرر بخشیدہ باشند ونشان این بی نشان ہمین بس کہ در شہر لکھنو محلہ کٹرہ ابو تراب خان مکان مسکنہ مولوی کمال الدین حسین صاحب رسیدہ نزد فلان برسد و باین طور ہم ممکن کہ در شہر لکھنو محلہ سرای معالیخان در کوٹھی زرد حملو کہ آغائی صاحب مکان مدرسہ ایمانیہ رسیدہ نزد ریاض الحسن مدرس درجہ عربی برسد کہ انشاء اللہ بلا وقت خواہد رسید زیادہ اشتیاق سامی ملازمت برمزید ــ الراقم الاثم عبدہ السید ریاض الحسن النقوی البخاری الاثنی عشری الصفی فوری موطنا واللکھنوی مسکنا والنجفی مدفنا ان شاء اللہ العلی العظیم ۲۹ ۱۲۹۶ھ

نقل خط حکیم مرزا احمد رضا صاحب نبیرہ جناب حکیم مسیح الدولہ بہادر مرحوم لکھنوی ساکن کٹرہ سید حسین خان متصل چوک

شمس فلک علم الیقان بدر کامل نور عرفان سالک مسالک ایمان جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بهادر دامت برکاتکم و لازالت افاداتکم

سلام من خزائن لطف دسنے ؛ علی من عنده روحی وقلبی

مدحاتی که صفا از زلال از ینابیع خاص و خصوص جاری و تحیاتی که مجاری ورود در مشارب صدورش از شوائب تکلف و کدورت تصلف عاری و خالی باشد بالظهر الاسحار بدرگاه دولت آثار مرفوع میگرداند

نسیم صبح سلامم بدوستان برسان ‌‌‌‌‌‌ پیام بلبل بیدل بگلستان برسان
تاگرد جابگوشم آوازهٔ جمالت ‌‌‌‌‌‌ خلوت سرای دل شد جولان گه خیالت

هرچند دیده ظاهر بسعادت لقای انور فائز نگشته اما از استماع اخبار فضل و کمال آن منظور نظرات الطاف ملک متعال که در عرصه غبرا و قبه خضرا زمزمه صدای آن زیور گوش هوش شده مهیج شوق عظیم است ؎

در دیدهٔ جانم چه تو نی مردم دیده ‌‌‌‌‌‌ عالم به تو می بینم و روے تو ندیده

افسانه اشتواق و داستان الم فراق نه بمثابه ایست که اندکی از هزار و قدرے از بسیار بحیز تحریر در آورده ناچار

خامه بشکستیم و لب بستیم از تعداد شوق ‌‌‌‌‌‌ کان نه در تحریر ما گنجد نه در تقریر ما

ﷲ الحمد و المنه که بباعث تالیف و ترسیل کتاب سراپا هدایت الموسوم به جاده تحقیق بشرب سنی اگر غلط نکنم میتوان گفت که فی الواقع نمونه ایست از اسرار الٰهی و رمزیست از رموز خلاق سپیدی و سیاهی که احدی را قابلیت تبلیغ این امور باین نمط بیش حق پوشان عترت سید المرسلین در این زمان و زمین بجز ذات فیض بنیاد آنگرامی مرتبت ممکن نبود غرض اوصافش چندانکه مرقوم کرده شوند از رفعت شانش حجاب

می آید و از علوی پایہ اش آسمان خندد کہ شانش دیگر است لہذا بنظر اکتساب ثواب
نذر و فق تعریف کتاب اکتفا بہ ترقیم این دو تا بیت می نمایم ابیات

نفسی کتاب جاز کل فضیلۃ	وصار لتکمیل البریۃ ضامنا
مولفہ قاید الحق خالصا	بتالیفہ من بعد ما کان کامنا

بہترین ذریعہ رسال نامجات بلکہ امید حصول شرف ملاقات دستیاب شدہ مسرت
عظیم بخشید مرجو از الطاف لایزال آنکہ بہرچہ زود تر نسیم ظہور نور جمال باکمال مندرجہ
برچمین دل وزد تر قب از عنایات حضرت واہب المواہب تعالت اسمائہ و
توالت نعمائہ آنکہ ضیا چشم مشتاق را بمعاینہ غرہ غراو بمشاہدہ جمال جہان آرا
کہ عنوان سعادت و دیباچہ و فاتحہ مراد است بزودی روزی گرداند نقریب مجیب
کتاب والا باحسن اوقات بدست عنایت فرمای بندہ میر سخاوت حسین صاحب
پیش نخیف رسید عظم اللہ اجورکم و رفع اقدرشانکم عنایت فرمودہ بروقت
اختتام کتاب از باقی اجزائش ہم ضرور یاد فرمایند و حسب خواہش بعض احباب
کہ بوذر صفت و سلمان وقار ہستند ضرورت دو نسخہ دیگر نیز ہست بہر نوعیکہ مناسب
باشد یعنی اگر کتاب محتشم الیہ بفروخت ہم ممکن باشد فہو المطلوب والا بفحوای روے
تو نا دیدہ مہمان آمدند آنہم مرحمت فرمایند فقط

الراقم الاثم مرزا احمد رضا نبیرہ جناب حکیم مسیح الدولہ بہادر مرحوم لکھنوی ساکن
کٹرہ سید حسین خان متصل چوک۔

نقل خط جناب نواب سہراب جنگ بہادر

خلف نواب سید مہدیقلیخان بہادر ابن نواب سید کریمقلیخان بہادر ابن نواب سید
منیر الدولہ بہادر از کوٹھی بہکنا پہاڑی شہر عظیم آباد بتحریر وتۃ رحمت و فضیلت

اہلبیت نبوت افتادگان چاه ضلالت را راه ہدایت نمودہ الطاف گستر اجزاکم اللہ خیرا
کلب آستان بوتراب پرستان نجب یکرنگ سہراب جنگ پس تبلیغ ہدیہ سلام مسنون بہ تحیہ
ازلی بمطالب نگارش دہد انیکہ دیدہ نواخت سامان بادہ باران وہم بسبب ملیسر نشدن
اسپ ڈاک از حصول شرف ملاقات آن وحید عصر پا درگل ماندم چشم عفو دارم انشاء اللہ تعالی
اگر حیات مستعار وفا نمود فردا تا ساعت یازدہ بصحبت سراسر افادت ان الطاف گستر
مستفیض خواہم شد باقی بہ سطیر او صاف نسخہ ہدایت خیز و رسالہ حقیقت آمیز آن حق شناس
شفیق کہ فی الحقیقت دین محمدی و مذہب حق را روز بازار تازہ بخشیدہ افتادگان چاہ
ضلالت را راہ ہدایت نمودہ اند اگر بہ ہر سر موئیم ہزار زبان شود یکی از ہزار واندکی
از بسیار شرح دادن نتوانم انشاء اللہ روز بروز اصلاح این حرف نتمانی و استخوان شکنی
از ندا و حضرات آل عبا علیہم السلام خواہند یافت الا تنبیہ این کہ این بندہ آستان
ائمہ ہدی مطالعہ بیحو کتاب مستطاب کردہ رسالہ ہذا سواد حروفش را مثل طلائی چشم بصیرت
کور باطنان توان گفت خالی از عبادت نیست از وقتیکہ آن مصدر الطاف کتاب
مذکور را بمن عطا فرمودہ اند یکدم و یک نفس از دست نگذاشتہ بمطالعہ اش مشغول میباشم
بل دیگر شغلی ندارم وچہ حظہا کہ از مطالعہ اش برنمیدارم وچہ دعاہا کہ بحق آن الطاف گستر
نمیکنم جزاکم اللہ من رب الغفور وسعیہم المشکور بخدا کہ اگر تمامی فرق اسلام فی الجملہ عقل
سلیم داشتہ حق پرست باشند وحق را از باطل وباطل را از حق فرق نمایند این کتاب
مستطاب را از جان ودل عزیز تر دارند وسواد حروفش را سرمہ وار بدیدہ دل کشند
اما حق شناس کو وعقل سلیم کجا فقط والسلام علی من اتبع الہدی سہراب جنگ عفی عنہ روز شنبہ

نقل خط جناب مرزا محمد علی صاحب وکیل آگرہ

عمدۃ الاعاظم والاکابر زبدۃ الاماجد والاعیان مولوی سید وحید الدین خان صاحب

بہادر زاد وشتر فہم - بعد تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم عرض میشود کہ نسخہ حد تحقیق بہ شرف حسنی رسیدہ ممنون فرمود قصور توقف اطلاع رسید نش معاف بفرمایند۔ مشغول بمطالعہ آن بودم و بیروز ختم کردم و حظی بر داشتم - کتابی است کہ اصل حقیقت خلافت و امامت و تشریح و تمیز این ہر دو را برہانی است روشن و جمع تفرقہ صد ہا سال را کہ درین امت مرحومہ واقع شدہ تدبیری احسن خدا توفیق بدہد کہ شیعیان دست از سب صحابہ چنانکہ معمول شانست بردارند و سنیان تاویل خطاء اجتہادی پدر یزید نسپر داختہ اقلا علیہ ما علیہ گفتن روا دارند و بہ عظمت شان حیدری قائل شدہ غیر را برولی و وصی رسول ترجیح ندہند - آری کف لسان نسبت بسب صحابہ کبار بابت مشاجرات و واقعات ناملائم کہ دل و جان رسول حسن و قبیح آنہا را خوب سیدہ اند لازم ہست و اگر واجب نباشد مستحسن بودنش عقلاً و نقلاً بہ اوضح براہین ثابت اعتقاد حقیر اینست کہ بحق خلفاء ثلاثہ مثل امیر المومنین کلام باید کردن و با آنہا باید بودن شکر عطای کتاب موصوف ہرچہ ادا کنم کمتر است و آرزوی حصول بقیہ آن بعد اختتام طبع بشیتر والسلام ۵ مئی ۱۸۷۹ء روز دو شنبہ مطابق ۱۳ رجب ۱۲۹۶ ہجری بمقام آگرہ گذری منصور علیخان رقیمہ بندہ محمد علی وکیل

اور دیگر بسیاری خطوط جناب نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ و جناب مولوی سید سخاوت حسین صاحب لکھنو و محمد امیر باز خان صاحب شملہ و سید عبد الرحیم صاحب سابق وکیل ریاست پٹیالہ و حال مقیم انبالہ و سید لطف علی شاہ صاحب امرتسر و حکیم سید محمد حسن صاحب گیا و جناب مرزا محمد شیرازی صاحب بمبئی وغیرہ کے متضمن قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی آئے ہیں کہ بخوف طوالت کتاب کی وہ سب خطوط نقل نہیں کئے گئے۔

خلاصہ رائی مولف در خاتمہ

نیکی و بدی ہر شخص کی اُسکے اعمال و افعال سے ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ جودس اسقریوطی کا حال ہوا کہ باوصف ہونے یکے از دوازدہ حواریان حضرت مسیح روح اللہ و کلمۃ اللہ کے خود جناب مسیح ممدوح کو طمع دنیوی مین آکرکے گرفتار کرادیا اور عیسائیان لوگ صرف اوپر نقل اُس روایت کی اکتفا کرتے ہین سو اسی طرح پر تفتیش حال نیک و بد ہر صحابہ کی راست راست طور پر ضرور ہی مگر اُس سے زیادہ اپنی طرف سی سب و لعن بڑہانا کچھ ضرور نہین ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ شکایتین مندرجہ اشعار مفصلہ ذیل کی تمامتر بے بنیاد نہین ہین۔

باغ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے	محسن کے تئین شہید کیا اور مکر گئے
مولی علی پہ ظلم کیا اور مکر گئے	حضرت حسن کو زہر دیا اور مکر گئے
محشر مین یہ صدا ہی سدا شور و شین کی	ایسا نہو کہ مکرین شہادت حسین کی

پس ہماری عرض یہ ہی کہ اگر سنیان معاویہ شاہی کو کچھ بھی پروا روح پاک حضرت نبی کی ہو تو ان سب حالات کو غور اور تحقیق کرنا چاہئی کہ یہ سب حالات کسقدر صحیح اور درست ہین یا کہ تمام بی بنیاد ہین

شکر کہ این نامہ بپایان رسید	پیشتر از عمر بسامان رسید

صحیفہ کاملہ

[illegible] ول بلا اول کان قبلہ	والآخر بلا آخر یکون بعدہ

قد تمّ الکتاب

فہرست فصول کتاب تحقیق مشرب سُنی